

هذا كتاب من كتب الشيخ وهو من تأليف الشيخ الفاضل الميرزا محمد باقر
 صاحب المصنفات المشهورة في الفقه والحديث والعلوم الشرعية
 وهو من كتب التي كانت في دار الكتب في طهران
 في محل خزانة دار الكتب في طهران
 المكتوب في سنة ١٢٠٠

رسالة الامكان

يعني هو الشيخ محمد باقر صاحب المصنفات المشهورة
 في الفقه والحديث والعلوم الشرعية
 وهو من كتب التي كانت في دار الكتب في طهران
 في محل خزانة دار الكتب في طهران
 المكتوب في سنة ١٢٠٠

قلم شکستہ رقم کو ہاتھ میں لیا بقدر فہم و استعداد لکھنا شروع کیا بعض مدت پر
 حق الیقین و رسالہ جزیرہ بیض اخضر و رسالہ زہا ہرالد لاحقہ اول و رسالہ خمسہ
 اصلاح سے اور دیگر کتب عامہ و خاصہ سے بھی جو دستیاب ہو سکیں خوب
 کوکے واسطے مزید صحت و عورے کے بعض بعض مقامات میں بعض بعض مفہوم
 کو ایزا دیا ہے۔ اور اثبات مدعا میں استواری بنا کر اعتقاد کے فی الجملہ
 طوالت کو راہ دیا ہے۔ امید ہے کہ مبصران و قیقدین بنظر حرمت عجم پرشی
 کو کام میں لائیں اور جو غلطی نظر سے گئے ضلالت و فلاح اور جہاں لکھنے یا تیرنے
 میں بمقتضائے ۱۰ لایسان مرکب من الخطاء والنسیان اصل میں
 میں اگر سہوا یا بوجہ عدم لیاقت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہو جس سے اصل ملاحظہ
 اصلی کھو گیا ہو۔ اس کی درستی میں تھوڑی سی زحمت و تکلیف بنظر کار ثلک لکھ
 فرمائیں۔ اور اس عاصی کو ممنون احسان لائے مخصوص فرمائیں بعض تحصیل ثلث و
 نجات عقبے کے لئے یہ بارگراں میں نے سر پر اٹھایا ہے۔ اور منٹے
 شعر

یلوح الخط فی القراطس دھرا

و کتابہ رمیہ فی التراب

اس تحریر کا خیال آیا ہے۔ شاید باقیات الصالحات ہو۔ اور باعث نجات
 ہو۔ اور وقت تحریر اس رسالہ کے مجھے مجمع کحالات صوری و معنوی م
 و ناصر دین محمدی سالک مسالک مذہب حیدری شارع مشارع مثل
 جعفری عین الاعیان رفیع القدر والشان ذوالجد والکرم معدن فضل
 جان شار آل احمد اعنی عمی المعظم جناب السید محمد صاحب رئیس موط
 سیدن پور ضلع جون پور سے تقویٰ و تہذیب و اجانت عطا کرتے

مکملانی ملی۔ جزا ۱۰۰۰۰۰ خیر۔ اور یہ رسالہ موسوم ہے بصرۃ الایمان ہے۔
 زاد الایمان مجتبیٰ برائے صاحبان الیقان ہے۔ نام تاریخی تاریخ آمل مجتبیٰ ہے۔ داتا
 جعفری بنت المائے ہے۔ رحمت جناب باری عوالم سے امید ہے۔ کہ
 مقبول ہو۔ اور بے درجہ شیعہ حاصل ہو۔ اور جو اجر و ثواب اس کی تحریر و تکمیل
 میں لکھے اس وقت سے تا قیام قیامت حاصل ہو۔ وہ سب طرف روح والد
 بزرگوار اس خاکسار بقدر کے عاید اور ان کے اجر و ثواب میں شامل ہو۔ آمین
 یا رب العالمین بحر مہ النبی والہ الطاہرین و ما انا اشیع فی المقصود
 و بد نستعین +

واضح ہو کہ یہ کتاب مثل ہے ایک مقدمہ اور پانچ باب پر۔ اور باب چارم
 میں فصلیں ہیں جس کی تفصیل آئندہ انشاء اللہ مذکور ہوگی۔ اور ملاحظہ سے
 اس کے خاطر اقدس شیعان جہند کرا سرور ہوگی +

مقدمہ

طالبان، خوار ائمہ طاہرین و سالکان مسالک دین پر واضح ہو کہ بھراؤ
 فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة جناب خلاق مطلق عز اسمہ وجل شانہ
 اس دنیا سے ناپائدار کو عبث خلق نہیں فرمایا ہے۔ اور انسان ضعیف البنیان
 کو اس میں رہنے کے لئے بیفائدہ حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ بناد ما خلقت
 الجن و الانس الا لیعبدون مقصود خاص عبادت معبود کون و مکان
 ہے۔ جو باعث نجات آخرت و سبب خلود جنان ہے۔ کیونکہ بقضائے
 الدنیا مزاحمة الآخرة ظاہر ہے۔ کہ جو داند زمین میں بویا جائیگا۔ اسی کا

پھل ملیگا۔ اسی طرح انسان جیسا عمل بجالائیگا۔ ویسا ہی اجر و ثواب پائیگا۔ پس یہ دنیا بے فانی کشت آخرت ہے۔ جائے طاعت و عبادت ہے۔ اور عبادت خدا ممکن نہیں ہے جب تک کہ خدا کو نہ پہچانتے۔ اور اپنے معبود حقیقی کو نہ جانتے۔ بنا براں واجب ہے۔ کہ آفتاب اصول دین کے اقتباس نو کرے۔ کاشان عقل و تمیز کو اس کی ضیاء سے لازوال سے معمور کرے۔ ایمان ایک ایوان بلند پایہ ہے۔ جو قصر مراتب ملائکہ و انبیاء سے ہم سایہ ہے۔ پانچ رکن پر اس کی بنا ہے۔ انہی رکنوں سے قائم و بر پایہ ہے۔ اگر کوئی رکن ٹوٹ کر خراب ہو جائے۔ تو اس ایوان عالیشان کا اعتبار استحکام کھو جائے۔ لہذا پہلے سب امور۔ کہ انسان پر ان کی معرفت لازم ہے جس سے بارگاہ عالی شان دین متین قائم ہے۔ اور ان سب ارکان میں بعد معرفت عاقلانہ توحید و عدل و نبوت کے اقرار امامت ائمہ اثنا عشر علیہم السلام اللہ الاکبر واجب عینی ہے۔ اور بسبب قبول عبادت خدا و نجات عجبے یقینی ہے۔ کیونکہ تمام حدیثوں میں آیا ہے۔ کہ ان کی اطاعت اطاعت خدا و رسول ہے۔ اور ان کی مخالفت مخالفت خدا و رسول ہے۔ بفرض محال اگر کوئی اول دنیا سے آخر دنیا تک اس قدر طویل عمر پائے۔ اور ہمیشہ دنوں کو روزہ رکھے اور راتوں کو شب بیدار رہی کر کے عبادت خدا بجالائے۔ اور بقدر آنکھ جھپکنے کے طاعت خدا سے غافل نہ ہو۔ کسی وقت بیکار و عاقل نہ ہو۔ باوجود اس کے اگر بقدر ذرہ یا کم اس سے بغض اہلبیت اطہار دل میں رکھتا ہو۔ تو وہ منافق و کافر ہے۔ فاسق و فاجر ہے۔ کوئی عبادت اس کی قابل قبول نہیں۔ کوئی عمل اس کا مقبول نہیں۔ ہزار کوشش کرے۔ اس کے کچھ کام نہ آئیگا۔ منہ کے بل جہنم میں جائیگا۔ شہر

پھر کیا ادا صلوة اگرچہ سمیت کی
شرط قبولیت ہے ولا اہلبیت کی

اگرچہ بیان حالات امام و مازدہم مقصود و مطلوب ہے۔ اور جہاں
تک ہو سکے حسب خواہش برادران روحانی و اصدقائے ایمانی وہی ذکر مرغوب
ہے۔ لیکن ہر ایک اصول کو مختص طور پر تحریر کرتا ہوں۔ اور واسطے آگاہی خاص و
عام کے قسطیں کرتا ہوں۔

باب اول

توحید کے بیان میں

اس کا اعتقاد رکھنا چاہئے۔ کہ تمام عالم کا پیدا کرنے والا ایک ہے۔
کوئی اُس کا شریک نہیں ہے۔ ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہیگا۔ اُس کا
شریک و سیم و مثل و مانند نہیں۔ محتاج معین و مددگار کا نہیں ہے۔ سب
چیز تو اُس نے اپنی قدرت و اختیار اور ارادہ سے پیدا کیا ہے۔ ایسا نہیں
ہے۔ کہ جو اُس نے پیدا کیا ہے۔ اب اُس سے زیادہ پیدا نہیں کر سکتا۔
بلکہ جس قدر اُس نے پیدا کیا ہے۔ اسی کے پیدا کرنے میں اُس کی مصلحت
تھی۔ اگر وہ چاہے۔ تو اُس سے دگنا چرگنا بلکہ ہزار گنا پیدا کر سکتا ہے۔
مجبور نہیں ہے۔ اور کسی غرض و احتیاج ذاتی سے ان کی خلقت نہیں
کی ہے۔ بلکہ چونکہ وہ فیاض و جواد و کریم ہے۔ اپنے بندوں کو اُس واسطے

مخلوق کیا ہے۔ کہ اُس کی رحمت وسیع اور شفقت وسیع سے مستفیض و بہرہ مند ہوں۔ اور نعمتیں اور لذتیں اور فائدے سے اشیاء حلال و جائز کے متعلق نام اور متلذذ ہو کر شکر کے پابند ہوں۔ اور وہ سب جگہ حاضر و موجود ہے۔ ہر ایک شے کا فلک الافلاک سے تا تحت الارضے ناظر ہے۔ ہر ایک چیز کو جس جگہ ہو۔ وہ پہچانتا ہے۔ ہر ایک کے نام فی الضمیر کو جانتا ہے۔ سب کو دیکھتا ہے۔ اور اُن کی باتیں سنتا ہے۔ کسی کی آنکھ اُسے دیکھ نہیں سکتی جس شے میں چاہے۔ حروف و اصوات پیدا کر کے کلام کرتا ہے۔ صوفی و ہنود جو اُس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ معاذ اللہ ہر شے میں حلول کرتا ہے۔ اور ہر چیز میں وہ موجود ہے۔ اور جو ادوار ہوتا ہے۔ اُس کی ذات کا جلوہ ہر۔ یہ عقیدہ اُن کا فاسد و داخل کفر ہے۔ ذات اُس کی کسی عرض و جوہر سے مرکب نہیں جسم نہیں رکھتا۔ کسی شے میں حلول یا انتقال نہیں کرتا۔ اُس کے لئے کوئی جہت و مقام نہیں۔ حوادث و عوارض عالم اسباب کی مداخلت کا اُس کی ذات میں نام نہیں۔ مجز و نقص و احتیاج سے مبرا ہے۔ لم یلد و لم یولد کی صفت میں جیتا ہے۔ افعال ناشائستہ سے کارہ و نفور ہے۔ ثواب و ادب و رحیم و غفور ہے۔ صادق و قدیم ہے۔ صالح اور حکیم ہے۔ *

باب دوم عمل کے بیان میں

اس کا اقرار کرنا لازم ہے کہ خدا عامل ہے۔ ظالم نہیں۔ مثل اُس کے

انصاف کرنے والا کوئی حاکم نہیں جو کچھ دنیا و آخرت میں کرتا ہے۔ وہ عدل و حق ہے۔ ظلم و جور سے بری مطلق ہے۔ کسی نفس پر کسی وجہ سے ظلم نہیں کرتا ہے۔ بلا صدمہ و جرم و خطا عقوبت کا بار کسی کے سر پر نہیں دھرتا ہے۔ جو بندہ اُس کی مرضی کے مطابق اعمال خیر و بجا لائے۔ اُس کے خزانہ رحمت سے گم ہر اجر و ثواب پائے۔ ہر شخص کو نیکی کا بدلہ دیتا ہے۔ ظالم سے مظلوم کا انتقام لیتا ہے۔ یہ اُس کا عین انصاف ہے۔ اور کمال الطاف ہے۔ کہ اگر کوئی کافر کوئی کار خیر دنیا میں عمل میں لائے۔ تو ضرور خوانِ شفقت بے پایاں سے اُس کے اسی دنیا میں ماندہ جزا پائے۔ کیونکہ وہ مستحقِ ثوابِ آخرت نہیں ہے۔ اور قابلِ محنت نہیں ہے۔ *

باب سوم

نبوت کے ذکر میں

آیت۔ کان جبل المتین ولایت امیر المؤمنین یہ امر یہی ہے۔ کہ شہر و قریہ میں اور ہر قوم و قبیلہ میں کسی رئیس یا امیر یا حاکم کا ہونا مناسب ہے۔ اور ایسے شخص ذی اختیار کا موجود رہنا واجب ہے۔ کیونکہ کافرانام جس وقت آپس میں نزاع و مخالفت کریں۔ اور امور دنیا و دین میں مخاصمت کریں۔ تو وہ ان کو مادہِ مسست پر لائے۔ موعظِ حسنہ اور نصائحِ دلپذیر سے سمجھائے۔ ان میں جو فتنہ و فساد دوبارہ محالمت و دنیا و دین کے ہو۔ اُسے مٹائے۔

اگر وہ راست وہ نہائیں۔ تو یہی راست و تمہید بمصلحت وقت آغاز کرے۔
 امدود امر جو ان کے لئے اصلاح ہو۔ ہنرمندی وہ ہستی جس طرح سے ممکن ہو
 عمل میں لاکر اصلاح میں ان کا چارہ ساز ہو۔ اور ایسے شخص کا ہونا لطف خدا
 سے ماحولہ موجود رہنا ایسے کسی شخص کا خلاف مصلحت و حکمت کبریا ہے۔
 اب یہی یہ بات کہ اس ذی اختیار شخص کو کافرانہ اپنی تجویز سے مقرر رکھیں
 یا منصوب من اللہ ہو۔ اور وہ غاطی اور عاصی ہو۔ یا محصوم و بیگناہ ہو۔ پس
 اگر اپنی ساری سے کسی کو بیچاریت و شورہ کر کے اچھا سمجھ کے خلاف تجویز کرے۔
 اور وہ = بارگراں اٹھا کے قدم سریر ریاست دنیا و دین پر دھرے۔ تو
 ممکن ہے۔ کہ اس شخص سے تھوڑے ہی دن کے بعد فساد عظیم ظاہر
 ہوں۔ کیونکہ انسان سو و نشیان سے مرکب ہے۔ ایسی حالت میں اس کی
 عقل ایسے درجہ کمال کو کب پہنچ سکتی ہے۔ کہ اول سے آخر تک جمیع اقوال
 و افعال پر اس کے انتباہ ہو۔ اور اس کے جرم امور مخفیہ پر جو اپنے دل میں فساد
 و عیوب و غیرہ سے پوشیدہ رکھتا ہے مطلع و آگاہ ہو۔ اس بحث کو ہم
 انشاء اللہ بحث تقریر امام میں مفصل طور پر عرض کرتے ہیں۔

پس واضح ہو۔ کہ امر ریاست ایک امر عظیم ہے۔ جس کی راہ میں ہر ایک
 قدم پر خوف و ترس ہے۔ لہذا یہ امر عقلاً خدا پر واجب و لازم ہے۔ کیونکہ وہ
 جمیع اشیاء کا عالم ہے۔ علاوہ اس کے اس نے ہر مکلف کو حکم عبادت
 اور ترک معصیت کا دیا ہے۔ و صورت عبادت مستحق ثواب و بجات
 عصیان و خطا قابل عقاب و عذاب کیا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے۔ کہ
 اللہ تعالیٰ عفو شانہ عادل ہے۔ ظالم نہیں ہے۔ اور لطف و رحمت و
 شفقت تمام بندوں پر ظاہر ہے۔ تو فقیہ ہدایت و رہنمائی کرنا اس کا کام ہے۔

پس جب کہ اُس نے اپنے بندوں پر بعض بظرف شفقت ہلاکسی فرض کے یہ فرمان صادر کیا ہے۔ کہ اگر تم سب اس دنیاے فانی میں میری عبادت میں مصروف رہو گے۔ اور اس حکم کی بجا آوری میں تکلیف سہو گے۔ تو ہم تم کو دارِ آخرت میں بہشت اور نعم بہشت سے مسرور کرتے گے۔ اور ہر ایک تمہاری خواہشوں کو منظور کرتے گے۔ اگر میرے حکم میں تمرد و بغاوت کرو گے۔ اور اطاعت میں مخالفت کرو گے۔ تو جہنم میں جگہ پاؤ گے۔ آتشِ عذاب میں جلائے جاؤ گے۔ اور یہ فرمان واجب الاداعان دے کر اُس نے کسی پیشوا کو مقرر نہیں کیا۔ رائے خلائی پر چھوڑ دیا۔ کہ وہ اپنی خواہشوں کے مطابق جس خاطری و گمراہ کو چاہیں مقرر کریں۔ اور ایسی حالت میں خداے تعالیٰ نے عز و شان اپنے بندوں سے مواخذہ ترک عبادت و عمل معصیت پر کرے۔ تو یہ امر قبیح ہے۔ کیونکہ اُس نے کسی رہبر کو نہیں بھیجا۔ کہ وہ راہِ راست بتلاتا اور جائز و ناجائز کو سمجھاتا پس مواخذہ اُن سے داخل ظلم ہے۔ اور قبح و ظلم اُس پر روا نہیں۔ اور کسی طرح عقل سلیم کے نزدیک یہ امر بجا نہیں۔ جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام بحکمِ حضرت خدا میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ من عرف نفسه فقد عرف الله یعنی جس شخص نے اپنے نفس کو پہچان لیا۔ تو وہ خدا کو بھی پہچان لیگا۔ ایسے طور پر اگر کوئی منصف عاقل اپنے ہی حال سے معرفت حاصل کرے۔ اور دیکھے۔ کہ جملہ جوارح جسمانی و اعضائے انسانی آنکھ۔ کان۔ زبان۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ حواس ظاہری و باطنی جب کوئی مشکل آپڑتی ہے یا کوئی نیا امر ایسا واقع ہوتا ہے۔ کہ جس کے ضرر و نفع کی تمیز اُن کو نہیں ہو سکتی ہے۔ تو اُن کو ایسی حالت میں کیا کرنا ہوتا ہے۔ کیا کسی رہبر یا بادی یا

حاکم کے بغیر اُن کا عقدہ لاخل جن میں اُن کو اضطراب ہے حل ہو جاتا ہے۔
 یا کسی کی اغانت و امداد و رہنمائی کی ضرورت پڑتی ہے۔ واضح ہو کہ ایسے
 وقت میں دل کی طرف کہ جو سلطان جسم خاکی انسان ہے۔ رجوع کرنا پڑتا
 ہے۔ اور اس کے منتظر رہتے ہیں کہ دیکھیں۔ دل کیا فیصلہ کرتا ہے۔
 جب دل نے بعد تمیز ضرورت و نفع کے فیصلہ کر دیا۔ تو اُسی پر پھر انسان عمل کرتا
 ہے۔ اب یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ مجوزہ فیصلہ کدہ کون ہے۔ اور کس
 لقب سے پکارا جائیگا۔

پس آگاہ ہونا چاہئے۔ کہ خالق لم یزل اپنی مخلوق ضعیف پر کس وجہ
 میں رؤف و رحیم ہے۔ اُس نے بحال مرحمت یہ نہیں چاہا کہ حالت
 مشکل میں مخلوق اُس کا پریشان ہو۔ اُس کے جسم میں ایک امیر یا بادشاہ
 مقرر کر دیا کہ اُس کے حکم کے مطابق کاربند ہوتا رہے۔ اور ایسے ہی امیر
 یا بادشاہ کو دوسری اصطلاح میں ہادی یا رسول یا امام یا رہبر یا مقتدا الجلت
 ہیں۔

پس جب اُس نے ایک شے ناچیز جسم خاکی کو بلا حاکم کے نہیں چھوڑا۔
 تو یہ کیونکہ ممکن ہے کہ شریعت غزا جس کی پیروی یا مخالفت بہت حصول
 اجر و ثواب یا عقاب و عذاب ہے بلا تعین کسی امیر یا رسول یا امام کے۔
 چھوڑ دی۔ نہیں نہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔

تو اس کی طرف رجوع کیجئے۔ تو معلوم ہو کہ ابتداءً حضرت آدمؑ سے
 تا حضرت عیسیٰؑ جس قدر انبیاء و اوصیاء اور بسلامین قوم بنی اسرائیل میں گزرے۔
 وہ سب حسب تعین جناب باری عز و شاد یکے بعد دیگرے مامور ہو کر اُس کے
 احکام کی تعمیل کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جو شخص مجاور ہی خیمہ قدس کی جس کو

تا بوقت سکینہ بھی کہتے ہیں کرتا تھا۔ اور اس کو کاہن خدا سب کہتے تھے۔ یعنی (امام)۔ وہ بھی منجانب خدا مامور ہوا کرتا تھا۔ لہذا انصب کرنا ایسے شخص کا منجانب خدا ضرورتاً واجب ہے۔ اور یہی شخص منصوب من اللہ تھے۔ یا رسول یا امام تھے۔ نقران کا چند شرط پر مشروط ہے +

شرط اول یہ ہے۔ کہ نبی یا رسول یا امام اہل عمر سے آخر عمر تک محصوم ہوں۔ گناہان کبیرہ و صغیرہ عمداً و سہواً ان سے صادر نہ ہوں۔ اور جو آیات و اخبار ایسی وارد ہیں۔ کہ جن سے شبہ صدور محصیت کا ہوتا ہے۔ وہ ارتکاب مکروہ و ترک اولیٰ پر محمول ہیں۔ چونکہ مرتبہ و قدر و شان ان کی ارفع ہے۔ لہذا امر مکروہ و ترک اولیٰ کو بمقابلہ ان کی منزلت کے محصیت قرار دیا ہے۔ حالانکہ وہ محصیت نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث مشہور میں ہے۔ حسنات الا برار سیئات المقربین۔ اور عامہ جو قایل خطاہ انبیاء کسی غرض و مطلب خاص سے ہیں۔ وہ محض بہتان و افتراء ہے۔ اور اس فعل قبیح کا انبیاء کی طرف منسوب کرنا ناجائز ہے +

شرط دوم یہ ہے۔ کہ ان کے پاس خدا کی جانت کوئی ثبوت و دعویٰ حقیقت نبوت کا ہو۔ اور وہ ثبوت و دعویٰ معجزہ اور لانا معجزہ کا مطابق و موافق کے ہے۔ کیونکہ جو کوئی ایسا دعویٰ عنہم کرے۔ نہ محض اس کے کہنے پر یا ورنہ کرنا چاہئے۔ جب تک کوئی دلیل اس کے پاس نہ ہو مقتضائے مصرعہ

دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہیں

ممکن ہے۔ کہ مدعی ریاست صرف اپنے عروج و اوج و جاہ و جلال کے واسطے اس امر کو ظاہر کرے۔ اور حقیقت میں ایسا نہ ہو۔ اور یہ بات ناجائز ہے۔ کہ

اگر کوئی بادشاہ کسی شخص کو کسی جگہ کا حاکم مقرر کر کے بھیجے۔ تو لازم ہے کہ اس کے پاس کوئی سند شاہی ہو۔ تاکہ رعایا اس سند کو دیکھ کر حاکم کی اطاعت میں مصروف ہو۔ پس نبی و رسول امام کے لئے وہ سند بجزوہ و جبروت کہ خالق عادت انسانیت ہو۔ اور کوئی دوسرا شخص اس کے لئے پرعاجز ہو۔ جیسے مردوں کا زندہ کرنا۔ چاند کو دو ٹکڑے کرنا۔ امور گزشتہ و آئندہ کی خبر دینا۔

شرط سوم یہ ہے کہ نبی و رسول و امام تمام امت سے اعلم و افضل ہوں۔ عقل و فطانت و عفت و شجاعت و کرم و سخاوت و رافت و رحم و مروت و تواضع و نرمی و مدارا و ترک دنیا و رعایت صلحاء و علماء اہل دین اور غیرت میں اکمل ہوں۔

شرط چہارم یہ ہے کہ صفات ذمیرہ مانند بخل و کینہ و حسد و حرص و محبت دنیا و حسب مال و جاہ و رنج خلقی و حین و امرار ضائق و خلق سے منترہ اور پاک ہوں۔

شرط پنجم یہ ہے کہ ان کے نسب میں کوئی عیب نہ ہو۔ یعنی نہ وہ اور نہ ان کے آباؤ اجداد میں کوئی فساد الزنا ہو۔ شریعت القوم ہوں۔ پیشہ بھی ان کا کینوں کا نہ ہو۔ کوئی کام منافی مروت ان سے صادر نہ ہو۔ شرط ششم یہ ہے کہ انبیاء و ائمہ علیہم السلام تمام ملائکہ سے افضل ہوں۔

پس یہ شناخت ان صفتوں کی ہے۔ اس کا مجملہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و ائمہ کے اور علیاً برحق ہیں۔ بعد ان کے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء ابن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف پیغمبر خدا ہیں۔ تمام خلق پر روز قیامت تک خاتم انبیاء و

سید المرسلین و مقتدا جمع انبیاء ہیں۔ اُن کے بعد قیامت تک اب کوئی
 دوسرا پیغمبر مبعوث نہ ہوگا۔ تمام گناہان و عیوب و نقص سے معصوم و مظهر
 ہیں۔ حبیب رب اکبر ہیں۔ اُن کا دین سب پیغمبروں کے دینوں کا سانچہ ہے۔
 حضرت کے معجزات لاتعداد و لا متحصر ہیں۔ سب سے بزرگتر معجزہ قرآن ہے۔ کہ
 قیامت تک اُس کا بقا واجب الازعان ہے۔ ما یبذلک عن اطمینان
 ان ہوا کا وحی ابوحی آپ کے کلام صدق انعام کی توثیق میں وارد ہے۔
 نام نامی و اسم گرامی باعث حصول مرام و مقاصد ہے۔ اُن کی اطاعت
 اطاعت خدا ہے۔ اُن کی معصیت معصیت خدا ہے کبریا ہے۔ جو کوئی
 خلاف حکم کے کرے۔ فاسق و فاجر ہے۔ اور جو کوئی آپ کا ارشاد نہ مانے۔
 کافر ہے۔ جناب آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جتنے رسول
 و نبی و وصی گذرے سب آپ کی رسالت کی خبر دیتے ہیں۔ اور اقرار و ستاد
 نبوت دے کر بہرہ دانی ثواب جزیل سے لیتے ہیں۔ تورات و زبور و انجیل و
 صحف انبیاء میں آپ کی لغت کا مذکور ہے۔ قرآن مجید میں حضرت کی صفت
 اکثر مقام پر سطور ہے۔ تورات کی چند آیتیں جو بطریق پیشینگوئی کی ہیں
 اس مقام پر کتاب کنز المعرفہ مصنف حکیم محمد امجد علی خاں صاحب سے
 تحریر کرتا ہوں۔ اختصاراً بنظر مزید اعتقاد و تسلط تحریر کرتا ہوں:-
 تورات کتاب پنجم باب ۱۸- آیت ۱۵ و ۱۶ میں ہے۔ آیہ اول۔ قائم
 کر یگا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجھ میں سے تیرے بھائیوں میں
 سے۔ مجھ سے اُس کو مانو۔ آیہ دوم۔ اُن کے بھائیوں میں سے تجھ سے قائم
 کر دے گا۔ اور اپنا کلام اُس کے منہ میں دے گا۔ اور جو کچھ میں اُن سے کہوں گا
 وہ اُن سے کہے گا۔

ظاہر ہے کہ قوتِ دل قولِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ قومِ بنی اسرائیل سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ مجھ سانہی تمہارے بھائیوں میں۔۔۔ سے نہ بھیجیگا۔ پس بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔ اور بنی اسرائیل میں کوئی نبی سوائے جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا نہیں ہوا ہے۔ لہذا نبی موعود کا بھی نبی اسماعیل سے ہونا ثابت ہے۔ اور بنی اسرائیل سے ہونا قطعاً ممنوع ہے۔
اور دوسری آیت میں ہے۔ کہ اپنا کلام اُس کے منہ میں دوں گا۔ تمام اہل کتاب کیا یہودی کیا نصرانی اس بات کے قائل ہیں۔ کہ توریت و انجیل و زبور و صحف انبیاء میں وحی کے الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ جو احکام نبیوں پر نازل ہوتے تھے۔ وہ اپنی زبان اور تجاوریہ میں اُن کو جمع کرتے تھے۔ صرف دس احکامِ خدا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے۔ وہ کلامِ خدا سمجھے جاتے ہیں۔ البتہ قرآن شریف اراول تا آخر کلامِ خدا ہے۔ جس کے الفاظ ہمارے پیغمبرِ صلوات کے منہ میں رکھے گئے ہیں۔ یعنی حضرت ہی کو بیانِ مبارک میں کلامِ خدا نازل ہوا۔ اب یہی یہ بات کہ آیتِ اقل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ مجھ سانہی ہوگا۔ اُس کو مانو۔ تو دیکھنا چاہئے۔ کہ وہ کونسا پیغمبر ہے۔ آیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوا ہے یا نہیں۔ پس اس توراۃ میں جو حضرت عزیر علیہ السلام نے قہد بابل کے بعد لکھی ہے۔ اس کی کتاب پنجم بابِ اہمیت۔ اہم قوم ہے۔ پھر نہ قائم ہوا کوئی نبی بنی اسرائیل میں موسیٰ کو مانند۔ جس سے پہچانا اللہ کو ویدو لہذا ثابت ہوا۔ کہ وہ نبی موعود مثل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور تورات کتاب پنجم باب آیت ۲ میں ہے ”خدا سینا سے نکلا۔ اور سعیر سے
 چمکا۔ اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اُس کے دہنے ہاتھ میں شریعت
 روشن لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا۔ اور کتاب حیقوق باب آیت ۳ میں ہے۔
 ”اُمیگا اللہ جنوب سے قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمانوں کو جمال سے
 چھپا دیا۔ اُس کی ستائش سے زمین بھر گئی۔“ ان آیتوں میں کوہ فاران سے خدا
 کا ظاہر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بات بہت اچھی طرح جغرافیہ عرب اور تورات
 کے محاورات کے اور تسلیم و تحقیق علماء یسود و نصاریٰ سے ثابت ہے۔
 کہ کوہ فاران مکہ معظمہ کے پہاڑوں کا نام ہے۔ کتاب اشعیا دہبی کے باب ۲
 آیت ۷ میں ہے۔ ”ایک جوڑی سواروں کی دیکھی۔ ایک سوار گدھی کا۔ اور
 ایک سوار اونٹ کا۔ اور خوب متوجہ ہوا۔“ پس ظاہر ہے۔ کہ پیغمبروں میں سوائے
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی سوار گدھی کا نہیں ہے۔ اور حضرت عیسیٰ
 علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر یروشلم یعنی بیت المقدس میں داخل ہوئے تھے۔
 اور اونٹ کے سوار سے سولے حضرت محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
 کوئی دوسرا مراد نہیں ہے۔ اور حضرت بھی جب داخل مکہ ہوئے تھے۔ تو
 اونٹ ہی پر سوار تھے۔ علاوہ اس کے اور بہت سی پیشینگوئیاں ہیں۔ کہ
 اگر سب کا ذکر کیا جائے۔ تو ایک کتاب ضخیم جدا لگانا نہ وین پائے۔ اقم نے
 بنظر اختصار اسی قدر لکھا ہے جو صاحبان عقل عظیم کو کما حقہ ہے۔ ہاں مجاہد
 و مکارہ کرنے والوں کو اگر اس سے بھی زیادہ نشان دیا جائے۔ نہ سمجھ رہے۔
 راہ راست پر نہ آئیں گے۔ پس کیفیت تو اُس کتاب کی ہے۔ جس کو کتاب
 آسمانی میں شمار کرتے ہیں۔ اب اس امر کا ثابت کرنا ہے۔ کہ ان کتابوں کے
 علاوہ اور بھی کسی ملت کی کتاب میں آپ کا ذکر نہیں ہے۔ یہ نہایت

پس واضح ہو کہ ان کتب آسمانی کے علاوہ منود کے شاستر اور وید میں بھی حضرت مسلم کا ذکر خیر ہے۔ اگرچہ براہمہ اپنے چار ویدوں کو اپنے حسب عقیدہ کتب آسمانی کہتے ہیں۔ اور یہ بھی اُن کا کلام ہے۔ کہ یہ سب وید برمھا کے مکھ یعنی زبان سے نکلے ہیں۔ اور بھاگوت کے بارھویں اسکندہ چھٹے ادھیامیں لکھا ہے۔ کہ بیاس جی نے رگ وید اتھروں وید ججرو وید شیاہ وید اور پُرانوں نے چُن کر چار حصے بنائے ہیں۔ ہم نے اپنی کتابوں میں اب تک ان ویدوں کی اور شاستروں کی نسبت کچھ لکھا ہوا نہیں پایا۔ ہاں اگر کتب مطولہ میں جو ہماری نظروں سے نہیں گذری ہیں کوئی امر تحریر ہو تو ہو۔ بسبب کم علمی وعدم لیاقت کے میرا عبور وہاں تک نہیں ہوا ہے۔ اِلا اس قدر ضرور ہے کہ قبل خلقت آدم علی نبینا وعلیہ التحیۃ والسلام کے تمام زمین پر حکومت اجنہ تھی۔ اور اگر کوئی شریعت بھی اُن میں رہی ہو۔ تو عجب نہیں۔ کیونکہ پہلے ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ خالق کون و مکاں کسی مخلوق کو اپنے پیشوا اور رہبر کے بغیر مطلق العنان و آزادانہ طور پر نہیں چھوڑتا۔ ہاں کتب ہنود سے ثابت ہے۔ کہ برمھا گو کہ آتش تھا۔ مگر سب جنوں سے افضل اور سب کا سردار تھا۔ سوہان جن کا بیٹا تھا و یو اقوام اجنہ میں صاحب شریعت تھا۔ لیکن کتب اہل سنت و جماعت میں بروایت ابن عباس و ابن جریر و دیگر رواۃ کے تصریح کے ساتھ مرقوم ہے۔ جس کا حوالہ مولوی عبد العزیز صاحب محدث لکھنوی نے اپنی کتاب بشارت احمدی میں دیا ہے۔ کتب محولہ میرے پاس موجود نہیں ہیں۔ کہ اُن کو دیکھ کر اطمینان رکھیں۔ لیکن یہ کتاب بشارت احمدی ایک بڑے عالم اہل سنت و جماعت جناب مولوی عبدالحی صاحب کی نظر سے گذر چکی ہے۔ اور جناب ممدوح نے

ملاحظہ فرما کر اپنی حیرت منج کتاب میں ثبوت کی ہے۔ لہذا تو متیق صحبت کے لئے کافی ہے۔ یہ قلیل الاستعداد بخوف طوالت مختصر طور پر اسی کتاب بشارت احمدی سے بطریق خلاصہ لکھتا ہے *

واضح ہو کہ تاریخ ہند میں بیاس جو ہشت کے نوا سے ہیں اور جانشین ہیں۔ لکھتے ہیں کہ سومان ہشت نام ہما دیو کا ہے۔ اور طارنوس ایک شخص دوسرا ہما دیو کے وقت میں تھا۔ جو خدا کی بندگی میں مشغول رہتا تھا۔ اور وقتاً بوقتاً میں بروایت ابن عباس جنوں کے باپ کا نام سومان ہشت اور جان خطاب لکھا ہے۔ اور کتاب حضرت آدم علیہ السلام میں جان کا نام طارنوس ہے۔ جب اُس کے اولاد ہوئی۔ تو خدا نے ایک شریعت اُن کو دی۔ اور اپنی طلبہ داری کا حکم دیا۔ ہشت اور بیاس جو جنات اور عنصری دیوتاؤں کا حال لکھتے ہیں۔ انہوں نے زمانہ کے چار دور ٹھہرائے ہیں *

پہلا ست جگ یعنی سچا زمانہ۔ جو سترہ لاکھ چوبیس ہزار برس کا

تھا * دوسرا ترپتا۔ جو بارہ لاکھ چھیانوے ہزار برس کا تھا *

تیسرا دواپر۔ جو آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار برس کا تھا *

چوتھا کلجگ۔ جو چار لاکھ تیس ہزار برس کا ہے *

اب جاننا چاہئے کہ ہشت کون تھے۔ کتاب پریم اور تھنڈیر

جس میں ہشت کی زبان سے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام اور ہمارے

پیغمبر صلیم کا حال لکھا ہے۔ یہ مرقوم ہے کہ ہشت جنوں کی قوم

میں اور زمین کے پہنے والے فرشتوں میں مٹن تھے۔ اور مٹن بزبان پہنود

پیغام پہنچانے والے کو کہتے ہیں۔ اور ہشت اگرچہ خود کامل تھے۔ مگر

اکثر علم کا فیض حاصل ہوا ہے۔ اور اپنی قوم کو پہنچاتے تھے۔ اور
 حماد کو ابوالحسن یعنی سب جنوں کے باپ کہتے تھے۔ جو اہل التفسیر اور تاریخ
 طبری میں لکھا ہے۔ کہ جنوں کے راہ بتلانے کے لئے کوئی جن پیغمبر ہو کر خدا
 کی طرف سے آتا تھا۔ عجب نہیں کہ یہی بشت من ہوں اور بیا بشت
 کے لئے آتے تھے۔ اور انہوں نے وہی بنا کر چار حصوں میں تقسیم کئے ہیں *
 ۱۔ قصہ سنت جگ کے زمانے میں جو پہلا دورہ تھا۔ نہایت شیش آرام
 سے عم بن بہرہ بنیں۔ اور کوئی مصیبت و سختی و سرج و شدت کسی نے نہیں
 دیکھی۔ یہ دور آگیا۔ سردوں میں نشہ نذاہد دنیاوی کا سرور سے آگیا۔ خدا
 کی عبادت سے غافل ہونے لگے۔ خدا کے احکام بیکار و بے اطل ہونے
 لگے۔ یہاں تک کہ دوسرا دورہ ترپتا کا بھی لگا۔ اندر اور وہ دورہ داتا کا شروع
 ہوا۔ اس وقت تو لوگوں نے بیباکانہ عنایتہ طور پر خدا کے حکم کے برخلاف
 قتل و خونریزی و فسق و فجور و لہو و لعب و امور ناجائز کرنے شروع کئے۔ فعال
 عمل میں لگے۔ راہ حق سے قدم ہٹانے لگے۔ اس وقت حمادیو نے
 جو سومان جن کا بیٹا تھا۔ اور سردار سب جنوں کا تھا۔ اپنی قوم سے کہا کہ
 اگر اپنی بہتری چاہتے ہو۔ تو خدا کی راہ نہ چھوڑو۔ اس سے ہرگز منہ نہ موڑو۔
 نہیں تو بہت پشیمان ہوگی۔ سرگردانی و حیرانی ہوگی۔ مگر وہ سب راہ راست
 پر نہ آئے۔ حمادیو کا کنا بھانہ لٹے۔ بالآخر حمادیو نے ناراض ہو کر ان
 سے یہ کہا کہ ہوشیار رہو۔ کہ دوائے کے آخر زمانہ میں خدا ایک ایسے شخص کو
 پیدا کریگا کہ وہ ساری زمین میں تمہارا نام و نشان نہ رکھیگا۔ اس کے بعد
 حمادیو نے کوہ کیلاس پر گوشہ نشینی اختیار کی۔ کتاب درمنو میں بروایت
 ابن جریر و عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ زمین روس میں ایک پہاڑ

موسوم بہ کوہ کیلاس ہے۔ اُسی پہاڑ پر حماد دیو مح اپنے زویہ ناری کے قوم کو
چھوڑ کر عزت گزین ہوا۔ اور عزرا زیل یعنی ابلیس اُسی قوم جن سے تمہارا وہ
اُسی زمین پر رہ گیا۔ کوہ کیلاس کے نیچے دو شخص ایک سوت دہر سونگ
جو اپنے دین کے عالم تھے مقام نیمکما میں بود بائش رکھتے تھے۔ اس وقت
بشٹ مٹن زیر کوہ خدا کی عبادت میں مشغول تھے۔ ایام ولایت گزینی ہوں
ایک دن پاربتی نے حماد دیو کو خوشش پاکر پوچھا۔ کہ ہم نے کہا تھا۔ کہ جو
بڑا حکمت والا اور بڑا قدرت والا ہے۔ وہ ایک شخص کو پیدا کرے گا۔ جو ہر
دیو دیویوں کو فنا کر کے تمام زمین پر اپنا قبضہ کرے گا۔ پس یہ بتلاؤ۔ کہ وہ شخص
کیونکر پیدا ہوگا۔ حماد دیو نے پاربتی کو ان باتوں کے پوچھنے سے مخالفت کی۔
مگر چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے۔ اور ان کی خاصیت یہ ہے۔ کہ جو
بات منع کر دی جاتی ہے۔ بالظہور اس کے استعمال و افشا پر مصر ہوتی
ہیں۔ اور نا فہمی سے اصل حقیقت کو بے سرو پا محض حیلہ سمجھتی ہیں۔ پاربتی
نے بتلانے کے واسطے اسرار کیا۔ اور یہ کہا۔ کہ اگر نہ بتلاؤ گے۔ تو میں اپنی
جان دے دوں گی۔ حماد دیو کو زور سے زیادہ محبت تھی۔ لاچار ہو کر انہوں
نے کنا شروع کیا۔ بشٹ مٹن کی زبانی سوت اور سونگ سن کر لکھے جاتے
تھے۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ ان اشلوکوں کو لکھوں۔ مگر بوجہ اس کے کہ میں
زبان و علم سنسکرت سے محض نابلد ہوں۔ لہذا خوف طوالت و امتغیر ہے۔
اور قلت وقت و کمی فرصت گلو گیر ہے۔ ورنہ میں اس مقام کو بڑی سبط و
شرح کے ساتھ گوشگزار مومنین والا تبار کرتا۔ اور ہر ایک اشلوک و چہ پائی
دودھا وغیرہ سے گفتار کرتا۔ مگر شتہ نمونہ از خرد اسے تھوڑا سا بطریق مختصر
تحریر کرتا ہوں۔ اور بسبب لاعلمی زبان و علم سنسکرت کے صرف ترجمہ سے

تقریر کرتا ہوں۔ بعض مقام پر خصوصاً اس اشلوک و چند چوپائی واسطے مزید ثبوت حقیقت کے بھی لکھے ہیں۔ اور بعض مقام پر ترجمہ لکھ کر کتاب کا نشان دیا

سے +

واضح ہو کہ جب پاربتی کے اصرار سے ہما دیو لاچار ہوئے۔ تو یوں سرگرم گفتار ہوئے۔ ترجمہ پیشینگوئی ہما دیو۔ اے پاربتی دو اپر کے زمانہ میں عجیب و غریب معاملے ظاہر ہو گئے۔ وہ قادر بر حق جو سبے نزالا ہے۔ نار کو شکم دیگا۔ وہ سن سے یعنی فرشتہ سے جس کا نام شاید بھی کہے۔ کہ زمین پر جا کر ایک مٹھی خاک کی لائے۔ اور اُس خاک کو برہما کے حوالے کرے اور فتح ہو۔ کہ برہما ایک فرشتہ ہے جو خدا کے حکم سے خلقت بنانے پر مامور ہے۔ اور نار دسبھی ہنود کا ایک دیوتا یعنی فرشتہ ہے۔ جو اُس قوم کے کاملہ پرائے تاتھما۔ الفصد ہما دیو نے تمام قصہ پیدائش آدم و سجدہ ملائکہ و نافرمانی ابلیس و نزاع بائیل و قابیل وغیرہ بتصریح بیان کر کے پاربتی سے کہا۔ کہ پیدائش آدم کے بعد جن کا اول نام ونجا ہوگا جب چھ ہزار برس گزریں گے۔ وہ بڑا تار زمین منڈرنی یعنی نگہ میں جو دریا کے کنارے واقع ہے۔ ایک عجیب طرح کا مخلوق آدم کی اولاد سے پیدا کریگا۔ اور جہاں اُس کو پیدا کریگا۔ وہ زمین لایق بشن کے ہوگی۔ لائش کے معنی خدا کے ہیں یعنی وہ جگہ خدا کے لائق ہوگی۔ جس میں اُس کی عبادت کی جائے۔ پاربتی نے پوچھا۔ کہ جس شخص کو اس طرح کی برکت والی زمین میں وہ بڑا قادر پیدا کریگا۔ وہ شخص دیوتا یعنی فرشتہ یا رکھیش یعنی عبادت کرنے والی کے گھر میں یا کس جگہ پیدا ہوگا۔ ہما دیو نے کہا۔ کہ وہ کائنات بھونچہ کے پتہ سے پیدا ہوگا۔ اُس کی وجہ کا نام ساناک رکھیا ہوگا۔ کائنات کے معنی نور و جلال اور

بھونج کے محض مشغول رہنے والا۔ یعنی خدا کے نور و جلال میں وہ مشغول ہوگا۔ اور سانک رکھیا کے محض اعتبار رکھنے والی بڑی سچی۔ دغا و فریب اُس میں نہ ہوگا۔ پھر ہمارے لیے کہا۔ کہ وہ یعنی کانت بھونجیہ اللہ کی پہچان دریا کے برابر رکھتا ہوگا۔ تو اُس سے موتی پیدا ہونگے۔ اور وہ نینوں چرن سیام بیدار رگ دید و حجب و پڑھا ہوگا۔ جو تا بیدار تہ من بیدار لام میم تک پڑھ کے چھوڑ دیگا۔ آگے نہ پڑھیں گے۔ جب سوت اور سونگ نے بٹسٹ سے ہر ایک تک سنا۔ تو پوچھا۔ کہ جب وہ اللہ کی پہچان دریا کے برابر رکھتا ہوگا۔ تو کس لئے خدا کے کلام سے انکار کریگا۔ اور چونکہ بیدار پڑھیں گے بٹسٹ نے جواب دیا۔ کہ جب ہر مھانے چار بیروں کو بتایا۔ اور ست جگ کے لوگوں پر ظاہر کیا۔ اُن کو چاروں بیدار یعنی سمیت سکھد کرتا کہ وہ ایت کی۔ کہ کانت کے زمانہ میں سام وید اور ترپتا کے زمانہ میں رکھ وید اور دوپ کے زمانہ میں حج وید پڑھ کرنا۔ کل جگ کے زمانہ میں مٹی سے خدا انسان کو پیدا کریگا وہ لوگ انہر بن وید پڑھ کر رہیں گے۔ انہر بن وید میں چاروں چرن یعنی چاروں ہیں۔ تین قسم کو آدم اور اُن کے فرزند درجہ بدرجہ پڑھیں گے۔ چوتھی قسم۔ اُس میں سب ویدوں کا مقصد ہے۔ سیدو احمدت کی کوئی سی پڑھیں گے۔ اور اگر کوئی بغیر حکم مہامت پڑھے۔ تو پڑھنے سے کوئی فائدہ نہ اٹھائے گا۔ اس وجہ سے کانت بھونجیہ دینداری کے غلبہ سے چوتھی قسم نہیں پڑھیں گے۔ کیونکہ دوسرے کے لئے امانت ہے۔ (کانت بھونجیہ سے جناب حضرت عبد اللہ مراد ہیں۔ اور سانک رکھیا سے حضرت آمنہ مراد ہیں۔ جیسے آگے جو تصریح اس پیشینگوئی میں ہے۔ صاف ظاہر ہوتا ہے)۔ پھر ہمارے لیے کہا۔ اے پاربتی وہ یعنی کانت بھونجیہ اپنی قوم میں سردار ہو جائیے۔ لوگ

اُس کے دروازے پر آئینگے۔ اور اُس کی تابعہ۔ ی کوئنگے۔ اول اُن ستے تین بیٹے پیدا ہو گئے۔ پرتیب چوتھا بیٹا پیدا ہوگا۔ وہ پیدا کئے ہوؤں سے نہیں ڈریگا۔ (واضح ہو۔ کہ اس مقام پر حضرت عبداللہ سے تین بیٹے کا ہونا لکھا ہے۔ مگر کید جناب رسالت اب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی بھائی کا ہونا لکھا انہیں دیکھا ہے۔ شاید بعد وادت مر گئے ہوں۔ موجود نہ ہے ہوں۔ البتہ تین بھائی پیچھے تھے۔ جن کا ذکر کلکی پران میں ہے۔ جو انشاء اللہ اس کے بعد نہ کور ہوگا)۔ پھر ہمارا دیونے کہا کہ وہ نہایت بہادر سی والا اور اللہ کی پہچان والا ہوگا۔ اور اُس کا نام جہامت ہوگا۔ اُن کی وضع کو دیکھ کر اُن کی ساری قوم کے لوگ حیران رہینگے۔ نئی طرح کا احوال دیکھیں گے۔ وہ پوست جو بدن کے آگے ہوگا۔ وہ اُن میں نہ ہوگا۔ یعنی ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوئیں گے۔ جب دائرہ ارضی اور نو سچھ کے بال نکلیں گے۔ تو سوا سر اور دائرہ ارضی سے کہیں بال کی زیادتی نہ ہوگی۔ اور پوجا جو اُن کی قوم کے لوگ کرتے تھے۔ وہ نہ کریں گے۔ اور اپنی قوم سے کہیں گے۔ کہ مجھ کو اُس قادر و عاقل لائے ایک کی بی بی حکم ہے۔ کہ ایسا سمیٹا پوجا نہ کرو۔ میں سوائے خدا کے نہ صرف رب رب نہیں نماز۔ تم میری تابعداری کرو۔ ان باتوں سے اُن کی ساری قوم اُن سے جدا ہو جائیگی۔ جہاں تک اس پیشینگوئی میں ہمارے دیونے علامات و نشان بیان کئے۔ وہ سب پتے و نشان جناب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں۔ اور اس کی تصدیق بتا سکتی ہیں کہ اب ہونک اور پان سے ہوتی ہے۔ اُس میں میں جی نے لکھا ہے۔ کہ کالیگ میں جہامت پیدا ہونگے۔ اور جہامت کو جن کہیں گے۔ اور مسلمان نہ کریں گے۔ ان کی پہچان یہ ہے۔ کہ سر پر بلی سار کریں گے۔

اُن کے جسم میں سایہ نہ ہوگا۔ اُن کے بدن پر کبھی نہیں بٹھیلی۔ اور زمین کو وہ لپیٹ
 جاویں گے۔ یعنی جب راہ چلیں گے۔ تو مسافت کم ہو جائیگی۔ راہ جلد ختم ہوگی۔
 عورتوں سے صحبت کرتے گے۔ قوت اُن کو بہت ہوگی۔ مذک دنیا کی تلاش نہ ہوگی
 دین کے رواج میں کوشش کریں گے۔ جو کچھ پیدا کریں گے۔ اللہ کی راہ میں سچ
 کریں گے۔ تمام عمر کھانا کم کھائیں گے۔ غرب کا بادشاہ اُن کا دشمن ہوگا۔ وہ
 اللہ کے دوست ہوں گے۔ اور وہ قادر و داناتین ادھیہا پران (یعنی تیس پارہ
 قرآن) اُن پر بھیجے گا۔ جو کوئی اُس کت سے موافق راہ پلے گا۔ وہ اللہ تک پہنچے گا۔
 اُس وقت میں اللہ تک پہنچنے کی دوسری راہ نہ ہوگی۔ اس بیاس جی کے کلام
 سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ جن کے یہ پتے اور نشان ہیں۔ وہ جناب سالت تاب
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، کیونکہ جلی حضرت پر سایہ کرتی تھی۔ لکھی بن نہیں
 بیٹھتی تھی۔ تیس پارہ قرآن حضرت ہی پر نازل ہوا ہے۔ اور دوسری نقتیں
 جو بیاس جی نے بیان کی ہیں یہ وہ سب حضرت ہی میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے
 آگے جو کلام مہادیو کا ہے۔ اُس نے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے۔ سمجھ
 مہادیو نے کہا۔ اے پارہ تری وہ سب ہمارے عبادتوں کو۔ لکھن شریعت کو
 منسوخ و موقوف کر کے اپنی مشریت کی راہ سب کو ہمراہ بنیے۔ ایسی دامن
 و کوشش کرتے گے کہ سارے عالم کو اپنی طرح کر لیں۔ آہستہ آہستہ ہمارے
 لوگ اُن کے دین میں آئیں گے۔ اُن میں بہت لوگ ندر سیدہ ہوئے۔ جس طرح
 ہمارے لکھنے میں ساکھ یعنی سند لکھتے ہیں۔ اسی طرح کل جگہ کے آخر زمانہ
 تک اُن کی کتابوں میں مہانت کا سند لکھا جائیگا۔ اسے پارہ جی مہانت کی
 جی بی سے جو بیٹے پیدا ہوں گے۔ اُس بڑے قادر کے حکم سے وہ گندہرب
 یعنی فرشتہ جس کا نام وکدود ہے۔ اُن کی جالوں کو نکال کر آسمان پر لٹائیگا۔

جگم یعنی ملک الموت کا ہاتھ اُن کی جانوں تک نہیں پہنچے گا۔ (یہ ذکر قاسم و ابوالخیر و
 طاہر فرزدان جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے)۔ بعد اس کے وہ
 قادر ہما ممت کو ایک بیٹی دیگا۔ جو ہزار بیٹیوں سے بہتر ہوگی۔ ہر کمالوں میں
 بیشمال ہوگی۔ خدا کی عبادت میں نہایت درست ہوگی۔ اُس کی زبان سے
 جھوٹ نہ نکلیگا۔ سب چھوٹے بڑے گناہ سے وہ محفوظ ہوگی۔ باپ کے
 وسیلے سے اللہ کی نزدیکی ہوگی۔ اُس بیٹی سے بڑا قادر ہما ممت کو دو بیٹے
 نیا بخت عنایت کرے گا۔ دونوں حسن و جمال والے اللہ کے پیارے بہت ندرت والے
 اولاد کے بچے پانچ نئے والے بہت والے بہادری والے ہونگے۔ سب کمالوں میں
 بیشمال ہونگے۔ وہ قادر اُن سے بعد اور کوئی بشر اس طرح کے کھلے اور
 چمپے کمالوں والا پیدا نہیں کرے گا۔ اور وہی ہما ممت کے جانشین نہ ہونگے۔
 اُن سے بہت اولاد ہوگی۔ دن بدن اپنی سچی دلیلوں سے لوگوں کو ہما ممت
 کے دین میں لاوینگے۔ ہما ممت کے دین کو روشن کرینگے۔ ہما ممت اپنی
 ساری قوم اور اپنی بیٹی سے زیادہ اُن کو چاہیں گے۔ یہ دونوں ہما ممت کے
 دین میں کامل ہونگے۔ کوئی کام اپنی خوشی کے واسطے نہیں کریں گے سب
 قول و فعل اُن کے اُس بڑے قادر کی مرضی کے مطابق ہونگے۔ ہمیشہ
 اللہ کے کام کے واسطے کوشش کریں گے۔ اُنے پارتی ہما ممت کے مرنے
 کے بعد چند سال گزر جائے پھر ہما ممت کے دونوں اولادوں کو بڑے شہر و ملک
 ناحق ظلم کر کے دنیا کے واسطے مار ڈالینگے۔ ساری زمین اُن کے مار ڈالنے
 سے بے سر ہو جائیگی۔ اور لوگ یلچہ یعنی بے دین ہو جائیں گے۔ اُن کے
 دل میں ہما ممت کی محبت نہ رہے گی۔ اور عاقبت میں کسی طرح نرک سے
 خدا ہی نہیں پائیں گے۔ ظاہر میں ہما ممت کے دین پر رہیں گے۔ آہستہ آہستہ

اہلک بھی اُن کی ہمراہی قبول کرینگے۔ مہانت اور مہانت کے فرزندوں کے چال و چلن کے برخلاف بہت سے کام ضد سے اختیار کرینگے۔ شیوڑے سے لوگ مہانت اور مہانت کے فرزندوں کی راہ پر ہینگے۔ اکثر خلیقوں کے لوگ انہیں مار ڈالنے والے لوگ کے موافق بہت کام کرینگے۔ ظاہر میں مہانت کے دوستدار کھلا دینگے۔ مگر باطن میں خرب دین و بیکردار کا فرہوٹے۔ کالجک کے زمانہ آخر میں وہ ظاہر داری کے لوگ بہت ہوٹے۔ سارے جہان میں فساد برپا کرینگے۔ اے پارہتی وہ بڑا قادر ایک کامل مرد کو مہانت کے دین کی مدد کے واسطے بھیجے گا۔ وہ ساری زمین کو اپنی حکومت میں لائے گا۔ اکثر ظاہر داری والوں کو قتل کریگا۔ بعد اس کے وہ لوگ پشیمان ہو کر سیدھی راہ پر آئینگے۔ اور جو چال و چلن مہانت اور اُن کے فرزندوں کا ہوگا۔ اُس کانٹے سرے سے رواج ہوگا۔ یورپ سے عجم تک کوئی بندہ مہانت کے فرزندوں کے برخلاف راہ نہیں چلیگا۔ ہر چند اس وقت وہ مرد کامل تلاش کریگا۔ تو کوئی دوسرے مذہب والا نظر نہ آئے گا۔ ساری خلیقت مہانت کے دین میں آویگی۔ اور کالجک کے آخر زمانہ میں اُن کے دین کا پورا رواج ہوگا۔ اور وہ شریعت جن کا اُس قادر بے مثال نے ابرو ویدسن یعنی چوتھی کتاب میں حکم کیا ہے۔ مہانت کے تابعدار اُن پر عمل کرینگے۔ اور مہانت کا دین کمال کو پہنچے گا۔

فاضل ہو کہ اس پیشینگوئی میں مہانت کی بیٹی سے جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام اور بیٹیوں سے جناب حسنین علیہم السلام اور مرد کامل سے جناب امام آخر الزماں علیہ السلام مراد و مقصود ہیں۔ اب ہم اس پیشینگوئی کو ایسی جگہ پر بخوف طوالت ختم کرتے ہیں۔ اور پوچھی راہات گرام سے جو پوچھی راہات

پرانوں میں داخل ہے۔ کچھ تصور اس حال لکھتے ہیں *
 واضح ہو کہ پوتھی راماسنک رام کے بارہویں اسکند جتھے کا نیشیہ میں اس
 نے اپنا اور گرجی ارہسنند جی کا اعتقاد لکھا ہے۔ اور آئندہ کے احوالات
 بیان کئے ہیں۔ جن کو گوشا ٹن تلسی داس نے زبان بجا کھا میں ترجمہ کیا ہے۔
 اور اس پوتھی کے حاشیہ پر وہ چوپائی تلسی داس کی چھپی ہوئی ہے۔ اُن
 میں سے دو چار چوپائی یہاں پر لکھتا ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ اُن
 لوگوں کا اعتقاد و مذہب کیا تھا۔ نوٹس رکھ جی نے بھسند جی کو جو در باب معرفت
 و وحدانیت خدا سمجھایا ہے۔ اور رامائن کے اخیر بالکند میں گوشا ٹن تلسی داس
 نے اس کا ترجمہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے:۔ اگل آئیمہ انام اروپا۔ آئبوتکم آئکند
 آئوپا۔ یعنی اُس کا کوئی نسب ہے۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اور نہ
 اُس کا کچھ نام ہے۔ اور نہ اُس کی کچھ صورت ہے۔ آئبوت بمعنی حال پوشیدہ
 گم بمعنی عالم یعنی احوال پوشیدہ کا جاننے والا ہے۔ اور تکر بمعنی نہیں
 ہو سکتا۔ اور بہبت اچھا ہے۔ کاک بھسند جی نے گرجی سے جو کھا ہے۔
 اُس کی بعض چوپائی یہ ہے۔ چوپائی نہماں نہ پکچھ پات کچھ را کھون۔ وید
 پزان سننٹ منت بہا کون۔ پکچھ پات بمعنی طرفداری سننٹ بمعنی بزرگ مرث
 بمعنی دین یعنی یہاں میں کسی کی طرفداری نہ کرونگا۔ جو وید نے اور پران نے
 کہا ہے۔ اور جو بزرگوں کا دین ہے۔ وہ میں کو نہنگا چوپائی۔ دیس عرب
 برگ لتا سہاے۔ شیو تمل بہوم سنو کیگ رائے۔ برگ بمعنی سکر جس کو
 عونی میں جمعہ کہتے ہیں۔ لتا بمعنی ستارہ۔ سہاے بمعنی خوب۔ اور ستارہ سکر
 کا مقام پچھ ہے۔ شیو بمعنی ہادیو تمل بمعنی استہان۔ بہوم بمعنی زمین کیگ
 بمعنی کوآ۔ رائے بمعنی سردار۔ اور گرجی جسے وہ کہہ رہے ہیں۔ اُن کی صورت

مثل کوئے کے تھمی۔ معنی یہ ہوئے۔ کہ عرب کے دیس میں شکر کا ستارہ بہت
 اچھا ہے۔ اور وہ زمین اچھی شان کی ہے۔ اور متبرک ہے۔ شب کو کا مقام
 ہے۔ اے کیگ۔ اے ہماری بات سنو۔ چو پائی۔ سنبہ سمیت تاکر ہوئے
 سندرم رام۔ اوس تھ سوئے۔ سنبہ سمیت کے معنی انہونی بات کا ہونا تاکر
 بمعنی اسے سندرم بمعنی دوست۔ رام بمعنی اللہ۔ اوس تھ بمعنی قائم کیا جا
 سوئے بمعنی وہی۔ پس یہ معنی ہوئے۔ کہ دیس عرب میں انہونی بات اوسے
 ہوئیگی۔ یعنی معجزہ۔ اور وہی اللہ کا ولی قائم کیا جائیگا۔ چو پائی سمیت بکرم کے
 ودھ انگا۔ مہاں کوکلس جتر پندنگا۔ ددہ بمعنی سمندر۔ اور سمندر سات ہیں۔
 مہاں بمعنی نہایت۔ کوک بمعنی اندھیری۔ لئس بمعنی رات۔ جتر پندنگا بمعنی جار
 سورج کا طلوع کرنا۔ فلا صہ یہ ہے۔ کہ سمت بخوابیت کی ساتویں صدی
 میں نہایت اندھیری رات میں بیسے پار سورج طلوع کریں۔ اس طرح آپکا
 ظہور ہوگا۔ یعنی جب تاریکی کھو و غلالت بہت بھیلی رہی ہوگی۔ اور از روئے
 حساب ظہور موفور السور سمیت بکرم جیت کی ساتویں صدی میں ہوا ہے۔
 چو پائی۔ تب لگ جو سندرم جتے کوئے۔ بنا محمد پار نہ ہوئے۔ یعنی اس
 وقت میں جبر خدا کا دوست ہونا چاہئے۔ تو بغیر محمد کے وسیلہ کے ممکن
 نہیں ہے۔ چو پائی۔ سوننا جج مکت نریا و بن۔ ہر ور رس کروید یکھا اس۔
 سوننا جج یعنی اللہ کی محبت میں۔ مکت نجات پانا۔ نہ بمعنی انسان۔ ہر ور رس
 بمعنی بار بار اچھی طرح سے۔ یعنی اس وقت میں اللہ کی محبت میں مٹ جانو کے
 اور نجات پانے والے انسان ہونگے۔ بار بار اچھی طرح سے ویدی کہنا
 ہے۔ چو پائی۔ تب ہوئے سک لنک اوتار۔ حمدی کہن شکل سنسار۔ بعد
 اس کے سک لنکی اوتار ہوگا۔ یعنی کوئی مرد کامل کا ظہور ہوگا۔ جس کو اس وقت

سب لوگ قہر میں آئیں گے۔

قہر میں دید میں بہت سی بشارتیں وجود فرما دیں جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجود ہیں۔ لیکن ہم سب ناواقفیت علم سنسکوت
کے جو یہ سے مجبور ہیں صرف ایک مقام سے چند کلمے لکھے دیتا ہوں۔
اللہ شہید ہے کہ میں پورن برہما نین اللہ مآلہ اور رسول محمد مکہ برہمنی۔ ترجمہ
سید اگر نہ لائے اور بڑا زور اور برہما نین اللہ پیدا کرنے والا رسول محمد
نہ لائے اور کون سے برابر کا۔

ہندوؤں کی کتابوں میں اُن کے بزرگوں نے کلکی اوتار ہونے کی خبر
دی ہے۔ کلکی اوتار کے معنی یہ کہتے ہیں کہ کلک بھجی بزرگاریا میل کے
یعنی جس وقت تک کفر زمانہ کے دل پر چھایا ہوگا۔ اُس وقت آپ ظہور
فرمائے گے اُس کو دور کر دیں گے۔ اور خود پورن برہمنی سب کمالوں میں کامل ہو گئے۔
کلکی پران ہندوؤں کی معتبر کتاب ہے۔ اُس میں جو آثار کلکی اوتار کے لکھے ہیں۔ یا
کتاب بھاگوت میں جو آثار لکھے ہیں۔ اُن سے صاف ثابت ہے۔ کہ کلکی اوتار
جناب پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آثار ہندو بھاگوت یہ
ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ جب ریچھی گدی یعنی پتہ کا پہننے والا مارا جائیگا۔ راجا
خواب ہوگا۔ بہت پرستی اور بے ایمانی پھیلیگی۔ عمدہ عبادت غسل ہی نہیں ہوگی۔
جو وہ دراز پانیوں پر جانا ہوگا۔ چوری کو لوگ ہنزہ زنا کو شجاعت اور خوبی
سمجھیں گے۔ اور سب عیب ظاہر ہوں گے۔ سائے ملک میں ابو قحوج مکہ
پراک متھرا کاشی میں ملچھول یعنی بے ایمانوں کا دور ہوگا۔ اُس وقت
کلکی اوتار پیدا ہوں گے۔ اور کلکی پران میں لکھا ہے۔ کہ دوسرے ملک
کے ایک بڑے راجہ کے وقت میں جب کہ سورج بنسی کے شاخ و نشان

ہو جائینگے۔ اُس وقت کلکی اوتار تشریف لاوینگے۔ راجہ تہو پر شاو بنا دینی
 ملقب بہ ستارہ ہند اپنی کتاب آئینہ تاریخ سما کے صفحہ آٹھویں میں لکھتے ہیں۔
 کہ پرتاب چند سورج ہنسی کے وقت میں نوشیروان بادشاہ ایران سے ملک
 ہند پر چڑھائی کی۔ اور پرتاب چند کو شکست دے کر مال کشیمع اُس کی دختر کے
 لئے کیا۔ پرتاب چند کے مرنے کے بعد طوائف الملوکی ہو گئی۔ قوم پھتری سے
 نسل نکل گیا۔ برہمن سے لیکر شہر یعنی رہبر تک کو یہی جنگلی علاقہ میں اورنگ
 آباد۔ کاشی۔ قنوج وغیرہ میں خود مختار راج کرنے لگے۔ یہی پتہ بھاگوت
 میں بھی لکھا ہے۔ اور اُسی نوشیروان کے وقت میں ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔ کلکی پران میں جو علامتیں اور نشان کلکی
 اوتار کے لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کلکی اوتار کی قوم گرگ یعنی رشی ہونگی مذہبی
 عبادت کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اور کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو بیس
 ہو گا۔ (و شنو اُن کی بولی میں اللہ کو اور بیس بندہ کو کہتے ہیں۔ یعنی بندہ اللہ
 اور عربی میں عبد اللہ کے یہی معنی ہیں۔ اور عبد اللہ ہمارے پیغمبر کے باپ کا نام
 ہے ہمیشہ نگوئی حماد یو میں جو باپ کا نام کانت ہو بخدا لکھا ہے۔ اور اُس
 کے معنی اللہ کے نور میں مشغول رہنے والا ہے۔ یعنی یہی عبد اللہ کے معنی سے
 نزدیک ہے۔ کیونکہ خاص بندہ اللہ کا وہی ہے جو اُس کی یاد میں مشغول ہے)
 کلکی اوتار کی ماں کا نام سو متی لکھا ہے۔ جس کے معنی مستندہ یعنی ہندو ما کے
 ہیں۔ عربی میں آمنہ یعنی رتن اہر امان والی سچی۔ دغا و فریب سے بری۔ قابل اعتماد
 پیشینگوئی حماد یو میں سانک رکیا پان کا نام لکھا ہے۔ اُس کے بھی یہی معنی
 ہیں۔ اور لکھا ہے کہ کلکی اوتار کے تین بھائی ہو گئے۔ ایک کو سی جس کے
 معنی عقیل کے ہیں۔ دوسرے سمندت یعنی بہت علم والا یہی معنی جعفر کے ہیں۔

تیسرے پرگ۔ اس کے معنی علی ہیں۔ اور عقیل وجعفر وعلی تینوں بھائی محمدی
جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے۔ مقام پیدائش کھلکی اوتار کی
شنبل نگری لکھا ہے۔ اور شنبل نگری عرب کی بستی کو کہتے ہیں۔ علمائے
ہندو نے انہوں نے اپنے جغرافیہ کے زمین اور جنگل کے ساتھ حصے اور سمندر
کے ساتھ حصے کئے ہیں جنگل کے حصوں میں جوڑا جنگل ہے۔ اس کو دیب
اور چھوٹے جنگل کو ابھریب کہتے ہیں۔ اول جنگل کو جو دیب کہتے ہیں۔ یعنی
دریائے سندھ سے پین تک بوجھ حصول کے برابر ہے جب چلتے تھے۔
اُس میں درخت جامن کے بہت پاتے تھے۔ اس راہ سے اُس کو جو دیب کہتے
تھے۔ اور سمندر کو سمندر شور کہتے تھے۔ دوسرا جنگل ساکھ دیب۔ جس کو ایران کہتے
ہیں۔ وہ تسمیہ ساکھ دیب یہ ہے۔ کہ جب ایران کو جاتے تھے۔ تو بندرگاہیں
اور ٹاپو سبرسبز و شاداب ملتے تھے۔ اس لئے اُس کا ساکھ دیب نام رکھا۔ اور
سمندر شور جو عرب کا سمندر ہے۔ اُسی سمندر سے ایران کو جاتے تھے۔ اس
باعث سے سمندر کو بدستور سمندر شور کہتے ہیں۔ تیسرا جنگل یمن اور ملک شام
اور ملک عرب ہے۔ اس میں رُوئی درخت کی ہوتی ہے۔ ایک تو وہ جو
ہند میں معمولی ہے۔ دوسرے ایک بڑے درخت سے پیدا ہوتی ہے۔
اور بہت جوں جو رُوئی بڑے درخت سے پیدا ہوتی ہے۔ اُس کو شنبل اور شامل
اور شنبل کہتے ہیں۔ اس باعث سے اُس کا شنبل نگری نام رکھا۔ اور ایران
و عرب کے درمیان کا سمندر چھوٹا ہے۔ لیکن اُس میں چلنا دشوار ہے۔ اس
باعث سے اُس کو چھا چھ کا سمندر یعنی گنا سمندر نام رکھا۔ جو تھا جنگل افریقہ
ہے۔ یعنی ملک مصر وغیرہ۔ جہاں کوکشن کے بھی ملک ہیں۔ اور کوکشن نام کا
بیٹا تھا۔ اور جام حضرت نوح کے بیٹے تھے۔ اُس کو کوکشن دیب کے

میں۔ چونکہ عرب اور مصر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے آمدورفت جاری ہے۔ اس راہ سے اُس سمندر کا ہندوؤں نے سمندر کیسی نام رکھا تھا۔ پانچواں جنگل یونان ہے۔ جب مصر سے یونان کو جاتے تھے۔ تو سمندر راہ میں آتا ہے۔ اگرچہ اُس کا پانی شیریں نہیں ہے۔ لیکن کثرت آمدورفت سے ہند کے لوگوں نے اُس کو شربت کا سمندر کہا۔ اور اُس راہ میں کروندہ یعنی بگلم بہت ملتا ہے۔ لہذا جنگل کا نام کروندہ دیب رکھا۔ چھٹا جنگل روم اٹلی ہے۔ جس میں پہاڑوں کی کثرت ہے۔ اس سبب سے اُس کو کو میدک دیب کہتے تھے۔ اور دریا جو بہت نورشور کا ہے۔ لہذا اُس کو شراب کا سمندر بولتے تھے۔ ساتواں جنگل ہسپانیہ ہے۔ اٹلی سے وہاں جاتے ہوئے مصر کا سمندر ٹپتا ہے۔ اس لئے اُس کو شہد کا سمندر کہا۔ اور اُس ملک میں پانی کی کثرت ہے۔ اور پانی کی کثرت کو بکرتتہ ہیں۔ اس باعث سے اُس کا پھک دیب نام کیا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ شامل اور شنبل و شپیل و شکل دیب خاص ملک عرب اور شام کو کہتے ہیں۔ اگرچہ سران دیب کو لوگ شکل دیب کہتے ہیں۔ مگر وہ غلط ہے۔ کیونکہ یہاں شنبل نگرہ لکھا ہے۔ اور سران دیب شنبل نگرہ نہیں ہے۔ سنسکرت میں شنبل دریا کے کنارے کو بھی کہتے ہیں۔ اور مکہ شریف دریا کے کنارے پر واقع ہے۔

بعض ہندو جو یہ خیال کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ کلکی اور شر شنبل علاقہ کشر، پھیا ہو گئے۔ یہ قول و خیال ان کا سراپا غلط ہے۔ کیونکہ اس شکر کا نام شنبل چھوٹے سین سے ہے۔ اور شنبل نگرہ میں بڑا شین ہے۔ علاوہ اس کے کتاب بہا اور سمریت و سما اسکنت جو ۳۴ سمتوں میں شامل ہے۔ اور یہ کتاب کسی کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ لہذا اس باقی یعنی السامی ان کے نزدیک

ہے۔ اُس میں لکھا ہے۔ اَفَرِنِیْ یَدَیْنِی رَوِّعِی مُرُوْدَ تِیَا ہِی لَشَن نَنْکَت ہِرِی
چُفَدَن زَمِین کے بچوں پہ سوچ کی طرح بڑے خاندان میں خدا کی طرف سے
اوتار دیا ہوگا۔ اگر تو کُم پشنگد کو تنگ شتر منول مبنی دُوئی۔ اور اُس ملک کا پتا ہے۔
کہ بتی دست لانے والی ہوگی۔ اُس ملک کے لوگ بوسید اُن کے پاؤں ہونگے۔
ظاہر ہے کہ مکہ نان زمین کہا جاتا ہے۔ اور سنا جس سے دست آتے
ہیں۔ اُسی مقام پر پیدا ہوتی ہے۔ گوٹری اگر کا چشمہ بھی جس کو چاہ زمزم کہتے
ہیں۔ اور جس کا ذکر دوسرے پہلوں میں ہے۔ مکہ ہی میں ہے۔ شنبیل
مرا داد باد نہیں۔ نہ کوئی گوری اگر کا ترجمہ ہے۔ اور نہ سنا ہی پیدا ہوتی ہے کلکی
اوتار کا یہ بھی پتہ کلکی پران میں ہے۔ کہ وہ کھوہ میں پوشے کرتے۔ اور ٹوکھ میں
بہ شرام۔ سے ظلم پا دیں گے۔ یہ بات بھی صاف طور پر واضح ہے۔ کہ مکہ معضہ
ہیں۔ بلکہ وہ۔ مذکورہ مکہ حرم ہے۔ وہاں حضرت باکر عبادت خدا کیا کرتے
تھے۔ اور اُسی مقام پر پیش امام سے (پیش مجنی مروح اور رام یعنی اللہ) یعنی
روح القدس جس کو جبرئیل بھی کہتے ہیں۔ ایام بعثت میں سورۃ اقرباسم رباک
الہامی کی تعلیم آپ نے اپنی ہے۔ اور ایک نشان یہ بھی لکھا ہے۔ کہ سنگدیب
کہ را کی بیٹی اپنے نکیل کی معرفت آپ کو قبول کر گی۔ اس سے بھی بخوبی ثابت
ہے۔ کہ معرفت خدا پیچہ جو مکہ میں ملکہ التجار تھیں۔ اور بڑے رئیس کی بیٹی تھیں۔
نوحس نے معرفت اپنے غلام میسرہ کے حضرت کی خدمت میں نکاح کا پیغام
دیجا تھا۔ اور آپ نے نکاح میں آئیں۔ اور یہی پتہ زبور داود میں مرقوم ہے۔
کہ آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا ہے۔ کہ ملکہ او فیر سوئے سے آرستہ ہو کر تیرے
حسنہ دستہ کا رہی ہے۔ اور زبور میں تک کا ۱۰ ام ضحک لکھا ہے۔ اور یہ نشان
بھی کلکی پران میں درج ہے۔ کہ کلکی اوتا اپنے وطن سے امت کی طرف چلا

میں ہجرت کرینگے۔ آپ کا دین تلوار سے رواج پائے گا۔ اور وہ تمام پاک لوگوں کی تعریف کرینگے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کہ آپ نے کفار ان عجز کے ظلم و ستم سے تنگ آکر مکہ معظمہ کو جو آپ کا خاص وطن تھا چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے۔ اور بزرگوار شمشیر صاعقہ بارز و الفقار حمید برکات کے آپ کا دین مشرق سے مغرب تک جاری ہوا۔ فرقان حمید و قرآن حمید میں تمام انبیاء سلف کی مرج و ثناء اور ان کے حالات مندرج ہیں۔ کھیل پر کرن اپنی کثرت یعنی کتاب کے بال کا ند میں یعنی شروع حصہ میں دو اوسے یعنی بارہ صوفی اذہیار کے چھٹے درجہ کثرت کو نت میں لکھتا ہے۔ اور یہ کتاب اٹھارہ پراڈوں میں سے ہے۔ مکش او تارینا۔ یعنی نجات دینے والا و تار جو ہے۔ آفت پرن زتم مدھی ند صم۔ یعنی پیدا ہونے والے اندھیری دور کرنے والی زمین کے بچوں۔ تیج میں۔ آرن یک کتاب یعنی دشمن کے مارنے والے۔ بلونت سورتم یعنی زور والے بڑے بہادر۔ پرتھوی مکرتی یعنی زمین کی ناف۔ سرب او نیا یعنی تعریف کیا گیا ان کا نام۔ او۔ سرب کے معنی عزتی میں محمد ہیں۔ سن گرام یعنی بذریعہ لڑائی کے دین پھیلائیے۔ ان کلمات کی تائید میں ہم کتاب زبور کی آیت کو پیش کرتے ہیں جس میں ہر کسی کو گنت گوئی گنجائش باقی رہے۔ کتاب زبور ۵۴ درس ۲ لغایت ۵۔ اور درس ۱۲ لغایت ۱۱ میں مرقوم ہے۔ "تو حسن میری آدم سے کم ہیں زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹوں میں لطف نہتا یا گیا ہے۔ اس لئے خدا نے اب تک تجھے مبارک کیا ہے۔" اے پہلوان اپنی تلوار کو چوبہ جی حشمت اور بزرگوار سی ہے جاہل کر کے اپنی زن پر لٹکا۔ اور اپنی بزرگوار سی سے سوار ہوا اور سچائی اور ملائمت اور ہمت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھا۔ اور تیرا دہنا پاؤں تجھ کو حنیب کام سکھایا گیا۔ تیرے تیر تیر میں لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہیں۔

بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔ قوم کے دولت مند تیری شاہ
 کرتے تھے۔ شاہزادی گھر کے اندر جلوہ گر ہے۔ اُس کا لباس سرسراشاں کلبہ ہے۔
 وہ منفق کچھڑے پہن کے بادشاہ کے پاس لائی جاتی ہے۔ کنواری عورتیں حج
 اُس کی سیلیاں ہیں۔ اُس کے پیچھے پیچھے تیرے پاس پہنچائی جاتی ہیں۔ بادشاہ
 کے نعل میں داخل ہوتی ہیں۔ تیرے پیٹے تیرے باپ دادوں کے قائم مقام
 ہر شے۔ تو انہیں تمام زمین کا۔ در و مقبرہ کر گیا۔ میں ساری پشتوں کو تیری یاد
 دلاؤں گا۔ پس سائے لوگ تیری ستائش ابد الابد کرتے ہیں۔ ۱۰۔ کلکی پران میں
 یہ بھی لکھا ہے۔ کہ آخر کلب ہو گا۔ یعنی آخر زمان میں پھر کلکی اوتار کی صفیں صاف
 ہوں گی۔ اس سے مراد یہ ہے۔ کہ جناب امام آخر الزماں علیہ السلام جو آپ کے
 ہمنام و ہم کنیت ہونگے ظہور فرمائیں گے۔ اور تمام زمین پر دین محمدی کا دیکھا جائیگا۔
 ان زبور کی آیتوں اور علامات مندرجہ کلکی پران سے بہت سی باتیں ثابت
 ہوتی ہیں :-

اقل یہ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن بنی آدم
 تھے ۔

دوسرے کلکی اوتار سے بخوبی بے قیل و قال آپ ہی مقصود ہیں ۔
 تیسرے آپ مامور بیہدات تھے ۔

چوتھے :- ہر شے میں آپ خیر و مظهر ہیں ۔ اور بزورِ شمشیر اپنے پنی
 شریعت کو جاری کیا ۔

پانچویں تمام صنادید عرب و عجم و دولت مند ان افاض عالم آپ زیرِ حکم قرار
 فرما نہ ہوئے تھے ۔ مانتہ خدام اطاعت کرنے پر تیار تھے ۔

چھٹے جناب مذکورہ ملکہ التجار جو بسبب کثرت دولت و جاہ و اقتدار کے

عربوں کی شاہزادی کملائی جاتی تھیں۔ وہ آپ کے عقد میں تھیں +
 ساتویں جس وقت جناب خدیجہ عقد جناب رسالت مآب صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم میں آئیں۔ اور اپنے گھر سے حضرت صلعم کے گھر تشریف
 لائے لگیں۔ تو تمام نبات عرب و زنان قبائل بعد طرب مثل کنیزوں کے
 سواری کے ہمراہ تھیں۔ اور تادولت سراساتھ تھیں +
 آٹھویں یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ کے فرزندمان والا تبار آپ کے
 بعد دیگر سے آپ کے قائم مقام ہونگے۔ اور تمام زمین کے سردار ہونگے +
 نویں آپ کا دین قیامت تک رہیگا۔ اور ابد الابد تک سب لوگ
 حضرت کی ستائش کریں گے۔ اور حضرت کو پیغمبر جانیں گے +
 دسویں امام آخر الزماں آپ ہی کی اولاد سے ہونگے +
 گیارھویں جملہ صفات آپ کے امام آخر الزماں علیہ السلام میں
 پائی جائیں گی +
 بارھویں آپ کا دین امام آخر الزماں علیہ السلام کے عہد فیض مہد
 میں روشن اور کامل ہوگا +
 کتاب دبستان مذاہب میں یہ عبارت مندرجہ ذیل مرقوم ہے
 جن کو ہنود انہی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے :-
 لا الہا ہرینی باپن۔ الا الہا پرم پدم۔ جنم بیکنٹھ برآب نیوتی۔
 تو جنتی نام محمد۔ یعنی لا الہ کہنے سے پاپ ہٹتے ہیں۔ اور لا الہ کہنے سے
 ہم پر وی ملتی ہے یعنی بہت نصیب ہوتی ہے۔ اگر جنم بیکنٹھی چاہو۔
 تو محمد کے نام کا وظیفہ کرو جنم بیکنٹھ ہونے سے مراد دین ہوتا ہے۔
 کیونکہ ہنود کے مذہب میں دوبارہ جنم ہونا اچھی طرح ثابت ہے۔

۱۔ جب جہنم بیکینٹھی ہوگا۔ تو دوبارہ جہنم نہ ہوگا۔ پس مراد یہ ہوئی۔ کہ حضرت مسکے نام لینے اور اُن کے دین میں آنے سے براہ راست بہشت نصیب ہوتی ہے۔

خیال کرنے اور سمجھنے کی بات ہے۔ کہ اُس زمانہ میں جب کہ خلقت حضرت آدم علیہ السلام کی نہیں ہوئی تھی۔ اور تمام زمین پر دیو و جن حکومت کرتے تھے۔ اُس وقت میں سبھی اُن میں آپکا ذکر تھا۔ اور آپ کی ہلاکتیں وہ سب بیان کرتے تھے۔ اور اب تک اُن کی کتابوں میں مذکور ہے صرف دنیا طلبی کی غرض سے اُن پیشینگوئیوں کو جو حضرت اور فرزندان حضرت مسکے بارہ میں ہے۔ اور صاف صاف نشان ملتا ہے۔ تاویلات میجا کرتے ہیں۔ اور راہ راست پر نہیں آتے۔ کیا ہنود کیا یہود کیا نصاریٰ وغیرہ کو نہ فرقا ایسا ہے۔ کہ جس میں محال ہے جناب خاتم انبیاء و امامت و ولایت شاہ ادبیا و فقیہا علی مرتضیٰ اور اُن کی اولاد ائمہ ہدیٰ کا ذکر نہیں ہے۔ اگر کوئی ارزاہ تعصب و مکارہ، مجاہدہ قبول نہ کرے۔ اور دیدہ و دانستہ دوزخ میں جا گرے۔ تو اُس میں ہمارا کیا نقصان ہے۔ خود وہ سب ظایب و خاسر ہونگے۔ کتاب تاریخ الاممہ مطبوعہ مطبعہ منشی نول کشور مصنفہ سید وزیر حسین خاں صاحب بہادر سب پنج بریلی میں تشریح و تفسیر اسمان جہاں مدہ محصوم علیہم الصلوٰۃ والسلام بخوبی مندرج ہے۔ وہ ملاحظہ طلب ہے۔ جس سے مام سال نہایت اچھی طرح سے واضح ہو سکتا ہے۔ اور ہمارے اماموں کی قدر ظاہر ہو سکتی ہے۔

احسان

امامت کا بیان

اور اس میں فصلیں ہیں :-

فصل اوّل

ہم نے قبل اس کے ثابت کیا ہے کہ رسالت و امامت و خلافت کا استقرار عقلاً و ضرورتاً خدا پر واجب ہے۔ اور شرائط تقریر بھی بیان کر چکا ہوں۔ اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ بحث تقریر امام میں بالتصريح عرض کرونگا۔ لہذا گذارش ہے کہ یہ دریافت کرنا ضرور ہے کہ امامت و خلافت کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ کیا چیز ہے۔ پس امامت کے معنی لغت میں اس طرح مذکور ہیں۔ (امام بحکم پیشوا و بمعنی رشتہ کہ محارل بائع بنا راست کند)۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی پیشوا نہ رکھیگا۔ تو ضرور راہ راست اس کو نہ ملیگی۔ بادیہ ضلالت میں ٹھوکریں کھاتا پھرے گا۔ اور اگر اسی طرح کوئی معارفہ رشتہ جس کو ساہل کہتے ہیں۔ اپنے پاس نہ رکھیگا۔ تو اس کی صنعت تعمیر میں نقص پیدا ہوگا۔ اس کی بنائی ہوئی دیوار ٹپڑھی ہو جائیگی۔ اور تمام لیاقت کھوئی جائیگی۔ وہ عمارت بدنام معلوم ہوگی۔ لہذا اگر امامت میں کوئی پیشوا گذر راہ راست بتلانے والا کبھی کا سیدھا

کرنے والا نہ ہوگا۔ تو لامحالہ امت ضلالت و گمراہی میں گرفتار ہوگی۔ اور بنائے
 دین کج ہو کر راہ بد و کھلانے پر تیار ہوگی۔ اسی مناسبت سے معنی لغوی سے ہمارے
 ائمہ اثنا عشر پیشوا و جبل المتین دین مبین کہے جاتے ہیں۔ انہیں سے سب
 لوگ راہ نجات پاتے ہیں۔ اور خلافت کے معنی لغت میں (بجائے کسے
 بوون)۔ اور خلیفہ کے معنی (از پس کسے آئندہ و در کاسے قائم مقام کسے شونده
 یعنی قائم مقام و تائب مثاب)۔

واضح ہے۔ کہ کسی کا جانشین ہونا یا قائم مقام کسی شخص کی کرنا اپنے اختیار
 میں نہیں ہے۔ بلکہ جب تک مورث کسی کو جانشین یا قائم مقام اپنا بحکم خدا
 یا اپنی تجویز سے تقریر نہ کرے ہو نہیں سکتا۔ آئندہ اس کا نتیجہ ظاہر ہوگا۔
 اب اس کا دریافت کرنا لازمی ہوا۔ کہ آیا تقریر امام و خلیفہ با اختیار امت ہو سکتا
 بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہو سکتا ہے۔ تو اس کی کیا وجہ
 ہے۔ بحث رسالت میں ہم اس کو ثابت کر چکے ہیں۔ کہ انسان کو اختیار
 حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی رائے و عقل جمیع معایب معاش عیال و اول
 سے آخر تک اطلاع تام نہیں رکھ سکتی ہے۔ لہذا نائب رسول کا جو ہرگز
 ہر ایک گناہ و خطا سے بری ہوتے ہیں۔ اور ان کا علم بھی بمقابلہ علم امت
 بدرجہا بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ ایسے شخص کو انتخاب نہیں کر سکتے۔
 تو امت کیونکہ انتخاب میں فائز المرام ہوگی۔ جیسا کہ حال جناب موسیٰ علی نبینا
 و علیہ السلام میں مذکور ہے۔ کہ جناب باری نے حکم دیا۔ کہ اے موسیٰ
 اپنی قوم سے کچھ لوگوں کو منتخب کر کے کوہ طور پر لاؤ۔ تو جناب موسیٰ نے
 قوم بنی اسرائیل سے ستر شخص منتخب کئے۔ جو بظاہر بہرہ و تقریر کا پختہ

میں بہتر معلوم ہوتے تھے۔ مگر جب اُن کو پیش خدا حاضر کیا۔ تو ابشاد ہوا۔ کہ یہ سب منافق ہیں۔ اُن کے باطن میں کفر و فسق و فجور بھرا ہوا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں اپنا حال بیان کیا۔ تو ان کا جواب یہ ملا کہ تم لوگ ان سے بڑھ کر منافق نہیں ہو سکتے۔

اب ہم خلافت و امامت کو ثابت کرتے ہیں۔ کہ باختیار خدا ہے۔ یا باختیار
کافرانام۔ اجماع و پنچایت سے تو تفرخلیفہ و امام بالکل محال ہے۔ اور کوئی اختیار
امت کو حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ جناب باری عز اسمہ سورۃ بقرہ میں ارشاد فرماتا
ہے۔ لِّلْمَلٰئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً قَالُوۡا تَجْعَلُ فِیْہَا مِمَّنْ یُّفْسِدُ
فِیْہَا و َیُفْسِدُ الدَّمَا و یُخْرِجُ شَیْءًا مِّنْہَا و َیَقْدِرُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اِنِّیْ اَعْلَمُ

فَاَلَا تَقْلَمُونَ۔ یعنی کما تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں کلمے والا ہوں زمین
میں ایک خلیفہ۔ تو انہوں نے کہا۔ کیا تو اُس کو کر بیگا۔ جو زمین پر فساد کرے۔ اور خون
بہاے۔ حالانکہ ہم لوگ تیرے ہی تسبیح و تقدیس کرتے ہیں۔ کما خدا نے۔ میں چاہتا
ہوں دس خیر کو جس کو تم نہیں جانتے۔ پھر ذکر حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ السلام
میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ لِّلنَّاسِ اِمَامًا یَعْنِیْ ہِم کمرنے والے میں جسکو
واسطے خلافت کے امام۔ اور حال داؤد علیہ السلام میں ارشاد فرماتا ہے۔ یَا دَاوُدُ
اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَہٗ فِی الْاَرْضِ فَا حْکُومِیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ یَعْنِیْ اے داؤد
ہم کرے تھے تجھ کو خلیفہ زمین میں۔ پس حکم کر تو درمیان خلایق کے حق کے ساتھ۔ ان
تینوں آیتوں سے ثابت ہوا۔ کہ خلیفہ و امام منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ بلکہ آیہ
اولیٰ سے بطلان اجماع بمقابلہ نص کے ظاہر ہے۔ کیونکہ ملائکہ نے دلیں قوی سے
اجماع کیا تھا۔ مگر جناب باری نے اُن کو لاعلم بنایا۔ اور خلیفہ کا تقریب اپنے نص و حکم
کے مطابق فرمایا۔

اب یہ بات رہی کہ نبی و رسول بھی اپنا خلیفہ مقرر کر سکتا ہے یا نہیں۔
 اس بارہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں خود جناب باری ارشاد فرماتا
 ہے۔ واعدنا موسیٰ ثلاثین لیلة واتمناھا بعشر فتم میقات ربہ اربعین
 لیلة وقال موسیٰ لا خبیہ ہاaron اخلفی فی قومی ولا تتبع سبیل
 المفسدین۔ یعنی دغذہ کیا ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا۔ اور تمام کیا اُس کو
 دس سے۔ پس تمام ہوا میقات اُس کے رکاب کا چالیس رات میں۔ اور کہا
 موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہ تو خلیفہ میرا میری قوم میں۔ اور اصلاح
 کر۔ اور نہ پیروی کر مفسدوں کی راہ کی تہ۔

لیجئے صاف طور پر ظاہر ہو گیا۔ کہ نص پیغمبر بھی نص جناب باری ہے۔ اگرچہ
 اور بھی آیتیں اس بارہ میں ہیں۔ مگر اسی قدر اثبات مدعا کے لئے کافی ہے۔ کہ
 خلیفہ و امام کو منصوص اللہ و الرسول ہونا لازم بلکہ واجب ہے۔ اور خلیفہ و امام کے
 معنی بھی لغت سے ظاہر ہو چکے۔ اب ہمارے برادران اسلامی ارشاد فرمائیں۔
 کہ ان کے خلفاء کس طبقہ میں داخل ہیں۔ کیونکہ کوئی نص ان کی خلافت پر نہ منجانب
 خدا ہے۔ اور نہ منجانب رسول۔ بلکہ وہ یہ عقیدہ و اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ جناب
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے عہد میں کسی کو خلیفہ نہیں مقرر
 کیا۔ اور خود حضرت خلیفہ ثانی دقت وفات اپنے حضرت عبداللہ بن عباس
 سے کہتے تھے۔ کہ اگر میں اپنے بعد کے لئے کوئی خلیفہ نہ تقرر کروں۔ تو کوئی
 میرا ج نہیں ہے۔ کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خلیفہ
 نہیں کیا تھا جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی نے کہا
 ان لم استخلف فما استخلف رسول اللہ۔ افسوس ہے۔ کہ صرف دنیا طلبی
 کے لئے آیات و احادیث جو نص قطع خلافت علی پر ہیں۔ اور مواقع متعہدہ

میں جناب رسول صلعم سے سن چکے تھے۔ اور خود غم غدر میں بعد انصاف خلافت
 نبخ بنج لک کسک مبارک باد دیتے ہیں۔ اُس کو اس طرح پہچولاویں۔ اور
 کہیں۔ کہ پیغمبر نے خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ یہ تو ظاہر ہے۔ کہ بعد رحلت جناب
 ختمی ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ وحی منقطع ہو چکا تھا۔ اور بقیہ علماء
 عامہ فرشتوں کا آنا بھی بند ہو چکا تھا۔ اور خدا و رسول نے بنص صریح ان کو خلیفہ
 مقرر نہیں کیا تھا۔ تو پھر حیرت ہے۔ کہ خلفائے ثلاثہ یا مثل اُن کے ہلکا خلیفہ
 کیوں پکائے جاتے ہیں۔ قائم مقامی و جانشینی تو ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ
 جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کو مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ اُس مقام
 پر جس کو سقیفہ کہتے ہیں۔ اور تہذیب اُس کی عاصب غیاث اللغات اس طرح پر
 لکھتے ہیں۔ ابوانی بود کہ عرب برا۔ مشورہ باطل در اینجا جمع میشدند ہمارا
 دین نے جمع ہو کر مشورہ باطل کر کے حضرت خلیفہ اول کو منتخب کیا۔ بیعت کی
 حضرت خلیفہ ثانی کہتے ہیں۔ کہ ابوبکر نے بیعت ناگمانی۔ اگر اب کوئی ایسا کرے۔
 تو واجب القتل ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ بسفہ ۲ شاہ عبدالعزیز صاحب عالم
 اہل سنت تحریر فرماتے ہیں۔ الا ان نبعتہ ابی بکر کانت فذلہ دینی اللہ المبین
 من شر ہافمن عادانی مثلاً ما فاتنلوہ۔ واہ۔ واہ۔ جن کی بنا پر اپنے
 تمام امور کو خاتمہ تک پہنچاتے ہیں۔ اُسی بیعت کو ناقص اور بے عہد و کنیزوں کو
 اُس کی طرف واجب القتل فرماتے ہیں۔ اور پھر اپنے وہ بیعت انہیں سے
 وصیت نامہ لکھوا کر مسند آراء خلافت ہوئے۔ اور اپنے بعد جس کے لئے
 پھر بیعت کی گئی۔ حالانکہ اجماع کے قابل و عوام اسے اہلسنت مثل
 احمد بن حنبل و شافعی کا ذوق قرار دیتے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ تو اجماع کو محال
 جانتے ہیں۔ پس ایسے اجماع ناجائز و باطل و محال سے صاف ظاہر ہے۔

کہ یسب کوشش اُن کی صرف دنیا طلبی کے لئے تھی۔ دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی وجہ سے اہل سنت کے یہاں یہ عقیدہ ہے کہ تعلق دنیا امورات دنیا کے واسطے ہے۔ دین سے خلیفہ کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ ازالۃ الخفایں ہے کہ خلیفہ دوم نے کہا۔ من اراد ان یسال القرآن فلیات ابی بن کعب ومن اراد ان یشعل الحلال والحرام فلیات معاذ بن جبل ومن اراد ان یشعل الخفایں فلیات زید بن ثابت۔ خلافتنا دینی روایت من اراد ان یسال عن الخفایں فلیات زید بن ثابت۔ یعنی جو کوئی قرآن سے پوچھتا چاہے۔ تو ابی بن کعب سے پوچھے۔ اور مسائل حلال و حرام معاذ بن جبل سے۔ اور مسائل خفایں زید بن ثابت سے پوچھے۔ اور جو کوئی مال سے پوچھے۔ وہ مجھ سے سوال کرے۔ کیونکہ میں خزانچی ہوں۔ اور صواعق محرقہ میں ہے کہ خلیفہ اہل کہا کرتے تھے۔ کہ مجھ پر ایک شیطان آتا ہے جب دیکھو کہ کجروی کرتا ہوں۔ تو سیدھا کرو۔ اور پرہیز کرو۔ اور یہ بھی کہا تھا۔ کہ میری سعیت فسخ کرو۔ میں بہتر نہیں ہوں تم سے۔ اور علی تم میں موجود ہیں۔ اس پر امام غزالی سرالعلیین میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر یہ کلام خلیفہ کا ازراہ کسفر و مزاج تھا۔ تو خلیفہ کو کسفر و مزاج لازم نہیں۔ اور اگر واقعی تھا۔ تو خلیفہ کیوں بنے۔ دست بردار کیوں نہ ہو گئے۔ واہ و ایسی خزانچی گری پر دعویٰ خلافت ہے۔ پس قارون و موسیٰ میں کیا فرق رہا۔ اور جس کے سر پر شیطان آیا کرے۔ اور دوسرے لوگ اُس کو الٹ پلٹ کے سیدھا کریں۔ وہ کیا مستحق خلافت ہوگا۔ اور حال عالی نشی تو اسی سے ظاہر ہے۔ کہ ابوسفیان ہمیشہ ابوبکر وغیرہ کو، فل بطنی قریش کہا کرتا تھا۔ مودۃ القریب میں ہے کہ قال رسول اللہ الامام الضعیف ملعون یعنی من محتاج الی غیرہ فی امور الدین۔ یعنی فرمایا رسول خدا نے۔ کہ وہ امام ضعیف ملعون ہے کہ جو امور دین میں غیر محتاج ہو۔ اور کنز العمال میں ہے کہ لا یقبل اللہ صلوة امام حکم بغیر ما

انزل اللہ۔ یعنی اُس امام کی نماز مقبول خدا نہیں ہے جس نے نہایت تنزیل حکم کیا ۔
 لیجئے۔ اب تو قلعی کھل گئی۔ خزانچی گری کام میں نہ آئی۔ ملعون بھی کھلائے غیر مقبول
 بارگاہِ خدا بھی ہوئے۔ مجھ کو اکثر تعجب ہوتا تھا کہ یہ کیا بات ہے۔ کوئی عصمت
 و طہارت و عدالت نہیں ہے۔ ہر جاہل مستبد و فاسق و فاجر و مجبور و قمار باز و زانی
 و ولد الزنا۔ ذیلِ مثلِ جولاہہ و دہنا و قصاب کو بھڑاؤ دیکھو وغیرہ امام نماز بن جاتا ہے۔
 اور بشوق و بطیب خاطر سب اہلسنت اُس کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں۔ جب
 عبادت عقاید نسلی وغیرہ دیکھنے میں آئے مصلو اخلعت کل برہ و اجر و ملاینول
 الانام بالفس ای الخرج من طاعة الله و بطور الظلم عن عباد الله۔ تو معلوم ہوا۔
 ان کے اصول ہی جدا گانہ ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ شاہِ باش۔ کیا مذہب ہے۔ کہ جب اہل
 مسند و مہارت وغیرہ اور نظام و فاجر و فاسق و دھوکے کھول کر آگے کھڑا ہو گیا۔ پس
 امام بن گیا۔ اور یہ اصول صرف اس غرض سے بنایا گیا ہے۔ کہ امام بحق کی ضرورت
 نہ ہے۔ اور یہی باعث ہوا۔ کہ دین کا تعلق خلیفہ سے نہیں رکھا گیا ہے۔
 البتہ تبیر حصول دنیا میں تو شیطان کے اُستاد تھے جس پر ابوصنیفہ نے کمدیا۔
 کہ ایحان ابلیس و ابوبکر واحد۔ ایمان ابلیس و ابوبکر ایک ہے۔ اس
 قسم کے مضامین خود اہلسنت کی کتابوں میں کثرت سے ہیں۔ اور اکثر ہمارے
 برادرانِ ایمانی نے لکھے ہیں۔ وہی کافی ہیں۔ محض نخوتِ طوائف اس مضمون کو
 اسی جگہ ختم کرتا ہوں ۔

امام احمد جو اس کے قائل ہیں۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
 اپنے بعد کے لئے کوئی دھی و جانشین مقرر نہیں کیا۔ اُن کا یہ عقیدہ فاسد ہے۔
 کیونکہ جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت مخصوص اُن کے وقت
 تک نہیں تھی۔ بلکہ تمام خلق پر مذقیامت تک آپ کی پیغمبری ہے۔ اور آپ نے

ایک شریعت تازہ پنسخ ادیان سابقہ جاری کیا ہے۔ اور ایک کتاب محکم جو تمام
فرائع و سنن کے احکام پر حاوی ہے۔ اپنی امت میں جاری کیا ہے۔ اور
ہر ایک۔ مورد ضروریہ و غیر ضروریہ کے احکام و طریقے ارشاد فرمائے۔ اور فرائع و
موارث و انفصال قضا یا معاملات کے راستے بتلائے۔ اور بہت تھوڑے دن آپ
نے تبلیغ رسالت کی۔ پھر داعی حق کی اجابت کی۔ اس مدت قلیل میں ایک مگر وہ
قلیل نے آپ کے فرمان کو مانا۔ اور بہت سے شہروں میں کچھ کسی نے نہیں جانا۔
جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ وہ بھی اکثر باطن میں منافق تھے ظاہر
مسلم اور حقیقت میں فاسق تھے۔ پس کیونکر عقل گواہ کر سکتی ہے۔ کہ ایسے
امر عظیم نام تمام کو ایسا پیغمبر عالی مرتبت اس طرح پر بیوالی و حادث چھوڑ دے۔ اور
اور ایک مرتبہ رشتہ ہدایت امت کو دست اغماص سے توڑ دے۔ اگر کوئی
بادشاہ یا رئیس یا عام اشخاص جب مرض الموت میں بیمار ہوتے ہیں۔ اور
اس سرے فانی کے چھوڑنے پر لاپوار ہوتے ہیں۔ تو کمال مہربانی واسطے اصلاح
اپنی رعایا و کاشتکار و اولاد و ازواج و اموال و متروکات کے کوئی نائب و وصی
مقرر کر جاتے ہیں۔ اور جملہ امور انتظامیہ ان کے بعد جانشینوں کے ہاتھ سے
انجام پاتے ہیں۔ کوئی شخص جس کو ذرا سا بھی مادہ عقل و تمیز ہوگا۔ ہرگز ایسے پیغمبر
آخر الزماں رؤف امت آیہ رحمت پر ایسے امرنا شایستہ کی نسبت نہ دیگا۔ کہ
بلاتعین کسی محافظ دین و مفسر آئین کے دنیا سے سفر کرے۔ اور بغیر انتظام
امور ہندگان خدا کے جانب دار جادواں گذر کرے۔ اور ایسی کتاب مجمل کہ جو کچھ
طور پرانگی نہ ہوئی ہو۔ اور ترتیب بھی اُس کی حسب مدعا نہ ہوئی ہو۔ اور جو کچھ اُس
میں احکام و مسائل تحریر ہیں۔ وہ بالا جمال ہوں۔ محتاج مفسران ذی کمال ہوں۔
اور یہ امر ممکن ہو کہ بغیر کسی مفسر ذی مرتبہ کے ہر شخص اپنی مراد کے مطابق اس کی

تعبیر کرے۔ اور جو امر مطلوب ہے اُس کے خلاف تفسیر کرے۔ اُس کتاب کو یوں
 حالت تشویش و اضطراب میں چھوڑ جائے۔ اور معافی و نکات و رموز کو اُس کے
 کسی کو نہ بتلائے۔ اور اُن مسلمانوں کو جو ظاہر میں مسلمان تھے۔ اور باطن میں منافق تھے
 خارج از ایمان و بدعتہ شیعہ بنائے تھے۔ صاحب اختیار کر جائے۔ جن کی وجہ سے بہت
 امر ناجائز ظہور میں آئے۔ ہر ایک اپنی اپنی اغراض فاسدہ کے موافق ادعاے امارت
 کہے۔ اور امور کفر و جمالت کو شایع کرے۔ پس قابل و معتقد ایسے عقیدہ فاسدہ
 کا عقل کامل کے نزدیک بالکل لایعقل شمار ہوتا ہے۔ اور صاحبان ہوش و خودی کے
 حضور اقوال سخیفہ اُن کا بے اعتبار ہوتا ہے۔ افسوس صد افسوس بمقتضا ختم اللہ
 علی قلوبہم الایہ صرف دنیاے دنی کی خواہش میں ایسے سخنان بیہودہ زبان پر
 لاتے ہیں۔ اور شاہراہ ہدایت مستقیم چھوڑ کر مثل اعمی تاریکی کفر میں جاتے ہیں۔
 اگر پردہ تعصب و عناد سامنے سے اٹھائیں۔ اور بغیر ہوا و ہوس نفسانی ذرا سا
 چشم انصاف سے ملاحظہ فرمائیں۔ تو ظاہر ہوگا۔ کہ ابتداءً بحیثیت سے
 تا زمان وفات کس کس اہتمام سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے تبلیغ رسالت کی۔ اور ہر مجمع و مجلس میں اپنے اوصیائے کرام و جانشینان
 عالی مقام کی اطاعت کی ہدایت کی۔ یہاں تک کہ خم غدیر میں کس دھوم سے ہر اہل
 انصار و مہاجر سے منہ کھنٹ مولاؑ فعلی مولاؑ کہہ کر بیعت لی۔ اور اکثر
 منافقین نے بیخ بخ نک یا امیر المؤمنین کہہ کر مبارکباد دی۔ جس پر آیہ اکملت
 لکم دینکم نازل ہوا۔ آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول اس کی دلیل میں ہے۔ انا
 مدینۃ العلم و علی بابہا مثل آفتاب روشن ہے۔ تمام عالم میں اس آفتاب
 امامت کا اُجالا ہے۔ منکوبین کا منہ کالا ہے۔

گر نہ ہند پر وز شہرہ چشم * چشمہ آفتاب را چنگناہ

اس بحث میں بڑی بڑی کتابیں تحریر ہوئی ہیں۔ اور اکثر کتب مخالف سے تسلیم ہوئی ہیں۔ جس کا ذکر تفصیلاً اس مختصر رسالہ میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن بطریق اختصار تھوڑا سا تحریر نا ضرور ہے۔ اور بغرض طلب ثواب و اطلاع مومنین و اثبات عدا لکھنے پر مجبور ہے۔ جو شرائط ہم نے بحث رسالت میں لکھی ہیں۔ اُن میں ہر ایک امام اثنا عشر طاق و چیدہ تھے تمام عالم سے۔ بلکہ بنیائے ماضی و ملائکہ سے افضل و برگزیدہ تھے۔ اور جب تک وہ صفتیں کسی میں پائی نہ جاتیں خلیفہ رسول اور امام امت ہونہیں سکتا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک ایسا کوئی نبی نہیں گذرا۔ کہ جس کا وصی حکم خدا مقرر نہ ہوا ہو پس جب یہ ثابت ہوا۔ کہ کسی پیغمبر کا دنیا سے گذرنا بلا تقرر و وصی محال ہے۔ تو دیکھنا چاہئے۔ کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیونکو اور کہاں کہاں کس کس مقام پر کس کس طرح سے ارشاد استقرار خلافت کیا ہے۔ مگر قبل اس کے اسی قدر کافی ہے۔ اور یہ اقرار و اعتقاد واقعی ہے۔ کہ بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ بلا فصل جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب علیہ السلام امام الثقلین ہیں۔ اُن کے بعد سبطین نبی حسن اور حسین علیہم السلام پیشواے خافقین ہیں۔ اُن کے بعد علی بن الحسین و محمد بن علی الباقر و جعفر بن محمد الصادق و موسیٰ بن جعفر کاظم و علی بن موسیٰ الرضا و محمد بن علی التقی و علی بن محمد النقی و حسن بن علی العسكري و حجتہ ابن الحسن المہدی علیہم السلام ائمہ ہدایت ہیں۔ وصی و جانشین محبوب کبریا ہیں۔ جناب قائم آل محمد نظروں سے مستور ہیں بحکم خدا غیبت پر مامور ہیں *

یہ بھی واضح ہو۔ کہ لقب شیعہ کا اطلاق انہیں اشخاص پر ہے۔ جو قائل ہوں ائمہ اثنا عشر علیہم السلام ہیں۔ نہ یہ واسعاً علیہ وغیرہ بھی فرقہ شیعہ میں داخل ہیں۔

لیکن عقاید حق سے جاہل ہیں۔ بلا شک وہ گمراہ ہیں۔ اُن کے بطلان مذہب کی حدیثیں گمراہ ہیں۔ اس کی تصریح کہ بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارہ امام ہو گئے کتب احادیث فریقین میں موجود ہے۔ جو اس کا اقرار نہ کرے۔ وہ مردود ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ آئندہ عرض کر سکیں گے۔

ماضی ہو۔ کہ حدیث اتحاد نور میں صاف طور پر مرقوم ہے۔ کہ عالی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خلقت انا و علی من نور و احد یعنی جناب باری نے مجھے اور علیؑ کو نور واحد سے پیدا کیا۔ اور یہ بھی حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ نور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نور جناب ابوتراب علیہ السلام کو صلب حضرت آدم علیہ السلام میں جناب باری نے جگہ دی۔ اور وہ دونوں نور متحد ہو کر جناب ابوالبشرؑ سے لے کر حضرت عبدالملکؑ تک یکے بعد دیگرے اصحاب طاہرین منتقل ہوتے آئے۔ جناب باری نے بحال انصاف اُس نورِ محمدہ کو جو صلب حضرت آدمؑ سے حضرت عبدالملکؑ تک منتقل ہوتا آتا تھا۔ وہ حصہ کر کے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو صلب حضرت عبداللہؑ میں اور حضرت علیؑ علیہ السلام کے نور کو صلب حضرت ابی طالبؑ میں منقسم کر کے جگہ دی۔ داد اکا ترکیہ برابر برابر خدائے تعالیٰ نے تقسیم کیا۔ رسالت جناب حبیب کبریٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں پائی۔ اور امامت حضرت علیؑ علیہ السلام اور ان کی اولاد اُحباب نے پائی۔ اب خصوصاً سامنا ظہر الامجدیہ سے دو اورداد امام عنایتؑ علیہ السلام کی تفصیل لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ ترمذی۔ سنن ابوداؤد۔ مسند امام احمد۔ مسند امام ہزار اور کُل حدیث کی کتابوں میں منقول ہے۔ کہ حضرت صلعم نے فرمایا۔ اسلام اس وقت تک عزیز و بلند رہیگا جب تک بارہ خلیفہ ہوں۔ کہ سب

قریش سے ہونگے۔ اور ابن ابی داؤد نے اس حدیث میں یہ بھی روایت کی ہے۔
 کہ حضرت نے فرمایا۔ ان پر امت کا اجماع ہوگا۔ اور اس کے بعد ہرج ہوگا۔
 انتہی انتہی قیامت۔ اور احمد و برابر کی روایت کہ ان کی تعداد بارہ ہوگی مطابق
 اتفاقاً لقباً بقباء بنی اسرائیل کے۔ اور مسند امام مسدود میں ہے۔ کہ سب خلیفہ
 عمل کرنے کے ساتھ ہدایت کئے۔ اور دین حق جس میں دو آدمی ہونگے طہیت
 محمد سے۔ دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی صفحہ ۷۰۴

ان حدیثوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بارہوں خلیفہ ایک جو
 اور ایک رتبہ کے ہونگے۔ جن کی تعریف آخری روایت میں یہ ہے۔ کہ سب
 عمل کرنے والے ہدایت اور دین حق پر۔

یہ حدیث فرقہ اہل سنت میں ایسی صحیح و متواتر ہے۔ کہ اس سے کسی طرح
 نہ انکار کر سکتے ہیں۔ نہ اس کے معنی درست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ پہلا سوال تو
 اس پر یہ ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کیسے مسلمان تھے۔ جنہوں نے رسول اللہ صلیم سے
 یہ نپوچھا۔ کہ وہ بارہ خلیفہ کون ہونگے۔ ان کے نام کیا ہیں؟ کیونکہ رسول اللہ صلیم
 نے جب ان کی تعداد بتائی تھی۔ تو ان کے نام بھی ضرور بتائے ہونگے۔ شان
 رسالت بلکہ عقل سے بہت دور تھا۔ کہ حضرت صلیم ان کے نام نہ بتاتے۔
 حالانکہ ہم حدیثوں میں دیکھتے ہیں۔ کہ حضرت صلیم نے پانچاں پیشاب مسوکیہ
 حلال و حرام تک کے مسائل ادب و قواعد بتائے ہیں۔ پھر خلافت جیسے عظیم
 امر کو کیوں مہمل چھوڑ دیا۔ آبا، رسول اللہ صلیم علیہ وآلہ وسلم نے مہمل
 چھوڑا۔ یا صحابہ نے؟

دوسرا یہ کہ قریش لفظ عام سے شخص کو مساوی حق پیدا ہوتا ہے۔
 تو گویا حضرت نے اس جملہ سے تمامی قریش کو باخود ہا جنگ و جدال پر

آمادہ کر لیا۔ جیسا کہ صحیحہ صاحب نے کہا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں اختلاف
ڈالنے والے حضرت عمرؓ میں جنہوں نے بذریعہ شہوتے ہر قبیلہ کو
تحصیل خلافت پر آمادہ کیا۔ اگر کسی کو مثل ابو بکر ضعیفہ کر جاتے۔ تو کوئی خرابی
نہ ہوتی۔ عقدا لفریدہ +

اب دیکھئے یہی الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آتا ہے۔ اگر
قبول کر لیا جائے۔ کہ حضرت نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ اور بارہ اماموں کے نام
نہیں بتائے۔ (لغزوہ بائد من ندۃ العقیدہ) +

تیسرے اس حدیث سے وہ حدیثیں باطل ہو جاتی ہیں۔ جو اہل سنت والجماعہ
مثلثون سنتہ روایت کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر دو حدیثیں ساتھ قبول کر لی جائیں۔
تو تناقص لازم آتا ہے۔ جو کلام رسول اللہ ﷺ بلکہ کسی عاقل کے شایاں نہیں۔
بہر کیف اس روایت نے مذہب اہل سنت میں ایسا رخ نہ ڈال دیا ہے۔ کہ کسی
طرح اس کا انسداد نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج تک اس کی تحقیق نہ کر سکے
اور نہ جب تک امر حق کی طرف رجوع کرتے تھے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے کیونکہ
اس کی پہلی تحقیق اہل سنت کی روایات سے یہ ہے۔ کہ علامہ سیوطی
عبد اللہ بن عمر سے در بارہ بارہ خلفاء کے روایت کرتے ہیں۔ کہا ابو بکر کا
نام تو تم نے پایا۔ عمرؓ کو ہی کی شاخ میں ان کا نام بھی پایا۔ ابن عفانؒ فی النورین
جو مظلوم قتل ہوئے۔ اور دوحہ رحمت ان کو ملیگی۔ متناویہ انس کا بیٹا۔ پشید جو
مالک ہوئے ارض مقدس شام کے۔ سفاح۔ سلام۔ جاہر۔ محمدی۔ امن
امیر انصاف جو سب ہی کعب بن لوی سے ہوئے۔ اور سب صلح ہوئے۔
جن کا صلح پایا جائیگا +

دیکھئے۔ اس روایت سے جناب امیر و امام حسنؒ کا نام خارج کر دیا گیا

ہے۔ اور معاویہ و یزید کا نام نہایت عظمت سے لیا گیا۔ اور ان کو خلیفہ برحق فرمایا ہے۔ یہی سبب ہے کہ عبد اللہ بن عمر نے یا وصف بیعت کرنے میں متاخرین و انصار کے نہ جناب امیر علیہ السلام کی بیعت کی نہ امام حسن علیہ السلام کی۔ بلکہ برعکس نہایت خوشی و رضا کے ساتھ معاویہ کے بعد لاکھ درہم لے کر یزید کی بیعت کی۔ اس کے بعد عبد الملک کی بیعت حجاج ثقفی کے پیروں پر جا کر کی۔ جس کے بعد اسی حجاج نے ان کو قتل بھی کیا۔ پھر تعجب ہے اہلسنت سے کہ بعض حضرات ان میں ایسے ہیں۔ کہ نہ حضرت ابن عمر کی روایت مانتے ہیں۔ نہ ان کا طرز عمل جو یزید کی خلافت سے انکار کئے جاتے ہیں۔

دوسری تحقیق علامہ سیوطی اس حدیث کی شرح میں قاضی عیاض سے نقل کرتے ہیں۔ کہ اس بارہ خلیفہ سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو غرہ خلافت و قوت اسلام و استقامت امور میں ہونگے جنکی خلافت پر اجماع ہوگا۔ چنانچہ یہ باتیں پائی گئیں اُن لوگوں میں جن پر اجماع ہوا۔ یہاں تک کہ امر بنی امیہ میں اضطراب اور فتنہ قائم ہوا ہنابہ و ولید بن یزید یہاں تک کہ وہ سب بنی عباس یہ قایل ہوئے۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں اس کلام کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔ بہت عمدہ ہے یہ کلام۔ کیونکہ اس کی تائید بھی ہوتی ہے بہت سی احادیث سے۔ جن میں یہ بیان ہے۔ کہ اُن پر اجماع بھی ہوگا۔ ویکھو پہلے اجماع ہوا ابو بکر و عمر و عثمان۔ علی پر یہاں تک کہ امر حکمین واقع ہوا صفین میں۔ تب سے معاویہ نامزد ہوا۔ بخلاف جس پر پورا اجماع بعد صبح امام حسنؑ کے۔ اس کے بعد معاویہ کے بیٹے یزید پر سب کا اجماع ہوا۔ اور نہ منبغلم ہوا امر حنین تک۔ بلکہ وہ قتل انتظام قتل ہوئے۔ بعد مدت یزید پر اختلاف ہوا۔

یسناں تک کہ بعد قتل ابن الزبیر عبدالملک پر اور اس کے چاروں بیٹوں ولید -
 سلیمان - یزید ہشام پر اجماع ہوا جس کے درمیان میں عمر بن عبدالعزیز آگیا پس
 یہ سات خلیفہ خلفائے راشدین کے بعد ہیں۔ بارہواں خلیفہ ولید بن یزید بن
 عبدالملک ہے۔ جو چار برس خلیفہ رہا۔ اور اس کے قتل کے بعد انتشار مٹ
 پیدا ہوا۔ کہ اہل سنت کے نزدیک یہی خلیفہ برحق ہیں۔ جن میں مردان
 کا نام ہے۔ نہ عبداللہ بن زبیر کا۔ نہ جناب امام حسن علیہ السلام کا نام موجود
 ہے۔ نہ خود عمربن عبدالعزیز کا۔ جو اہل سنت کے نزدیک خلیفہ راشدین سے
 ہیں۔ اور خلیفہ دوم سے افضل۔ اور شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری لکھتے
 ہیں۔ وکان الامر کما قال النبی قال اثنا عشر خلفاء المرشدون
 الا ولجة ومعاویة وابن یزید وعبدالملک بن مروان واولادہ
 الا ولجة وینہم عمر بن عبدالعزیز صلواتہ۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ بارہ
 خلیفہ امام اہل سنت یہی ہیں۔ جس میں یزید بھی ہے۔ اور کتاب ملل نحل و مشاہیر
 ابو شکرہ سلمیٰ بر شرح عقاید نسفی و صدواعق محرقہ بلکہ خود شرح فقہ اکبر میں موجود ہے
 کہ علمائے اہل سنت نے یزید کو بھی خلیفہ برحق تسلیم کیا ہے +
 تیسری تحقیق علامہ سیوطی کی یہ ہے کہ اس حدیث میں بارہ خلیفہ
 سے مراد یہ ہے۔ کہ جمیع ہدایت اسلام تا قیامت بارہ خلیفہ ہونگے۔ جو
 عمل کرتے رہیں۔ اگرچہ ان کے زمانہ میں انصال نہ ہو۔ بنا براس معنی کے بارہ
 خلیفہ سے اسٹھ خلیفہ ہو چکے۔ خلفائے اربعہ۔ امام حسن۔ معاویہ۔ ابن
 زبیر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ اور اسٹھ خلیفہ ہوئے۔ اور ممکن نہیں۔ کہ ان لوگوں میں
 ملائے جائیں خلیفہ محمدی امجد جو خلفائے بنی عباس سے تھے۔ اسی طرح
 طاہر خلیفہ بھی اس میں مل سکتے ہیں۔ (جو مصر کے خلفائے بنی عباس میں

داخل ہیں۔) باقی ہے دو امام منتظر جن میں سے ایک تو امام مہدی ہونگے۔
جو اہل بیت محمدؐ سے ہیں۔ دیکھو تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۰ +

اس حساب میں یہ خرابی ہے۔ کہ بہت سے خلیفہ درمیان میں نکل جاتے
ہیں۔ مثل یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔ ولید۔ ہشام۔ سلیمان۔ جریر۔ مروان۔ ابوالاعین
حماد وغیرہ خلفائے مروانیہ اور نیز خلفائے عباسیہ سابق و لاحق مہدی
بالفہ۔ اور پھر کوئی سلسلہ باقی نہیں رہتا۔ باایں ہمہ ابھی تک دو خلیفہ کا جو
نہیں ہوا۔ ان سب کے بڑھکے یہ خرابی بھی لازم آتی ہے۔ کہ حدیث مستندہ
سیوطی میں دو ہی خلیفہ کا ذکر ہے۔ جو اہلبیت رسالت سے ہونگے۔ اور
اس تحقیق سے علامہ سیوطی کے تین امام ہو جاتے ہیں۔ جناب امیر و جناب
امام حسن و حضرت مہدیؑ +

چوتھی تحقیق یہاں پر جو حاشیہ چڑھایا گیا ہے۔ اس میں کتاب
دانیالؑ سے مرقوم ہے۔ کہ یہ بارہ خلیفہ بعد حضرت مہدیؑ ہونگے۔ پانچ آدمی
اولاد امام حسنؑ سے۔ پانچ آدمی اولاد امام حسینؑ سے۔ پھر دو آدمی اولاد امام
حسینؑ سے۔ بنا بریں یہ حدیث پیشینگوئی ہوگی قریب قیامت سے جس کا
تحقق ابھی تک نہیں ہوا۔ اس سے اہل بیتؑ کے کل خلفاء اس حدیث
سے خارج ہو گئے۔ اور کسی خلیفہ کی خلافت اس حدیث میں داخل
نہیں رہتی +

پانچویں تحقیق جناب شاہ ولی اللہ صاحبؒ ہلوی نے اپنی
تحقیقات میں ابن حجر اور سیوطی کی کچھ ترمیم کر کے اپنے لئے ان دو ازادہ
امام کو منتخب کیا ہے۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ عبدالملک۔
ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید۔ ہشام۔ ولید ابن یزید۔ اس تحقیق

سے بارہ امام کی تعداد تو پوری ہو جاتی ہے۔ مگر تسلسل نہیں رہتا۔ اور جتنا امام حسنؑ تو بالکل علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ جن کے علیحدہ کئے سے معاویہ کی خلافت سے بھی درست برداری لازم آتی تھی۔ کیونکہ اہل سنت بالاتفاق قائل ہیں کہ معاویہ کی خلافت اُس وقت سے صحیح ہے جب تک کہ امام حسنؑ نے تفویض فرمائی۔ پس جبکہ بنا بر تحقیق شاہ صاحب امام حسن علیہ السلام خلیفہ نہ ہوئے۔ تو معاویہ کی خلافت کیونکر درست ہوئی۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ خرابی لازم آتی ہے کہ حدیث مذکور میں خاندان رسالت سے دو خلیفہ ہونا مذکور ہے۔ اور یہاں ایک ہی خلیفہ ہوئے ہیں۔ یعنی جناب امیر المومنین علیہ السلام +

چھٹی تحقیق شاہ عبدالعزیز صاحب اسی حدیث کے متعلق یہ لکھتے ہیں۔ مراد ازاں خلفاء اثنا عشر مقسطنین کہ بروج و مقیم دین مبین و منفذ احکام شریعت غر اصحاب بسط تام و اطراف دوالی خلافت نبوت باستحقاق و الاتفاق لا علی سبیل التغلب و الشقاق ہستند۔ و برائے امن این خلفاء بسبیل اتصال با یکدیگر لازم نیست۔ بلکہ از وقت ظہور خلافت راشدہ تا قریب قیام ساعت این عدد تمام خواہ شد۔ پس از جملہ این خلفاء بعضی مثیل خلفاء و اربعہ و حضرت امام حسن و عمر بن عبدالعزیز بڑے کارآمد اند۔ و اتمام این عدد تا قریب قیامت صورت خود بہ نسبت صفو ہموادی + دیکھئے یہ تحقیق روایت ابن عمرؓ ہی کے مخالف نہیں ہے۔ بلکہ قاضی عیاض و ابن حجر و سیوطی کی ہلے کے بھی مخالف ہے۔ بلکہ خود شاہ ولی اللہ صاحب کی تحقیق کے بھی خلاف ہے۔ اور ایسا خلاف کہ بارہ کو چہ کر دیا۔ اور جس کا خاتمہ دوسو ہیں کے اندر تھا۔ اُس کی قیامت تک پہنچا دیا۔ کیونکہ

شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ ان بارہ خلفاء کو باستحقاق خلیفہ ہونا چاہئے۔ نہ برفے تغلب رواد ان میں اتصال زمانہ بھی درکار نہیں۔ اور ان ہی تک ان بارہ خلیفوں میں چھہ ہوئے خلفائے اربعہ۔ امام حسنؑ و عمر بن عبدالعزیز جو صریح خلافت عقیدہ شاہ ولی اللہ صاحب ہے۔ کہ اس حدیث کو احادیث فتن قرار دے کر حمل ٹھیکر دیا۔ جس کا کوئی مطلب نہیں۔

مسلمانو! غور کرو۔ ان علماء کی تحقیقات سے تم کو کیا نتیجہ ملا۔ کس عالم کو ان میں سچا جانتے ہو۔ اور کس کو جھوٹا۔ تم اپنے کن بارہ خلیفوں کو منتخب کرتے ہو۔ اور کس ذریعہ سے کرتے ہو۔ کیونکہ قاضی ابن حجر عسقلانی اور ملا علی قاری و توفیق صاف صاف بلا عذرینہ یہی خلافت کو برحق مانتے ہیں۔ اور اسی طرح ابن عمر صاحب نے حدیث بھی بیان کی اور بخوشی بیعت بھی جا کر کر لی۔ بلکہ جب مدینہ والوں نے یزید سے مخالفت کرنی چاہی۔ تو ابن عمر یہ حدیث بیان کی کہ عذر کرنے والے کے لئے قیامت کے روز ایک علم رکھ لیا جائیگا۔ غلامانہ اس سے بڑھ کر کیا غدر ہوگا۔ کہ ہم لوگ اس (یزید) کی بیعت کریں۔ اور پھر اس خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ اس کے بعد کہا۔ اب جو نہ مانے گا۔ تلوار سے فیصلہ کرینگے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت ابن عمر یزید کو حضرت عثمان سے بھی افضل سمجھتے تھے۔ کیونکہ انہی اپنے تلوار نکالی۔ نہ اس کا ارادہ کیا۔ غرض جو لوگ خلافت خلفائے ثلاثہ کو قبول کرتے ہیں۔ وہ اگر معاویہ سے دست بردار بھی ہوں۔ تو خلافت یزید سے دست بردار نہیں ہو سکتے جس میں چاروں کو ذریعہ خلافت پایا گیا۔ کیونکہ معاویہ کا تسلط خلافت پر بزدل شمشیر تھا۔ نہ بذریعہ بیعت و اجماع۔ کہ صحابہ نے پہلے اجماع کیا ہو۔ نہ بذریعہ اختلاف۔ کہ کسی خلیفہ سابق نے اپنا خلیفہ مقرر کیا ہو۔ نہ بذریعہ شورش۔ کہ

چھ آدمیوں کے درمیان ہو۔ بخلاف یزید کہ جس کی خلافت کے لئے شورائے بھی
ہوا کہ معاویہ نے کوفہ و بصرہ کے لوگوں کو بلا کر سبے شورائے لیا۔ پھر مکہ مدینہ جا
مشورہ لیا۔ تو شورائے بھی ہوا۔ اور اجماع بھی۔ کہ ابن عمر جیسے صحابی نے ان کی
بیعت کی۔ اور علاوہ ان کے کل صحابہ نے با استثناء جناب امام حسن علیہ السلام کہ جو
بحکم نبیؐ خدشہ شد ہوئے۔ اور با استثناء ابن الزبیر جو مکہ میں پناہ گیر ہوئے۔ اور یزید
نے لشکر کشی کی۔ مگر معاویہ نے روبرو ان حضرات کے سبے بگاڑ کر کہا۔ کہ یہ
لوگ بیعت کر چکے جس سے وہ حضرات انکار نہ کر سکے۔ کیونکہ اہل شام تلوا
تو لئے ہوئے تھے۔ اور استخلاف بھی ہوا۔ کہ خود معاویہ نے اس کو اپنا خلیفہ
بنایا۔ اسی وجہ سے ابو شکور سلمیٰ حاشیہ شرح عقاید نسفی صفحہ ۱۰۲ میں لکھتا
ہے۔ فاما یزید بن معاویہ قال بعض الناس ما خلافة کاتب با استخلاف
معاویہ و بیعة المسلمین من الصحابة وغیرہم فمعنی طریق الناس
ان طاعة کانت واجبه علی الحسنین و جمیع المسلمین۔ یعنی یزید کی
طاعت بذریعہ استخلاف تھی۔ کہ معاویہ نے خلیفہ بنایا و یزید ذریعہ بیعت
مسلمین صحابہ وغیرہ۔ بس قیاس کی رُو سے یزید کی اطاعت واجب تھی مسلمین
پر اور کل مسلمانوں پر۔ پھر حضرات اہل سنت کیوں اس کی خلافت سے انکار کرتے
ہیں۔ اور اس کو اپنا مقتدا دین نہیں مانتے +

یہ سب خرابی اسی وجہ سے ہے۔ کہ اس حدیث میں تاویل خلاف
مقصود رسول اللہؐ کرتے ہیں۔ ورنہ اگر حضرتؐ کے ارشاد فیض بنیاد پر
عمل کرتے۔ تو نہ دین میں رخنہ پڑتا۔ نہ دنیا میں اسلامی سلطنت جاتی۔ نہ
بدعت کو رواج ہوتا۔ نہ مسلمانوں کی بیعتی اور ذلت ہوتی۔ چنانچہ محققین
اہل سنت نے تصریح کی ہے +

تحقیق حق دوازده امام - علامہ شیخ بلخی قندوزی شیخ مکتبہ شیخ مراد بخاری واقع شہر قسطنطنیہ اپنی کتاب ینابیح المودۃ میں لکھتے ہیں - جو بحکم سلطان عبدالعزیز خاں لکھی گئی - تحقیق کی ہے بعض محققوں نے - کہ یہ حدیثیں بارہ خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں - سب طریقوں سے مشہور ہیں - پس شرح زمان و تعریف کون و مکان معلوم ہوا - کہ مراد رسول اللہ اس حدیث سے سیسی دوازده امام ہیں - جو حضرت کے اہل بیت و عترت سے ہیں - کیونکہ اس حدیث سے خلفائے اربعہ کا مراد لینا ممکن نہیں - بحسب صحت - دو - کہ پچار ہیں - اور حدیث مذکور میں بارہ اسی طرح سلاطین بنی امیہ بھی مراد نہیں ہو سکتے - جن کی تعداد بارہ سے بڑی ہے - اور ظلم و فجور ان کا مشہور ہے - باستناد عمر بن عبدالعزیز اور نیز وہ لوگ بنی ہاشم نہ تھے - اور حضرت طلحہ نے قید لگائی تھی بنی ہاشم کی - جیسا کہ روایت عبدالملک بن جابر میں ہے - جس سے معلوم ہوا - کہ یہ حدیث زیادہ تر صحیح ہے - کیونکہ اخلاص بنی ہاشم اس کی دلیل واضح ہے - جس کو وہ لوگ پسند نہیں کرتے تھے - اور خلفائے بنی عباس بھی مراد نہیں ہو سکتے - کیونکہ ان کی تعداد بھی بارہ سے کمیں زیادہ ہے - اور آیہ مودت و حدیث کسا کی ان لوگوں نے رعایت نہ کی - تو ضرور ہوا - اس حدیث سے ائمہ اثنا عشر علیہم السلام مراد ہیں جو اعلم زمانہ تھے - اور اجل و ادرع و اتقا و اعلم از روئے نسب کے اور افضل از روئے حسب کے اور علوم ان کے مستقل ہیں بذریعہ آباء کرام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مزین - بذریعہ علوم لدنیہ کے ان کو وراثت پہنچی - اسی وجہ سے اہل علم و محقق و کشف و توفیق نے اس حدیث سے انہیں حضرات ائمہ

اثنا عشر علیہم السلام کو مراد لیا ہے۔ اور اس کی مویہ وہ سب حدیثیں ہیں۔ جو اس کتاب میں مذکور ہوئیں۔ مثل حدیث ثقلین وغیرہ کے۔ انتہی +
 علامہ مذکور نے اسی کتاب میں ابیح المودۃ کے باب ۶ صفحہ ۳۶ میں کتاب فرائد السمعتین سے ایک بڑی طولانی حدیث نقل کی ہے۔ جس میں ایک یہودی نے حضرتؑ سے گفتگو کی ہے۔ جس کا آخری حصہ یہ ہے :-

فاخبرنی عن وصیک من ہو فامن بنی الاولہ وصی وان نبینا
 بن عمران اوصی یوشع بن نون فقال ان وصی علی ابن ابی طالب ولجہ
 سبطای الحسن والحسین یتلوہ تسعة ائمہ من صلب الحسین
 قال یا محمد فہم لی قال اذا مضی الحسین فابنہ علی فاذا مضی علی فابنہ
 محمد فاذا مضی محمد فابنہ جعفر فاذا مضی جعفر فابنہ موسی فاذا مضی
 موسی فابنہ علی فاذا مضی علی فابنہ محمد فاذا مضی علی فابنہ الحسن
 فاذا مضی الحسن فابنہ الحجة محمد المہدی فہو کلاء اثنا عشر قال
 اخبرنی کیفیۃ موت علی والحسن والحسین۔ قال صلے اللہ علیہ
 والہ وسلم یقیل علی بطنہ یتہ علی قبرہ والحسن یقتل باسم والحسین
 بالذبح قال فاین مکانہم قال فی الجنة فی درجتی قال شہدان
 لا الہ الا اللہ وانک لمرسول اللہ واشہد انہم الاوصیاء بعدک
 ولقد وجدت فی کتب الانبیاء المقید وفما عبد البنا مؤی
 بن عمران علیہ السلام انہ اذا کان اخر الزماں ینخرج بنی فقال لہ
 احمد ومحمد ہو خاتم الانبیاء ولا بنی بعدہ فیکون اوصاءہ
 بعدہ اثنا عشر اولہم بن عمر وختنہ والثانی والثالث کانا اخرین

من ولدہ و یقتل امة النبی الاول السیف والثانی باسم والثالث مع
 جماعة من اهل بیتہ بالسیف وبالعطش فی موضع الغریہ فیو کولد
 العیم مذبح و یصبر علی القتل رفع درجاتہ و درجات اهل بیتہ
 و ذریئہ و لاخراج مجیبہ و اشاعہ من الناس و نفسہ الاوصیاء
 منهم من اولاد الثالث فکولاء الاثناعشر عدد الاسباط قال
 العرف الاسباط قال نعم انہم کانوا اثنا عشر اولہم لادی بن
 یوضیا و ہوا الذی عاب من بنی اسرائیل غیبہ ثم عاد فاظر البدیہ
 شریعتہ بعد ابد راسہا و قاتل فرسیا الملک حتی قتل الملک
 قال ما کان فی امتی ما کان فی بنی اسرائیل خذو اللغفل باللغفل لقد
 بالقہ وان الثانی عشر من ولدی بعثت حتی لادی بنی و یاتی علی
 امتی نؤمن لا متقی من الاسلام الاداسمہ و لا ینقی من القرآن الا
 اسمہ فحینذ باذن اللہ تبارک و تعالیٰ لہ بالخروج فیطر اللہ
 الاسلام و طوبی لمن اصیبہم و تبعہم والول من الغضیم و
 خالقہم و ید من تمسک برہم فانشاء لغفل سورۃ اللہ
 ذوالعلی علیک یا خیر البشر انت النبی المصطفیٰ و التامی المضر
 بکرمہ انا بر بنا و فیک نرجو ما امر و معشر سمیتہم اثنا عشر
 صباہم رب العلی ثم اصطفاهم من کدر قد فارم و الام
 و حاب من عادی الذہر اخرہم لسی القماء ہوا الامام المنتظر
 و عززتک الاخبار بنی و التابعین امر من کان عنہم معرفاً
 فسوف یصلوہ سقر

(ترجمہ) کہا یہودی نے کہ خبر دو تم اے محمد اپنی وصی سے کون ہے

کیونکہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا ہے۔ جس کا وصی نہ ہو چنانچہ حضرت موسیٰ کا وصی یوشع بن نون تھا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ میرا وصی علی بن ابی طالب ہے۔ اور میرے دو توفائے سے حسنؓ اور حسینؓ جن کے بعد اولاد حسینؓ سے نواسی ہوئیں گے۔ یہودی نے کہا۔ اے محمدؐ ان لوگوں کے نام بتاؤ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب حسینؓ وفات کریں گے۔ تو ان کے فرزند علی زین العابدینؓ امام ہوں گے۔ اور ان کے بعد ان کے بیٹے محمد باقرؑ۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر صادقؑ۔ پھر ان کے بیٹے حضرت موسیٰ کاظمؑ۔ پھر ان کے بیٹے علی رضاؑ۔ پھر ان کے بیٹے محمد تقیؑ۔ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے علی نقیؑ۔ پھر ان کے بیٹے حسن عسکریؑ۔ پھر ان کے بعد ان کے بیٹے حضرت محمد مهدی علیہ السلام جو حجتہ خدا ہیں پس یہ بارہ امام ہیں۔ یہودی نے کہا۔ علیؓ و حسنؓ و حسینؓ کی کیفیت وفات بتاؤ۔ فرمایا حضرت علیؓ تلوار سے قتل کئے جائیں گے۔ اور حضرت حسنؓ زہر سے اور حسینؓ ذبح کئے جائیں گے۔ یہودی نے کہا۔ ان لوگوں کی جگہ کہاں ہوگی۔ فرمایا رسولؐ نے۔ جنت میں جہاں میرا درجہ ہوگا۔ پس ایمان لایا یہودی۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَشْهَدُ اَنْهُمْ اَدْوِیَاءُ بَعْدَکَ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا ایک ہے۔ اور آپ رسول خدا ہیں۔ اور گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ سب ادھیاء ہیں آپ کے بعد۔ کہ کتب انبیاء سابقین میں میں نے اس کی خبر پائی ہے۔ اور یہ خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی دی ہے۔ کہ آخر زمانہ میں ایک پیغمبر ہوگا جس کو احمد و محمد کہیں گے۔ وہ خاتم انبیاء ہوگا۔ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ ان کے بعد ان کے بارہ وصی ہوں گے۔ کہ پہلا ان کا ابن عم وان کا داماد ہوگا۔ اور دوسرے و تیسرے

وصی دو بھائی ہونگے۔ فرزند اُن کے جنہیں امت ہی قتل کرے گی۔ ایک کو تلوار سے۔ دوسرے کو زہر سے۔ تیسرے کو مِخ اُن کے اہلیت کے قتل کرے گی۔ جو میدانِ غربت میں تلوار سے سب کشتہ ہونگے۔ وہ مثلِ گوسفند ذبح کیا جائیگا۔ اور قتل پر صبر کریگا۔ تاکہ اُس کے اور اُس کے اہل بیت کے درجات بلند ہوں۔ اور اپنے دوستوں اور شیعوں کے لئے آتشِ جہنم سے نجات کا ذریعہ ہو۔ اور نو وصی ان کی اولاد سے ہونگے۔ پس یہ بارہ امام ہونگے ہم عددِ اسباط (بنی اسرائیل) کے۔ فرمایا حضرتؑ نے۔ تو پہچانتا ہے اسباط کو کما اُس نے (وہی یہودی جو اسلام لایا)۔ ہاں میں پہچانتا ہوں۔ وہ بارہ آدمی تھے۔ کہ اول اُن کے لادی بن برخیا ہیں۔ جو غائب ہوئے تھے بنی اسرائیل سے ایک زمانہ تک۔ پھر خدا نے اُن کے ذریعہ سے ظاہر کیا شریعت کو۔ بعد ازاں اس ہو جانے کے۔ اور قتال کیا انہوں نے فرسطیا بادشاہ سے۔ کہ اُسے قتل کیا۔ فرمایا حضرتؑ نے وہی باتیں اس امت میں بھی ہونی چاہی ہیں۔ جو سابقہ امتوں میں ہوئیں۔ اور بارہواں فرزند میرا غائب ہوگا۔ کہ دیکھا جائیگا یہاں تک کہ اُسے گامیری امت پر ایک زمانہ۔ جس میں اسلام فقط برائے نام رہ جائیگا۔ اُس وقت خدا حکم دیگا اُس کو خروج کا۔ جس کے سبب اسلام ظاہر ہوگا۔ اور اس کی تجدید ہوگی۔ پس طوبی ہے اُس کو جو اُن کی متابعت کرے۔ اور محبت کرے۔ اور وائے ہے اُس پر جو اُن سے بغض کرے اور مخالفت۔ اور طوبی ہے اُس کے لئے۔ جو تہسک کرے اُن سے۔ اعدا اُن کی ہدایت کو قبول کرے۔ اس پر پیروی نے چند اشعار کیے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ خدا کا صلوة و سلام ہو تم پر

اے خیر البشر کہ تم نبی مصطفیٰ و ہاشمی مفتوح ہو۔ خدا نے تمہاری بدولت ہدایت کی ہے۔ اور تم سے امید ہے۔ جن بارہ اماموں کا نام لیا۔ وہ ایسے ہیں۔ کہ خدا نے اُن کو برگزیدہ کیا۔ اور پاک کیا۔ اُن کی محبت سے رستگاری ہوگی۔ اور وہ زیاں کار ہوگا۔ جو ان سے مخالفت کرے۔ امام منتظر ان کے جو بارہ خصوصیات ہیں۔ وہی سب کے بچانے والے ہونگے۔ جو ان سے روگرداں ہوگا۔ وہی جہنم میں جا بیٹھگا۔

دیکھئے یہ تحقیق یہ حدیث یہی متوجہ اہل سنت ہے۔ نہ کہ کسی عالم کی تقریر ہونا اس کی تحقیق۔ پھر حضرات اہل سنت اس کو کیوں قبول نہیں کرتے۔ جو ان کا ایمان درست ہو۔ اور ان بکھیروں سے نجات ہو۔ جو دیگر علماء اہل سنت نے پھیلا رکھے ہیں۔

اگر آپ کو آیہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم علیکم کہنا ہے۔ جو ضروری ہے۔ تو اس تحقیق کو قبول فرمائیے۔ کیونکہ خدا کہتا ہے اطاعت کرو تم خدا کی۔ اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور اولی الامر کی۔ تو پہلے اُن کی شناخت حاصل کیجئے۔ پہچانئے وہ لوگ کون ہیں۔ اس کے بعد اطاعت کیجئے جو واجب ہے۔ اسی نے حکم دیا ہے۔ کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتة جاهلیة۔ کہ جو مر جائے بغیر پہچانئے جو اپنے امام زمانہ کے۔ تو اس کی موت موت جاہلیت ہوگی۔ جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ہے۔ یہ حدیث شیعہ و سنی کے ہاں بالاتفاق قبول کی گئی ہے۔ اور صحیح مانی گئی ہے۔ پھر فرمائیے۔ اس کے لائق بغیر قبول کرنے اس حدیث کے کیونکر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ امام کا موجود ہونا ہر زمانہ میں ایسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے۔ جب اس حدیث

پہا اور اس طریقہ پر ایمان لایا جائے۔ ورنہ تحقیقات ماسبق سے تو آپ دیکھا کہ ابھی تک بارہ امام بھی معین نہیں ہوئے۔ جن کا وجود ہر زمانہ میں تسلیم کیا جائے۔ اور اس پر ایمان لایا جائے۔

غرض ان تحقیقات سے اچھی طرح معلوم ہو گیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی ہر ایت میں کسی طرح بھی کوتاہی نہیں فرمائی۔ نکل احکام شرعیہ بلکہ ان سب سے زیادہ اس کی توضیح فرمائی۔ معرفت امام زمانہ کو واجب فرمایا۔ پھر ان کی تعداد بتائی۔ کہ بارہ ہیں۔ پھر نام بتائے۔ کہ یہی دو اندر امام ہیں۔ جن کو بارہ خلیفہ بھی فرمایا۔ بارہ امر۔ بارہ سردار بھی۔ جس کی بشارت خود تورات میں موجود ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے صاف صاف اقرار کیا۔ کہ بارہ امام مراد لینے سے اس حدیث میں تم شیعہ کو خطا کا نہیں کہہ سکتے۔ مامردم شیعہ را بسبب تعین مراد دریں احادیث خاطی نئے گوئیم۔ پھر لکھتے ہیں۔ در کتب شیعہ میں صفات را برائے اطہار منطبق کردہ اند۔ املا الیساں ہم نظر ہرین نزد ما گمراہ خواہند بود۔ ص ۸۔ قتائے۔ پس اس تحقیق سے کسی طرح کی خرابی نہیں ہے۔ اور یہی صحیح و درست ہے۔ پھر اہل سنت کیوں قبول نہیں کرتے۔

حاصل کلام کتب معتبرہ عامہ میں ایسی حدیثیں بکثرت موجود ہیں جو گمان موضوعیت سے کوسوں دور ہیں۔ اگر سب یکجا کر کے جمع کی جائیں۔ تو بڑی بڑی کتابیں تحریر میں آئیں۔ چنانچہ تھوڑا سا بالاختصار تحریر کرتا ہوں۔

علامہ جمال الدین محدث اہل سنت اپنی کتاب روضۃ الاجاب کی تیری

جلد میں لکھتے ہیں کہ جب آیہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوئی۔ تو جابر بن عبد اللہ انصاری نے جناب رسول خدا سے عرض کیا۔ کہ اے مولا خدا و رسول! کو تو ہم پہچانتے ہیں۔ لیکن صاحب امر کون ہیں۔ جن کی اطاعت کو خدا نے اپنی اطاعت سے مقرون فرمایا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا۔ ہم خلفائے من بعدی اولہم علی بن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التورۃ بالیاسر وستدرکہ یا جابر فاذا لقیته فاقر من السلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجتہ اللہ فی امرہ وبقیتہ فی عبادہ محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عز وجل علی یدہ مشارق الارض ومغاربہا وذلک الذی لغیب عن مشیعۃ واولیائہ غیبۃ لا یتب فیہا علی القول بامامۃ الا من اتحن اللہ قلبہ للایمان۔ یعنی وہ میرے خلفاء و جانشین ہیں بعد میرے۔ اول علی بن ابی طالب۔ پھر حسن اور حسین اور علی بن الحسین۔ اور محمد بن علی جو معروف ہیں تورات میں ساتھ باقر کے۔ اور قریب ہے اے جابر۔ تو ان سے ملاقات کر گیا پس میرا سلام ان سے کہنا۔ پھر جعفر بن محمد الصادق۔ اور موسیٰ بن جعفر۔ اور علی بن موسیٰ۔ اور محمد بن علی۔ اور علی بن محمد۔ اور حسن بن علی اور محمد بن حسن بن علی کہ وہ حجۃ خدا ہیں زمین میں۔ اور بقیہ خدا ہیں ہند میں۔ اور خدا اُس کے ہاتھوں سے مشارق و مغارب الارض کو مفتوح کر گیا اور وہ اپنے شیعوں اور دوستوں سے غیبت اختیار کر گیا۔ اور ایسی غیبت ہوگی کہ اُس غیبت میں کوئی اُس کی امامت کا قائل نہ رہیگا۔ مگر وہ شخص کہ

جس کے دل کا خدا نے امتحان لیا ہو +

علامہ نیشاپوری و امام واقدی و صاحب کتاب اسباب نزول و شارح صحیح بخاری نے اور تفسیر کبیر و تفسیر حسینی و شواہد النبوة و مدارج و معارج وغیرہ میں کہ یہ سب عدل و کتابیں مذہب اہل سنت و جماعت کی ہیں۔ اور محمد و مقبر شمار کی گئی ہیں۔ آیہ یا ایہا الرسول احوستقرار خلافت جناب امیر میں نازل ہونا بیان کرتے ہیں +

اور عبقیات انوار میں جناب مولانا و مولیٰ الکونین جناب السید حامد حسین صاحب اعلیٰ احد مقامہ نے ۶۱ عالموں کی عبارت مع سند ان کی کتاب سے لکھی ہے مفصل حال اس کا یہ ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری حج سے جس کو حجۃ الوداع بھی کہتے ہیں فارغ ہو کر جانب مدینہ منورہ مراجعت فرمائی۔ اور شکر ظفر پیکر آپ کا جس میں اُس وقت لاکھ یا سو لاکھ آدمی تھے۔ اور اس تعداد لشکر کو کتاب تبصرة السائل میں جناب مولانا مولوی حکیم سید علی اظہر صاحب مظلہ العالی نے صفحہ ۳۲ سطر ۹ میں تحریر فرمایا ہے۔ بمقام خم پہنچا۔ اور یہ مقام غدیر میں یعنی پشت میں واقع ہے جہ سے جو درمیان مکہ و مدینہ کے متعلق ہے۔ وہ اٹھارھویں تاریخ ذی الحجہ کی تھی مسلم سجدی تھا۔ اور بے جان ڈون پور صاحب اپنی کتاب تاریخ میں ۱۰ اپریل ۶۳۱ء لکھتے ہیں۔ اُس مقام پر جبریل امین نازل ہوئے۔ اور یہ آیت لائے۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس انک لا یمشی القوم الکافرین۔ صاحب تفسیر لکھتے ہیں۔ کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ بلغ ما انزل الیک من ربک

فی علی۔ اور بعض علمائے اہل سنت اس سے بھی ترخی کر کے لکھتے ہیں کہ بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولیٰ المؤمنین نازل ہوئی تھی۔ القصد بعد نزول آیہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخوف فساد منکرین و منافقین کے اغیار و تبلیغ حکم باری میں تامل تھا۔ تو جناب حدیث نے ارشاد کیا کہ اگر تو اظہار نہ کریگا۔ تو تو نے تبلیغ رسالت نہیں کی۔ اور تجھے کس کا خوف ہے۔ ہم تیری حفاظت کرتے ہیں۔ تب آپ نے شہرین شکر کے کجاووں کو پکچا کر کے منبر بنوایا۔ اور چار لاکھ سو لاکھ حججہ میں بحال استقلال و فرح و سرور ایک ذلیلہ طولانی ارشاد فرما کے حضرت علیؑ کے ہاتھ پکڑ کے بلند فرمایا۔ اور ہر طرف رد کر کے فرمایا من ینکس منک ینکس فعلی مولود۔ اسی تعمیل رسولؐ کے بعد آیہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا نازل ہوئی۔ علمائے مستندین اہل سنت اس کے قائل ہیں کہ یہ آیت بھی اسی بارہ میں نازل ہوئی۔ اب اس مقام پر قابل غور و لائق ظاہر یہ امر ہے کہ تمام احکام صلوٰۃ و صوم و زکوٰۃ و حج و جہاد و فرائض و میراث و تنبیہ و تاکید و تہدید تو حضرت پرنا۔ اب جو چکے تھے اور ان سب کی تبلیغ حضرت امت پر فرما چکے تھے۔ اب کوئی امر ضروری ایسا تھا کہ جس کے لئے یہ تاکید ہوئی۔ ظاہر ہے کہ ماخذ یہ بات منصوصہ و احادیث میں کل دو حصے بارہ دن باقی ہو گئے تھے۔ اور اگر کہ ابتداء سے شہادت آج تک جناب امیر المؤمنین علیؑ وصی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرر ہو چکے تھے۔ مگر اس عالم اسباب میں بظاہر کوئی اعلان خاص طور پر نہیں دیا گیا تھا۔ اور اگر اس کی تبلیغ نہ ہوتی۔ تو امت میں اس سے بظاہر اور فساد واقع ہوتا۔ کیونکہ باوجود اعلان و مکرار ارشاد کے تو چشم پوشی نہ

اپنے مطلب کے موافق کارروائی کی گئی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو اور کھل کھلتے۔
 اسی وجہ سے یہ اہتمام خاص ہوا۔ اور تاکید تام عمل میں آئی۔ اس سے ظاہر
 ہے۔ کہ یہ امر بہت عظیم ہے۔ اگر وہ حکم نہ پہنچایا جاتا۔ تو گو یا کسی حکم کی تبلیغ
 ہی نہیں ہوتی۔ اور حضرت کی رسالت ہی بیکار ہوتی۔ دیکھئے حافظ حقیقی
 منکر بن وفا یضین و کافرین سے حفاظت رسول کرنے کا خود مردار ہوتا
 ہے۔ اور ان منکرین کو کافرین سے تعبیر فرماتا ہے۔ اور وہ حکم تبلیغ امر
 خلافت غالب کل غالب علی ابن ابی طالب ہے۔ جس سے علمائے
 معتبرین اہل سنت اقرار کرتے ہیں۔ اور خطبہ طولانی یوم غدیر میں بعد جناب
 ولایت مآب اُن کی اولاد معصومین کا بھی فکر ہے جو قیامت تک یکے بعد
 دیگرے خلیفہ ہوتے رہینگے۔ پس بات ثابت ہو گئی۔ کہ بغیر اقرار جانشینی
 جناب ائیر خیر گیر اور اُن کی اولاد امجاد کے کل اعمال صوم و صلوة وغیرہ لغو و
 باطل ہیں۔ اور منکر اس کا کافر ہے۔ اور اس اٹھارہ صویں ذالحد کے روز کی
 نسبت کتاب مناقب میں ابن مغارلی اور تاریخ بغداد میں خطیب نے بتواتر
 ابوہریرہ لکھا ہے۔ کہ جو کوئی اس روز کو روزہ رکھے۔ اُسے ساٹھ مہینے کے
 روزوں کا ثواب ملیگا۔ اللہ اللہ کیا قدر و منزلت حضرت علی علیہ السلام
 کی ہے۔

خوشا ما خوشا دین و دنیا تھے ما

کہ ہم چوں علی ہست مولا تھے ما

ایضاً ابن مغارلی و سنن ابی داؤد علی ہمدانی و احمد بن ابراہیم و شیخ محمد و اعطاء وغیرہ
 علمائے اہل سنت و جماعت بروایت سلمان فارسی تحریر کرتے ہیں عن
 سلمان قال سمعت جیبی محمد یقول کنت انا و علی نوراً بین بلاء

اللہ عزوجل سبح ذلك النور وليقدسه قبل ان يخلق الله آدم باء فلما خلق الله آدم ركب ذلك النور في صلبه فلم تنزل في شيء واحد حتى اقترقنا في صلب عبد المطلب فففي النبوة وفي علي الخلافة - یعنی فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمان سے کہ اے سلمان ہمارا اور علی کا نور خلقت آدم سے ہزار برس پہلے خدا کے سامنے مشغول تسبیح و تقدیس میں تھا۔ جب آدم پیدا ہوئے۔ تو صلب حضرت آدم میں یہ دو نور قرار پائے۔ اُس وقت سے ہمیشہ ایک صلب میں رہے۔ اور صلب عبد المطلب تک آئے۔ یہاں سے ہم دو نور جدا ہوئے۔ مجھے نبوت ملی۔ اور علی کو خلافت +

تفسیر ثعلبی و تاریخ کامل و تفسیر لغوی و تاریخ ابوالفداء وغیرہ میں علمائے اہل سنت نے لکھا ہے۔ کہ آیہ اند عشیرتک الاقرین بھی اسی امر خلافت میں نازل ہوئی ہے +

واضح ہو۔ کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے۔ تو حکم خدا ہوا۔ کہ اپنے اقربا کی دعوت کرو۔ اور وعدہ نیت خدا اور اپنی رسالت کا اُن پر اعلان کر کے اسلام کی راہ دکھلاؤ۔ حضرت نے قوم قریش کو جمع کیا جس میں چالیس سردار موجود تھے۔ وقت دعوت حضرت نے اُن لوگوں سے فرمایا۔ کہ تم لوگوں میں سے کون میری وزارت اس طور پر قبول کرتا ہے۔ کہ وہ میرا بھائی اور وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ مگر کسی نے بجز جناب امیر علیؑ اہل بیتؑ قبول نہ کیا۔ تب حضرت نے فرمایا۔ کہ علیؑ میرا خلیفہ اور وصی بھائی ہے تم لوگوں میں۔ اس کی بات سنو۔ اس کا حکم قبول کرو +

تفسیر کشاف میں ہے۔ کہ جب آیہ مودۃ یعنی قبل لا اسئلکم علیہ

اجرا کا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوا۔ تو جابر انصاری نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! اقر بکھا آپ نے ارشاد کیا۔ ہذا علی وفاطہ والحسن والحسین واقعی ان کے سوا اور کون تھا۔ یہ حضرات افضل البشر محبوب خدا و رسول ابیح اعلیٰ اور قرابت میں رسول سے اقرب حسب شہادت آیہ تطہیر ہر جس اور عثمان سے بہتر و معصوم اور ان کے بعد ان کی اولاد امجاد جو خلفاء رسول باقی ہیں۔ اسی مرتبہ و شان کے ہیں +

حدیث انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ بہت مشہور ہے۔ اور بطرق مختلفہ اکثر علمائے اہلسنت سے مذکور ہے۔ مگر ہم روضہ ندیہ علامہ محمد بن اسماعیل سے تحریر کرتے ہیں۔ عن ابن عباس قال صدقت باہام سلمۃ ہذا علی ابی طالب لمحہ لمحی ودمہ دمی وھذا منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ سے کہ انہ کا امی بعد ی یا ام سلمہ اسمع افہمی ہذا علی امیر المؤمنین وسید المسلمین وغیبۃ علمی ویابی الذی ادنیٰ لکنہ والوفی علی الاموات من اہلبیتی والخلیفۃ علی الاحیاء من امی الخ فی الدنیا والاخرۃ یعنی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلمہ سے فرماتے ہیں کہ اے ام سلمہ علی بن ابی طالب ہیں۔ گوشت ان کا میرا گوشت ہے۔ خون ان کا میرا خون ہے اور یہ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں موسیٰ سے۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں رہنوا اور سمجھو علی امیر المؤمنین سردار مسلمین ہیں۔ میرے علموں کے خزانہ ہیں۔ اور ایسے دروازہ ہیں۔ کہ لوگ ان کے ذریعے مجھ تک داخل ہوتے ہیں۔ وہی ہیں میرے اموات امت پر۔ اور خلیفہ میرے ہیں زندگان امت پر میرے بھائی میرے ہیں دنیا و آخرۃ میں۔

اور اسی کتاب میں دوسری روایت یہ ہے کہ یا سلمان! ہذا وصی و
 وارثی والذی بعثنی بالنبوۃ انا اخذ یوم القیمۃ الحجۃ جبرئیل
 علی اخذ بحجرتی وفاطمة اخذ بالحجۃ علی والحسن اخذ بالحجۃ
 فاطمة والمحسن اخذ بالحجۃ الحسین ومثلعتہم اخذون
 بحجۃ ہم الخ - یعنی اے سلمان! علیؑ میرے وصی و وارث ہیں۔ قسم
 اُس کی جس نے مجھے مبعوث برسات کیا۔ روز قیامت میرے ہاتھ میں
 نیفۃ جبرئیل ہوگا۔ اور میرا نیفہ دست علیؑ میں۔ اور علیؑ کا نیفہ دست فاطمہؑ
 میں۔ اور فاطمہؑ کا نیفہ دست حسنؑ میں۔ اور حسنؑ کا نیفہ دست حسینؑ میں۔ اور
 اُن کے شیعوں کا ہاتھ اُن کے نیفوں میں ہوگا۔

یعنی یہی
 روایت ہے

امام احمد بن حنبل والی اللیث و سمرقندی وابن مردیہ و تعلیمی والی التیم و
 خطیب بغدادی وابن معاذلی و امام غزالی وغیرہ وغیرہ بغدادی و ابن عباس عالم
 کے واقعہ ایشار خاتم و واقعہ کوشہیر کو اس طرح نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
 قال لما نزلت هذه الآية (انما وليكم الله) قال يا رسول الله انا وليك
 عليا نصلاق بخاتمہ علی محتاج و هو راکع فتحن فتولا و هو و
 عن ابی ذررہ قال صلبت مع رسول اللہ لوما صلوة الظہر فسأل
 سال فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السابل فی المسجد پیدا
 الی السماء فقال اللهم اشہد انی سألت فی المسجد الی رسول
 فما اعطانی احد شیئا وکان علی راکعاً فادعی الی بمنزلة
 ایمنی وکان فیہا خاتمہ فاقبل السابل حتی اخذ الخاتم
 فرأی الی ذلک فقال اللهم انی اخی موسی سألک فقال رب
 اشرح لی صلا دی ابی قولہ و اشرکہ فی اموی فانزلت فوانا ناطقا

سنشید عضدک یا خیک وفجعل لکما سلطانا اللهم ان
محمد انشک و صفییک فاشرح لی صدری و یسر لی امری و
اجعل لی وزیرا من اهلہ و اشد دبرہ ظہری قال فواللہ
اما التمر رسول اللہ ہذا الکلمۃ حتی نزل جبریل فقل یا محمد
اقرا انما ولیکم اللہ الخ - عبد اللہ بن سلام صحابی سے مروی ہے
کہ جب آیہ انما ولیکم اللہ نازل ہوئی تو میں نے کہا جناب رسول خداؐ سے
کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا
ہے کہ رکوع میں اپنی انگلی علیؑ نے سائل کو عطا کی۔ پس ہم سب ان سے
تولا کرتے ہیں۔ اور ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے
ہیں کہ میں نے ایک دن نماز ظہر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ ادا کی۔ ایک سائل نے مسجد میں آکر سوال کیا۔ اور کسی نے کچھ نہ
دیا۔ پس سائل نے اپنا ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا یا۔ اور کہا۔ اے
خدا گو وہ رہنا۔ کہ میں نے مسجد رسولؐ میں سوال کیا۔ مگر کوئی چیز کسی نے
نہیں دی۔ اس وقت علیؑ رکوع میں تھے۔ اپنے اشارہ کیا انگشت
کوچک دست راست سے طرف سائل کے۔ اور اس میں انگلی تھی۔
سائل بڑھا۔ اور انگلی لے کر چل دیا۔ تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا درگاہ خدا میں کہ خداوند میرے بھائی موٹے نے تجھ سے
عرض کیا کہ میرا سینہ کشادہ کر۔ یہاں تک کہا کہ میرے روبرو میرا شریک
کر۔ پس اس نے قرآن ناطق میں فرمایا کہ قریب ہے۔ کہ ہم تیرے بازو کو
مضبوط کر دیں تیرے بھائی سے۔ اور تم دونوں کو غلبہ قوت دیں۔ اے
خدا محمد تیرا نبی و صفی ہے۔ پس میرا سینہ کشادہ کر۔ اور میرے امر کو سہل کر۔

اور میرے اہل بیت سے مجھے ایک وزیر دے۔ اور اس نے میری پشت کو
 قوی کر حضرت ابو ذر کہتے ہیں کہ ابھی دعا حضرت کی تمام نہ ہوئی تھی کہ جبریلؑ
 یہ آئے ایک آئے۔ اور کہا پڑھو اے محمدؐ نما ولیکم احد۔ اور یہی دعا کوہ شہیر پر
 ہی جناب رسالت مآبؐ نے کی تھی۔ مودۃ القربے سید علی ہمدانی میں ہے۔
 عن انس قال قال رسول الله ان الله اصطفاني على الانبياء و اختارني
 وصيا وهو بن عمي و وصيي و شديہ عضلا لانی ک شل عضد موسیٰ
 باخیه هارون اخي خلیفتی و وزیری و لو کان بعدی نبیا لکان
 النبوة یعنی انس سے مروی ہے کہ جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم نے فرمایا کہ جناب باری نے جمیع انبیاء سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور
 عطا فرمایا اور اختیار کیا میرے واسطے وصی جو میرا بن عم ہے۔ اور مضبوط
 کیا میرے بازو کو جیسا مضبوط کیا موسیٰ کے بازو کو ان کے بھائی ہارون
 سے۔ بھائی میرا خلیفہ اور وزیر میرا ہے۔ اور اگر بعد میرے نبی ہوتا۔ تو ہرگز
 اس کو نبوت ہوتی۔ مناقب ابن مغارلی میں مرقوم ہے۔ عن خدیجہ بن
 اسد الغفاری قال قال رسول الله لما قدم اصحاب النبی المدينة
 لم یکن یبوت بیتون فیہا فکانوا یبیتون فی المسجد فقال لهم
 النبی لا تمیتوا فی المسجد فتحتلوا اشجار القرم بنوا بیوتہا
 حول المسجد وجعلوا البوابہا الی المسجد وان النبی بعث الیہم
 معاذ بن جبل فنادی ابا بکر فقال ان رسول الله یأمرک ان
 تخرج من المسجد فقال سمعنا و طاعة و سدیابہ رخرج
 من المسجد ثم ارسل الی عمر فقال ان رسول الله یأمرک ان
 تسد بابک الذی فی المسجد و تخرج منه فقام سمعنا و طاعة

فسد بآیہ وخرج من مسجد الله ورسوله غیوان سرغب الی
الله فی خوفه فی المسجد فابلفه معاذ ما قال عمرو ثم ارسل الی عثمان
وعنده سرفیه فقال سمعنا وطاعة فسد بآیہ وخرج من المسجد
ولفس ذلك رجال علی علم فوجدوا فی التفسیر وتبیین فضله
علیهم وعلی غیرهم من اصحاب النبی فبلغ ذلك النوفقار خطیبا
فقال ان رجلا یجدون فی التفسیر فی انی اسكنت علیا فی
المسجد والله ما اخرجتم وما اسكنته وان الله عز وجل اوحى
الی موسی و اخیه ان یبوالقمر کما بمصر یتوتا وجعلوا یتوکم قبله
واقیموا الصلوة و امر موسی ان لا یسکن مسجد ولا یتکلم فیہ
ولا یدخله الا هارون وذریته وان علیا من منزلة هارون
وهو اخي دون اهلی ولا یجل مسجدی لاحد یتکلم فیہ
النساء الا علی وذریته فمن شاء فوهنا و اوحی بیده الی
الشام - یعنی حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت ہے کہ کہا اُس نے۔
جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف
لائے۔ تو آپ کے اصحاب بھی مکہ سے مدینہ آئے۔ تو اس جگہ اُن کا کوئی گھر
نہ تھا جس میں وہ رہتے۔ مسجد میں رہا کرتے تھے۔ اور وہیں ہوتے تھے۔
حضرت نے ممانعت فرمائی کہ مسجد میں نہ سویا کرو۔ شاید محکم ہو جاؤ۔ تب
اُس قوم نے مسجد کے گرد مکان بنایا۔ مگر سب کے دروازے مسجد ہی میں تھے
حضرت نے مراد بن حبیل انصاری کو بامور کیا۔ پہلے وہ ابو بکر کے پاس گئے
اور بآواز بلند کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ مسجد سے نکل جاؤ۔ وہ
سمیٹ گئے۔ پھر اُن نے مسجد سے نکل گئے۔ اور اپنا دروازہ بند کیا۔ پھر

عمر سے کہا۔ وہ بھی مسجد سے نکلے۔ اور دروازہ اپنا بند کیا۔ عمر نے ایک سو راخ رکھنے کی خواہش کی۔ جس کو معاذ بن جبل نے جناب رسول خدا سے معروض کیا۔ بعدہ عثمان کو بھی ارشاد ہوا۔ کہ مسجد سے نکل جائیں۔ حالانکہ اس وقت رقیہ عثمان کے پاس تھیں۔ عثمان بھی مسجد سے باہر نکالے گئے۔ اور اس نے بھی اپنا دروازہ بند کیا۔ اس امر سے اصحاب کے دلوں میں رنج پیدا ہوا۔ اور حضرت علیؑ سے دلوں میں کینہ پیدا ہوا۔ کس واسطے کہ علیؑ کی افضلیت صحابہ وغیرہ پر ثابت و ظاہر ہوئی۔ جناب رسالت مآبؐ نے جب یہ خبر سنی۔ تو غصہ میں کھڑے ہوئے۔ اور اس وقت ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ کہ قوم کے دلوں میں اس کا رنج و کینہ ہوا ہے۔ اور غصہ اس کلمہ ہے۔ کہ میں نے علیؑ کو مسجد میں رہنے دیا۔ خدا کی قسم نہ میں نے علیؑ کو رہنے دیا۔ نہ میں نے لو کو ان کو نکالا۔ بلکہ خدا نے۔ اس لئے کہ جناب باری نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو حکم دیا۔ کہ مصر میں اپنی قوم کے لئے مکان بنائیں۔ اور ان کو اپنا قبلہ کریں۔ اور نماز قائم کریں۔ اور موسیٰؑ کو یہ حکم دیا۔ کہ انکی مسجد میں سبز ہارونؑ اور ان کی ذریت کے کوئی دوسرا سکونت نہ کرے۔ نہ اپنی عورتوں سے کوئی ہم صحبت ہو۔ اور بدرستیکہ علیؑ کا مرتبہ مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے۔ موسیٰؑ سے۔ وہی میرے بھائی ہیں۔ نہ اور کوئی میرے اہل سے ہے۔ اور کسی پر حلال و جائز نہیں ہے۔ کہ میری مسجد میں سکونت کرے۔ اور عورتوں سے نکاح کرنے۔ مگر علیؑ اور ان کی ذریت کے لئے حلال ہے۔ اب جو چاہے۔ یہاں ہے۔ یا وہاں چلا جائے۔ اور ہاتھ بے اشارہ کیا طرف شام کے۔ جو اس وقت تک کافروں کا ملک تھا۔ اس مقام پر تھوڑی سی عبارت تو رات مقدس کی بھی

واسطے مماثلت اس حکم کے لکھ دینا ضروری ہے۔ مگر قبل اس کے لکھتا
 ہوں۔ کہ علمائے اہل سنت و محبان و پیروان حضرات ثلاثہ نے کہیں
 واسطے اول کے اور کہیں واسطے ثانی کے تجویز شولخ پہننے کی کی ہے
 لیکن انہیں کی روایتوں سے وہ تجویز باطل و موضوع قرار پائی ہے۔ اور
 یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ ان حضرات ثلاثہ کا شولخ تک بند کر دیا گیا۔ اگر
 خوف طوالت نہ ہوتا۔ تو اس کو ہم بہت صراحت کے ساتھ تحریر کرتے۔
 اب تورات مقدس کی عبارت دیکھئے۔ کتاب گنتی صفحہ ۵۶۳۔ تب خداوند
 نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ وہ جماعت کو کہ تم قرح اور واٹن اور
 ابیرام کے خیمہ کے گرد گرد سے دور ہو جاؤ۔ موسیٰ اٹھا۔ اور قرح اور
 واٹن اور ابیرام کے یہاں گیا۔ اور بنی اسرائیل کے ہندگ اُس کے
 پیچھے ہوئے۔ اور اُسی جماعت کو خطاب کر کے کہا۔ کہ ان شریروں کے
 خیمہ سے نکل جاؤ اور اُن کی کسی چیز کو ہاتھ نہ لگائیو۔ تاہم ہوئے۔ کہ تم بھی
 اُن کے سبب سے گناہوں میں ہلاک ہو جاؤ۔ یہودی قرح اور واٹن اور ابیرام
 کے خیمہ کے گرد گرد سے اٹھ گئے۔ اور قرح اور واٹن اور ابیرام اور انکی
 جو ردا۔ اور اُن کی بیٹی اور اُن کے پیوٹے لڑکے کل کے اپنے خیموں کے
 دروازے پر کھڑے ہوئے۔ تب موسیٰ نے کہا۔ کہ تم اس سے جانو۔
 کہ خداوند نے مجھے بھیجا ہے۔ کہ سب کام کروں۔ اور میں نے اپنی خواہش
 سے نہیں کیا۔ اس کے بعد تھوڑا سا خلاصہ روضۃ الصفا سے نقل کیا جاتا
 ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر اربعہ برس کی ہوئی۔ تو یہ حکم خدا
 ہوا۔ کہ حضرت موسیٰ ایک صدق بنائیں۔ اُس میں لوح کو رکھیں جس
 میں احکام عشرہ منقش ہیں۔ اور صندوق ہر ایک قبہ۔ سا گولہا اور۔ اگر

چوڑا مرتب و درست کریں۔ اور اُس کی خدمت میں ہارون کو اور اس کے چار اولاد ہارون سے ہوں سپرد کریں۔ حضرت موسیٰ نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور صندوق کا نام صندوق الشہادۃ اور رقبہ کا نام ہیکل اور خیمہ وغیرہ کا بیت المقدس رکھا۔ حضرت ہارون اور لہیہ اور خلفائے ہارونی کو اندر اُس کی ہیکل کے گرد جگہ دی۔ یوحنا نے حضرت موسیٰ کو ہارون کوئی اُس میں نہیں جاسکتا تھا۔ اس کے بعد سات روز تک قربانی میں مشغول رہے۔ آٹھویں روز غرہ نسیان کو حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کو امامت و خلافت کے منصب کو سپرد کیا۔ اور اس کام کو موافق وصیت کے نسل ہارون سے نسل بعد نسل کے لئے مقرر و سپرد کیا۔ تبدیل روشن کرنا۔ بخور میں دھونی دینی میں کی تو لیت اور منصب کے مطابق پوشاک پہنانا سب حضرت ہارون نے سپرد کیا۔ تمام بنی اسرائیل کی گواہی لی۔ اور مخالفت ہارون اور اولاد ہارون کو ان لوگوں پر حرام کیا۔ اور جو مخالفت کرے۔ اُس کا خون مباح کیا۔ تاریخ الانبیاء مصنف شیخ احمد صاحب مرحوم میں مرقوم ہے۔ کہ جب مرتبہ امامت کمانت بیت المقدس ہارون اور اولاد ہارون کو حاصل ہوا۔ اور تمام بنی اسرائیل پر افضلیت ملی۔ تو قرح یعنی قارون کو اور اُس کے ہمراہیان داشتن اور ابیرام کو رشک آیا۔ اور رنجیدہ ہو کر شکایت بھی کرنے لگے۔ اُس وقت حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ کہ میں نے از جانب خود ایسا حکم نہیں فرمایا ہے۔ خدا نے حکم دیا ہے کہ قرح اور داشتن اور ابیرام کو خیمہ سے دور کرو۔ اور قرح اگر کسی غیر معمولی موت سے ہلاک ہو۔ تو تم لوگ سمجھنا کہ میں نبی مرسل ہوں۔ چنانچہ قرح کو موعہ اُس کے اسباب و اولاد اور ازواج و مولیٰ وغیرہ کے زمین نکل گئی۔ اور داشتن اور ابیرام موعہ دوسرے

شریکوں کے چومنا یا پیچھنا ۲۵ ہے ہونگے۔ بعد ازاں صاعقہ فی النار
 ہوئے۔ اب پہلے براہِ دارانِ اسلامی عبارت کتاب ابنِ مغالہ و عہد
 تورات مقدس اور خلاصہ روضۃ الصفا کو بغور و تامل ملاحظہ کریں۔ کہ کون مسجد
 سے نکالا گیا۔ اور کس وجہ سے نکالے گئے۔ اور وہ کیسے تھے۔ مومن
 تھے یا منافق۔ اور کس کے پہننے کو مسجد میں حکم علیہ الدوام کے لئے
 بلا کسی قید کے دیا گیا۔ ازراہ انصاف بلا مداخلتِ تعصب ارشاد فرمائیں۔
 کہ کس کا نفاق اور عدمِ ایمان ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ علاوہ اس کے
 بہت سی آیتیں اور حدیثیں خود علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں
 بیان کر دی ہیں۔ مگر ایک یہ روایت کافی ہے۔ العاقل یکفیہ الاشارہ۔ اگر
 وہ ثلثہ جن کو حضرتؐ نے نکالا تھا۔ مومن و معصوم ہوتے۔ تو حضرت
 ؐ موئے ہرگز ان کے حق میں اپنی قوم سے یہ نہ فرماتے۔ کہ تم بھی ان کے
 سبب گناہوں میں ہلاک نہ ہو جاؤ۔ اور اگر یہ ثلثہ امتِ محمدی میں منافق
 نہ ہوتے۔ اور خطا و معاصی سے بری ہوتے۔ تو ہرگز جنابِ سالتاب
 علیہ السلام ان کو مسجد سے نہ نکالتے۔ اور وقتِ خواہش
 ایک سو بار چمکھنے کی تمنا کو بھی پوری نہ کرتے۔ اور ان کے لئے اشارہ
 جانے کا طرفِ شام کے جو اُس وقتِ بلادِ کفر سے تھا نہ فرماتے۔ اس
 روایت سے غصمتِ جنابِ امیر المومنینؑ اور ائمہ طاہرین علیہم السلام
 اور ان کا امام و خلیفہ ہونا بحکمِ خدا و نصِ خدا یقینی طور پر ثابت ہے۔
 جس میں کچھ جائے گفتگو نہیں۔ ملا علی متقی کنز العمال میں اور خطب
 خوارزم نے مناقب میں اور محبِ طبری نے ریاض النضرہ میں اور
 ابنِ مبلغ نے فصول حمہ میں نقل کیا ہے۔ عن ابن عباس قال

عمر بن الخطاب کفوا عن ذکر علی بن ابی طالب فانی سمعت رسول
 اللہ یقول فی علی ثلاث خصال کان ینزل فی واحدۃ منہم احب الی
 ما طلعت علیہ الشمس کنت انا والولیکر والوعیدۃ بن الجراح
 ونفر من اصحاب رسول اللہ والنبی متکی علی بن ابی طالب حتی ضرب
 علی منکبہ شمر قال وانت یا علی اول المومنین ایما نانا واولہم سلا
 شمر قال انت منی بمنزلہ ہارون من موسے وکذب علی من زعم
 ابنہ یحییٰ ویبغضک یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ کما عمر
 بن خطاب نے کہ ذکر علی سے باز رہو یعنی بدی کے ساتھ ان کو نہ یاد
 کرو۔ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق علی میں
 تین باتیں کہتے ہوئے۔ اگر ان میں سے ایک ہی مجھ میں پائی جاتی ہے
 دوست رکھتا ان چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے۔ ابو بکر اور
 ابو عبیدہ بن الجراح اور ہم اور دو سرے صحابہ رسولؐ بیٹھے تھے تھے
 اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیؑ کی پیچھے لگائے تھے یہاں تک
 کہ شام علیؑ پر ہاتھ مارا۔ اور کہا۔ اے علیؑ تو اہل مومن ہے اور پہلا مسلمان
 ہے۔ اور پھر فرمایا۔ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسےؑ سے۔ اور
 ارشاد کیا۔ کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے۔ کہ وہ مجھ کو دوست رکھتا ہے
 اور مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ وہ شخص کاذب و مفتری ہے۔“ چوتھے
 اس روایت سے جمیع پیر و ان حضرات ثلاثہ و خود حضرات ثلاثہ کاذب و
 مفتری قرار پائے۔ کیونکہ سب کے سب دشمن علیؑ تھے۔ اور آج تک حضرت
 علیؑ اور ائمہ طاہرینؑ اور ان کی اولاد کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں حضرات
 ائمہ اثنا عشر کے خلیفہ برحق ہونے سے روایت جا بر بن عبد اللہ انصاری

اور رعایت جابر بن سمرہ وغیرہ قبل اس کے مذکور ہو چکی ہے۔ واسطے
مزید یقین و اعتقاد کے ایک بشارت توریت مقدس کی بھی لکھتا ہوں۔
توریت مقدس صفحہ ۴۴ میں ہے: ”اور اسماعیلؑ کے حق میں میں نے تیری
سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دؤنگا۔ اور بلند کرونگا۔ اور اسے بہت
بڑھاؤنگا۔ اور اس سے بارہ سردار پیدا ہونگے۔ اور میں اس سے
بڑی قوم بناؤنگا۔“ اس بشارت کو امام فخر رازی تفسیر کبیر میں اور شہاب الدین
رجوبہ فاخرہ میں اور مولوی وحید اللہ دہلوی اظہار الحق میں جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق اور مخصوص کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ
اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام میں سب جناب ختمی مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے کوئی اس لائق نہ ہوا۔ جو مالک ملک ہو یا عظیم ہو۔ ملا جو ادسا باطلی
سنی حنفی المذہب کہتے ہیں۔ کہ اقول ذہب الیہود والنصار سے
الی ان المراد بالملك الاثنا عشر اولاد اسمعيل الاثني عشر
وهو باطل لانهم لم يتملكوا ولم عوا الملكية والحق امسئله
فی شان الاثمة الاثنا عشر التي تعقد الشيعة عصمتها
ومسألتی بیان ذلك فی ذکوا المہدی عجل اللہ بظہورہ۔ یعنی یہود
اور نصاریٰ اس کی طرف جاتے ہیں۔ کہ بارہ بادشاہ یا بارہ سردار سے
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ فرزند مراد ہیں۔ یہ بالکل باطل ہے۔
کیونکہ وہ بادشاہ نہیں ہوئے۔ اور نہ کسی نے ان میں سے بادشاہ
ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ یہ بشارت ان بارہ اماموں کی
شان میں ہے۔ جن کو شیعوں معصوم جانتے ہیں۔ جن کا ذکر حضرت مہدی عجل اللہ
ظہورہ کے حال میں آئیگا۔ اور آخر عبارت اس تحریر کی جو ملا جو ادسا باطلی

ہے۔ یہ ہے کہ ہم تعصب مذہبی کو چھوڑ کر صرف بغرض حمایت ملت جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسبب قریب ہونے اس نص تواریث کے قول سے شیعوں کے ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس بارہ میں انہیں کا اعتقاد اور عقیدہ درست و مطابق معلوم ہوتا ہے۔ یہی ملا جوا و تفسیر رامانی یوحنا میں (کہ بارہ دروازے ہیں جن پر بارہ بادشاہ ہیں) تحریر کرتے ہیں۔ کہ بارہ دروازے مراد علی مرتضیٰ حسنین، علی محمد جعفر، موسیٰ، علی محمد، علی حسن اور قائم مہدی ہیں۔

مودۃ القربیٰ سید علی ہمدانی میں ہے۔ عن علی قال قل رسول اللہ من احب ان یرکب سفینۃ النجاة و ینمسک بالعرۃ الوثقی و یعتصم بحبل اللہ المتین فلیوال علیا بعدی و یعاد عدوہ و یداکہ بالاکئمة الہدایۃ من ولدہ فانہم خلفای من بعدی و اوصیاء و حجج اللہ علی خلفہ بعدی و سادۃ امتی و قادة الاتقیاء لے الجنة حز بہم حزنی و اعدائہم جز بہم لشیطان یعنی حضرت علیؑ سے منقول ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے۔ کہ جو دوست رکھتا ہے۔ کہ کشتی نجات پر سوار ہو۔ اور عرۃ الوثقی سے متمسک ہو۔ اور حبل اللہ متین سے معتصم ہو۔ پس اس کو چاہئے۔ کہ علیؑ کو بعد میرے دوست رکھے۔ اور اُن کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔ اور گیارہ فرزندوں کو اُن کے امام جانے۔ کہ وہ میرے خلیفہ ہیں۔ اور میرے اوصیاء ہیں۔ اور خلق خدا پر حجت خدا ہیں۔ اور سردار امت ہیں۔ اور پیشوا ہیں اتقیاء کے۔ اُن کو جنت کی طرف لے جائینگے۔ جو اُن کا ساتھی ہے۔ وہ میرا ساتھی ہے۔ اور جو اُن کے دشمنوں کا ساتھی ہے۔ وہ شیطان کا

ساتھی ہے۔ یہاں تک میں نے باختصار کتب معتمدہ اہل سنت سے
 باستدلال آیات و احادیث ثبوت خلافت جناب امیر المومنین علی ابن
 ابی طالب اور ائمہ طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا دیا۔ اگر کل احادیث
 و آیہ خلافت جو کتب عامہ میں مثل صحاح ستہ و مسند احمد بن حنبل وغیرہ
 کی ہیں تفصیل کے ساتھ لکھی جائیں۔ تو یہ مختصر رسالہ ایک ضخیم کتاب
 ہو جائے۔ اور راقم کو اختصار مد نظر ہے۔ جیسا کہ مکرر قبل اس کے
 التماس کر چکا ہے۔ اگر کوئی بمنظر انصاف اسی قدر پر لحاظ کرے۔ تو
 اس کی ہدایت کے واسطے کافی و کافی ہے۔ اور کتب شیعہ امامیہ
 اثنا عشریہ میں احادیث تعین دوازہ امام اور احادیث تصریح اسماء
 مقدسہ ائمہ اطہار کے رسول ص سے اور ہر ایک حضرات ائمہ معصومین سے
 یکے بعد دیگرے متواتر ہے۔ اور سب مقرون باعجاز ہے۔ اس واسطے
 کہ نام اور صفت والدین ہر ایک امام کی ان کے موجود ہونے سے پیشتر
 غیبت امام دوازہ ہم تک مشرح و مفصل مرقوم ہے۔ اور احوال ولادت
 قائم اور غیبت درمیان سنی اور شیعہ بکثرت موجود ہے۔ کہ ان کا احصا
 نہیں ہو سکتا۔ مگر تھوڑا سا ان میں تسطیر ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ امام
 فخر رازی نے اپنی کتاب مقاصد عابدیہ میں لکھا ہے۔ اور مولوی شبلی صاحب
 نے اپنی کتاب الکلام میں نقل کیا ہے۔ بقدر ضرورت لکھتا ہوں۔ وہ یہ
 ہے :-

المصدر من المراجعة ان النقصان وان كان شاملا للمحق عامافهم الا انه
 لا بد وان لو جد فيه شخص كامل بعد من النقصان والدليل عليه
 من وجوه الاول اننا بينا ان الكمال والنقصان واقع في الخلق على مرتبة

مختلفه ودرجات متفاوتة ثم اننا كما تشاهد اشخاصا في جانب
 النقصان وقلة الفهم والا وراث الى حيث قربوا من اليبا هم السباخ
 فلكذلك في الكمال لا بد وان توجد اشخاصا كاملة فاضله ولا بد ان
 يوجد فيما بينهم شخص يكون افضلهم واكملهم وهو يكون في اخر مراتب
 الانسانية واول مراتب الملكوتية الثاني ان الاستقراء يدل على ما ذكرناه
 وذلك لان الجسم العنصري جنس تحته وثلاثة انواع المدن والنبات
 والحجوان وصریح العقل يشهد بان اشرف هذه الثلاثة الحيوان
 واوسطها النبات واودنها المعادن ثم نقول الحيوان جنس تحته
 انواع كثيرة واشرفها هو الانسان والبقا فالانسان تحت اصناف
 كثيرة سبل الزنجي والهندي والرومي والغربي والاfricanي والتو
 ولا شك ان اشرف اصناف الانسان واقربهم الى الكمال سكان
 الموضع المسمى بایران شهر ثمان هذا الصنف من الناس يختلفون
 ايضا في الكمال والنقصان ولا شك انه يحصل فيهم شخص واحد
 هو افضلهم واكملهم فعلى هذا قد ثلث انه لا بد وان يحصل
 في كل دور شخص واحد هو افضلهم واكملهم في القوة النظرية
 والعلمية ثم ان الصوفية يسمونه بقطب العالم ولقد صدقوا
 فانه لما كان الخبر والاشراف من سكان هذا العالم الاسفل
 هو الانسان الذي حصلت له القوة النظرية التي بها يستمد
 الانوار المقدسة من عالم الملكة وحصلت له القوة العلمية
 التي بها بقدر على تدبر هذا العالم الجسماني على الطريق الاصلح
 والسبيل الاكمل ثم ان ذلك الانسان الواحد هو اكل الاشخاص

الموجودين في ذالك الدور كان المقصود الاصلى من كل هذا العالم
العنصرى وجود ذالك الشخص ولا شك ان المقصود بالذات
هو الكمال واما الناقص فانه يكون مقصودا بالعرض فثبت ان
ذالك الشخص هو القطب لهذا العالم العنصرى وما سواه فكانا
يشعر له وجاعة الشيعة الامامية يسمونه بالامام المعصوم
وقد يسمونه بصاحب الزمان ويقولون غائب ولقد صدقوا
في الوصفين ايضا لانه لما كان خاليا عن النقاياض التى هى حسن
فى غيره كان معصوماً موتلك النقاياض وهو ايضا صاحب الزمان
لانا قلنا ان ذالك الشخص هو المقصود بالذات في ذالك الزمان
وما سواه فكانا لا يتابع له وهو ايضا غائب عن الخلق لان الخلق
لا يعلمون ان ذالك الشخص وهو افضل هذا الدور المكلهم
واقول ولعله لا يعرف ذالك الشخص ايضا انه افضل اهل المذا
وانه وان كان يعرف حال نفسه الا انه لا بمكيه ان يعرف
حال غيره وهو ايضا لا يعرف نفسه فهو كما جاء في الاجبا
الا فانه تعالى قال اولياى تحت قبائى لا يعرفهم غيرى
فثبت بهذا ان كل دور لا بد وان يحصل فيه شخص موصوف
بصفات الكمال ثوابه لا بد وان يحصل في هذا الدور المتلاحقة
دور يحصل فيه شخص واحد يكون هو افضل من كل اولئك الذين
كل واحد منهم صاحب دور ومزید عصره وذالك الدور ^{المشتمل}
على مثل ذالك الشخص لا يوجد في الف سنة او اكثر او اقل العمرة
واحدة فيكون ذالك الشخص هو الرسول المعظم والنبي المكرم

روافع المشرایع والهادی ان الحقایق ویكون نسبتہ الی سائر
اصحاب الادوار کنبۃ الشمس الی الکواکب ثم لا بد وان یجعل
فی اصحاب الادوار النساکن هو اقربہم الی صاحب الدوسر
فوصفات الفضلہ فیكون ذالک الشخص ثالثاً بالنسبۃ
الی الشمس وهو الامام القاسم مقامہ والمقرر شریعتہ
واما الباقرن فنسبتہ کلواحد منهم الی صاحب الدوسر الاعظم
کنسبۃ کواکب السیارات الی الشمس واما عوام الخلق فهو
بالنسبۃ الی اصحاب الادوار مثل حوادث هذا العالم بالنسبۃ
الی الشمس والقمر وسائر الکواکب ولا شک ان عقول الناقص
تکمل بانوار عقول اصحاب الادوار فتقوی بقوة فهذا کلام
معقول مرتب علی هذا الاستقرار الذی هذا یقطع
وللیقین (ترجمہ) جو لوگ نبوت کے قابل ہیں۔ ان میں دو فرقے
ہیں۔ ایک کا یہ مذہب ہے۔ کہ نبوت کی دلیل معجزہ ہے۔ یعنی اگر کوئی
شخص نبوت کا مدعی ہو۔ تو ہم دیکھینگے۔ کہ پاس معجزہ ہے یا نہیں۔ اگر
ہے۔ تو کیا ہے۔ اور جب اس طرح اس کی نبوت ثابت ہو جائیگی۔
تو جس بات کو وہ حق کہیگا۔ ہم حق کہینگے۔ اور جس کو باطل کہیگا۔ اس کو
باطل۔ قدیم اور عام مذہب یہی ہے۔ دوسرے فریق کا یہ مذہب
ہے۔ کہ پہلے ہم کو یہ خود فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ حق اور باطل کیا ہے۔
اس کے بعد جب ہم کو یہ نظر آئے۔ کہ ایک شخص حق کی طرف لوگوں کو
دعوت دیتا ہے۔ اور اس دعوت کی تاثیر ہے۔ کہ لوگ باطل کو
چھوڑ کر حق کی طرف آتے جاتے ہیں۔ تو ہم سمجھیں گے کہ وہ سچا پیغمبر

ہے۔ یہ طریقہ قریب العقل اور قلیل الشبہات ہے۔ اس دوسرے طریقہ کو ہم تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ لیکن پہلے مقدمات ذیل ذہن نشین کر لینے چاہئیں۔ (۱) انسان کا کمال یہ ہے۔ کہ اس میں قوت نظری اور عقلی دونوں کامل ہوں۔ قوت نظری کے کمال کے معنی کہ حقائق اشیاء کا اس کو صحیح علم ہو۔ یعنی اس کے دین میں جس شے کا تصور ہو۔ ٹھیک اصلی صورت میں آئے۔ قوت عملی کے کمال کے معنی ہیں۔ کہ نفس میں ایسا ملکہ پیدا ہو جائے۔ کہ خود بخود اچھے کام سرزد ہوں۔ (۲) دنیا میں تین طرح کے آدمی ہیں۔ اول جن کی قوت نظری اور عقلی دونوں ناقص ہیں۔ یہ عوام الناس ہیں۔ دوم خود کامل ہیں۔ لیکن دوسروں کو کامل نہیں کر سکتے۔ یہ اولیاء اور صلحاء ہیں۔ سوم خود کامل ہیں۔ اور دوسروں کو بھی کامل کر سکتے ہیں۔ یہ انبیاء ہیں۔ (۳) قوت نظری اور عملی کے ذریعے بلحاظ نقصان و کمال و شدت ضعف نہایت مختلف ہیں۔ یہاں تک کہ ان کی کوئی حد قراضہ نہیں پاسکتی۔ (۴) عمر بتمام لوگوں میں نقصان پایا جاتا ہے۔ لیکن ضرور ہے۔ کہ انہیں میں کوئی ایسا کامل بھی ہو۔ جو نقصان سے بمراحل دور ہو۔ اس کی تصدیق مختلف مثالوں سے ہوتی ہے۔ مدام ظاہر ہے کہ انسانوں میں کمال اور نقصان کے درجے بہت متفاوت ہیں۔ نقصان کے مارج بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ کہ بعض انسان عقل اور ادراک میں بالکل جانوروں سے قریب ہو جاتے ہیں۔ جب نقصان کی جانب میل ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ کمال کی جانب بھی میل ہو۔ یہاں تک کہ انسانیت کی سحر مکتوبیت سے مل جائے۔ (۵)۔

استقرار بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔ اجسام عنصری کی تین قسمیں ہیں۔ معدنیات۔ نبات۔ حیوان۔ ان میں سب سے افضل حیوان ہے۔ پھر نبات۔ پھر معدنی۔ حیوان کے بھی بہت سے انواع ہیں۔ اور ان سب میں اشرف انسان ہے۔ اسی طرح انسان کے بھی بہت اصناف ہیں۔ مثلاً زنجی۔ رومی۔ شامی۔ فرنگی۔ ترک۔ ان سب میں جو لوگ ایشیا کے وسط درجہ میں سکونت رکھتے ہیں۔ وہ سب سے افضل ہیں۔ اس قیاس پر ضرور ہے۔ کہ خود ان لوگوں میں بھی کمال کا درجہ متفاوت ہو کر بڑھتا چلائے۔ یہاں تک کہ ایسا شخص نکل آئے جو اپنی صف میں بھی سب سے افضل ہو۔ ہر دور میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے۔ جو اپنے زمانہ کا افضل الناس ہوتا ہے۔ صوفیہ اسی کو قطب کہتے ہیں۔ اور سچ کہتے ہیں۔ کیونکہ جب اس عالم جسمانی کا بہترین حصہ انسان ہے۔ تو قوت نظریہ کی وجہ سے عالم ملکوت سے استفادہ کرتا ہے۔ اور قوت عملیہ کی وجہ سے دنیا کا عمدہ سے عمدہ انتظام کر سکتا ہے۔ تو عالم کا مقصود اصلی دراصل انسان ہے۔ اور جب یہ شخص (یعنی قطب) اور تمام انسانوں سے بڑھ کر ہے۔ تو گویا اس تمام عالم عنصری کا حاصل یہی شخص ہے۔ اس بنا پر اس شخص کو عالم کا قطب کہنا بالکل صحیح ہے۔ شیعہ اسی کو امام معصوم صاحب الزماں اور غائب عن العیاں کہتے ہیں۔ اور یہ کہنا ان کا سچا ہے۔ کیونکہ جب وہ نقایض سے خالی ہیں۔ تو معصوم ہے۔ اور جب اپنے دور کا مقصد اصلی ہے۔ تو صاحب النعمان ہے۔ اور چونکہ عام لوگ اس کے حال سے واقف نہیں۔ اس لئے وہ غائب عن العیاں ہے۔ اسی قیاس پر ایک ایسا بھی ہونا چاہئے۔ جو سب سے افضل رہی ہو۔ ایسا شخص سیکڑوں ہزاروں برس میں کہیں جا کر پیدا ہوتا ہے۔

اور وہی پیغمبر برحق اور موجدِ بشریت ہوتا ہے۔ ایسے اشخاص بھی ہوتے ہیں۔ جو ان فضائل میں پیغمبر سے کم لیکن اور تمام لوگوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ امام اور قائم مقام پیغمبر ہوتے ہیں۔ امام کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے۔ جو چاند کو آفتاب سے ہے۔ امام سے جو کم رتبہ ہیں۔ اُن کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے۔ جو عام ستاروں کو آفتاب سے ہے۔ باقی عوام الناس تو وہ گویا حوادثِ یومیہ ہیں۔ جو اجرامِ فلکی کی تاثیر سے وجود میں آتے ہیں۔ پیغمبرانِ سب کی اخیر سرحد پر نہوتا ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ہر نوع کی انتہا دوسری نوع کی ابتدا سے متصل ہے۔ اس لئے بشریت کی انتہا ملکیت کی ابتدا ہے۔ اس بنا پر پیغمبر میں ملکوتی صفات پائی جاتی ہیں۔ وہ جسمانیات سے بے پروا ہوتا ہے۔ رُوحانیت اس پر غالب ہوتی ہے۔ اس کی قوتِ نظریہ کے آئینہ میں معارفِ الہی مترجم ہوتے ہیں۔ اس کی قوتِ عملیہ عالمِ اجسام میں طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہیں۔ اور اسی کا نام معجزہ ہے۔ صفحہ ۱۲۸۱

عربی عبارتِ فخر رازی کی ہے۔ اور ترجمہ مولوی شبلی صاحب۔ اس عبارت سے (۱) جہاں نبی اور امام میں اتحادِ نوعی معلوم ہوا۔ کہ دونوں ایک نوع اور ایک صفت کے ہوتے ہیں۔ کہ ایک کو آفتاب کہ سکیں۔ تو دوسرے کو ماہِ تاب۔ (۲) وہاں یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ایسے شخص کا خلیفہ اور جانشین ہونا اور ہر دور میں رہنا بھی ضروری ہے۔ اور اسی کی طرف احادیثِ اہلبیتِ طاہرین میں اشارہ ہے۔ کہ زمینِ حجتِ خدا سے خالی نہیں ہوتی۔ یعنی ہر وقت حجتِ خدا موجود رہتا ہے۔ (۳) اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ جو عقیدہ شیعوں کا دربارہ جنابِ صاحبِ الامر ہے کہ

وہ زندہ ہیں موجود ہیں صاحب الزماں ہیں معصوم ہیں۔ انکھوں کے غائب نہیں۔
وہ سب صحیح ادا حق ہے۔ یہ فخر رازی اہلسنت کے علی الاطلاق امام ہیں۔ کہ جب
لفظ امام بولا جاتا ہے تو وہی سمجھے جانے میں حکم فلسفہ کے ایسے استاد ہیں کہ
اپنا ہمسفر نہیں کہتے۔ تصوف سے کوئی واسطہ نہیں۔ جو یہ کہا جائے کہ بمذاق تصوف
انہوں نے لکھا۔ پھر کون سے علم عقل والا ہو سکتا ہے جو اس عقیدہ سے عدل
کرے۔ ہاں جاہل احمق سے بحث نہیں۔ امام فخر رازی فلسفہ کی تقریر کے بعد لکھا
کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت تھی لیکن چونکہ اس زمانہ میں وہابیوں کا بڑا
زور شور ہے۔ اور انکی ساری تقریریں بھری رنگ کی ہوتی ہیں۔ لہذا ہم ان کے
کلام سے بھی ضرورت وجود بقائے مہدی ثابت کرتے ہیں۔ مولوی صدیق حسن
خان صاحب حصول الما مول میں لکھتے ہیں جمل بجز حلول العصر عن المجتہدین
املا فذهب جمع الحی مانہ لایجوز حلول الزمان عن مجتہد الحجج اللہ یقین للناس
ما نزل الیہم ربہ قال المختار بلہ ویدل علی ذلک ما صح عنہ من قولہ لا تزال طائفت
من امتی علی الخی طاحرین حتی تقوم الساعة وهذا هو الحق المبین۔ آیا جائز
ہے خالی ہونا زمانہ کا مجتہدین کا نہیں۔ ایک جماعت کا قائل ہے۔ کہ نہیں جائز ہے
خالی ہونا زمانہ کا ایک ایسے مجتہد سے جو قائم ہونے کے ساتھ اور بیان کرتا ہو دیوبند
کے لئے ان باتوں کو جو انہیں نازل ہوا۔ اور یہی مذہبنا بلہ ہے جس پر وہ حدیث بھی دلالت
کرتی ہے۔ جو بسند صحیح متصل ہے رسول اللہ سے کہ فرمایا ہمیشہ ہماری امت کا ایک
طاہق ظاہر ہوگا حق پر یہاں تک کہ قائم ہو قیامت۔ اور یہی حق میں ہے صفحہ
بہ سوال جب اس حدیث سے ایک یا چند مجتہدین کا وجود تاہر قیامت ثابت ہوا۔
تو حدیث ثقلین سے جو یقینی اور متواتر ہے اور بعد ازلے ثابت ہوا اور امام مہر
کا ہر زمانہ میں۔ کیونکہ حضرت نے فرمایا ہے۔ لن یفترقا حتی یردوا علی الخوف۔

یعنی قرآن اور اہلبیث ہماری جداء ہونگے یہاں تک کہ وارد ہوں ہم حوض کوثر پر۔
اس لئے کہ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس وقت امام عصر موجود نہیں ہیں۔ تو حدیث رسول
بھی دروغ ہوتی ہے۔ اور وہ قاعدہ اصولی بھی لغو ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ
آئیہ و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم غلط ہوتی ہے۔ کیونکہ حکم ہے
اطاعت خدا و رسول و اولی الامر کا جب تک کہ نہ رہا تو اطاعت کس کی ہوگی یہ بھی مجھے
کہ لفظ منکم کو اولی الامر کے ساتھ ختم کیا کہ ہر وقت میں مخاطب صحیح ہو۔ کہ جنم
میں سے اولی الامر ہو۔ اس کی اطاعت کہ وہ بخلاف رسول مگر اس کے ساتھ
لفظ منکم نہیں ہے۔ کیونکہ رسول خدا کا وجود ہر زمانہ میں ضروری نہیں ہے۔ مگر اس کے
ناشب اولی الامر کا وجود ہر عصر میں ضروری ہے۔ کتابینا بیچ المودۃ میں ہے
الباب الثالث فی بیان ان دوام الدنیا بدوام اہلیتہ و بیان انہ سبب نزول
المطر والنصر و بیان فضائلہم اخرج حدیثی مناقب عن علی کرم اللہ وجہہ قال
قال رسول اللہ الخیر ام ان لاهل السماء فاذا ذهب النجوم ذهب لاهل السماء و علیتی
اسان لاهل الارض فاذا ذهب اہلیتی ذهب لاهل الارض منہ یعنی تیسرا باب اس
بیان میں ہے۔ کہ دنیا اس وقت تک باقی رہے گی جب تک کہ اہل بیت رسول باقی ہوں
ہارث باران و حصول نعمات نہیں ہے۔ امام احمد نے کتاب المناقب میں حضرت
علیؑ سے روایت کی ہے کہ تارے امان میں اہل آسمان کیلئے جب ستارے
جلتے رہینگے اہل آسمان بھی جاتے رہینگے۔ اور اہلبیث میرے امان اہل الارض ہیں
جب میرے رہینگے تو اہل زمین بھی نہ رہینگے۔ پس اس سے یہ بیت معلوم ہوتی کہ ہر زمانہ
میں اہلبیث سے ایک ایسے شخص کا رہنا ضروری ہے جو موجب امان اہل الارض
ہو و جس سے وہ حدیث ثقلین بھی صحیح ہوگی۔ سہرا طیب و اللہ بھی بہرہ یاشیب کہ
جب جناب صاحب الامر علیہ السلام غفی ہیں۔ تو ہر وقت سکنا۔ اس کا جواب بھی کتاب

یہ تاریخ المودۃ میں بذریعہ حدیث طویلانی یہ دیا گیا ہے۔ شد قال ولم یخل الا رضی مصدق خلق
 اللہ آدم من حجة اللہ فیما ظاہر مشہوراً وغائب مستوراً ولا یخلو الخ ان تقوم الساعة
 من حجة فیما ولولا ذلك لم یجید اللہ قال الا عیش قلت لجعفر الصادق کیف
 ینتفع الناس بالحجة الغائب المستور قال كما ینتفعون بالشمس اذا استرھا
 سحاب من اس حدیث کے راوی عیش ہیں جو جناب جعفر صادق علیہ السلام
 کرتے ہیں کہ جبکہ آدم پیدا ہوئے زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں ہوتی بخلاف
 وہ حجت خدا ظاہر و مشہور ہو یا غائب و مستور۔ اور نہ قیامت تک زمین خالی ہوگی
 حجت خدا سے۔ اگر ایسا نہ ہو تو پھر عبادت خدا موقوف ہو جائے۔ اعمش نے
 سوال کیا کہ پھر حجت غائب سے کیا فائدہ۔ تو حضرت نے فرمایا اس کے لوگوں کا
 انتفاع ویسا ہے جیسا کہ آفتاب کے لوگ منتفع ہوتے ہیں جس وقت وہ پوشیدہ
 ہو جائے ابریں۔

البحث الخامس والسنون فی بیان ان جمیع اشرط الساعۃ اخبرھا الشارع
 حتی لا بد ان نفع کلھا قبل قیام الساعة وذلك کخرج المہدی ثم الدجال ثم
 ثم نزول عیسی وخرج الدابا وطلوع الشمس من مغربھا ورفع القرآن وفتح سد
 یا جوج وما جوج حتی یولعوا من الدابا الا مقدار مقداریوم واحد لو یقع ذلك
 کلمة قال السیاح نعم الذین بن ابی منعم بر فی عقیدتہ وکل هذا لا یکب نفع فی الاماۃ
 الا خبر من الیوم الذی وعذبه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ نزلت قوله ان
 امتی فلایم وان فسدت قلیلة نصف یوم یعنی من الیوم الذی مشأمر الیہما بقول
 وان یوما عند ربک کالغ منہ فما تعدون قال بعض لعار فین واصل الا لعل
 مسروب بن وفاء علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما خرا لخطباء فان تلك المدة
 كانت من حلال ايام منقولة رسول اللہ ورسالتہ فحمد اللہ تعالیٰ بالخطباء علیہ السلام

البلاء من هذه انشاء الله ما لفت قوة سلطان شريعته الى اتهماء الالف ثم تأخذ
 في الانحلال الى ان نصير الى بن غيوميا كما بدء ذلك الا فمحلول تكون هدية
 من معنى ثلاثين سنة من الزمان الحلاوي عشر فهنات يتوقب خروج المهدي
 وهو من اولاد الامام حسن العسكري ومولده عليه السلام ليلة النصف من شعبان
 سنة خمس وخمسين ومائتين وهو والى ان يجتمع بعيسى ابن مريم عليه السلام
 فيكون بي وقتنا هذا وهو منه ثمان وخمسين وتسعمائة سبعمائة سنة وست وستين
 هكذا اخبرني الشيخ حسن العراقي المدفون فوق كرم الرئيس المطهر على بركة المرطل
 بصطخر دسنة عن الامام المهدي حين اجتماع به ووافقه على ذلك شيخنا سيد
 علي الخواص رحمه الله وبجارية الشيخ محي الدين في الباب السادس السليين
 وثلاثمائة من الفتوحات هكذا واعلموا انه لا بد من خروج المهدي لحي
 لا يخرج حتى تمتلي الارض جورا وظلما فبلاءها قسطا وعدلا لولا يبق من الدنيا
 الا يوم واحد طول الله تعالى ذلك اليوم حتى يلى هذا الخليفة وهو من عترة رسول
 الله صلى الله عليه وسلم ولد فاطمة رضي الله عنها جده الحسين بن علي بن
 ابي طالب ووالده حسن العسكري ابن الامام علي النقي بالنون بن محمد النقي بالتابعين
 الامام علي الرضا بن الامام موسى الكاظم بن الامام جعفر الصادق بن الامام محمد باقر
 بن الامام زين العابدين بن علي بن الامام حسين بن الامام علي بن ابي طالب
 ١- اسم رسول الله بيا به المسلمون ما بين المكن والمقام نسب رسول الله في الخلق
 بفتح الحاء وينزل عنه في الخلق بفهمها فلا يكون احد مثل رسول الله صلى الله عليه
 وسلم في الخلقة والله تعالى لقول انت اعلى خلق عظيم هو اعلى الجنة واتى الان
 اسعد النابت به اهل الكوفة لقسم المال بالسونة ويعدل بالمرغبة بانيه المرحل
 فيقول يا مهدي اعطى وبين يديه المال فيجبه له ما استطاع ان يجمله يخرج علي

فترتہ من اللہ بن یزوع اللہ بہ ما لا یزع اللہ بالقرآن میسی اس جل جلالہ وسمنا
و تخلا فیہم عالم اسکا کرم عا بمنی النمر بین ید یدہ یعشر جسم ادر سبعا و تسعا
یقووا ثم رسول اللہ ولا یحطی الہ ملک لشدہ من حیث لا یصل الہ کل و
ولعین الضعیف وتساعدا عن لواث الخ یفعل ما یقول ویقول ما یفعل
و یعلم ما بشہد یدفہم اللہ۔ (ترجمہ) باب ۲۵ یعنی باتوں کی خبر دی ہے رسول اللہؐ
نے اشراف ساعت سے۔ وہ مسیح حق ہیں ضرور ہونگے کہ قبل قیامت واقع ہو۔ وہ
باتیں یہ ہیں۔ کہ خروج مہدیؑ خروج دجال نزول عیسیٰؑ خروج دابہ طلوع شمس مغرب سے
رفع قرآن۔ فتح سد یا جوج و ماجوج۔ یہاں تک کہ اگر خاتمہ دنیا میں ایک ہی روز پہنچا گیا
تو یہ سب باتیں ضرور ہونگی شیخ نقی الدین بن ابی منصور نے بھی عقیدہ میں لکھا ہے۔
کہ یہ باتیں آخری مہدی کے آخر میں واقع ہونگی۔ اُس روز سے کہ جس روز سے رسول اللہؐ
نے وعدہ کیا۔ بعض عارفین نے کہا۔ کہ ابتدا اسکی روز وفات علی بن ابیطالبؑ
ہے۔ پس ابتدا اسکی ۳۰ برس گزرنے کے بعد ہونگی۔ قرن ہادی عشر سے۔ اُس وقت
امید کیا جائیگی خروج مہدیؑ کی۔ اور وہ اولاد امام حسن عسکریؑ سے ہیں جنکی ولادت ۵۰ شعبان
۲۵۵ ہجری کو ہوئی۔ اور وہ باقی میں یہاں تک کہ جمع ہوں عیسیٰ بن مریمؑ کے ساتھ پس
اُس وقت تک کہ ۳۵۰ سال ہے اور حضرت مہدیؑ کا سن ۷۰ سال ہے۔ اسی طرح خبر دی
مجھے شیخ حسن عراقی نے۔ جو مدفون ہیں مصر میں۔ یہ خبر انکی وجہ حضرت مہدیؑ سے
ہے جن سے اُن کی ملاقات ہوئی۔ اور موافقت کی اُسکی سید علیؑ خاص نے عبارت
شیخ محی الدین غزنی فتوحات مکہ کے باب ۳۶ میں یہ ہے۔ کہ ظہور مہدیؑ ضروری ہے جس
میں کسی طرح کا شک نہیں لیکن یہ ظہور اُس وقت ہوگا جب تک کہ بعد عیسیٰؑ ظلم و جور سے
کہ حضرت بعد ظہور اس کو عدل و انصاف سے حملہ کر دیتے۔ مگر دنیا کی عمر سے ایسا
مہر کسی باقی رہ جائیگا۔ تو خداوند عالم اُس روز کو اتنا بڑھا دے گا کہ اس خلیفہ کو کت لکھا

حاصل ہو۔ یہ اولاد رسول اللہ سے ہیں۔ نسل فاطمہ زہرا سے۔ جنکی جد امام حسین اور والد ماجد ان کے امام حسن عسکریؑ ابن امام علی نقیؑ ابن امام محمد تقیؑ ابن امام علی بن موسیٰ اضاہ ابن امام موسیٰ کاظمؑ ابن امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ ابن امام علی ابن الحسین زین العابدینؑ ابن امام حسینؑ ابن جناب علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ حضرت مہدیؑ کا نام رسول اللہ کے ہمنام ہوگا۔ درمیان مکن و مقام بھی سمجھتے اہل سلام شرف ہونگے۔ خلقت اور شبہ است میں تو بالکل ہمشکل رسول اللہ ہونگے۔ البتہ خلق میں تو کوئی شخص مثل رسول اللہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے۔ انک لعلی خلق عظیم پیشانی بھی روشن ہوگی اور بینی بلند۔ تا آخر اس عبارت سے بوضاحت تمام ظاہر ہے کہ امام شحرابی۔ امام محی الدین عزیزی شیخ حسن عراقی۔ سید علی خواص جناب صاحب الامر الزمانؑ مہدی موعود مانتے ہیں جو فرزند جناب امام حسن عسکریؑ ہیں۔ اور ۱۵ شعبان ۲۵۹ھ کو متولد ہوئے۔ اور اس وقت تک موجود ہیں۔ اور شیخ حسن عراقی حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

تاریخ جنس میں ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔ جلد ۲ صفحہ ۲۱۳ سطر ۱۱ مطبوعہ مصر۔ الثانی عشر محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی المرزا بکنی ابا القاسم ولقبہ الامام بالحق والقايم والمقتدر وصاحب الزمان وهو عندہم خاتم الاثنی عشر اماما ویزعمون انه وجہ السر اب الذی فی سرہن رای وافیہ بنظر الیہ ولہ یخرج الیہما وذلك فی منہ خمس وخمسين واثبتین وقبل سنہ صحت وثمانین وایین وهو کالمنح و اختفی الی الان فی زعمہم امام ولد اسمہا عیقل و سوسن قتل بزعم و قبل خیر ذلک ولد فی سرہن رای فی الثالث والعشرین من رمضان سنہ ثمان وخمسين واما ابو و ذہب جامع کلاہول فی اشرط الساعۃ و علاما تھا عن ابن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ قال لو لم یمنع من الدنیا لایوم واحد بطول اللہ ذلک

الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی اذ من اہلبیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم
 ابی علامہ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً فی رطیہ اخری لا تنفخ فی الدنیا
 حق بملک العرب من اہلبیتی رجل یواطی اسمہ اسمی اخرجہ الوداد وقاتل حبیب
 القتوحات المکیۃ فی ذکرا المہدی انہ یكون معہ ثلاث ماثر وستون رجلاً من رجال
 اللہ الکاملین وھذا الخلیفۃ یكون من عترۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنیۃ
 کنبہ جدہ حسن بن علی بنابیغ بین الرکن والمقام بینابیغہ العارفون باللہ من
 اہل الحقایق من شہود وکشف بتعریف الہی رجال الطیون ولقیون دعوتہ ببیہرۃ
 ہم الزمر ویحملون الثقال مملکتہ ویعینون علی ما تلذ اللہ تعالیٰ ثم قال فان اللہ یتوزلہ
 طائفہ خباہم فی مکنون غیبہ اطلعہم اللہ کشفاً وشہوداً علی الحقایق وھذا الخلیفۃ
 یفہم منطق الحيوان ویسری عدلہ فی الانس والجان (ترجمہ) خلاصہ یہ ہے کہ
 بارصویں امام محمد بن الحسن علی بن محمد بن علی الرضاؑ میں کنیت انکی ابو القاسم ہے۔
 اور امامیہ کے ہاں انکا لقب مجتہد قائم مہدی منتظر صاحب الزماںؑ ہے۔ اور ان کے
 نزدیک بارصویں امام ہیں۔ اور مگمان کرتے ہیں کہ مہر من اس کے سرداب میں داخل
 ہوئے درحالیکہ مادر انکی انتظار کر رہی ہیں۔ مگر سچوہ برآمد نہ ہوئے۔ یہ واقعہ
 ۲۷۵ ہجری کا ہے۔ اور کہا گیا ہے تسلسلہ ہجری کا۔ اور یہی اصح ہے (لفظ اصح
 قابل غور ہے۔ اور آج تک مخفی ہیں۔ بزعم انکے ماں انکی ام ولد ہیں۔ جن کا نام صیقل
 ہے یا سکس۔ اور کہا گیا ہے نرجس۔ اور دوسرے اقوال بھی ہیں۔ ولادت انکی
 سرمن اسے میں ہوئی ۲۳۱ ہجری ۲۵۸ھ کو۔ اور جامع الاصول میں ہے۔ بذیل شراط
 ساعت وعلامات قیامت کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ اگر دنیا کا ایک روز باقی رہے گا
 تو خدا اس میں ایک ایسا شخص مبعوث کرے جو بیست ہویا ستر اہلبیت سے کہ نام اس کے
 میرا نام ہوگا۔ اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کا نام۔ (اس آیت جملہ کہ خود

محمد بن اہلسنت نے غلط بتایا ہے۔ جو بصر دیگاز زمین کو عدل و انصاف سے جس طرح بھری ہوگی ظلم و جور سے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دنیا کبھی تمام نہوگی۔ جب تک میری اہلبیت سے ایک شخص جس کا نام میرا نام ہوگا تمام عرب کا مالک نہ ہو۔ اس کی تشریح ابو داؤد نے کی ہے۔ کہا صاحب فتوحات مکیہ نے کہ ان کے ہمراہ ۳۰ مرد ہونگے رجال کاملین سے۔ یہ خلیفہ قدرت و صل اہل بیت سے ہیں نسل فاطمہ سے بنام انکا ہمنام رسول اللہ ہے بیعت انکی درمیان رکن و مقام ہوگی کہ عارفین اللہ انکی بیعت کرتے تھے تا بہ امرہ

دوسری تاریخ اخبار الاول مصنف عالم فاضل ابی العباس احمد بن یوسف بن احمد دمشق میں مشہور بہ قرطانی مطبوعہ شریفیاد ۳۸۲ ہجری ۱۱۷۷ میں لکھتے ہیں۔ الفصل الحادی عشر فی ذکر الخلفاء المعالج الامام ابی القاسم محمد بن حسن العسكري سرخی اللہ عنہ وکان حمیرا عند وفاته امہ خمس سبتین اتاہ اللہ فیہا الحکمہ کما اذیہا یحیی علیہ السلام صہا وکان من بوع القامہ حسن الوجہ الشعلی قمی الانفا جلی الجہہ وزعم السبعة انه غاب فی السرداب ببغداد والحرمین علیہ سنہ ست وستین و ما تبین وانہ صا حب السیف القا یم المنتظر قبل قیام الساعہ ولہ قبل قیامہ غیتان احدہما اطول من الاخری فاما القصری فمئید ولادته الی الفظاع السفا تحببہ و بین الشیعۃ واما اطول ہی الی الی الی و فی اخرہا یقوم بالسیف وکان من عآدۃ الشیعۃ ببغداد ان فی کل نعلیم جمعة یاقون بفرش مشد و دۃ ویقون علی باب السرداب ویدھون باسم المہدی اسمہ و اعلى هذا الحال ابی ان الی الاعمال سلطان مسلما یخون من یزنی شکار واس۔ لای یمنی مدینہ بغداد و یبطل تلك الادۃ و الحق انعلم الی ان المہدی و اھو القا یم فی اخرہا و یمنی۔ و دۃ نفا صمدت۔ الا خبا سر علی ظہرہ و نطا لثرت الر۔ انت علی اشراف نیرہ و مستغفر ظہر الایام والایاوی بسفورہ

وخیلی مریدانہ مظالم بخلاصا المبعوع عن دیکھو نہ ولسر عدلہ فی اتفاق فیکون انہو من البدن
 المنیر فی مسیورۃ واما السنۃ الی بقوم فیہا القایم والیوم الذی یبعث فیہ فقد حو
 فیہ اثنا عشر عن ابی بصیر عن ابی عبد اللہ قال لا ینحج القایم فی وئو من السلیق سمدہ
 احدی باوثلاث او خمس او سبع او تسع وبقوم فی یوم عاشورۃ والمظہر یوم السبت
 العاشر من المحرم قائم علی یدہ ینادی السبعہ سبعہ فیسرا الیہ انہا مرہ من اہل
 الارض عدلہا کما ملئت ظلما ویدیوراً ثم یسیر من مکہ حتی یاتی الکوفہ فینزل علی نجف
 ثم یفرق الجنود منها الی جمیع الامصار وعن عبد الکوہم النجفی قال قلت لابی
 عبد اللہ لہ عسلک القایم کل سبع سنین فطول لہ الا یام حتی تکلن السنۃ من سنہ
 بمقدار عشر سنین فیکون صدقہ ملکہ سبعین سمدہ من سنینک ص ۱۱۸ (ترجمہ)
 خلاصہ یہ کہ خلف صلح امام ابو القاسم محمد بن عسکری بوقت وفات اپنے والد کے پانچ
 برس کے تھے۔ خدائے اسی میں انکو حکمت عطا کی جیسا کہ حضرت سید کے کہن میں علم
 ملا تھا کہ وہ حضرت مزلیع القاسم حسن الوجہ اشراقی الاف اصلی الجسہ یہی وہی اوصاف
 میں جو تعریف امام مہدی میں تمام احادیث میں مذکور ہیں شیعوں کے گمان میں یہ غایب
 ہوئے سراب میں بمقام بغداد ۲۶ھ میں یہی صاحب بیعت ہیں۔ اور منتظر جو قبل
 قیامت ظہور کرتے تھے۔ انکی دو غیبتیں ہونگی۔ ایک صغریٰ ابک کبریٰ۔ علماء کا اتفاق
 ہے کہ مہدی کا ظہور آخر زمانہ میں ہوگا حدیثیں متعاصدین ان کے ظہور پر سنہ ظہور کے
 بارے میں ہے کہ قائم کا ظہور طاق سنہ میں ہوگا۔ ۲۵ھ یا ۲۶ھ خزا اور قائم ہونگے
 آپ ذرا شورہ۔ اور ظہور کرتے تھے۔ اور دوشنبہ عاشورہ محرم مکن و مقام کے دربار
 میں آپکی ایک سحیت ہوگی۔ اور ایک شخص نہا کر یگا البیعة البیعة۔ بعد ظہور مکہ سے کو
 آئینگے اور بمقام نجف نزول کرتے تھے۔

تیسری تاریخ تذکرہ سبط احمد جوزی ہے جس میں یہ عبارت موجود ہے۔

محمد بن الحسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین
 بن علی بن ابی طالب و کنیت ابو عبد اللہ والوالد القاسم و هو الخلفاء الحجة صاحب
 الزمان المقایم المنتظر الباقی و هو اخو الامام جعفر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین
 مصنف کا نام امیر جمال الدین محمد ہے اور مشہور کتاب تاریخ ہے جسکی عبارت حسب
 ذیل ہے معاذ جابر بن یزید الجعفی مروی ہے کہ گفت ثنیدم از جابر بن عبد اللہ انصاری
 کہ میگفت کہ چون ایندو تعالیٰ تازل کرد ایندو پیغمبر خود این یکدیگر یا ایہا الذین امنوا اطیوا اللہ و اطیوا
 الرسول و ادئی الامر منکم کہتم یا رسول اللہ سے شناسم خدا و رسول اور ایس کہیتند اصحاب مرکہ
 خدا تعالیٰ طاعت ایشان را فرض ساخته است بطاعت تو پس گفت رسول اللہ ہم غلغلائی
 من بعدی اولہم علی بن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی
 بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی بن محمد ثم الحسن بن علی بن محمد
 اللہ فی امرہ و ولایتہ فی ہما و محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یغیب عرشیتہ و
 اولیاءہ غیبہ لا یثبت فیہا علی اذ قول ما قیامتہ الامم امتحان اللہ فلیلا ایمان -
 جابر گوئی کہتم یا رسول اللہ یا غیبنا ما تم فیہم تغافل یا بنی نقال و جابر الذی یعنی بالنبوة
 انہم یستفیضون بنورہ و ینفون بکلماتہ فی غیبتہ کا متغافل الناس بالشمس و ان
 علاہا صحاب سلس جابر بن اسرار مکنون الذی است پس چہ نماں داتا اگر از کسیکہ اولی
 باشد (ترجمہ) پس کہا پیغمبر نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیغمبر سے پہلے غایب
 ان میں سے علی بن ابی طالب ہیں۔ پھر حسن پھر حسین پھر علی بن الحسین۔ پھر
 محمد بن علی ہیں جو تورات میں مشہور باقر ہیں۔ قویب ہے کہ تم ان کو پاؤ گے۔
 اے جابر پس جس وقت ان سے ملاقات کرنا میرا سلام کہنا۔ پھر صادق جعفر
 بیٹے محمد کے ہیں۔ پھر موسیٰ بن جعفر ہیں۔ پھر علی بن موسیٰ ہیں پھر

محمد بن علی ہیں۔ پھر علی بن محمد ہیں۔ پھر حسن ابن علی ہیں۔ پھر محمد بن علی ہیں۔ اس زمین
 پر اور بقیہ حجت اس کے بندوں میں محمد بن حسن ابن علی ہیں۔ یہ وہ محمد ہیں۔
 کہ فتح کرتے تھے اللہ غالب اور بزرگ ان کے ہاتھوں پر مشاوق اور مغارب
 زمین کو۔ اور یہ وہ محمد ہیں کہ غایب ہونگے اپنے شیعوں اور دوستوں سے
 ایسی غیبت سے کہ نہ قایم رہیگا انکی غیبت میں اقوام امت۔ مگر وہ شخص
 کہ جس کے قلب کی آزمائش کی ہے اللہ نے ساتھ ایمان کے۔ جابر
 کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ غیبت میں امام کی شیعہ فائدہ پائینگے فرمایا
 پیغمبر نے اس قسم ہے اس کی جس نے ہم کو نبوت پکیا ہے تحقیق شیعہ
 پر فائدہ حاصل کرتے تھے اور سے امام غائب کے اور نفع حاصل کرتے تھے ساتھ ملا
 امام غایب کے۔ جیسے لوگ کتاب نفع پاتے ہیں۔ مگر چاقاب پر ہونی چاہئے
 پھر اسی مدقتہ الاحباب میں ہے کلام در بیان امام و وارث ہم و ثمن محمد بن
 الحسین علیہ السلام در مروج علایک و جو محمد بن ہر بیت بقول اکثر اہل تہ
 و نصف شعبان سنہ خمس و تین و ہمارہ اتفاقاً و قبیل فی الثالث و العشر
 من شہر رمضان سنہ ثمان و خمس و تین و ما در اں عالی گوہرام ولد بودہ و
 مسماہ بصیقل یا سون و قبیل زحس و قبیل حکیمہ و آل امام فوسی الاحرام در کنیت تمام
 با حضرت خیر الانام علیہ السلام و اصلہ و اسلام و اہل وقت دار و ہر وعدی منتظر و کف
 الصالح و صاحب الزماں و اقباب و منتظم است در وقت پدید بزرگوں خود بروایت اول کہ
 بعثت اقباب است پنجاہ سال بود و بقول ثانی دور سال حضرت و اہب اعطایاں شکوہ
 مگذرانند تہی و فکر یا سلام اللہ علیہا در حالت طفولیت حکمت و کرمیت فرمودہ و در
 وقت حیات مرتبہ بلندامت رسانید و صاحب مال لونی ہمدی دوران در زمان معتد خلیفہ
 فی سنہ خمس و تین یا سندوست و ثمن علی اختلاف القولین و در سردا بہ

سرمیں لے کر نظر فرقی بر ملا فاجاب شد۔ انتہی ۛ اور کتاب شواہد النبوة ملا جامی میں
بعد ذکر ولادت لکھتے ہیں۔ وازو گئے آرنہ کہ گفتم است معتصد مرا با و کس
دیگر طلبید و گفت حسن بن علی در سرمیں لے وفات یافت زود بروید و خانہ او
فرمگیرید و ہر کہ دفنانہ وے بہ بیند سروے را بمن آرید رفتہ و بسرے وے
در آمیم سرے دیدیم و رعایت خوبی و پاکیزگی گویا حال از عمارت آن فارغ شدہ
بودند در آنجا بردہ دیدیم فرمگذاشتہ پردہ را برداشتیم سرے دیدیم بآنجا در آمیم
دریائے دیدیم در اقصائی آن حصیرے آب انداختہ و مرے بخوب تریں صورت
بر بالائے آن حصیر و نماز استادہ با بیج التفاتے نہ کردیکے از آن دولفر با من بودند
سہقت گرفت خواست کہ پیش بے رود و آب غرق شد و اضطراب میکرد تا آن
زمان کہ من درشتے را گرفتہ و خلاص گودانیم بعد از آن نفر دیگر خواست کہ پیش رود
و یا نیز ہمائی حال پیش آمد و یا نیز اخلاص کردم من حیراں بماندم پس گفتم لے صفا
از خداے تعالیٰ و از تو عذر میخواستہم و اللہ کہ من ہذاستم کہ حال چسیت و یکے
آشیم و از آنچہ کردم بخداے تعالیٰ باز گشتم۔ ہر چند گفتم۔ بمن التفات نہ کرد۔
باز گشتم و پیش معتصد رفتہ و قصہ را باز گفتم۔ گفت سر را پوشیدہ دارید و الا
بفرمایم کہ شما لگرون زند۔ انتہی ۛ

اور خواجہ محمد بارسانی فصل الخطاب میں بھی حضرت کی ولادت اور روایت
حکیمہ خاتون کو اور معتصد کو جو شواہد النبوة سے پہلے منقول ہوئی لکھ کر اخیر میں
حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ والاخبار فی ذالک اکثر من ان تحمی او مناقب المہدی صاحب
الزمان الغائب عن الاعیان الموجود فی کل زمان کثیرہ و قد تظاہرت للاخبار علی
ظہور و اشراق نور و الشریعہ المحمدیہ و یجاء فی اللہ حق جہادہ و یطیرون لادنا
اقطار بلاد زمانہ زمان المتین و امحاً بہ خلصوا بن المرید و سلمو۔ الغیب و اخذوا

یہدینہ و طریقہ و اعتدال و من الحق الی الحقیقۃ بہ ختمت
 الخلافة والامامہ و ہوا امام من لدن مات ابو الی یوم القيمة
 و عیسے یصلی خلفہ و یصدفہ علی دعواہ و یدعو الی ملتہ المتی
 ہو علیہا والنہی صاحب الملتۃ یعنی حدیثیں اس باسے میں اس سے
 زیادہ ہیں کہ ان کا احصا کیا جائے۔ اور مناقب مہدی علیہ السلام
 جو صاحب زمان ہیں اور غائب ہیں آنکھوں سے اور موجود ہیں ہر
 میں۔ سجد میں اور اتفاق ہے حدیثوں کا آپ کے ظہور اور اشراق نور پر۔
 آپ تجدید کریں گے شریعت محمدیہ کے بعد جہاد کے بیگے راہ خدا میں حق جہاد
 اور پاک کریں گے دنیا کو نجاستوں سے۔ آپ کا زمانہ متقین ہو گا
 اور آپ کے اصحاب خالص ہوں گے۔ ریجے اور سالم ہر عیب سے یہ لوگ
 طریق ہدایت عمل کریں گے حضرت ی پر ختم ہوئی خلافت و امامت۔ اور آپ اُس
 وقت سے امام ہیں جس وقت ان کے والد نے انتقال کیا۔ اور قیامت
 تک امام رہیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ ہی کے پیچھے نماز
 پڑھیں گے۔ اور آپ کی تصدیق کریں گے آپ کے دشمنوں سے۔ وہ
 دعوت کریں گے لوگوں کو طرف حضرت کی ملت کے جس پر جی سی ہیں
 اور وہی ملت اسلام ہے جس کے صاحب ملت رسول صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ہیں۔

اور جمال الدین محدث نے بتایا کہ وہ فضلاء اصحاب میں لکھا ہے۔
 بلکہ اربعین فی مناقب المومنین میں اس کی تصریح بھی کی ہے۔ کہ وہ
 معتقد ہے حضرت کی امامت کا۔ چنانچہ جمعہ جمیع حدیث لکھتے ہیں۔ و اھل
 الھدایۃ المومنون الکاملون ان اعمقانہ فی شان امیر المومنین

علی علیہ السلام ما یقنفہ مضمون تلك الاحادیث الذی جمیعہا
 فی هذه الاورق فاقل رضیت باللہ رباً ویاک الاسلام دیناً و محمد
 - رسول و یا میدا المومنین و یا مامین المامین الحسن المجتبی
 و الحسین الشہید، بکربلا و علی بن الحسین زین العابدین السجدة
 ذوق الثقیات و محمد بن عیسی الباقہ و جعفر بن محمد الصادق و موسی
 بن جعفر کاظم و علی بن موسی السرخس و محمد ابن علی التقی و علی
 ابن محمد النقی و الحسن بن علی زکی الدعبلوی و محمد بن الحسن
 المجتبی و محمد بن صالح و ابو عبد اللہ ابن ابی نجر و سادات و تادہ اللہ
 ہو کہ ائمہ و سادات و قاضی و آقا و بھی و تہدائی الائمہ و اہل بیت
 الاہل و الاثقیاء و الابرار و الخیار و یہی القوی و سیدنا و اعدائہم و ثانی
 فی الدنیا و الاخرۃ *

اس عبارت سے بصراحت تمام ظاہر ہے کہ علامہ جمال الدین
 محدث جناب محمد امین الاسلام علیہ السلام اور کمال ائمہ اطہار کی نسبت اپنا
 وہی عقیدہ قائم کرتے ہیں جو عقیدہ فقہ حنفیہ کا ہے۔ اب میں
 دوسری وادنی چڑی میں یہ قدم رکھتا ہوں۔ کیونکہ یہاں تو عقائد
 محدثین و مؤرخین و اہل تصوف کا ذکر تھا۔ جنہوں نے کس صفائی سے
 ان سب باتوں کا اقرار کیا ہے۔ مذہب میں با خصوص ان علماء کا
 نام آہستہ ہو رہا جو مذہب کا ام کے برے امام ماننے لگے ہیں۔ اور
 ان کی تصانیف مستند اور روا فیض میں موجود ہیں جن میں سب سے
 پہلے ابن سہم نے نقل کیا ہے۔ و یہاں نام لکھتا ہوں جس کی علامت
 کا اس سے بڑھ کر یہ نبوت ہو سکتا ہے۔ کہ انہوں نے علامہ حلی کی کتا

والنصاراء مات دوسرا سنا۔ یعنی جو کچھ ذکر فضائل فاطمہ صلوات اللہ وسلام
 علیہا علیہا وعلیٰ ابنہا وعلیٰ سائر آل محمد کو۔ پس یہ ایسا امر ہے کہ انکار نہیں
 ہو سکتا۔ کیونکہ انکار کرے بھر کی رحمت اور برکی وسعت اور ضیاء آفتاب
 اور نور کی نیا اور سیلاب کے جود اور ملائکہ سجود سے۔ ایسا انکار ہے جسے
 منکر قابل استہزا ہوتا ہے۔ اور کون شخص قادر ہے کہ انکار کرے۔
 اُن لوگوں پر جو اہل سُد اُسے ہیں اور خزانہ دار معدن نبوت اور حافظ
 آداب فتوت صلوات خدا ہو اُن پر اور اُن پر سلام۔ اور کیا خوب معنی
 نظم کئے اُن کی شان میں۔ سلام ہو مصطفیٰ مجتبیٰ پر۔ سلام ہو سید مرتضیٰ پر۔
 سلام ہو سید النساء فاطمہؑ پر جنہیں خدا نے تمام عورتوں کی سردار بنایا۔
 سلام ہو جس کے انفاس پاکیزہ میں مشک ہے۔ امام حسنؑ پر جو بلجی اور رضا
 میں۔ سلام امام حسینؑ پر جو شہید کر بلا ہیں۔ سلام ہو امام زین العابدینؑ امام
 محمد باقرؑ امام جعفر صادقؑ امام موسیٰ کاظمؑ امام علی بن موسیٰ الرضا امام
 محمد تقیؑ امام علی نقیؑ امام حسن عسکریؑ امام قائم منتظر ابی القاسم مہدیؑ پر
 جو اس طرح طلوع کریں گے۔ جس طرح آفتاب نکلتا ہے۔ ظلمت سے
 بھر دینگے وہ حاضر عارضین کو عدل سے۔ جس طرح اہل ظلم کے ظلم و
 جور سے بھر دی گئی ہے۔ سلام ہو اُن پر اور اُن کے آباء اجداد اور نصا
 پر جب تک دورہ کرتا ہے آسمان *

اگر کوئی نادان یہاں فصل بن روز بہان ہے کی فضل و کمال کا منکر
 ہو۔ اور اپنی جہالت سے کہے کہ ہم اُن کو نہیں جانتے۔ تو کیا اُس نے
 ملا علی قاری کا نام بھی نہ سنا ہو گا جن کی شرح مشکوٰۃ اور شرح فقہ کبیر
 اور موضوعات ملا علی قاری تمام عالم میں مشہور ہے۔ اور ایسے زبردست۔

ہیں۔ کہ وہ لوگ بغض رکھتے ہیں اہل بیت سے۔ حالانکہ گمان اُن کا فاسد اور وہ ہم کا سد ہے۔

ان سب تقریرات سے ثابت ہے کہ وجود امام ثانی عشر قیامی ہے۔
فصل آئندہ میں کچھ تھوڑا سا احوال ولادت و غائب ہونے کا لکھا گیا ہے۔
بس اب اس جگہ ختم کرتا ہوں۔

فصل دوم

ولادت موفور السعادت امام عصر و صاحب الامرؑ

حجۃ اللہ علی کافیۃ البشایہ القاہم کے بیان میں

ساقی نامہ المہدی المنتظر علیہ سلام اللہ اکبر کے

خزاں کی گئی فصل آئی بہار
قباحت تھی رہا ہوش ہے ہوئے
تب نم سے ہر وقت تماشا شور و چین
لشخ کبھی بھٹکا کبھی درد سر
کبھی دل سنبھلا کبھی دوئے
نہ اترا جی بڑھ کے دریا اشک
ہر اک ذات اختر شہار سی رہے
تن زار کو تار بستر کیا

کہہ رہے تواسے ساقی گلزار
شب ہجرا فت تھی دبائے ہوئے
کبھی ہوش قلب سے تھا نہ چین
اچھلتا تھا رات سے نيزوں جگر
اس آفت سے ہوش و خود کھوئے
سمند بہا بڑھ کے دریا اشک
ہر اک دم غضب بقیہ اری رہے
ٹھلا کر تپ غم نے لاغریا

کیا ضعف نے ایسی حالت مزاج
 قیامت کی راتیں گشیراں گزر
 چمکنے لگیں تلبلیس چار سو
 نہال تمنا ہوا بار و بار
 نہا رالم سے تھی نوبت بجاں
 دھواں دھارا اٹھتا ہے ابرطاب
 چھٹکے میں جام مٹے عیش و سرور
 شمیم جناب سے بہت معلوم شام
 نہیں خیرہ کی شایبوں کو تاگ
 شراب طہور ہے جس سے کا نام
 یہ میسلاہ قائم کا ہے تذکرہ

نہ چل سحر کی باقی رہی تن میں تاب
 چلی ناز کرتی نسیم
 شگفتہ ہوا غنچہ آرزو
 ملا صبر کا بعد مدت شمر
 صبور وہ دے جو ہر راست سب
 عقوبت پر حیدر کے ہے فضل رب
 نمود ہے جنت کا بزم سرور
 عطا سب کو ہوتے ہیں شر کے جام
 طلبگار اس سے کہ میں جو ہیں پاک
 وہ ہے دشمنان علی پر حرام
 محبتوں کی خاطر ہے بس تبصرہ

ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے کتاب اکمال الدین میں محمد بن بجاٹی شیبانی
 سے روایت کیا ہے کہ وہ ناقل ہے کہ سال دو سو پچاسی ہجری میں
 علی ماجریہ الاف النجیۃ واسلام میں ہم وارد ارض مقدس کر بلا ہوئے۔ اور
 غریب کوفہ و شام داخل اندوہ و آلام مقتول چور و جفا مذبح القضاہ میں
 آل عبا علیہ التیمۃ و النقا کی شرف زیارت سے بہرہ اندوز اجر و ثواب انتہا
 ہوئے۔ بعد اس کے روانہ بغداد ہو کر عازم مقابر قریش ہوئے۔ اور
 سمت ہائے فرقہ نابخار کو یاد کر کے مبتلا غم و طیش ہوئے ہر وقت
 طبیعت مضطرب تھی۔ آتش شوق سینہ میں شعلہ و تھی۔ وقت شب
 داخل شدہ عظمہ و مرقدہ حضرت موسیٰ بن جعفر ہوئے فرط محبت اور
 یقیناری سے دامن مرگ کان آسمانوں سے سر ہوئے نسیم جانفزاں تربت طہر

برگزیدہ خالق اکبر سے خاطر محزون مفرح و مسرور ہوئے۔ اور شمیم جنت الماوا
 سے جو روضہ مطہر سے آتی تھی۔ دماغ معطر ہو کر کسالت راہ دور ہوئے۔ مرقد
 منور سے لپٹ کر آہ جگر سوز و نالہ غم اندوز سے گریاں ہوئے۔ اور التباب سوز قلب
 سے نوحہ کنناں ہوئے۔ اُس حالت میں اشکماے دیدہ محزون اس امر کے
 مانع تھے۔ کہ اُس مکان مقدس میں جو کچھ ہے۔ اُسے ہم دیکھیں جب آنسوؤں
 کا سلسلہ منقطع ہونے لگا۔ اور سکون آرام قلب نالہ و آہ و بیقراری کو کھوئے لگا۔
 آنکھیں کھل کر اُس محل شریف و مرقد منیف میں بہ طرف نظری۔ اور ضیاء
 روضہ مقدس سے اقتباس نور کر کے چشم دل منور کی۔ ناگاہ میں نے دیکھا
 کہ مرقد مطہر کے نزدیک ایک مرد پیر با حشمت و جاہ نشستہ ہے۔ غایت
 پیری و کبر سن سے دروازہ عیش و نشاط بستہ ہے۔ پشت خمیدہ ہے۔ شا
 مانند کمان سر کشیدہ ہے۔ طول عمر سے پیشانی اور دونوں ہاتھوں پر جھریا
 ہیں۔ قوت و توانائی اُس سے دم بدم گریزاں ہیں۔ البتہ نور ایمان سے قلب
 منور ہے۔ جاں نثار خاندان حیدر صفر ہے۔ نعرۂ باعلیٰ عصاے پیری
 ہے۔ ائمہ رہشدین سے امید و متگیری ہے۔ ایک شخص اُسی کے پہلو
 میں استاد ہے۔ جو اطاعت و فرمانبرداری پر آمادہ ہے۔ وہ مرد پیر
 اُس سے یوں سرگرم کلام ہے۔ اور اس طرح پر آمادہ اظہار مرام ہے۔ کہ
 اُسے پسر برادر تیرے چچا نے دو سید بزرگوار کی برکت سے غواض علوم و اسرار
 اور نوافذ معارف سے اس قدر بارشرافت و بزرگی و افتخار کا دکھش نہیں
 اٹھایا ہے۔ کہ کوئی دسواں حصہ بھی اُس بار کا متحمل ہو سکے۔ یا ہزار میں سے
 ایک کوئی اپنے دل میں جگہ دے سکے۔ عرب کے ذوالنہج و ادب میں مشہور
 ہیں۔ اور نزدیک و دور شرافت و بزرگی میں مذکور ہیں۔ مگر باوجود اس عزت

اور وقار کے اس نعمت عظمیٰ سے محروم ہیں۔ اور اس دولت لازوال کی عدم دستیابی سے مخموم و مبہوم ہیں۔ اب تیرے چچا کا پیمانہ عمر لبریز ہو رہا ہے۔ امرناگریز ہوش و حواس کھو رہا ہے۔ وقت اس کا نزدیک آیا۔ کہ سرافانی سے منہ موڑیں۔ عالم جاودانی کے شوق میں تم سب کو چھوڑیں۔ مگر اس وقت تک دوستان اہل بیعت احمد مختار و شیعین جیسے دگر دار و موالیان ہائے ابراہیم سلام اللہ الغفار سے اس قابل کوئی نہیں ملا۔ کہ اُن رواج غوامض و ماسرار سے ایک رمز کی بھی شمیم اُس کے دماغ جان تک پہنچتی پس پس کر میں نے اپنے نفس سے عتاب شروع کیا۔ اور اُس کو مخاطب کر کے یوں کہنے لگا۔ کہ اے نفس تو نے ہمیشہ روزگار کی خدمت اٹھائی۔ اور زمانہ غدار نے بہت مصیبت و مشقت دکھائی۔ تحصیل کمال میں حیوانات زبان بستہ کو تو نے قلوب میں ڈالا تجسوس و تلاش میں قدم گھر سے نکالا۔ اس مرد پر کی باتیں تو نے سنیں۔ ہم امیدوار ہیں۔ کہ امر عظیم و نفع جسیم سے ہم کو مستفیض کرے۔ یہ خطاب و عتاب نفس سے کر کے بڑھا۔ اور اس مرد ضعیف و پُرعنیف سے کہا اگلے شیخ وہ وہ سید بزرگوار کون ہیں۔ جنہوں نے تجھے اس شرافت نمایاں پر پہنچایا ہے۔ اور ایسی فضیلت کا مرتبہ تجھ پر نہ دیا۔ کہ مستغنی ہے دکھلایا ہے۔ اُس مرد پر چنے آہ سرد بھر کر کہا۔ وہ دو تو وہی ستارہ درخشندہ ہیں۔ جن کو تباریک ظلم و جور و دشمنان ناہنجار نے چھپا دیا۔ اور وہ دو تو وہی آفتاب بندہ ہیں۔ جن کو گرد و باد و ستم و جفا سے کفار نے سرمن سا کی خاک میں ملا دیا۔ میں اُسے کہتا۔ کہ میں دوستی خاندان ولایت اور اُن دو تو در صدق شرافت و کرامت کو درمیان میں ملاتا ہوں۔ اور اُن کے علم کی خواہش گاری کرتا ہوں۔ اور جس جگہ جو نشان اُن کا پاتا ہوں۔ اُس کی طلب گاری کرتا ہوں۔ اور اس کا

عہدہ اٹھ کر تباہوں۔ کہ جہاں تک قوت و طاقت ہے۔ اُن غوامض علوم داسر
کو نہماں رکھو نگاہ۔ اور جہاں عزیز سے زیادہ عزیز اور بحفاظت بے پایاں کھینچا
ہر صاحب امانت جو دانا سے رموز ہو۔ مجھ کو رہنمائی کرے۔ اور گوشِ عروس
مدعا کی گوہر آبدار رموز ائمہ اطہار سے فیملی کرے۔ اُس نے کہا۔ کہ اگر تو
صادق البیان ہے۔ اور اپنے قول و اقرار میں ماثق و استوار فیضِ بیدار
ہے۔ تو بیان کر۔ کہ آثار ائمہ اطہار سے کیا تیرے ہمراہ ہے۔ اور ناقلان
اخبار عسرت ابرار کی کن کن خبروں سے آگاہ ہے۔ یہ سن کر میں نے کتابوں کو
کھولا۔ اور میزانِ فرد میں اُس کے منبج علم کو تولد باد یہ پیامے علوم ائمہ اطہار
ہوا۔ اور رہ نوز کو کچھ اخبارِ بادیان ابرار ہوا۔ جب حدیث بشر بن سلیمان
پردہ فروش تک پہنچا۔ اُس نے کہا۔ تو سچ کہتا ہے۔ اولاد ابوالیوب نصاری
سے ہم بشر بن سلیمان ہیں۔ اور اُن دونوں ستارے نہماں شدہ کے ملازموں
سے ایک ہم بھی غلام با ایمان ہیں۔ سامرہ میں اُن سے شرف ہمسائیگی مجھے
حاصل تھا۔ حضوری خدمت کثیر السوادت سے دنیا کا سب رنج زائل تھا۔
گو دست مخالفین سے درد و غم ہوتا تھا۔ لیکن جانِ مدلل سے اُن کے
تعمیل ارشاد میں مصروف رہتا تھا۔ تب میں نے کہا کہ جب تو میرے
اخلاص والا سے آگاہ ہو۔ اور میرے اعتقاد سے تجھے انتباہ ہوگا۔ اس
قبر شریف کے صاحب کی تجھے قسم دیتا ہوں۔ کہ مجھ کو نقل بعض آثار اور
اخبار سے اُن کے متناکرہ دے۔ اور میرے دامن مدعا کو گوہرِ ارادے
بھر دے۔ اُس نے کہا۔ کہ میرے آقا و مولا جناب ابوالحسن الثقی علیہ السلام
نے مجھے علمِ بردہ فرقی میں فقیہ و حاکم کر دیا تھا۔ اور اس کا عہد و بیمان
محکم طو۔ پہنچا تھا۔ یہاں تک کہ بغیر اجازت اُن کے ہر کسی وہ کی بیج و شرا

نہیں کرتے تھے۔ راہِ موارِدِ شہادت سے پرہیز کر کے جادہ احیاء پر
 قدم دھرتے تھے۔ کہ میری معرفت اس فن میں کامل ہو گئے۔ اور عنایتِ خدا
 میرے حال پر شامل ہو گئی۔ حلال و حرام خدا کو پہچاننے لگے۔ ہر ایک سے
 زیادہ ہم مسائل اس کے جاننے لگے۔ ایک رات مقامِ سامرہ میں اپنے گھر
 ہم سو رہی تھے۔ اور دن بھر کی محنت و کسل انجامِ امور خانہ داری کو کھورہے
 تھے۔ تھوڑی رات گزری تھی کہ کسی نے زنجیر در ہلائی۔ اور اپنی آواز بھیٹائی
 میں نے دوڑ کر دروازہ کھولا۔ تو دیکھا۔ کہ کافور خادم جناب ابوالحسن النقی
 مجھے بلانے آیا ہے۔ مژدہ راحت رساں لایا ہے۔ پوشاک پہن خدمت
 میں حضرت کی حاضر ہوا۔ اور جمالِ پاک نور خدا کا ناظر ہوا۔ اس وقت حضور
 میں حضرت کے فرزند رشید جناب ابو محمد الحسن العسکری تشریف رکھتے تھے۔
 اور پس پردہ جناب حکیم خاتون خواہر مکرم آنحضرت کی تھیں جب میں بعدِ سلام
 بیٹھا۔ تو فرمایا۔ اے بشر تو اولادِ انصاری سے ہے۔ اور ہمیشہ ہم طہیبت
 کی ولایت تم لوگوں میں سلا بعد نسل ایک دوسرے تک بوراثت پہنچی ہے۔
 اور تم لوگ امین و معتد اس خاندانِ عالی شان کے رہے۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ
 اب ایسی فضیلت سے مجھے ممتاز کریں۔ اور ایسے شرف سے تجھے سرفراز کریں۔
 کہ سب شیعوں سے تیرا مرتبہ کئی درجہ بڑھ جائے۔ اور ہمارے اسرارِ نہاں
 پر تو اطلاع پائے۔ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ تجھے واسطے خرید کر نے ایک کنیز کے
 روانہ کریں۔ اور تیرے حصولِ شرف کے لئے اُسے بہانہ کریں۔ یہ فرما کر
 ایک مکتوبِ خوش اسلوب بخطِ رومی بزبانِ رومی تحریر فرمایا۔ اور اپنی ہر شریف
 سے اُس کو زیورِ محنت دے سکے۔ مجھے دیا۔ اور ایک کیسہ زربھی مجھے عطا کیا۔
 جس میں قیمت اُس کنیز کی تھی۔ اور فرمایا۔ کہ اسے لیکر تولیخدا کو جا۔ جب

وہاں پہنچا۔ تو دریائے دجلہ کے کنارے فلاں و زچاشت کے وقت جانا۔
 بجز تیرے پہنچنے کے اسیروں کی کشتیاں وہاں پہنچیں گی۔ اُن کشتیوں پر بہت
 سی لوندیاں و جوار سی ہوں گی۔ جب کشتیاں کنارہ پہنچ کر ٹھہرائی جائیں گی۔ جو انان
 عراق اور دیگر اشخاص بخواہش خریداری اُن کشتیوں کو گھیر لیں گے۔ جب
 ایسا واقع ہو۔ تو دوسرے دیکھتے رہنا۔ اُن بردہ فروشوں میں سے ایک
 بردہ فروش عمرو بن زید ہے۔ اُس سے ملاقات کرنا۔ اور تمام دن اپنی
 نظر اُس طرف سے نہ ہٹانا۔ یہاں تک کہ وہ سب جوار سی اپنی جب فروخت
 کر چکیگا۔ تو آخر میں ایک جاریہ کو ظاہر کریگا۔ کہ اس اس صفت سے موصوف
 ہوگی۔ عفت و عصمت میں معروف ہوگی۔ وہ جامہ و پیراہن حریر زر دکا اُس
 کے بر میں ہوگا۔ اور وہ پارچہ نہایت سنگین ہوگا کہ بدن اُس کا نیچے
 سے اُس جامہ کے نمایاں نہ ہوگا۔ اور وہ جاریہ باو از بلن اس امر کی حماقت
 کرے گی۔ کہ مالک اُس کا خریداروں کو اُس سے نہ دکھلائے۔ کوئی نزدیک اُس کے
 نہ آئے۔ اگر کوئی شخص ارادہ اُس کے دیکھنے کا کرے گا۔ تو وہ جاریہ انکار و عصمت
 کرے گی۔ اور بزبان رومی فریاد کرے گی۔ کہ اے وائے پردہ میرے ناموس و عفت کا
 دریدہ ہوا۔ پس ایک خریدار کیگا۔ کہ ہم تین سوا شرفی پر اس جاریہ کو خرید کرتے
 ہیں۔ اس واسطے کہ عفت و عصمت اس جاریہ کی ہم کو زیادہ خواہش اس کی
 خریداری کی ملاتی ہے۔ وہ جاریہ جواب میں کہیں گے۔ اگر تو مانہ حضرت سلیمانؑ
 کے ہو جاوے۔ اور حشمت و اجلال و سلطنت جو انہیں نصیب تھا تو پائے۔
 اور اُس قدر دولت و ملک بھی تجھے میسر ہو۔ اور تیرا حال تمام بادشاہان جہان
 سے بہتر ہو۔ تب بھی ہم تیری خریداری پر راضی نہ ہوں گے۔ عبت اپنا روپیہ
 تو ضایع و برباد نہ کر۔ سب عمرو بن زید مالک جاریہ اُسے کیگا کہ آخر تیرا چارہ کار

کیا ہے۔ یہ لازم ہے۔ کہ کسی کے ہاتھ تجھے فروخت کریں۔ وہ جواب نہیگی۔
 کہ اس قدر تعجیل و اضطراب کیوں کرتا ہے۔ ضرور ہے۔ کہ کوئی مشتری پیدا ہو۔
 کہ ہم کو اُس کی وفادار امانت و دیانت پر اعتماد ہو۔ اور اُس کی خریداری سے
 ہمارا دل شاد ہو۔ اُس وقت تو عمرو بن یزید سے کہنا۔ کہ ایک بزرگ نے مکتوب
 بخط رومی اس جاریہ کو دیا ہے۔ اور اُس میں اپنے خاندان کی وفادار دیانت اور
 امانت کا حال لکھا ہے۔ اگر تیری اجازت ہو۔ تو ہم یہ خط اس جاریہ کو دیں۔
 کیا عجب ہے۔ کہ صاحب مکتوب سے وہ راضی ہو۔ اگر راضی ہو جائیگی۔ تو ہم
 اُس کے وکیل ہیں۔ اس کنیز کو اُس کے واسطے خرید کر لیجئے۔ بشیر بن سلیمان کہتا
 ہے۔ کہ یہ سب باتیں سنکر اور خط و زر کو لیکر ہم روانہ بغداد ہوئے۔ جس طرح
 ہمارے مولائے ارشاد فرمایا تھا۔ سب سجالایا۔ خط اُس جاریہ کو دیا۔ بمحرو
 پڑھنے کے وہ جاریہ بہت روٹی۔ اور عمرو بن یزید سے کہا۔ کہ صاحب اس
 مکتوب کے ہاتھ ہم کو تو فروخت کر۔ اگر تو نے اس کے ہاتھ مجھے نہ بیچا۔ تو ہم ملاک
 ہو جائیں گے۔ تب ہم سے اور مالک جاریہ سے قیمت کی گفتگو ہوئی۔ بعد
 اصرار و مبالغہ بسیار دو سو بیس اشرفی قیمت قرار پائی۔ جب ہم نے وہ کیسہ
 جو حضرتؑ نے دیا تھا کھولا۔ اور شمار کیا۔ تو اُسی قدر قیمت تھی۔ کچھ زیادہ یا کم
 نہیں تھی۔ مالک جاریہ کو قیمت دے کر جاریہ کو لے کر اُس حجرہ میں آیا جو بغداد
 میں لیا تھا۔ جب وہ کنیز حجرہ میں پہنچی۔ تو ابھی درست ہو کر نہیں بیٹھی تھی۔ کہ
 حضرتؑ کا نام حریب سے نکالا۔ اور کھول اُسے چومنے لگی۔ کبھی آنکھوں پر ہمتی
 تھی۔ کبھی اپنی صورت و بدن پر ہمتی تھی۔ میں نے از روئے تعجب کہا۔ کہ اس
 مکتوب کو جس کے صاحب کو تو پہچانتی نہیں نہیں۔ اس قدر کیوں چومتی ہے۔
 تو جواب دیا۔ کہ اے عاجز ضعیف پیغمبروں کی اہلاد کو جو رتبہ شان و قدر و منزلت

جناب باری نے عطا فرمایا ہے۔ شاید تجھ کو معرفت نہیں ہے۔ اور جو ان کے مزاج و کمال ہیں۔ اُس سے تجھے بصیرت نہیں ہے۔ ذرا اپنے دل گوش کو ہماری طرف متوجہ کر لے۔ اور ہمارے گوہر کلام صداقت اہتمام سے اپنے دامن عقیدت کو بھر لے۔ سن اور یاد رکھ۔ کہ اولاد حواریین عیسیٰ علیہ السلام سے ہماری مادری الیمقدار ہے۔ جس کا سلسلہ نسب شمعون وصی حضرت عیسیٰ تک پہنچتا ہے۔ نام ہمارا ملیکہ ہے۔ یسوعا پسر قیصر بادشاہ روم کی ہم دختر نیکوتر ہیں۔ اُس زمانہ میں کہ سن ہمارا تیرہ برس کا تھا۔ قیصر ہمارے جد نے چاہا کہ ہمارا نکاح اپنے پسر برادر کے ساتھ کرے۔ تین سو کشتی شان درامیان جو نسل حواریان حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تھے۔ اور سات سو افراد وزراء و صاحبان مرتبہ و اعیان مملکت اور چار ہزار سرداران و نوک غنائے سے جمع کئے۔ اور اپنے خزانہ سے ایک تخت مرتفع بالانواع جو ہر نکالا۔ اُس تخت کے لئے چالیس زینے قرار دیئے گئے۔ اور بڑے اہتمام و احتشام سے مجلس میں رکھا گیا۔ پسر برادر کو حکم دیا۔ کہ بالائے تخت جا کر اُس کے چاروں گوشوں پر صلیب نصب کرے۔ جو سب انصار کے پاس ہے۔ کشیشان دست بستہ برابر اُس کے استاد ہوں۔ سفر ہائے انجیل کو ہاتھوں پر لیکر اور ہر ایک سفر کو کھول کر فرمانبرداری کے واسطے آمادہ ہوں۔ پس نحمدہ اس کے کہ پسر برادر قیصر و صلیب کے تخت پر بٹھلایا گیا۔ اور جلوس شانانہ سے دکھلایا گیا جس پر صلیبیں تخت پر منصوب تھیں۔ سب سرنگوں ہو کر زمین سے چسپاں ہو گئیں۔ اس حال کے مشاہدے سے سب کی آنکھیں حیران ہو گئیں۔ تخت کے پاٹے ٹیڑھے ہو گئے۔ سطح تخت زمین پر گر پڑی۔ پسر برادر قیصر کو یہ روز بد فلک سے دکھلایا۔ بیہوش ہو کر زمین پر آیا۔ کشیشوں کا رنگ فق ہوا۔ بخیمال انجام

بہشتی پاکستہ
۱۸

نہایت قلق ہوا۔ اعضا سب کے خوف سے تھرانے لگے۔ تو ہمارے
 دور و دراز دل میں آنے لگے۔ اُن سب میں جو بزرگ تھے۔ انہوں نے
 قیصر سے کہا۔ کہ اس نحوست سے جو ظاہر ہوئی۔ ہم لوگوں کو معاف رکھتے
 مشیت خدا ہی ہے۔ کہ دین شیخ کا زوال ہو۔ روح شریعت حبیب ایزد
 متعال ہو۔ میرے جد نے اس کو فال بد بھجوا۔ اور کہا۔ کہ از سر نو پھر تخت
 افتادہ اٹھایا جائے۔ اور بہرستہ صلیب منصب کیا جائے۔ اور اس
 برگشتہ تخت نامبارک کے بھائی کو لاؤ۔ اور اسے تخت پر بساعت سعید
 بٹھلاؤ۔ تاکہ یہ دختر اُس کو دسی جائے۔ اور سہ شادی ادا کی جائے۔ شاید
 یہ نحوست اُس کی سعادت سے نائل ہو۔ اور دل کو مسرت حاصل ہو۔ لیکن
 جب یہ سب سامان کیا گیا۔ وہی ماجرا سے اقل رو بکار نہوا۔ ہر ایک
 شرمسار ہوا۔ وہ بھائی بھی بہیموش ہوا۔ ہر ایک آدمی متفرق ہو کر
 روپوش ہوا۔ قیصر غموم و غمگین داخل محل ہوا۔ بجائے مسرت و شادمانی کے
 ایوان شاہی میں رنج و ملال کا عمل ہوا۔ پر بے چھوٹے گئے۔ آلات سرور
 توڑے گئے۔ جب رات ہوئی۔ اور ہم نے آرام کیا۔ بستر خواب پر مقام کیا۔
 عین حالت رویا میں طالع خفتہ بیدار ہوا۔ نصیب برگشتہ شاید عمارے
 دو چار ہوا۔ میں نے دیکھا کہ مسیح و موعود مع ایک گروہ حواریین کے ہمارے
 باپ کے قصر میں آئے۔ اور جناب محمد مصطفیٰ و علی مرتضیٰ مع اپنی اولاد و کلام کے
 تشریف لائے۔ جس جگہ ہمارے جد قیصر روم نے تخت نشست کیا تھا۔ اُسی
 جگہ ایک نمبر نور منصب ہے۔ جو انواع و اقسام تکلفات شاندار سے
 ہر دل کو مرغوب ہے۔ یہ سچوہ فلک جس کے ارتقاع سے لپست ہے۔
 فلک الافلاک کا مہربن پایہ اُس کا دوست ہے۔ ضیاء لازوال سے

اُس کے چشم آفتاب خیرہ ہے۔ حسرت و رشک سے بدرناقص النور
 تیرہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کا استقبال کیا۔ اور بخلگیہ ہوئے۔ آپس کی ملاقات سے دو نور امیر سرور
 ہوئے۔ جناب حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت روح اللہ علیہ السلام
 سے فرمایا۔ کہ ہم اس واسطے آئے ہیں۔ کہ آپس میں رابطہ قرابت کی طلبگاری
 کریں۔ اور ملکہ دختر شمعون کی جو تمہارا وہی ہے اپنے پسر ابو محمدؑ کے لئے
 خواستگاری کریں۔ پس سچے شمعون کی طرف دیکھ کر کہا۔ کہ خوشا نصیب
 اور یہ ہے سعادت تیرا بخت۔ بیدار ہے۔ شرافت عظیم سے ہمکنار ہے۔
 اپنے رحم کو رحم ال محمدؑ سے ملائے۔ بڑا ذی شرف و شرف ہے۔ جسے خدا
 یہ مرتبہ ہے۔ شمعون نے کہا۔ ہم کو منظور ہے۔ انکار کا کسے مقدور ہے۔
 پس حضرت عیسیٰؑ و شمعون و جناب رسول خدا اُس ممبر نور پر تشریف لے گئے۔
 جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت فصیح و بلیغ خطبہ
 ارشاد فرمایا۔ اور اپنے فرزند ارجمند ابو محمدؑ کے ساتھ میرا عقد پڑھا۔ مسیحؑ
 اور حواریین اور جناب علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کو گواہ ہوئے۔
 نعرۂ تمہنیت و شادمانی سے خنداں خورد و بزرگ اللہ ہوئے۔ جب ہم
 خواب سے بیدار ہوئے۔ فرط قلق سے پابند اضطراب ہوئے۔ وہ جلسہ ملاقاتی
 آنکھوں سے ڈور ہوا۔ درد و الم کا دل پر و نور ہوا۔ تیر عشق سے کلیجہ
 فگار ہو گیا۔ سر گرم ستم فلک دوار ہو گیا۔ اضطراب ناز بیجا کرنے لگا۔
 دل ہر دم آہ سر و بھرنے لگا۔ طبیعت میں وحشت تازہ آئی۔ شمعون ہجوم
 ملال سے گھبرائی۔ چہرہ کارنگ زرد و فاق ہوئے لگا حواریت تپ عشق
 سے ہر دم جسم لاغر و قلق ہونے لگا۔ دست بیتابی نے دامن مہر

چاک کیا۔ شدت بارش ہاشکبہ سے دیدہ ترے ہوش حواس کو مثل حرف غلط
 پاک کیا۔ تنہائی میں رہنے کا شوق ہوا۔ ہار گئے کا حلقہ طوق ہوا۔ زنجیر سے سلسلہ
 جنبانی کی۔ خانہ زندان نے مہمانی کی۔ آیام ہما جرت ہر وقت مسیبت تانہ سر پہ
 لاتے تھے۔ محبت ابو محمد میں ہزاروں صدے دکھلاتے تھے۔ بسبب خوف
 قتل احوال خواب کا جد و پد سے مخفی رکھا۔ اور جو پہاڑ فراق کا ٹوٹا۔ اپنے
 سر پر لیا۔ آخر رفتہ رفتہ میں صاحب فرہش ہوئی۔ علاج کے لئے طبیبوں کی
 تلاش ہوئی۔ کوئی شہر و قریہ مملکت روم میں ایسا نہیں تھا۔ کہ وہاں سے
 طبیب نہ بلائے گئے ہوں۔ اور سامان صحت و نفاہیت ہمارے واسطے
 عمل میں نہ لائے گئے ہوں۔ مگر تقدیر و براہ نہ ہوئی۔ صورت شفا مثل غنقا
 گم واقع ہوئی۔ جب سب عزیز ہماری زندگی سے مایوس ہوئے۔ ایک روز
 ہمارے جد نے مجھ سے کہا۔ کہ لے دختر مشیت خدا سے کیا زور ہے۔
 ظاہر ہے کہ تُو لب گور ہے۔ جو کچھ آرزو تیرے دل میں ہو۔ وہ بیان کر کہ ہم
 اس کا سامان کر دیں۔ اور تیری انجام خواہش کی تدبیر پاکہ دیں۔ میں نے
 کہا۔ کہ ہر طرف دروازہ سرور میرے منہ پرستہ ہے۔ اور عجب یہ جانفروبا
 قلب و جگر میں پیوستہ ہے۔ ہاں اگر دروازہ زنداں کشادہ کیا جائے۔
 اور مسلمانوں کے اسیروں کا حکم رہائی دیا جائے۔ تو ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ شاید
 مسیح و مادیح ہم پر چشم عنایت فرمائیں۔ اور درگاہ خدا میں سفارش کر کے
 اس مرض مہلک سے نجات دلائیں۔ میری خواہش کے مطابق عمل میں لایا
 گیا۔ اور ایک قافلہ اسیروں کا قید سے چھڑایا گیا۔ میں نے طبیعت پر زور
 دے کر تھوڑا سا اظہار تندرستی کیا۔ اور تھوڑا سا کھانا بھی کھایا۔ یہ دیکھ کر
 وہ سب عزیز خوشحال ہوئے۔ اور اس سبب سے اسیران مسلمان دولت عز ازادہ

اکرام سے مالا مال ہوئے جب اس معاملہ کو چودہ راتیں گزریں۔ ایک ات کو
 بکھر میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ جناب سیدہ زناں خاتون جناب شفیعہ سعیدہ
 حضرت فاطمہ زہرا میرے دیکھنے کو تشریف لائیں۔ اور جناب مریم دختر عمران
 بھی ان کے ہمراہ آئیں۔ حوران بہشت سے ہزار حوریں ہمراہ ہیں۔ جن کے
 چہرے تابندہ تر و تازہ ہیں۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے فرمایا کہ یتیم شو
 ابو محمد کی ماں ہیں۔ جناب بتول عذرا دختر پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ میں نے جناب
 سیدہؑ کے ہاتھوں کو چوم کر سراپنا قدم پر رکھ دیا۔ اور بادل پر از آہ اس امر کی
 شکایت کی۔ اور یوں اپنے درد دل کی حکایت کی کہ آپ کے فرزند مجد جناب
 ابو محمد ہم سے ناخوش ہیں۔ ہمارے پاس نہیں آتے ہیں۔ جمال مبارک نہیں
 دکھلاتے ہیں۔ دل آتش ہجر سے کباب ہے۔ روح مضطرب و بیتاب ہے۔
 آپ سفار شس فرمائیے۔ اس کنیز خاص کو مرنے سے بچائیے۔ فرمایا کہ
 تو ابھی مشرک ہے۔ اور دین نصارا پر تیرا قیام ہے۔ اسی وجہ سے تیری نظر
 سے غائب میرا گل اندام ہے۔ میری خواہر مریم دختر عمران اس پریشان ہو
 ہے۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہے۔ اگر تو اپنے دین سے پھرے۔
 اور محض رضائے خدا و خوشنودی شیخ و مرثم پر نظر کرے۔ اور کہے۔
 اشھدان لا الہ الا اللہ و اشھدان محمد اس رسول اللہ۔ تو پھر ممکن
 نہیں۔ کہ ابو محمد سے اور تجھ سے دوری ہو۔ عنقا صفت معدوم شکل مہوی
 ہو۔ میں نے کلمہ طیبہ شہادتین اپنی زبان سے ادا کیا۔ اس وقت جناب
 سیدہؑ نے مجھے اپنے سینہ سے لپٹا لیا۔ اور میری دل داری فرما کے ارشاد
 کیا۔ کہ اب انتظار کر۔ تیرا شوہر ہمیشہ تیرے دیکھنے کو آئیگا۔ تجھے اپنا
 چہرہ پر نور دکھائیگا۔ یہ دیکھ کر ہم خواب سے چونک پڑے۔ اور کہا۔

واشوقاۃ الی لقیاء بنی محمد۔ جب دوسری شب کو ہم نے بستر خواب پر آرام کیا۔ اور نیند نے آنکھوں میں مقام کیا۔ تو نغم پر نور اقبال نے طلوع کیا۔ اور حریر آسمان حشمت و اجلال نے سطوع کیا۔ دیدہ منتظر ہیں ہماری نور آیا۔ قلب محزون ہیں سرور آیا۔ ابیات :-

از درم ناگہ در آمد بجایاب کا کل مشکیں بدوش انداختہ از زمین تا آسمان پُر نور شد	لب گزراں در رخ بر افگندہ نقاب در نگاہ کار عالم ساختہ صحن خانہ جلوہ گاہ طورشہ
--	--

یعنی جناب ابو محمد با کمال تمکین و وقار تشریف لائے۔ اور دسکرتے ہوئے میرے پاس آئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے میرے حبیب و دوست مرہم زخم دل کنید۔ سہمے قلب مجروح کو اپنے سلسلہ محبت کا پابند کیا۔ مگر صدمہ ہجرت میں کمال درد مند کیا۔ کیا وجہ تھی۔ کہ اس قدر بیوفائی سے پیش آئے۔ کس قصور پر یہ سب جو رجفاد کھلائے۔ فرمایا۔ اس طرف نہ آنا ہمارا اس سبب تھا۔ کہ تو مشرک تھی۔ اب تو مسلمان ہوئی ہے۔ ہر شب ہم آئیں گے۔ تیرے دل سے سداۃ مفارقت مٹائیں گے۔ اُس وقت تک کہ خدا ظاہر کی ملاقات سے مستور کرے۔ اور یہ پردہ جو حائل ہے اُسے دُور کرے۔ بخدا اُس وقت سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ جبکہ زندگی ہماری ہے۔ بشیر بن سلیمان کتا ہے۔ کہ پھر میں نے استفسار کیا۔ کہ اسیری کا کیا حال ہے۔ یہاں تک آنے کا کیا مال ہے۔ جواب دیا۔ کہ ایک رات کو عالم رویا میں حضرت ابو محمدؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ قیصر روم ایک لشکر مسلمانوں کے جنگ کے واسطے فلاں روز روانہ کریگا۔ تو مشکل مشکل کنیزوں کی جو کہ چنید لوٹدیوں کو ہمراہ لیکر فلاں راہ سے لشکر کے

ساتھ ہو جانا۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ مسلمانوں کے لشکر کا پیش رو
ہم کو ملا۔ اور اسیر کر کے اس وضع سے یہاں تک لایا۔ اب تک کوئی نہیں
جانتا ہے۔ کہ ہم دختر بادشاہ روم ہیں۔ جس نے ہم کو فروخت کیا ہے۔
مجھ سے کئی مرتبہ متفسر ہوا۔ مگر میں نے اپنے احوال کو اُس سے بیان نہیں
کیا۔ اور یہی کہا۔ کہ ہمارا نام نرجس ہے۔ اور نرجس کنیزوں کا نام ہوتا ہے۔
راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے متعجبانہ کہا۔ کہ تُو رومی ہے۔ مگر زبان عربی بوجہ
جانتی ہے۔ اور اس کے حسن و قبح کو اچھی طرح سے پہچانتی ہے۔ جواب دیا۔
کہ ہمارے جدِ قیصر روم کو یہ فکر و کوشش تھی۔ کہ ہم ہر علم میں فائق زمانہ ہوں۔
اور ادب و زبانِ دانی میں بیگانہ ہوں۔ ایک عورت عربیہ کو مقرر کیا تھا۔ کہ
جو ہر روز ہمارے پاس آئی تھی۔ اور یہ زبان مجھے سکھاتی تھی۔ الغرض
اس کے بعد ہم مع کنیز کے واردِ سرمن لائے ہوئے۔ اور حاضر خدمت
امام کو نین جناب امام ابو الحسن النقی ہو کر ہمراہ اندوز شرف ہر دوسرا ہوئے۔
وہ جاریہ تجرود و دست و پا سے حضرت کو چومنے لگی۔ فرطِ طرب و سرور
سے جھومنے لگی۔ حضرت نے اُس سے فرمایا۔ کہ خدائے تجھے کیوں کر
عزت و شوکتِ اسلام کی دکھلائی۔ اور کیونکر دینِ نصرت کو چھوڑ کر راہِ مفت
شرافتِ اہل بیتِ پیغمبرِ آخر الزماں پر آئی۔ عرض کیا۔ یا ابنِ رسول اللہ! آپ ہم
سے زیادہ عالم ہیں۔ دین و دنیا کے حاکم ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم جانتے
ہیں۔ کہ تیرے ساتھ نوازشِ بیشمار کریں۔ اور ہچکچاہٹوں میں بلند تیری
عزت و وقار کریں۔ آیا دس ہزار شرفی دے کر شرفِ آزادی سے تجھ کو
مُتار کریں۔ یا مژدہ شرافتِ ابدی دے کر سرفراز کریں۔ جاریہ نے کہا۔
میرے مہلِ بیاب آپ پر فدا ہوں۔ ہم شرافتِ ابدی کے خواستگار و طالب

ہیں۔ دنیا سے دینی کی دولت و ثروت سے منہ موڑ کر ثوابِ اخروی کی طرف راغب ہیں۔ فرمایا تجھے لہذا بت ہوا ایسے فرزند کی کہ جو مالکِ مشرق و مغرب عالم ہو گا جس وقت زمین ظلم و جور سے بھر جائیگی۔ عدالت و انصاف سے وہ مملو کرے گا۔ متفلسا کرے گا۔ کہ یہ فرزند کس سے ہم پہنچے گا۔ فرمایا۔ اُسی سے کہ جس کے ساتھ رسولِ خداؐ نے فلاں شب فلاں ماہ فلاں سال تجھے نزوح کج کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ مسیح علیہ السلام اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کے ساتھ تیرا عقد کیا ہے عرض کیا۔ آپ کے فرزند امجد و ارشد جناب ابو محمدؑ کے ساتھ۔ فرمایا تو اُسے جانتی ہے اور میرے راحت دل کو پہچانتی ہے۔ اُس دوحہ صدیقہ رسالت کی ہو لے محبت تیرے دل میں جا لگے ہے۔ اور میرے شمر بلغِ حیات کی سلسلہ مصداقت میں تو اسیر ہے۔ عرض کیا۔ ہاں جس دن سے جناب سیدہ زہراؑ نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرف فرمایا ہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں آیا ہے۔ کہ وہ جانِ جہاں یوسف زماں میرے پاس تشریف نہ لائے ہوں۔ اور مجھے تنہا چھوڑا ہو۔ اور میری رفاقت و ہمراہی سے منہ موڑا ہو۔ پس حضرت نے کا فوضا دم سے فرمایا۔ کہ جا حکیمہ خاتون کو بلا لاجب وہ سیدہ حاضر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ لے بہن! یہ وہی جاریہ ہے جس کا ذکر ہم نے کیا تھا۔ یہ سن کر جناب حکیمہ نے اُسے آغوشِ مبارک میں لیا۔ اور اُس کی پیشانی و رخ کو چوما۔ جناب ابو الحسنؑ نے فرمایا۔ اے دخترِ رسولِ اللہؐ اُسے اپنے گھر لجاؤ۔ واجبات و تمجہاتِ دینِ خدا سکھلاؤ۔ یہ بہت فہمید و علا ہے۔ زو جہ ابو محمدؑ و مادرِ قائم آلِ عباسؑ ہے۔ کتابِ ریاض السعادت میں روایت ہے۔ وہ بیان کرتا ہے۔ کہ جب آفتابِ امامت زیرِ خاکِ پنهان ہوا۔ صدمہ مفارقت جنابِ امام حسنِ عسکریؑ میں شہرِ خفسِ نالوں و گریاں ہوا۔ میں خدمت میں جناب حکیمہ خاتون کی حاضر

ہوا۔ اور شدت گریہ سے اظہارِ درد دل سے قاصر ہوا۔ جب فی الجملہ تسکین ہوئی۔ عرض کیا۔ کہ آپ کے شیعوں میں اختلاف ہے۔ ہر ایک متحیر و پریشان ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ آج کون حجت خدا ہے۔ اور کون سادھی مرتبہ نایب حبیب کبریا ہے۔ فرمایا بیٹھ جا۔ یہ داستان و راز ہے۔ جب ہم ادب کے ساتھ بیٹھے۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ خداوند کریم اپنے فضلِ تمیم سے کبھی زمین کو حجتِ سامت و ناطق سے خالی نہیں چھوڑتا ہے۔ اور کبھی اپنے بندوں کی امید نہیں توڑتا ہے۔ بعد امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے امامت کو دو بھائیوں میں مقرر نہیں کیا ہے۔ اور کسی کو ان کے بعد یہ درجہ نہیں دیا ہے۔ تاکہ سب پر یہ بات ظاہر ہو۔ کہ حسین علیہم السلام کا کوئی نظیر و عدیل نہیں ہے۔ بلکہ اولادِ حسینؑ کو فرزندِ جان سن پر ترجیح ہے۔ اور جو کوئی اس کے خلاف ادعا کرے۔ وہ موردِ تفضیع ہے۔ جیسا کہ اولادِ موسیٰؑ کو اولادِ ہارونؑ پر افضلیت نہیں تھی۔ اور کسی وجہ سے ان کو اولویت نہیں تھی۔ اگرچہ حیاتِ ہارونؑ میں موسیٰؑ ان پر حجتِ خدا تھے۔ اور وہ رعیت تھے۔ بحکمِ خدا زیرِ حکومت تھے۔ مگر بعد ان کے ہارونؑ کی اولاد کو مرتبہ امامت حاصل ہوا۔ فضلِ خدا ان کے حال پر شامل ہوا۔ اسی طرح پر امامت کی فضیلت فرزندِ حسینؑ میں سے ان کے کسی فرزند کو تار و قیامت ہے۔ اور اُسے ہر ایک مدعی کا ذب پر فضیلت ہے۔ چونکہ مشیتِ خدا لم یزل یہ ہے۔ کہ سعید و متقی و نیک و بد معرضِ امتحان میں آتے رہیں۔ اور اشخاصِ نیک مردمانِ بد سے امتیاز پاتے رہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بعد وفاتِ جناب ابو محمدؑ یہ ماجرا و بکار ہے۔ اور ہر ایک نیک و بد کو انتشار ہے۔ راوی نے عرض کیا۔ کہ اے سیدہ جناب امام حسنؑ عسکری علیہ السلام کی کوئی اولاد ہے۔ جس سے آپ کا قلب طیب اور

طاہر مطئن و شاد ہے مبتسم ہو کر ارشاد کیا۔ کہ اگر کوئی فرزند تیرے امام سے نہ
ہوتا۔ تو زمین حجت خدا سے خالی ہو جاتی۔ میں نے تجھ سے نہیں کہا کہ سوا
حسنینؑ کے درجہ امامت کا دو بھائیوں میں مقرر نہیں ہوا ہے۔ راوی کہتا ہے
کہ میں نے دست بستہ عرض کیا۔ کہ اے سیدہ اگر کوئی فرزند امام زمن جناب
حضرت حسنؑ سے پیدا ہوا ہو۔ تو ارشاد فرمائیے۔ اور انطاہر کیفیت ولادت
باسعادت مولائے زمانہ سے میرے دل خزون کو شاد فرمائیے۔ سبب غیبت
سے بھی مفصل طور پر آگاہ کر کے راہ راست دکھلائیے۔ فرمایا۔ نزجش نام ایک
جاریہ ہمارے پاس تھی۔ ایک دن پسر برادر یعنی جناب ابو محمد میرے دیکھنے کو آئے
نگاہ تند سے نزجش کو دیکھ کر مسکرائے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے آقا اگر مرغوب
طبع مبارک ہو۔ تو خدمت اقدس میں یہ جاریہ حاضر کی جائے۔ اور خدا سے
اس کے اجر میں بہشت لی جائے۔ فرمایا اے عمر میری نگاہ اس خواہش کے
سبب نہیں۔ بلکہ مجھے تعجب ہوتا ہے۔ کہ بہت قریب ہے۔ کہ اس جاریہ
کے بطن سے ایک ایسا مولود ظاہر ہو گا جو زمین کو عدالت سے بھر گیا۔
بعد اس کے کہ جو روظلم سے بھر گئی ہو۔ پھر میں نے کہا۔ کہ ہم اس کو خدمت
باسعادت میں بھیج دیں۔ فرمایا۔ پدر بزرگوار جناب ابو الحسنؑ سے اس بارہ
میں استفسار کرو۔ پس میں نے اپنے کپڑے پہنے اور چادر اوڑھی۔ اور
برادر علیہ قدر نائب احمد مختار کے گھر آئے۔ بعد سلام جب ہم بیٹھے۔ ابھی
نوبت گفتگو اور عرض مطلب کی نہیں آئی تھی۔ کہ حضرتؑ نے خود ابتدا فرمائی۔
اور ارشاد کیا۔ کہ نزجش کو واسطے فرزند میرے ابو محمد کے بھیج دو۔ میں نے کہا
اسی واسطے حاضر ہوئی ہوں۔ کہ آپؑ کی اجازت لیکر اس امر خیر کو انجام دیں۔
فرمایا۔ خوشحال تیرا ہم اہلبیت میں تو زن سعادت مند ہے۔ مگر پیش خلا تیرا

مرتبہ بلند ہے۔ خداوند کرم نے مقرر فرمایا ہے۔ کہ تو اس نعمت عظمیٰ و نفع عظیم میں شریک ہو۔ اور اجر و ثواب میں مشہور و نور و نزدیک ہو۔ تو صاحب قدر و منزلت بے اندازہ ہے۔ مرتبہ تیرا حد و نصف و تقریب سے زیادہ ہے۔ یتیم کے اپنے گھر آئے۔ اور نرجس کو آرایش کر کے اپنے گھر میں ابو محمد کے ساتھ رتبہ مضاجعت کا دیا۔ اور نیرین فلک حشمت و اجلال کو بطیب خاطر حکم معاصرت کا دیا۔ چند روز جناب ابو محمد ہمارے مکان میں رہے۔ پھر اپنے والد ماجد کی خدمت میں تشریف لائے۔ میں نے نرجس کو بھی روانہ خدمت کیا۔ جب تھوڑا دن اس معاملہ کو گذرا۔ بدلی ظلم و ستم کی چھائی۔ ظلمت ستم اشرار نے قیامت ڈھائی۔ مہتاب آسمان امامت نظروں سے مستور ہوا۔ سنگ الم سے شیشہ دل چور ہوا۔ آنکھوں میں دنیا تیرہ و تار ہوئی۔ عجب آفت رو بکا رہوئی یعنی جناب امام علی نقی رونی افزائے خلد بریں ہوئے۔ اور جناب ابو محمد حسن عسکری مسند نشین ہوئے۔ جس طرح میرا معمول تھا۔ کہ اپنے بھائی کی زیارت کو جاتی تھی۔ اسی طرح پر موافق معمول امام حسن عسکری کی بھی زیارت کو آتی تھی۔ اور پسر برادر کے جمال مبارک کو دیکھ کر صدمہ مفارقت برادر دل سے مٹاتی تھی۔ ایک دن حسب معمول بشوق حصول شرف قدم بچا امام اپنے گھر سے روانہ ہوئی۔ اور داخل دولت سرے حجت پروردگار یکتا ہوئی۔ نرجس نے چاہا کہ مثل سابق میری خدمت بجالائے۔ اور حق عقیدت سے اپنے ہم کو شاد و مسرور فرمائے۔ بڑھ کر اس نے بکمال مسرت مجھ سے کہا۔ کہ اے خاتون مکرم تشریف لائیے۔ قدم مبارک کو آگے بڑھائیے۔ تاکہ ہم پائے اقدس کے مونے آتاریں۔ میں نے کہا قسم خدا کی ہرگز مجھے گوارا نہیں ہے۔ اور اس خدمت لینے کا مجھے یا مانہیں ہے۔ تو میری

سیدہ دُخاتون ہے۔ ہم کو لازم ہے۔ کہ ہم تیری خدمت بجالائیں۔ اور
 تیرے پاؤں کو آنکھوں پر رکھ کے دونوں جہان میں عزت پائیں۔ جب
 پسر بزرگ نے میری یہ باتیں سُنیں۔ فرمایا۔ اے عمر تم کو خدا جنسے غیر
 ہے۔ پس ہم اُس حجت خدا کی خدمت میں غروب آفتاب تک حاضر
 رہے۔ اور جمالِ عدیم المِثال فرزندِ حبیب ذوالجلال کے ناظر رہے۔
 اُس کے بعد نیم نے اپنے گھر جانے کا ارادہ کیا۔ اور اپنی لونڈی کو صدا
 دی۔ کہ میری چادر لائے۔ جناب ابو محمد نے فرمایا۔ کہ اے عمر بکرم۔
 اس رات کو ہمارے پاس قیام فرمائیے۔ گھر جانے کا نام زبان پر نہ لائے۔
 آج کی رات شبِ سعید ہے۔ آلِ محمد کے لئے عید ہے۔ مولودِ مسعود
 سے دل مسرور ہوگا۔ قدرتِ خدا کا ظہور ہوگا۔ اس کی قدر و شان پیش
 خداوندِ منان لاتعد ولا تحصى ہے۔ یہ نور دیدہ ہمنامِ رسولِ خدا ہے اپنا
 عملِ قاف سے تاقاف کریگا۔ ظلم و جور سے زمین صاف کریگا۔ ملائکہ متعجب
 اس کے لشکر میں داخل ہونگے۔ عیسے فرزندِ مریم بیتِ کر کے اس کے
 دستوں میں شامل ہونگے۔ میں نے ازراہِ تعجب کہا۔ اے مولایہ گو بہ مقصود
 کس کے صدقِ لہن سے نمودار ہوگا۔ اور یہ آفتابِ عزت و شرف کس مَطلع
 سے آشکار ہوگا۔ فرمایا۔ حاملِ اس ودیعتِ الہی کی زجِ جنّ عالی وقادر ہے۔
 وہی اس نعمتِ عظمیٰ سے باردار ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے آقا آپ کے
 فرمانے میں کوئی شب نہیں ہے۔ مگر اس کنیز کی خاطر حیران ہے۔ کوئی
 اثرِ حمل کا زجِ جنّ میں نہیں نمایاں ہے۔ پھر مکرر ارشاد کیا۔ کہ اسی زجِ جنّ سے
 وہ مولودِ ذی شرف حاصل ہوگا۔ میں نے نہ جہد ہی۔ سے جا کر نہایت اذیت
 اور تامل سے شکم و پشتِ زجِ جنّ کا دیکھا۔ کوئی اثرِ حمل کا نہ ملا۔ واپس آکر سب

حال میں نے بیان کیا۔ فرمایا۔ جب صبح اول آشکار ہو۔ اُس وقت اثر حمل و ولادت کا اظہار ہو۔ مثال اس کی مانند مادر موسیٰ ہے۔ اُس کا حمل بھی کسی ظاہر نہیں ہوا۔ اور کسی نے تا وقت ولادت یہ نہیں بتایا۔ کہ مادر موسیٰ حاملہ ہے۔ سبب اس کا یہ تھا۔ کہ فرعون کو کاہنوں نے خبر دی تھی۔ کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا مسمیٰ بہ موسیٰ ہوگا۔ جس سے تیری سلطنت کو زوال ہوگا۔ اور اُس کے اقبال لازماًں کے سامنے تیرا عروج پامال ہوگا۔ فرعون اس عداوت سے زنانہ حاملہ قوم بنی اسرائیل کے شکم کو چاک کرتا تھا۔ اور پگورہ اطلاع اثر مادر و جنین بیگناہ کو ہلاک کرتا تھا۔ مگر خدا نے اپنی قدرت کاملہ سے مادر موسیٰ کو آفت سے بچایا۔ اور موسیٰ کو پیدا کر کے فروغ فرعون کا مٹایا۔ اُسی طرح یہ فرزند میرا نظیر موسیٰ ہے۔ اس کی ولادت بھی نمونہ قدرت خدا ہے۔ جناب حکیم ارشاد فرماتی ہیں۔ کہ اُس شب کو میں تمام رات بیدار رہی۔ ظہور اس امر عجیب و غریب کے لئے پابند انتظار رہی۔ نہ جس ہمارے پہلو میں بکمال استراحت و آرام سوتی تھی۔ اور مجھے اُس کے تسکین و عدم اضطراب پر حیرت ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ صبح سعادت با فراز ارہ انشاؤ و مسرت و ہویہ ہوئی۔ اور نسیم دلاویر سحر عید غیرت افزائے شمیم جاں فزا، دئی بحر جنس نہایت فزع و خوف کے ساتھ خواب سے بیدار ہوئی۔ اور اُس کے بشرہ سے بچینی آشکار ہوئی۔ میں نے اپنے سینہ سے پٹا لیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا۔ جناب ابو محمدؑ نے اپنے حجرہ سے صد دی۔ کہ اے عمر سورہ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر پڑھ کر نرجس پر دم کرو۔ پس ہم نے سورہ انا انزلناہ پڑھ کر اُس پر دم کرنا شروع کیا۔ اور پوچھا۔ کہ اے نرجس تیرا کیا حال ہے۔ کیوں اس قدر سچین و پابند اضطراب

کمال ہے۔ جواب دیا کہ جو کچھ میرے مولا نے خبر دی تھی۔ وہ ظاہر ہوا جتنا حکیم فرماتی ہیں۔ کہ جب ہم سورہ قدر پڑھتے تھے۔ وہ طفل بھی میری موافقت کرتا تھا۔ اور مجھ پر سلام کر کے سورہ کی قرات کرتا تھا۔ اس امر غریب کچھ خوف میرے دل پر طاری ہوا۔ اور عجیب ماجرا مجھ پر جاری ہوا۔ محبت خدا نے پھر اپنے حجرہ سے آواز دی۔ کہ اے عمر کچھ خوف کا مقام نہیں ہے۔ یہ ڈرنے کا مقام نہیں ہے۔ امر خدا سے کیوں متعجب ہوتی ہو۔ اور اس کی قدرت کاملہ کو دیکھ کر کیوں ہوش کھوئی ہو۔ خدا نے تعالیٰ عز شانہ نے لڑکپن ہی میں ہم ائمہ کی زبان کو حکمت کے ساتھ گویا کیا ہے۔ اور بزرگی میں ہم کو اپنی حقہ قرار دے کر اپنی مخلوق کو ہمارا جویا کیا ہے۔ ابھی حضرت کا کلام ختم نہیں ہوا تھا کہ ایک پردہ ہماری آنکھوں کے سامنے کھینچ گیا۔ اور زرجس میری آنکھوں سے مستور ہو گئی۔ میں مضطربانہ اٹھی۔ اور حجرہ جناب ابو محمد کی طرف دوڑی۔ اور یہ کستی جاتی تھی۔ کہ معلوم نہیں زرجس کیا ہوئی۔ کون اس کو اٹھا لے گیا۔ ناگاہ حضرت نے صدا دی۔ کہ اے عمر اضطراب نہ کرو۔ زرجس موجود ہے۔ ناحق کستی ہو کہ وہ مفقود ہے۔ جب ہم حجرہ زرجس میں آئے۔ تو دیکھا کہ وہ بکمال وقار اپنی جگہ نشست ہے۔ اور ایسا نور اس کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ کہ جس کے دیکھنے سے آنکھیں خیر کی کبریٰ ہیں۔ اور حجتہ المذاہم الخلیفۃ الرحمان مولائے انس و جان صاحب نامہ الزمان سجدہ معبود سے سر اٹھا کر زانوؤں کے بل زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور انگشت سبار طرف آسمان کے اٹھائے ہوئے فرمانے ہیں۔

اشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھدان جدی
 رسول اللہ وان ابی اخیراہومنین۔ اس کے بعد ایک ایک امام کا نام

اپنے نام تک لیکر فرمایا۔ اللہ اعلم الخیر فی وعدی و اتم علی امری وثبت
 و طائی و املا الارضابی عدلا و قسطا۔ پس جناب امام حسن عسکریؑ نے
 فرمایا کہ اے عمر مولود مسعود کو اٹھا کر میرے پاس لاؤ۔ اور اُس کا جمال ہیثال
 مجھے دکھاؤ۔ جب اُس حجت خدا کو لیکر ہم حضرتؑ کی خدمت میں پہنچے بچہ
 دیکھنے کے اپنے بزرگوار کو سلام کیا۔ اپنے اُس کو مجھ سے لے لیا۔ اُس وقت
 مرغان سفید اُس طفل سعید کے سر پر اپنے پروں کو کھولے ہوئے پرواز
 کرتے تھے۔ حضرتؑ نے ایک مرغ سفید سے کہا کہ اسے لے۔
 اور اپنے پاس اس کو رکھ۔ اور بہت اچھی طرح سے اس کی پرستاری و محبت
 کر۔ اور ہر چالیس روز کے بعد ایک مرتبہ ہمارے پاس لایا کر۔ پس اُس
 مرغ نے اُس حجت خدا کو آسمان کی طرف پرواز کیا۔ جس قدر مرغ تھے۔
 وہ بھی اُس کے ساتھ چلے گئے۔ جانے کے وقت امام اناام نے فرمایا۔
 استودعک الذی استودعتہ ام موسیٰ۔ یہ دیکھ کر حضرت زرجسنؑ
 رونے لگیں۔ جناب ابو محمدؑ نے فرمایا۔ کہ یہ اسرار خدا ہے۔ رونانا رونا ہے۔
 سوا تیرے دودھ کے غیر کا دودھ اُس پر حرام ہے۔ اضطراب و گریہ و
 فغاں چاہوں کا کام ہے۔ بہت جلد تیرے پاس آئیں گے۔ اور اپنا حال
 مجھے دکھلائیں گے۔ جیسے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس پہنچے
 تھے۔ فردناہ الی امہ کی تقریبینہا ولا یحزن بحباب حکیم نے
 ارشاد کیا۔ کہ بتلائیے۔ وہ مرغ کون ہے۔ فرمایا۔ روح القدس ہے۔
 کہ اُمہ کرام پر مومل ہوتا ہے۔ اور ان کی توبہ و تعلیم کرتا ہے۔ اور
 ان کی تائید و راہنمائی و توفیق کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اس کے بعد ہم
 اپنے گھر آئے۔ چالیس روز کے بعد پسر برادر نے مجھے بلایا۔ تو دیکھا

میں نے کہ ایک لڑکا جو سن میں دو برس کا ہو گا۔ ہمارے سامنے اس مکان میں چلتا پھرتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یہ لڑکا دو برس کا ہے۔ حضرت متبسم ہو اور فرمایا۔ کہ اولاد انبیاء و اوصیاء جس وقت وہ ائمہ ہوتے ہیں۔ ان کا نشو و نما دوسرے اطفال کے بخلاف ہے جب ان کا ایک مہینہ ختم ہوتا ہے۔ تو وہ دوسرے لڑکوں کے ایک سال کے برابر ہے۔ اور ہم لوگ شکم و دہن میں باتیں کرتے ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں۔ عبادت خدا کرتے ہیں۔ بچپنی میں حالت شیرخوارگی میں ملائکہ ہمارے فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اور صبح و شام ہم پر آشکار ہوتے ہیں پس اسی طرح ہر چالیس روز کے بعد ہم اس طفل کو دیکھتے تھے قبل وفات پسر ہمارا در چند روز پیشتر ہم حضرت کی خدمت میں گئے۔ تو آپ کی خدمت میں ہم نے ایک مرد کو دیکھا۔ ہم نے نہیں پہچانا۔ کہ وہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے مولا یہ کون ہے۔ جس کے روبرو آنے سے بے پرواہ و حجاب بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں۔ آیا اس سے ہم اپنا منہ نہ چھپائیں۔ اور پردہ کا خیال کچھ دل میں نہ لائیں۔ فرمایا۔ اے عمو۔ یہ وہی فرزند زرجب ہے۔ جو میرے بعد میرا جانشین ہو گا۔ بادشاہ روئے زمین ہو گا۔ اب وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ تم سب ہم کو نہ ملے گے۔ ہماری مفارقت کا صدر اٹھاؤ گے۔ جب ہم اس دنیا میں نہ ہوں۔ اس کی اطاعت کرو۔ اور اس کی پیروی کر کے حاصل سعادت کرو۔ اس کے تصورے دن کے بعد حضرت امام حسن عسکریؑ نے وفات فرمائی۔ مجاہد کے سر پر قیامت آئی۔ چونکہ وہ نورضا آنکھوں سے پھٹل ہے۔ اسی وجہ سے خلق خدا میں اختلاف نمایاں ہے۔ خدا کی قسم صبح و شام ہم اس کو دیکھتے ہیں۔ اور وہ ہم کو خبر دیتا ہے۔ جو کچھ ہم لوگ اس سے چاہتے ہو۔ استفسار کرتے ہو۔ اور میں تم لوگوں کو اس سے بتلاتا ہوں۔

اور خدا کی قسم قبل اس کے کہ ہم کسی استفسار کا ارادہ کریں۔ وہ ہمارے
 ہلا استفسار جواب سے شاد فرماتا ہے۔ یا کوئی امر ہم پر واقع ہوتا ہے تو اُمّی
 ساحت اُس کی خبر قبل سوال کے ہم کو اُس سے ملتی ہے۔ کل کی رات
 اُس نے مجھ سے یہ بات فرمائی تھی۔ اور میرے آتے اور سوال و جواب
 کی گفتگو آئی تھی۔ جس طرح ہمارا شاد ہوا۔ میں نے تجھ سے بیان کیا۔ محمد بن
 عبد اللہ راوی حدیث بیان کرتا ہے۔ کہ جناب حکیمہ خاتون نے ایسی چند
 چیزوں کی خبر مجھ کو دی۔ کہ سوائے خدا کے اُن سے کوئی آگاہ نہیں تھا۔ پس
 میں نے جانا۔ کہ امر حق و عدل جانب خدا سے ہے۔ اور خدا نے جناب
 صاحب الامر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرامت کیا ہے۔ اور جس سے خلق خدا
 باخبر نہیں ہے۔ اُس سے حضرتؑ کو مطلع فرمایا ہے۔

اور اسی روایت کو ضروری اختلاف کے ساتھ ایک گروہ ثقات و مشائخ
 نے جناب حکیمہ خاتون سے اس طرح پر نقل کیا ہے۔ کہ جناب حکیمہ خاتون
 فرماتی ہیں۔ کہ ہمارا معمول تھا۔ کہ ہم مکرر خدمت میں جناب ابو محمد الحسنؑ کی جاتی تھی۔
 اور بعد حصول شرف زیارت خدا سے یہ دعا کرتی تھی۔ کہ جناب باری تعالیٰ
 ان کو فرزند نرینہ عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ موافق معمول ایک روز حاضر خدمت
 ہوئی۔ اور اُسی دعا کو میں نے درگاہ الہی میں کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ اے
 عمہ وہ مولود کہ جس کے واسطے آپ دعا فرماتی ہیں۔ اور جس کے واسطے
 آپ مشتاق ہیں۔ اور آرزو مند ہیں۔ آج کی رات خدا تجھے عطا فرمایا گا۔
 اور وہ چوتھی شب شعبان المعظم کی شب جمعہ تھی۔ دو سو و پانچ سال ہجری
 تھا۔ آج کی رات ہمارے پاس رہ کر یہاں روزہ افطار کرو۔ میں نے
 عرض کیا۔ کہ اے آقا۔ یہ مولود کس ہج مسعود سے خداوند و دعا فرمایا گا۔

جواب دیا۔ نرجسؑ سے۔ میں نے کہا۔ کہ آپ کی کنیزوں میں کوئی نرجسؑ سے بہتر نہیں ہے۔ اُس کو میں بہت دوست رکھتی ہوں۔ یہ کہہ کر میں اُٹھی۔ اور نرجسؑ کے پاس گئی۔ جیسا ہر مرتبہ نرجسؑ میری تعظیم و تکریم کرتی تھی۔ اُس روز بھی اُس نے ارادہ کیا۔ مگر میں نے اُس کے ہاتھوں کو چوما۔ اگرچہ وہ ملج ہوئی۔ اور جس طرح وہ میری تعظیم و تکریم کرتی تھی۔ اُسی طرح پر میں نے اُس کی تعظیم و تکریم کی۔ میری یہ بات اُس کو ناپسند تھی۔ اور اس رفتار سے مجھ کو غایت درجہ میں مخالفت کرتی تھی۔ میں نے کہا۔ تو مجھ کو مخالفت نہ کر۔ آج کی رات خداوند کرم ایسا فرزند تجھے عنایت فرمایا گا۔ کہ سردار دنیا و آخرت ہوگا۔ باعث شامانی مومنین و مسبب شفاعت ہوگا۔ میری اس بات سے شرم گئیں ہو کر نرجسؑ نے سر جھکا لیا۔ پھر کچھ نہ کہا۔ جب میں نے خوب تانا کیا۔ اور کچھ لازمہ تفتیش و تفحص کا تھا عمل میں لائی۔ مگر میں نے عمل کا اثر مطلق نہ پایا۔ حضرت ابو محمدؑ کے پاس حاضر ہو کر سب کیفیت بیان کی۔ حضرتؑ نے متبسم ہو کر ارشاد کیا۔ کہ ہم گروہ ادھیاء و انبیاء کا حل شکم ماؤں میں نہیں رہتا ہے۔ بلکہ پہلو میں رہتا ہے۔ اور رحم سے ہم لوگ متولد نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ ہماری ولادت ماں کی ران راست سے ہوتی ہے۔ اور سبب اس کا یہ ہے۔ کہ ہم سب نور خدا میں۔ جاشت اور کثافت کا ہاتھ ہم تک نہیں پہنچتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا کس قدرات گذر بدر امتحان امامت ساطع ہوگا۔ فرمایا۔ اول طلوع فجر نور خدا لامع ہوگا۔ جناب حکیم فرماتی ہیں۔ کہ میں نے اول وقت نماز مغرب ادا کی۔ اور روزہ افطار کیا۔ اور نرجسؑ خاتون کے پاس سوئی۔ اور جناب ابو محمدؑ نے اپنے چہرہ میں کہ سب گھروں کے درمیان میں تھا آرام فرمایا جب وقت

نماز شب ہم اٹھے دیکھا کہ زحمت بے خوف و خطر خواب میں ہے۔ ہرگز کسی طرح سے کوئی اثر حل کا نمایاں نہیں ہے۔ ہم نے نماز شب اور نماز وتر کو ادا کیا۔ جس وقت ہم نماز وتر پڑھتے تھے۔ تو یہ بات میرے دل میں گزری۔ کہ صبح ہوئی۔ اور حضرت کا وعدہ پورا نہ ہوا۔ بجز اس تشویش و دوسواں کے حضرت نے حجر سے صدا دی۔ کہ ابھی صبح نہیں ہوئی ہے۔ پس میں نے نماز کو تمام کیا۔ اور زحمت خاتون کو جگایا۔ اور اس کو اپنے سینے سے لٹکایا۔ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اس پر دم کیا۔ اور پوچھا۔ کہ کوئی اثر لڑکا پیدا ہونے کا تجھے معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ اس کے بعد ہم کو سستی عارض ہوئی۔ اور ہم اور زحمت بھر سو گئے۔ اُس وقت تک ہم خواب سے بیدار نہ ہوئے جب تک کہ امام حسن نے آواز نہ دی۔ کہ اے عمہ ہمارے فرزند ارجمند کو ہمارے پاس لاؤ۔ اور اپنے سیدہ آقا صاحب الامر کو مجھے دکھاؤ۔ یہ سنکر ہم نے..... منہ کو کھولا تو دیکھا ہم نے۔ کہ اُس فرزند نے زمین پر سجدہ کیا ہے۔ اعضا ہفتگانہ سجود سے نشان سجدہ کا آشکار ہے۔ اور اُس کے فرائع راست پر لکھا ہے۔ جاء الحق و زحمت الباطل ان الباطل کان زهوقا جب ہم نے اُس کو اُبھرایا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بعد پیدا ہونے کے جو کام کیا جاتا ہے۔ وہ سب ہو چکا ہے۔ اُس کو ایک جامہ سفید میں لپیٹ کر حضرت کی خدمت میں لی گئے۔ آپ نے مجھ سے لیکر اپنے دست چپ پڑھلایا۔ اور دست

الحق صاحب ریاض الشہادۃ نے ہر چند تو مرید کیا ہے۔ کہ بڑے سے راست اور نشتہ است جاء تا آخر لیکن بحار جلد ۱۳ میں ہے۔ و علی ذلک الامین مکتوب جاء الحق تا آخر اور یہ عبارت ہے تبصرۃ الی علماء مہد ہاشم بحرانی میں۔ و نیز درینہ المعاد و علامہ مذکور میں۔ ۱۲

راست اپنا اُس کی پشت پر رکھا۔ اور زبان مبارک اُس کے منہ میں دی۔
 اور لب و گوش اور ہر بند اعضا پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اے
 فرزند کچھ بات کرو۔ اُس مولود نے کہا۔ اشھدان کا الہ اکا الہ واشھد
 ان محمد رسول اللہ وان امیر المؤمنین ولہا اللہ۔ اور ایک ایک امام کا
 نام اپنے نام تک لیا۔ اُس وقت اپنے شیعوں اور دوستوں کی خوشحالی اور
 وسعت کار و بار کی اپنے ہاتھ سے ہونے کی دعا کی۔ اور ساکت ہو گئے۔
 تب حضرت نے فرمایا۔ کہ اے عمر۔ اس طفل کو اس کی ماں کے پاس لیجاؤ۔
 اور سلام کر لاؤ۔ ہم لیگئے۔ اُس طفل نے ماں کو سلام کیا۔ پھر ہم واپس لاؤ۔
 اور حضرت کے حوالہ کیا۔ پھر ہمارے اور ماں کے درمیان ایک پردہ کھینچ
 گیا۔ اور ہم نے اپنے فرزند حمدی کو نہیں دیکھا۔ حضرت سے میں نے
 پوچھا۔ کہ اے آقا میرا فرزند کیا ہوا۔ فرمایا۔ کہ جو تجھ سے اور تم سے زیادہ
 سزاوار محافظت تھا۔ اُس کو لیگیا۔ ساتویں روز پھر میرے پاس آکر
 اُس کو دیکھ جانا۔ جب ہم ساتویں روز گئے۔ اور سلام کیا۔ حضرت نے
 فرمایا۔ کہ اے عمر میرے فرزند کو لاؤ۔ ہم نے اُس طفل کو ہامہ زرد میں بٹھا
 ہوا پایا۔ اٹھا کر حضرت کی خدمت میں لائے۔ مثل ربنا اول زبان مہانت
 وہن طفل میں نے کہ ارشاد کیا۔ کہ کچھ بات کرو۔ پھر اُس نے شہادتین کو
 پڑھا۔ اور ہر ایک امام کا نام اپنے ہاتھ سے پڑھا۔ اور جب اپنا نام لیا۔
 تو کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم و خرید ان ممن علی الذین
 استضعفوا فی اکلا رضی و نجعلہم الوارثین و نمکن لهم
 فی اکلا رضی و فرعون و ہامان و جنودہما ما کانوا یحذرون۔
 اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ کہ جو کتابیں خدا نے پیغمبروں پر نازل کی ہیں۔

اُن کتابوں کو پڑھو پس صحف آدم سے ابتدا کیا۔ بعد کتاب ادریس و نوح و ہود
 و صالح و صحت ابراہیم و تورات موسیٰ و زبور داؤد و انجیل عیسیٰ و فرقان رسول خدا
 کی تلاوت فرمائی۔ پھر فرمودت یہاں قصہ بائیں بغیر ان کی ابتدا سے تا زمان
 صاحب الامم کے آئی۔ پھر چالیس روز کے بعد میرا اتفاق جانے کا ہوا۔ تو
 دیکھا کہ ایک لڑکا صحنِ خاد میں چلتا پھرتا ہے۔ اُس سے زیادہ صلیح
 اور وجیہ و نہیک میں نے کسی کو نہیں پایا۔ زبان نہایت فصیح۔ صورت
 اور شکل انتہا درجہ کی صلیح و بیچ تھی۔ میں نے پوچھا۔ ابھی چالیس روز اس کی عمر
 سے گزرے ہیں۔ اور اس طرح پر راہ چلتا ہے۔ فرمایا۔ اے عمر ہم اوصیاء
 ایک روز میں اس قدر نمونہ کرتے ہیں۔ جو دوسرے لڑکے ایک ہفتہ میں نہ
 ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں اس قدر نشو و نما ہمارا ہے۔ کہ دوسرے لڑکے
 ایک مہینے میں۔ اور ایک مہینے میں ہمارا نمونہ اس قدر ہے۔ کہ دوسرے
 لڑکے جس قدر سال بھر میں نمونہ کرتے ہیں۔ ہم نے اٹھ کر اُس کے سر کو بوسہ
 دیا۔ اور بعد اس کے اپنے گھر آئے۔ پھر ہم نے اُس طفل کو نہیں دیکھا
 جب ہستفسار کیا۔ تو فرمایا کہ ہم نے اُسے پہر دیکھا ہے۔ کہ جس کو
 مادر موسیٰ نے موسیٰ کو سونپا تھا۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ کہ
 جب پروردگار نے اس امت کے ہمدی کو مجھے عطا فرمایا۔ تو دو فرشتوں
 کو بھیجا۔ کہ وہ اُس کو سرافقات عرش الہی تک لے گئے۔ اور اُس کو خدا
 کے سامنے استاود کیا۔ جناب رب العزت نے خطاب فرمایا۔ کہ موحی
 عبدی اے میرے بندے ہم نے تجھے اپنے دین کی نصرت و یاری
 کے لئے منتخب کیا ہے۔ تجھے ہمارا مظلوم ہوگا۔ ہمارا راز مخفی تجھ پر
 ظاہر ہے۔ ہم اپنے عزت و جلال کی قسم کھاتے ہیں۔ کہ تیرے

دیلے سے ہم اعمال امت کو قبول کرتے تھے۔ اور تیری وجہ سے اُن پر فضل و الطاف کرتے تھے۔ اور تیرے باعث اُن کی شفاعت ہوگی۔ اور تیری عداوت کے سبب اُن پر عذاب کرتے تھے۔ اے ہر دو ملک مقرب اے بہت نرمی اور ہستگی کے ساتھ اس کے باپ کے پاس لے جاؤ۔ اور اُس سے کہو۔ کہ یہ ہمارے حفظ و حمایت میں ہے۔ ہماری نظر خاص اس پر ہر وقت مبذول رہیگی۔ اور ہم اُس کی محافظت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حق اُس کے دُجو و دُجو د سے قائم و برقرار ہو۔ اور باطل اُس سے بالکل باطل ہو کر دین خالص ہمارا آشکار ہو۔ حکیم نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ جب وہ مولود پیدا ہو کر زمین پر آیا۔ دوزالو ہو کر ہر دو انگشت شہادت کو بلند کیا۔ اور عطا کر کے فرمایا۔ الحمد للہ رب العالمین و صلے اللہ علی محمد و آلہ عبد اذ اخرا غیر مستنکف و لا مستکبر۔ بعد اس کے کہا۔ کہ ظالموں نے گمان کیا تھا۔ کہ حجت خدا کو باطل و مضحکہ کریں۔ اگر خداوند تعالیٰ کی اجازت ہوتی۔ تو ہر آئینہ یہ شک و شبہ سب مٹ جاتا +

واضح ہو۔ کہ شب ولادت امام عصر علیہ السلام میں اختلاف ہے۔ اور روایات متضاد فیما بین موالی و اہل خلافت ہے +

شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں بروایت جناب حکیم خاتن محمد بن ابراہیم و محمد بن علی بن بلال بلیل القدر سے شب پانزدہم رمضان المبارک تحریر کیا ہے۔ اور بعض ثقات و مشائخ نے شب چہارم ماہ شعبان تطہیر کیا ہے۔ کمال الدین طلوع نے بہت سیوم رمضان المبارک ۲۵۱ھ ہجری بیان کیا ہے۔ اور کمال الدین میں غیاث بن ہمد نے نہم شعبان کا نشان دیا ہے۔ ابن خلکان ناصبی نے اسے نہم شعبان کو اپنی تاریخ میں صحیح قرار دیا ہے۔ لیکن اکثر روایات

امامیہ میں جو ماہرین علمائے شیعہ اثنا عشریہ مشہور ہیں۔ اور بعضی دعاؤں میں جس کا پڑھنا شب ولادت ماثور ہے۔ پانزدہم شعبان منقول ہے۔ اور یہی سید محمول ہے۔ شیخ مفید نے ارشاد میں اور شیخ طوسی نے مصباحین میں اور سید بن طاووس نے اقبال میں اور دوسری کتابہاں ادعیہ علما سے امامیہ دوسرے شہید میں ایسی پانزدہم شعبان کی تعیین ہے۔ اور سال ولادت دوسو پچاس ہجری بھی بالیقین ہے۔ روایت حنظلہ بن ذکر یا بھی اس کے موافق ہے۔ روایات علما سے امامیہ کے مطابق ہے۔ حنظلہ بن ذکر یا احمد بن بلال بن داؤد ناسبی المذہب سے اس طرح نقل ہے۔ کہ شخص اہلبیت پیچھے عمرت جبر سے بہت سخت عداوت رکھتا تھا۔ امداد اپنی دشمنی کسی وقت کسی سے نہیں چھپاتا تھا۔ لیکن اُس سے میرے ساتھ سلسلہ دوستی و صداقت تھا۔ جب مجھ سے ملاقات ہوتی تھی۔ تو کھتا تھا۔ کہ ایسی خبر ہمارے پاس ہے۔ کہ جس کو سن کر تو بہت خوش ہوگا۔ لیکن ابھی ہم نہیں کہیں گے۔ ہم بھی تغافل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ایک مقام خلوت میں آپس میں ملاقات ہوئی۔ اُس وقت ہم نے اصرار کیا۔ کہ وہ کونسی خبر ہے۔ جس کا وعدہ تم ہم سے ہمیشہ کرتے تھے۔ احمد بن بلال نے بیان کیا۔ کہ ہمارا مکان ہمارے میں مقابل خانہ جناب ابو محمد عسکریؑ کے واقع تھا۔ ہم نے اپنے گھر سے سفہ قرین کا کیا۔ اور وہاں سے پھر کئی مقام پر گئے۔ بعد اس کے ہم لوٹ کر اپنے گھر آئے۔ تو اُس وقت میرے عیال واقوام سے کوئی زندہ نہیں تھا۔ سب کے سب راہی ملک بقا ہو چکے تھے۔ ایک ضعیف جو میری دایہ اور اُس کی لڑکی باقی رہ گئی تھی۔ اور یہ ضعیف بہت زمانہ سے ہمارے یہاں رہتی تھی۔ یہاں پر مصادقہ دستورہ تھی۔ اور بعض کنیز و آزادہ کہ وہ بھی موجود تھیں۔

تھوڑے دن میں نے توقف کر کے پھر عزم سفر کیا ضعیف نے کہا کہ بعد اس قدر غیبت طولانی اس قدر تعمیل کس واسطے ہے۔ چند روز ہمارے پاس رہو۔ تاکہ اتنے دن جو مدہ مفارقت دل پر گذرا ہے۔ اُس کی تلافی ہو جائے۔ میں نے بطریق تسخیر و استہزا کے کہا۔ کہ ہمارا ارادہ ہے۔ کہ زیارت کے واسطے کربلا جائیں۔ اور اتفاق سے وہ زمانہ تھا۔ کہ بہت سے اشخاص واسطے زیارت نیم شبہان یار مدغرف کے کربلا سے ملتے جاتے تھے۔ ضعیف نے کہا کہ ہم خدا سے پناہ مانگتے ہیں۔ کہ تیری یہ بات ازراہ استحقاق یا استہزا کے نہ ہو۔ اس واسطے کہ ہم تجھ سے ایسی بات کہتے ہیں۔ جو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ تیرے جانے کے دو برس بعد ہم سوئے ہوئے تھے۔ ایسی غفلت کی نیند نہیں تھی۔ کچھ جاگتے تھے۔ کچھ غنودگی تھی۔ کہ میں نے دیکھا۔ ایک مرد خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوئے آیا۔ اور مجھ سے کہا۔ کالے فلان تیرے ہمسایہ سے کوئی تجھے ہلانے آیا ہے۔ اپنے دل میں خوف نہ کرنا۔ اُس کے ساتھ جانا۔ اس کلام سے مجھے خوف معلوم ہوا۔ اور لڑکی کو جگھا کر پوچھا۔ کہ تو نے کچھ جانا۔ کوئی شخص اس گھر میں آیا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔ میں نے بسم اللہ کہا۔ اور آیات قرآنی پڑھیں۔ اور سوئے۔ اور دوسری مرتبہ پھر وہی آواز اور وہی واقعہ پیش آیا۔ میں نے پھر لڑکی کو آواز دی۔ اُس نے کہا کہ تو خواب دیکھتی ہے۔ وعظاہرہ بند ہے۔ کوئی گھر میں نہیں آیا ہے۔ کیوں ڈرتی ہے۔ آرام سے سو رہ۔ پھر میں نے تلاوت آیات قرآنی کی کی۔ اور سوئی۔ پھر وہی ماجرا دیکھ کر پڑا اور کسی نے دروازہ کی زنجیر ملائی۔ میں نے دروازہ کھول کر دیکھا۔ تو ایک کنیز موحا در کے ایستادہ ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا۔ کہ تیرے بعض

ہمسایہ کو ایک ام ضروری میں تیری حاجت ہے۔ اس چادر کو اوڑھ لے۔ او
 میرے ساتھ چل۔ پس ہم اُس کنیز کے ساتھ خانہ ابو محمد تک گئے۔ اور
 بخوبی ہم نے پہچانا۔ کہ یہ انہیں کا خانہ فیض کا شاد ہے۔ گھر کے درمیان
 ایک پردہ کھچا ہوا ہے۔ اور ایک مرد بیرون پردہ بیٹھا ہوا ہے۔ اُس
 کنیز نے پردہ کا گوشہ اٹھایا۔ اور مجھے اُس پردہ کے اندر داخل کیا۔ تو
 دیکھا میں نے۔ کہ ایک عورت کو لڑکا ہونے والا ہے۔ اور ایک عورت
 اُس کی پشت کی طرف بیٹھی ہے۔ اُس عورت پس نشین نے مجھ سے
 کہا۔ کہ اے زن میری اعانت کر۔ میں زن حاملہ کے رد و بد بیٹھی۔ اور
 بطور قابضہ بیرو پیدا ہونے لڑکے کے عمل میں لائی۔ تھوڑا عرصہ گزرا تھا۔
 کہ بیٹا میرے ہاتھوں پر پیدا ہوا۔ میں نے شور کیا۔ کہ پس ہے۔ اور اپنے
 سر کو باہر پردہ سے نکالا۔ کہ اُس مرد کو ولادت فرزند زینہ سے بشر کروں۔
 اور اس نعمت خدا داد سے باخبر کروں۔ اُن بچیوں نے مجھ سے کہا۔ کہ
 شور کا ہنگام نہیں ہے غل مجا نے کا مقام نہیں۔ دوبارہ میں نے اپنا
 سر داخل پردہ کیا۔ اُس وقت وہ طفل آنکھوں سے پوشیدہ ہو گیا۔
 حواس میرا کھو گیا۔ پھر جا ہا۔ کہ چلا کر پوچھوں۔ کہ لڑکا کیا ہوا۔ سب نے
 مجھے منع کیا۔ اور اُس خادمہ نے جو مجھے لائی تھی میرا ہاتھ پکڑا۔ میں نے
 چادر سر سے لپیٹی۔ اُس خادمہ نے مجھے گھرتک پہنچا دیا۔ جب وہ خادمہ
 پھر نے لگی۔ تو ایک تھیلی مجھ کو دی۔ اور کہا کہ جو کچھ دیکھا ہے ظاہر
 نہ کرنا۔ جب ہم اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا۔ کہ لڑکی سوئی ہوئی ہے
 اُس کو جگایا اور پوچھا۔ کہ تو نے کچھ سمجھا۔ ہم گھر سے باہر گئے۔ اور پھر کر
 آئے۔ تجھے خبر نہیں ہوئی۔ پھر اُس صرہ کو کھولا۔ تو دس اشرفیاں اُس میں

تھیں۔ اس وقت تک میں نے کسی سے نہیں کہا تھا۔ اب تو نے جو قصہ کہ بلا بطریق استنراجھ سے کہا۔ تو ازراہ تیری محبت کے ضرور ہوا۔ کہ تجھے خبر کر دوں۔ کہ ان کامزید پیش خداوند جہاں بہت عظیم ہے۔ اور جو کچھ کہتے ہیں۔ بلاست و حق ہے۔ احمد بن بلال کہتا ہے۔ کہ مجھ کو ضعیف کی باتوں سے بہت تعجب ہوا۔ اور اُس نے استنراجھ کر کے پھر اسکی تحقیق ضعیف سے کچھ بھی نہیں کی۔ کہ کن وقت کا یہ واقعہ ہے۔ لیکن مجھے یقین کے ساتھ یہ علم ہے۔ کہ دو سو تریں ہجری میں میں نے سفر کیا تھا۔ اور دو سو اکاسی ہجری میں ہم پھرے۔ جو زمانہ وزارت عبد احمد بن سلیمان تھا۔ اور مروی ہے۔ کہ جب آپ دو برس کے ہوئے۔ آپ کی ماہر گرامی نے اس سرے عاریت حد از رحمت سے طرف روضہ رضوان گلشن خجّان کے توجہ فرمائی۔ اور جب سن مبارک پانچ برس کا ہوا۔ تاریخ ہشتم بیج الاصل روز جمعہ و بقولے روز شنبہ ۲۷ ہجری میں جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو معتد عباسی نے زہر کھلا کر شہید کیا۔ خود امام عصر نے اسجام امور تہذیب و تکفین والد علیہ السلام کا کیا۔ اور پہلے جد امجد میں بمقام سرمن لے دفن فرمایا۔

فصل سوم

ذکر میں اسلام و القاب امام ہدایت مآب و وجہ یہ و سبب مخالفت تذکار نام خاص جناب اور بعض دلائل اثبات امامت حضرت صاحب الامر مستطاب و دفع دخل معاندین خانہ خراب دربارہ طویل عمر سلطان قمر رکاب کے۔ یہ آخر اعین من الامس ہے۔ اور اظہر من الشمس ہے۔ کہ کل ائمہ معصومین قائم

بحق ہیں۔ ہادی مطلق ہیں۔ لیکن القاب مشہورہ جو حضرت صاحب الامرؑ کے لئے کتابوں میں مذکور ہیں۔ وہ قائم و مؤمل و مہدی و منتظر و منصور ہیں۔ ہر ایک لقب کے لئے وجہ خاص ہے۔ جس کو بعض وجوہ حضرتؑ سے اختصاص ہے :-

قائم آپ کو اس لئے کہ جس وقت تو نہال حدیقہ مصطفوی و دوہ چمن مرتضوی گلگون تباے دست کر بلا غریب الغربا جناب سید الشہداء روحی الفدائین دن کے بھٹو کے پیا سے شہید ہوئے۔ اور کفار کو ذو شام مہر و جشن وعید ہوئے۔ ملائکہ فرط الم سے نالاں ہوئے۔ درگاہ خدا میں یوں عرض کناں ہوئے۔ کہ خداوند کیا تو اپنے بندہ مقبولین درگاہ سے غافل ہے۔ کیا تیری رحمت و شفقت اُن کے حال پر نہیں شامل ہے۔ کہ وہ بندگانِ خاص اس طرح پر پا بند جفا سے شہید ہوتے ہیں۔ اور ذلت و خواری سے شہید ہوتے ہیں۔ جن کے مصائب و الالم ہوش و حواس کھو تے ہیں۔ تمام تیرے مخلوق اُن کی بیکی پر روتے ہیں۔ نہ آئی کہ تم سب سب قرار نہ ہو۔ ہر طرح اشکبار نہ ہو۔ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے۔ کہ ان کے قاتلوں سے ہم ضرور انتقام لینگے۔ اور اس ظلم و ستم کے مکافات اُنہیں دیں گے۔ اگرچہ ایک مدت گزر جائے۔ اس کے بعد اُن کے سامنے سے حجاب اٹھا دیا گیا۔ اور فرشتوں کو ایک میدان وسیع پر اتار دکھا دیا گیا۔ تو ملائکہ نے اَللّٰہُمَّ عَلَیْہِ السَّلَام کو جو اولاد جناب امام حسین علیہ السلام سے تھے مشاہدہ کیا۔ اور یہ دیکھا کہ اُن سب کے درمیان میں ایک شخص ایستادہ ہے۔ طاعتِ خدا پر آمادہ ہے۔ جناب اقدس اُن سے ملائکہ کو خطاب ہوا۔ کہ اسی شخص سے جو کہ غنہ اہو انما زہر پڑھ رہا ہے، انتقام خون حسینؑ کا ہم لینگے اور

اہل بیت پیغمبر سے جتنے اشخاص ظلم رسیدہ ہیں۔ سب کی داد دینگے۔ ملائکہ دیکھ کر مسرور و شادماں ہوئے۔ صلوٰۃ الٰہ میں مشغول و تسبیح خواں ہوئے۔ مژدہ جان بخش سے مل اُن کے مسرور ہوئے۔ اور اُن کے قاتلوں پر لعن و نفرین کرنے میں مصروف تا وقت ظہور ہوئے۔ جب حضرت کا ظہور ہوگا۔ ہمراہ رکاب رہ کر جہاد کریں گے۔ نصرت و یاری باطل شاد کریں گے۔ اور جناب امام محمد تقیؑ و جتسمیہ قائم میں یہ ارشاد کرتے ہیں۔ کہ جب ذکر نام قائم خلق سے اس طرح منقطع ہو جائے۔ کہ ہر ایک شخص اُن کے وجود حیات کا انکار کرے۔ اُس وقت پر آپ کے نام کا نشان برپا ہوگا۔ اور ذکر برا کیجا ہوگا۔ جناب صادق آل محمدؑ فرماتے ہیں کہ اس سبب سے آپ کو قائم کہتے ہیں۔ کہ ایک اعظم پر جو محض حق ہوگا قیام کر کے اُس کو درمیان خلق خدا رواج دینگے۔ اور باطل کو یک قلم مٹا کے حق کو رتبہ معراج دینگے۔ کسی امام کے واسطے ایسا واقع نہیں ہوا ہے۔ اور فتنہ و فساد کا ایسا کوئی واقع نہیں ہوا ہے۔ اور بعض حدیث سے ایسا استدلال ہوتا ہے۔ کہ چھ لکھ آپ دشمنوں پر ساتھ دلیل و حجت کے قیام فرمائیں گے۔ اس واسطے آپ کا نام قائم ہوا۔

لیکن لقب مؤمل واضح ہو۔ کہ لغوی معنی اس کے امیدوار کے ہیں۔ اور آپ کو مؤمل اس وجہ سے کہتے ہیں۔ کہ جناب امام حسن عسکریؑ کو آپ کی ولادت باسعادت کی امید تھی۔ اشقیائے امت چاہتے تھے۔ کہ قبل تولد حضرت کے امام حسن عسکریؑ کو شہید کریں۔ اس واسطے کہ وہ قائم جس سے زوال دولت حق لعین ہوگا۔ اور اُس کا وعدہ ہمیشہ سے ہوتا آتا ہے۔ اور جس کے وجود و وجود سے انتقام اندازے اہلبیت پیغمبر سے لیا جائیگا۔ پیدا ہونے پلئے۔ مگر وہ سب خائب و خاسر ہے۔ اپنے حصول مقصد میں قاصر رہے۔

یہاں تک کہ جناب صاحب الام علیہ السلام متولد ہوئے۔ بعد ولادت اُن کی جناب امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ دشمنوں نے خدا کی قدرت دیکھی۔ چاہتے تھے۔ کہ ہم کو قتل کر کے نسل پیغمبر خدا منقطع کریں۔ مگر ممکن نہیں ہوا۔

اور محدثی اس وجہ سے آپ کا نام ہے۔ کہ امور تحقیق پر مطلع ہو کر اُس کو ظاہر و اجرا فرمائیں گے۔ شہود ظاہری سے قطع نظر کر کے موافق اپنے علم لدنی کے عمل میں لائیں گے۔ جیسا کہ ایک شخص نے حضرت باقرؑ سے عرض کیا۔ کہ میں پانچ سو درہم زکوٰۃ اپنے مال کی حاضر لایا ہوں۔ اس کو لیجئے۔ اور جو مستحق ہوں۔ اُن پر تقسیم کیجئے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ تو خود اپنے ہمسایہ عایتام و مساکین و برادران مسلمان کو جن کو مستحق سمجھتا ہو دے۔ اور خداوند کریم سے اس کا اجر لے۔ اور اگر تیری یہ خواہش ہے۔ کہ ہم تقسیم کریں۔ تو اس کا وقت ابھی نہیں ہے۔ بلکہ منکام اس کا وہ ہے۔ کہ جب ہمارا قائم ظاہر ہو۔ کس واسطے۔ کہ وہ درمیان مردم بچد۔ برابر عدالت کے ساتھ نیک و بد کا ملاحظہ کر کے تقسیم کریں گے۔ جو کوئی اُس کی اطاعت کرے۔ تو اُس نے خدا کی اطاعت کی۔ اور جو کوئی اُس کی مخالفت کرے۔ تو اُس نے خدا کی مخالفت کی۔ اور یہی سبب ہے اُس کو حمد و ثناء کہ ہر ایک امر مخفی و پوشیدہ سے وہ آگاہ ہوگا۔ تو بیت اور سائر کتب الہی مغارہ النکاح سے باہر لائیگا۔ اہل توریت و زبور و انجیل و فرقان کے درمیان میں اُن کی کتابوں کی رُو سے احکام صادر فرمائیگا۔ تمام مال دنیا و گنجائے عمارت و اوقاف و ہونے خواہ مخفی اُس کے واسطے مجتمع ہو جائیں گے۔ اور خلق خدا سے ارشاد کریگا۔ کہ اس مالی لینے کے لئے آؤ۔ اپنا اپنا حصہ لیاؤ۔ یہ وہ مال ہے جس سے حاصل کرنے کے لئے قطع رحم کرتے تھے۔ خون ناحق سے ہاتھ دھو کر کھاتے تھے۔ عمارت الہی کے مرکب ہوتے تھے۔ دین کی عزت

کھوتے تھے۔ پس اس قدر اُن کو دیا جائیگا۔ کہ دوسروں کو اُس قدر نہیں دیا گیا تھا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ شیبا سے ہر جنس سے کہ جس کو ہر شخص اپنی حجت جانتا ہے اپنی دلیل و حجت کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔ اور بعد اتمام عجت اُن کو بخشش و انعام فرمائیں گے۔ اور اس وجہ سے بھی آپ کو حمدیٰ کہتے ہیں۔ کہ وہ کتب سماویہ و علوم النبیہ خفیہ جس کے اظہار کا کسی امام کو اختیار نہیں دیا گیا۔ اُس کے اظہار پر آپ مختار ہوں گے۔ اور گنجائے پیمانی اور ممال نہائی آپ پر آشکار ہوں گے۔

منتظر جو آپ کا لقب گرامی ہے اور نام نامی۔ ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ غیبت حضرت کی طولانی ہوگی۔ ظلم و جور و فساد کی عام میں طغیانی ہوگی۔ نہبان عزت اظہار و زور و شب انتظار میں رہیں گے۔ دست اعدائے دین سے بدعت و ظلم میں گئے۔ بہت سے اشخاص مشکلیں اٹھار و جو دو چو دو کرینگے۔ منکوبین شریعت ہذا تمسخر و استہزا کی راہ پر قدم دھڑکنگے۔ ورنہ غلو بیان است ایک وقت معین اُن کے ظہور کے واسطے قرار دیں گے۔ خیر غلط شایع کر کے و ہال نکال آخرت سر پہ بینگے۔ عجلت نہ کیے۔ ار ملاک ہو گا تسلیم و صبر کر نہوار فرج ناک ہو گا۔

اور وجہ ملقب بہ منصور ہو۔ سنہ کی۔ ہے۔ کہ ہیں دقت آپ نثار و نایب گئے جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام و ملائکہ امداد و نصرت گواہین گئے۔ اور بنی فرخ انسان زندہ تو درکنار بہت سے مرے ہوئے اشخاص کا جمع زندہ ہو کر ہمراہ رکاب ہو گا۔ قوم بنی جان کا بھی شکر ساتھ تہجد و حساب ہو گا۔ تا وقت ظہور نام اقدس لینا ممنوع ہے۔ بکثرت اس بارہ میں ایہ کرام سے حکم امتناع مسموع ہے۔ امام علی نقی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس وقت تک

ظہور قائم آل عبانہ ہو۔ اور دنیا سے فانی سے معدوم شکل جو رجفانہ ہو۔ صلہ
 انصاف کا عالم میں رواج نہ ہو۔ اور اس وقت کوئی شخص فقیر و محتاج نہ ہو تب تک
 حضرت کا نام لینا روا نہیں ہے۔ اور ارتکاب اس فعل کا بجا نہیں ہے۔
 صفوان بن مہران نے جناب جعفر صادق ؑ سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے
 فرمایا۔ کہ ولید سابع کا خا مں یعنی امام دوازہم مہدیؑ ہے۔ جو میری اولاد
 سے ہوگا۔ اُن کا جسم شریف نظروں سے پھٹل ہے۔ ہر ایک محب
 صدمہ مفارقت دل پر سے۔ حال غیب میں ہم مبارک لینا مباح نہیں ہے۔
 اور موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ قائم آل محمدؑ کی ولادت
 سب پر پوشیدہ رہیگی۔ جب تک کہ ظاہر ہو کر عدالت سے عالم کو تازہ روئی
 نہ دے۔ کوئی نام اُن کا آشکارا و علانیہ نہ لے۔ عبدالحقیم حسینی نے محمد بن علی
 الجوادؑ سے روایت کی ہے۔ کہ قائم وہ شخص ہے جس کی ولادت پوشیدہ
 طور پر ہو۔ جسم مبارک نظروں سے مستور ہے۔ مثل آفتاب زیر ابر عالم
 میں اُس کا نور ہے۔ اُن کا نام لینا حرام ہو۔ کنیت واسم ہوا فق جناب نبی
 علیہ السلام ہو۔ علی بن عاصم کو فی سے مروی ہے۔ کہ ایک فرمان ناجیہ
 مقدسہ سے صادر ہوا جس میں مندرج تھا۔ کہ جو کوئی نام میرا مجلس مردم
 میں لے۔ وہ ملعون ہے ملعون ہے۔ اور دوسری حدیث میں لکھا
 تھا۔ کہ بن سمانی فی جمع من الناس فعلیہ لعنة الله۔ آقا محمد بن عثمان
 عمری نے حمیری سے کہا۔ کہ مبادا تو اُن کے نام کا تلفظ کرے۔
 لوگوں کو گمان ہے۔ کہ نسل ائمہؑ کی منقطع ہو گئی ہے۔ اگرچہ ان سب اخبار
 سے ایسا مستفاد ہوتا ہے۔ کہ بوجہ اس کے کہ وقت ولادت دشمنوں
 کا دور تھا۔ اور غیبت میں بھی ہر ایک آمادہ ستم وجود تھا۔ سب انکی تلاش

میں سرگرم و مستعد ظلم و کین تھے۔ کہیں میں ہر طرف وہ بد آئین تھے۔ اور ارادہ رکھتے تھے۔ کہ اگر حضرتؑ مل جائیں۔ تو اظہارِ بدعت کریں۔ واقعی طور سے خاتمہٴ نسل امامت کریں۔ لہذا از روئے تقیہ حضرتؑ کا نام لینا حرام ہوا۔ اور تا غیبت صغریٰ یہ حکم عام ہوا۔ لیکن بعض دوسرے اخبار اس پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اس امر کی ہدایت کرتے ہیں۔ کہ وقتِ ظہور تک یہ حرمت باقی ہے۔ اور یہی قول قابلِ اتباع ہے۔ فرمایا علامہ مجلسیؒ نے کتابِ غیبت بہار میں بعد نقل چند اخبار کے۔ جن میں تا زمانِ ظہور حرمتِ نام لینے کی مذکور ہے۔ کہ یہ تحدیدات صریح ہیں۔ نفی قول میں اس کے جو تخصیص دیتا ہے حرمت کو ساتھ غیبت صغریٰ کے بسبب الحکال کے۔ بعض تعلیلات مستبیط اور استبعادات وہمیدہ پر۔ اور فرمایا علامہ محدثؒ مولانا حسین انوری دام ظلہ نے کتابِ مستدک الوسائل و نجم ثاقب میں جس کا حاصل یہ ہے۔ کہ حضرتؑ کے نام لینے کا جائز نہ ہونا خصایصِ حضرتؑ سے ہے۔ اور انتہائی حرمتِ وقتِ ظہور ہے۔ اور سرورِ حکمت اس کی سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اور بسببِ حرمتِ تقیہ نہیں ہے۔ جن میں حضرتؑ کے آباے کرام بھی شامل ہیں۔ اور وقتِ تقیہ پرمحسوس کرنا اخبارِ منہج کو چند وجوہ سے فاسد ہے :-

اول احادیثِ کثیرہ میں ہے۔ کہ غایتِ منہج ظہور ہے حضرتؑ کا۔

حالتِ خوف ہو یا نہ ہو۔

دوم اگر تقیہ نام میں حضرتؑ کے ہو۔ تو چاہئے۔ کہ کل القابِ شایعہ میں حضرتؑ کے ہو۔ خصوصاً احمدی میں۔ جس سے بشارت ہے بہت سی اخبارِ نبویہ عامہ میں۔

توم ذیقین کا اتفاق ہے۔ کہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس جناب کی بشارت دی ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ آخر زماں میں ظہور کریں گے۔ اور زمین کو عدل و داد سے پُر کریں گے۔ اور جو اختلاف ہے۔ وہ حضرت ع کے نسب و ولادت میں ہے۔ اور ان بیچ اخبار میں حضرت کو بلقب مہدی ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ اُن کا نام میرا نام ہے۔ پس کل اشخاص حضرت ع کے نام سے واقع ہیں۔ اور کوئی ایسا نہیں ہے جس سے یہ نام مستور ہو۔

چوترا مہبت سے۔ اخبار منع ہیں۔ اور جن میں حضرت کا نام مذکور نہیں ہے۔ تصریح ہے۔ کہ وہ جناب ہنام نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پس سامع جو آدمی ہے۔ اُس نے حضرت کا نام سمجھ لیا۔ پس اگر اُس سے تقیہ ہے۔ تو وہ تو جان چکا۔ اور اگر دوسروں سے ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ نہ ذکر کر نیکی اس مجلس میں۔ بلکہ لازم تھا۔ کہ راوی کی تنبیہ فرمادے کہ نام آنحضرت کا دوسرے مقام نہ لے۔

پہم۔ اگر اصل منشاء خوف اس جہت سے ہے۔ کہ جب جبارین سنیں گے۔ کہ زوال ملک و دولت اُن کا حضرت ع کے ہاتھ سے ہوگا۔ تو درپے قتل ہونگے۔ تو لازم تھا۔ کہ کوئی لقب سے حضرت ع کے القاب شائع سے ذکر کیا جائے۔ خصوصاً مہدی جس سے بشارت و تنخویف اُن کی کی گئی ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ اسم معمود ممانعت میں مخصوص ہو۔

ششم خبر آئندہ جابر و دیگر اخبار امثال اُس کے تقیہ پر محمول نہیں ہو سکتے۔ پس حضرت ع کے نام لینے کا عدم جواز ہر حال میں بلا شک

دشتہ تازمان طور ہے۔ اور اس کی وجہ ہم لوگوں پر مستور ہے جس طرح کہ امیر المومنینؑ کے اختصاص کو جناب امیرؑ سے ہم نہیں جانتے تھے اور جابر جعفی سے جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ کہ عمر بن الخطاب نے جناب اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالبؑ سے پوچھا۔ کہ ہمدی کا کیا نام ہے۔ اور کس بروج کا وہ ماہ تمام ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ میرے حبیب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے عہد لیا ہے۔ کہ جس وقت تک خداوند قہار و خالق جبار اُس کی تائید سے نہ ہوگا تو قاتل کفر و اشرار کو حکم طور نہ دے۔ یہ عبد خدا نام اُس کا زبان سے نہ لے۔ یہ منجملہ اُن چیزوں کی ہے۔ کہ جسے خدا نے اپنے علوم مکنون سے جناب ابیضاؑ کے پاس امانت رکھا تھا۔ پھر انہیں حضرتؑ نے اپنے جد بزرگوار جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ فرمایا حضرتؑ نے جناب امیر المومنینؑ یعقوب الدین وصی ختم المرسلینؑ علیہ السلام نے اُس وقت کہ محبہ کوفہ پر رونق افروز تھے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ آخر زمان میں ایک مرد میری اولاد سے خروج کریگا۔ اور مرتبہ عظیم پر عروج کریگا۔ اُس کا چہرہ سفید و سرخ ہوگا۔ شکم بزرگ۔ رانیں عریض۔ استخوان ہر دو بازو وسط اور پشت میں دو خال ہونگے۔ ایک خال بزرگ گوشت بدن ہو۔ اور دوسرا خال شبیہ خال محبوب ذوالمنن ہو۔ اُس کے دو نام ہونگے۔ ایک نام پوشیدہ لیا جائیگا۔ جو احمد ہے۔ اور دوسرا علانیہ کہا جائیگا وہ محمدؐ ہے۔ وہ اپنے مقام سے جب حرکت کرے مشرق سے مغرب تک پر نور ہو۔ مشہور جمال عدیم المثال دور دور ہو۔ بندگان خدا کے سروں پر اپنا ہاتھ رکھے۔ تو اُن کا دل آہن سے

زیادہ سخت ہو۔ چالیس مرد کا زور ان کو یک لخت ہو۔ اور جس میت کو اُس کے ظہور کی خوش خبری پہنچے۔ قبروں میں ایک دوسرے کو خوشخبری دیں۔ آہ رحمت صادق علیہ السلام نے ابن ابی الہیثم سے کہا۔ کہ جب تین نام تین اماموں کے محمد و علی و حسن پے در پے گزر جائیں۔ اور چوتھا شخص جہنم باہر آئے۔ اُس وقت سب غافل ہوں۔ بجا آوری حکام خدا سے عاقل ہوں۔ حق زندہ درگور ہو۔ رواج ظلم و جور ہو۔ اگر اُس وقت وہ شخص چہارم ظہور کرے۔ ہر ایک اُس کے واسطے فتور کرے۔ ہر طرف قتل کا اہتمام ہو۔ اُس کے نبیت کرنے میں دشمنوں کو خواب خور حرام ہو۔ جب وہ خروج کرے۔ ملائکہ خوشحال ہوں۔ دشمنان دین پابند رنج و ملال ہوں۔ بازو اور دینی مبارک کشیدہ ہو۔ بزرگی شکم اور سطرپی میدہت رافض کی چیدہ ہو۔ مان راست میں محال ہو۔ دند انہماے پیشین آپس میں کشادہ اور آب و تاب میں مالا مال ہوں۔ زمین کو عدالت سے بھرے۔ جور و ظلم کو نیست و نابود کرے۔

تفسیر علی بن ابی ہاشم میں اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے۔ قَفَّيْنَا إِلَىٰ النَّبِيِّ إِيمَانًا ثَلَاثِينَ فِي الْكِتَابِ یعنی اُن کو ہم نے خیر دی تمہارے حال سے اُنے امت محمدؐ تَفْصِيْدًا فِي الْاَدْوَانِ مَرَّتَيْنِ۔ خطاب امت پیغمبر آخر الزمان محمدؐ و عمرؓ اور اُن کے تابعین سے ہے۔ کہ دو مرتبہ تم لوگوں نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ وَلَتَعْلَنَ عُلُوُّكُمْ بِلَاؤِ عَمَوَے بزرگ امرا امت کا کریں۔ فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ اُولٰٓئِهِمَا یعنی روزِ جمل کہ عائشہؓ نے باغواے طلحہ و زبیرؓ خروج کیا۔ بَعَثْنَا عِجَابًا وَاٰتٰی بَابِ شَدِيدًا یعنی امیر المومنینؓ اور اُن کے اصحاب۔ فُجَا سُوْا خِلَالِ الدِّيَارِ

یعنی تم لوگوں کو تلاش کریں۔ اور قتل کریں۔ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا یعنی لبتہ
یہ ہونا ہے۔ اور انجام پہنچے گا۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكُرَّةَ عَلَيْهِمْ یعنی
تم کو بے بنی امیہ آل محمد پر ہم غالب کرینگے۔ وَآمَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ
وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا یعنی تمہارے تابعین و شریک
دولت دنیا کو حسین بن علیؑ اور ان کے اصحاب سے ہم زیادہ کریں۔
چنانچہ تم ان کو قتل بے تفصیر کرو گے۔ ان کے حرم کو ضائع و اسیر
کر دو گے۔ اِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لَا تَفْسِدُمْ وَإِنْ أَسَأَسْتُمْ
فَلَاحُكُمْ أَزِيدُ یا ہد کرو گے سب اپنے واسطے کرو گے۔ فَإِذَا جَاءَ
وَعْدُ الْآخِرَةِ یعنی جب وعدہ خروج آل محمدؑ پہنچے۔ لِيَسْؤَوْا وَجْهَكُمْ
یعنی صلوات میں تمہاری سیما ہوں۔ وَلِيُذْخِلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ
أَوَّلَ مَرَّةٍ یعنی پیغمبر و امیر المؤمنینؑ اور ان کے اصحاب زمانہ رجعت میں
داخل مسجی ہوں۔ جیسا کہ پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے۔ وَلِيُتَبَيَّرُوا مَاعْلَوْا
تَتَبَيَّرُوا یعنی وہ تم لوگوں پر غالب و فائق ہوں۔ اور تم لوگوں کو قتل و ہلاک
کریں۔ لَعَلَّكُمْ تَرْجِعُونَ یعنی نزدیک ہے کہ پروردگار تمہارا تمہاری نصرت و یاری
کرے۔ اور تم کو غلبہ عطا کر کے تمہارے دشمنوں کو پابند ذلت خواری
کرے۔ پیغمبر بنی امیہ کی طرف خطاب کر کے فرماتا ہے۔ وَإِنْ عُدْتُمْ
عُدْنَا یعنی اگر تمہارا سفیان عود کرے۔ تو ہمارا قائم بھی عود کرے۔ وَلَقَدْ
كُتِبَ فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ مَا رَدَّكُمْ إِلَى الْبَيْتِ سَاءَ مَا يَحْكُمُ
بِكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا یعنی اگر تمہارا سفیان عود کرے۔ تو ہمارا قائم بھی عود کرے۔ وَلَقَدْ
كُتِبَ فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ مَا رَدَّكُمْ إِلَى الْبَيْتِ سَاءَ مَا يَحْكُمُ
بِكُمْ وَإِنْ عُدْتُمْ عُدْنَا

حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عامہ اس کی تفسیر کرتے ہیں کہ مراد اس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جس وقت قریش نے حضرت کی یاری نہیں کی۔ اور آپ کو مکہ سے خارج کیا۔ اُس وقت یہ آیہ نازل ہوئی۔ حالانکہ مراد اس سے جناب امام حسین علیہ السلام اور ان کے محبان راسخ الاعتقاد ہیں۔ جو مصائب و بلا میں ثابت قدم ہے۔ اُس وقت احکم الحاکمین نے قائم آل محمد کو اجازت دی کہ بوقت موعود ظہور کریں۔ اور طلب خونِ مظلوم کر بلا کر کے دشمنوں کو مخدول و مقہور کریں۔ اور فرمایا۔ **اِنْ مَكَّنَّا هُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ**۔ اُن سے قائم آل محمد اور اُس کے موالیان بالیقین مراد ہے۔ کہ شرق و غرب عالم کے بادشاہ ہوں۔ مالک تمام روئے زمین کے بلا اشتباہ ہوں۔ دین حق کا ظہور ہو۔ باطل معدوم و مستور ہو۔ پھر انہیں حضرت سے مروی ہے کہ آیہ **اَمْزِجْنِ بَيْنَهُمَا الْمُقْتَطِرَ اِذَا دَقَّاهُ وَيَكْسِفُ السُّجُودَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْاَرْضِ** میں قائم آل عبا میں ناظر ہے۔ ذکر خیر اُن کا اس کلام ایزد منان میں شامل ہے۔ اس واسطے کہ وہ مضطر ہے۔ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز ادا کریں گے۔ اور اپنے کشادگی کار کی خدا سے دعا کریں گے۔ جناب باری اجابت فرمائیگا۔ اور اس شدت کو رفع کر کے مسند نشین خلافت فرمائے گا۔ پھر فرمایا۔ کہ **وَاللّٰهُ يَنْصُرُ الْمُؤْمِنَ** سے مراد قائم آل محمد ہے۔ اور یہ کلمہ اُن کے جوذیہ وجود پر دال ہے۔ گو مشرکین نے چاہا کہ اس شیخ بزم امامت کو بجھائیں۔ بادستم سے مصباح شہستان پر ایت کو مٹائیں۔ مگر خدا نے اپنے نور کو قائم و روشن رکھا۔ اور ہر طرح

اُن سے دور شر دشمن رکھا۔ جس وقت اُن کا ظہور ہوگا۔ ہر ایک دوست و
 ہوگا۔ ہر ایک ملت و مذہب پر غالب ہونگے۔ دل سب کے جانب عباد
 معبود حقیقی راغب ہونگے۔ کوئی مخالفت نہ کریگا۔ سوائے خدا کے غیر
 کی عبادت نہ کریگا۔ اور اِنْ اَصْبَحْتُمْ مَّاؤُكُورًا غَوْرًا فَمَنْ يَّاتِيكُمْ بِمَاءٍ
 مُّعِينٍ کی یوں تفسیر فرماتے ہیں۔ کہ جانا پانی کا قعر زمین میں مقصود غیبی
 امام سے ہے۔ اور باہر آنا پانی کا مراد ظہور اُس عالی مقام سے ہے۔
 ابن عباس سے تفسیر وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُعَدُّونَ میں اس طرح
 مرقوم ہے۔ کہ یہ اشارہ خروج امام معصومؑ ہے۔ تفسیر عیاشی میں
 جابرؓ نے حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کیا ہے۔ کہ تفسیر اَلْيَوْمَ
 يَلْبِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ کی
 یہ ہے۔ کہ جب ظہور موفور السرور قائم آلِ عبا ہوگا۔ بنی امیہ سے
 مایوس گروہ کفار پر از جو رجفا ہوگا۔ اور آیہ وَافِي بَدَايِهِ وَاَذَانُ مِنَ اللّٰهِ
 وَتَرْسُولُهُ جِي النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ میں ذکر خروج قائم ہے۔ اور
 اَذَانُ سے اس کی طرف اشارہ ہے۔ کہ وہ حضرت سب کو اپنی طرف
 بلائیں گے۔ اور راہ رہست دکھائیں گے۔ اور آیہ وَلَئِنْ اَخْرَجْنَا
 عَنْهُمْ الْعَذَابِ ابْنِ اُمَّةٍ مَّعْدُودَةٍ لَّيَقُولَنَّ مَا يَجْهَبُهُ الْاَلْبَوْمَ
 يَاتِيَهُمْ لَيْسَ مَقْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِؤْنَ
 یعنی اگر ہم اپنے عذاب کو ایک مدت تک تاخیر کریں۔ تو وہ لوگ ہر آئندہ
 کہیں گے۔ کہ کیا چیز مانع ہے اُسے عذاب کرنے سے۔ آگاہ ہو۔ کہ جو
 روز آویگا۔ اُن کو نہیں ہے اُن سے پھر لوٹنا۔ اور گھیر لیگا اُن کو وہ
 جس کا استنزا کرتے تھے۔ جناب حضرت باقر و صادق علیہ السلام

فرماتے ہیں۔ کہ یہ اُس عذاب کا اشارہ ہے۔ جو دست مبارک قائم
 آل محمد سے دشمنانِ بیدین کو نصیب ہوگا۔ اور اِمامۃ معدودہ
 مراد اصحابِ بدر ہیں۔ یعنی ایک سو تیرہ آدمی اُس وقت ہمراہ قائم کے
 ہونگے۔ اور حمران سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت باقرؑ سے اس
 آیه بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّآ اُولٰٓئِیْ بِاَسْ شَدِیْدٍ یَّجَاسُوْا خِلَالِ الدِّیْنِ
 کو پڑھ کر ارشاد فرمایا۔ کہ مراد عباد سے قائم اور اُن کے دوستان
 عالیشان ہیں۔ اسی طرح تفسیر وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَغَلَوْا الصَّٰحٰتِ
 لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ اَلَا یَہِیْ اَلَا یَہِ کی تفسیر میں۔ امالی میں ابنِ عباس سے
 مروی ہے۔ کہ جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 کہ جب ہم شبِ معراجِ محرابِ نور تک پہنچے۔ تو خدا نے ارشاد کیا۔
 کہ اے محمدؐ تو ہمارا بندہ خاضع ہے۔ تو افسح اختیار کر کے ہماری عبادت
 میں ساجد و راکع ہے۔ اور ہم پر توکل و اعتماد و وثوق یہاں اعلیٰ درجہ
 کا ہے۔ اور اقرار ہماری وحدانیت و صداقت کا تجھے پایہ انتہا
 کا ہے۔ اپنے بندوں میں سے تجھے اپنا بند و خاص منتخب کر کے
 اپنا رسول کیا۔ اور تیری محبوبیت کو قبول کیا۔ اور تیرے بھائی علیؑ
 ابن ابی طالبؑ کو تیرے بعد اپنے بندوں پر خلیفہ کیا۔ اور زمام اختیار
 کلِ خلائیق اُس کے قبضہ قدرت میں دیا۔ ہمارا دین اُس سے برباد ہوگا۔
 اُس سے ہمارے دوست و دشمن میں فرق پیدا ہوگا۔ وہ ہمارے
 حدود و علوم کا امانت دار ہے۔ ہمارے احکام کا جاری کرنے والا
 وہ جبار ہے۔ بندو بیہ ان اماموں کے جو میری ولادت سے ہونگے۔
 ہم اپنے بندوں پر چھ باقی کرینگے۔ ہر مشکل میں اُن کی آسانی کرتے۔

ان اماموں میں سے جو قائم ہوگا۔ اُس کی ذات بابرکات سے زمین کا ہری
تسبیح و تقدیس و تجید و تہلیل سے معمور ہوگی۔ نورِ عدل و انصاف سے اُس
کی تاریکی ظلم و جور دور ہوگی۔ زمین کو اُس کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں
سے پاک کریں گے۔ یک مسلم معاندین کو ہلاک کریں گے۔ اور اپنے
دوستوں کو زمین میں اختیار دیں گے۔ ظالموں سے ظلم و ستم کا انتقام
لیں گے۔ کافروں کا کلمہ لپست ہمارا کلمہ بلند ہوگا۔ اُس کا مطیع عزیز و
ارجمند ہوگا۔ اُس سے شہروں اور بندوں کو اپنے حیات تازہ دیں گے۔
دولت و ثروت و نعمت بے اندادہ دیں گے۔ خزانے جو پوشیدہ
ہیں اُس پر آشکار ہونگے۔ ظاہر اُس پر ہمارے اسرار ہونگے۔ ملائکہ
اُس کی تائید کرتے تھے۔ جیسے تقلید کرتے تھے۔ اور امالی میں عہد الرحمان
بن ابی لیلا سے مروی ہے۔ اور وہ اپنے باپ سے ناقل و راوی
ہے۔ کہ اُس نے کہا جب روزِ جنگ خیرِ علم نصرتِ شمیم جناب
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشجع و جبار جناب حیدرِ کرار کو
عطا فرمایا۔ اور فتحِ خیر کا معاملہ اُن کے دستِ حق پرست سے ظہور
میں آیا۔ اور جب مقامِ غدیرِ خم میں حکم آیا بلغ ما انزل الیک اُن حضرت
کو خلیفہ و جانشین اپنا مقرر کیا۔ اور امت کو توید جانفزا بے من کنت
موکلا و فعلی مولا سے پیش کیا۔ بعد بیان فضائل و مراتب حیدرِ کرار
جناب احمد مختار اشکبار ہوئے۔ بخیاں کسی امر ناگزیر کے بقرار ہوئے۔
جب سب اصحاب نے گریہ استفسار کیا۔ تو فرمایا کہ جبریلؑ نے مجھے
خبر دی ہے۔ کہ میرے بعد علیؑ کو ستائیں گے۔ اُس کا حق چھین کر اذیت
دینگے۔ اُس سے بیوفائی کرتے تھے۔ مگر اُس سے لڑائی کرتے تھے۔

ہمارے جس کو دور کر۔ اور پاکیزہ ذکر اُن کو ہر خباثت سے۔ اور اُن کی محافظت کر۔ امدان کی رعایت کر۔ اور اُن کی یاری و اعانت کر۔ اور عزیز رکھ اور ذلت اُن کو نہ دے۔ اور جلیفہ برائشین میرا تو ان میں رہ۔ بدستیکہ تو ہر شے پر قادر ہے۔ کتاب اکمال الدین میں حضرت امام رضانے سے منقول ہے۔ اور آپ نے اپنے پدر بزرگوار سے روایت کیا ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے اُس پروردگار کی جس نے مجھے مبعوث برسات کیا۔ اور واسطے بشارت امت کے بھیجا۔ اور از روئے اُس عہد کے جو مجھ سے فرمایا ہے۔ یہ عہد ہے کہ میری اولاد میں سے ہمارے قائم کو غائب و نہاں کرے گا اور ایسی غیبت طویل سے نہاں کرے گا کہ اکثر لوگ کہیں گے کہ خدا کو آل محمد کی احتیاج نہیں ہے۔ اور ایک گروہ اُس کی ولادت میں شک کریں گے۔ جو کوئی اُس کے عہد خلافت کو پاٹے۔ ایمان دین پر اُس کے لائے۔ ایسا نہ ہو کہ شیطان کے بہکانے سے شک کرے۔ اور دین و ملت سے گزر جائے۔ کیونکہ اسی شیطان نے تمہارے پدر و مادر کو بہشت سے نکالا۔ بدستیکہ شیطان دوست کفار ہے۔ اور مہدی ولی خداے غفار ہے۔ امالی میں خیر بن لیث سے روایت ہے کہ اُس نے ابو سعید خدری سے کہا کہ جو سال ہم پر گذرتا ہے۔ وہ سال گذشتہ سے بدتر ہوتا ہے۔ اور جو امیر ہم پر ہوتا ہے۔ امیر سابق سے زیادہ ظلم و ستم کرتا ہے۔ ابو سعید نے کہا کہ یہی ہم نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا۔ اور اس کے علاوہ فرماتے تھے کہ ایسی خرابی کے ساتھ

روز بروز ظلم و ستم کی زیادتی ہوگی۔ اور اس قدر ظلم و جور سے دنیا بھر جائیگی۔ کہ کوئی مسلمان خدا کا نام نہ لے سکیگا۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ ایک ایسے شخص کو ہمارے اہلبیت و عترت سے مبعوث کرے گا جو زمین کو عدالت سے مملو کرے گا۔ اور ظلم و جور کو وہ زمانہ سے معدوم چارو کرے گا۔ زمین اپنے کلیجہ کے ٹکڑوں کو باہر نکالے گی۔ یعنی خزانے جو زمین میں چھپائے گئے ہیں۔ وہ ظاہر ہونگے۔ اور مال و دولت کی ایسی زیادتی ہوگی۔ کہ کسی کو ضرورت شمار کی نہ رہے گی۔ اپنے مشیت و دامن میں بلا شمار لیکر جمع کریں گے۔ اور اسی کتاب میں ابن عباس سے اس طرح پر روایت ہے۔ کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شبِ معراج جب ہم رتبہ قاب قوسین ادا دنی سے ممتاز ہوئے۔ اور رتبہِ محرمیت بارگاہِ خدا سے سرفراز ہوئے۔ جناب باری عزاسمہ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے محمد تم جانتے ہو۔ کہ ملائکہ کس وجہ سے آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ مجھے معلوم نہیں۔ فرمایا۔ کہ تو نے بنی آدم سے اپنے بعد کے لئے کیوں برادر اور وصی مقرر نہیں کیا۔ میں نے جواب دیا۔ کہ جس چیز کی تو مجھے تعظیم نہ کرنے۔ ہم کو اس کا غم کیونکر ہو سکتا ہے۔ امیدوار ہوں۔ کہ نظرِ محبت مجھ پر فرما کے میرے واسطے وزیرِ تجویز کرے۔ ارشاد ہوا۔ کہ اس کام کے واسطے ہم نے علیؑ کو انتخاب کیا ہے۔ اور اس کو تیری وراثت و وصایت و علمیت کا افتخار دیا ہے۔ قیامت کے دن علمِ حمد کا مالک ہوگا۔ راہِ نیک کا سالک ہوگا۔ حوضِ کوثر پر اس کا اختیار ہے۔ ساتی شیعیان و مجاہدان ابرار ہیں۔

جو شخص تیری امت سے بے شریک وہ شیعوں و محب اہلبیت اطہار کا ہوگا۔
 پیاسا ہو۔ وہ سیراب کریگا۔ میں اپنے قدر و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔
 کہ تیرے اور تیرے اہلبیت کے دشمنوں کو ایک قطرہ حوض کوثر سے
 میسر نہ ہوگا۔ تمام امت بہشت میں جگہ پائیگی۔ مگر وہ شخص کہ طلبگار
 جنت نہیں جس کو تیری آل کی محبت نہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کوئی
 ایسا بھی ہوگا۔ جو فردوس کی خواہنگار نہ ہو۔ فرمایا۔ ہاں جو دشمن علیؑ
 اور اہل بیت اطہار ہوگا۔ اے محمدؐ! میں نے اول تجھ کو پسند کیا۔ بعد اس
 کے تیرے بھائی علیؑ کو مرتبہ وصایت سے ارجمند کیا۔ اور اُس کی
 نسبت تیرے ساتھ مثل نسبت موسیٰ و ہارونؑ کے ہے۔
 تو خاتم پیغمبران ہے۔ اور وہ تیرے فرزندوں کا پدر ہے۔ اُس کا
 حق تمام آدمیوں پر حالت حیات میں بعد تیرے مانند میرے حق کے
 ہے۔ حضرت فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یسٰںؑ کو سجدہ شکر کیا۔
 اُس وقت منادی نے ندا دی۔ کہ اے محمدؐ! سر اٹھاؤ۔ اور ہم سے کچھ
 طلب کرو۔ کیونکہ جو کچھ مانگو گے ہم عطا کریں گے۔ میں نے عرض
 کیا۔ کہ اے معبود! میں چاہتا ہوں۔ کہ تمامی انسان کو ان کی دوستی پر
 متفق کر دے۔ کہ بالکل میری امت یک دل و یک زباں ہمارے
 سامنے حاضر ہوں۔ جواب ملا۔ کہ اے محمدؐ! اپنے بندوں میں قبل
 اس کے کہ اُن کو پیدا کریں جو کچھ ہونے والا ہے اُس کا حکم ہم دے
 چکے ہیں۔ اور مشیت میری حتمی و لازمی ہے۔ اور اُن میں جاری
 ہے۔ اس واسطے کہ جس کو ہماری مشیت نے چاہا۔ وہ ہلاک ہوا۔
 اور جس کو چاہا۔ ہدایت کر کے پاک کیا۔ علیؑ کو ہم نے تیرا صاحب علم

اور وزیر اور خلیفہ تیری امت والہ بیت پر مقرر کیا ہے۔ جو کوئی اُس کا دشمن ہوگا۔ میرا اور تیرا دشمن ہوگا۔ اور وہ بہشت سے محروم رہیگا۔ اور جو کوئی اُس کو دوست رکھیگا۔ وہ خدا اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ہے۔ یہ فضیلت و کرامت ہم نے علیؑ کو دی ہے۔ اُس سے گیا رہ شخص ہادی و محمدی پیدا ہونگے۔ کہ وہ سب تیری ذریت ہیں۔ اور تیری دختر فاطمہؑ سے یہ گیا رہ شخص بہم پہنچیں گے۔ اور اُن کے آخر میں وہ شخص ہے۔ کہ جس کے پیچھے عیسیٰ بن مریمؑ نماز پڑھیں گے۔ زمین کو عدالت سے مملو کر یگا جیسا کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔ اُس کے باعث ہلاکت سے نجات ملیگی۔ مگر اہی سے ہدایت کی راہ رہت کو بتلائیگا۔ کہ روشل و مبروص و صاحب عوارض و استقام اُس کے ہاتھ سے شفا پائیں گے۔ میں نے عرض کیا۔ اے خدا پر سب امر کس وقت ہونگے۔ ارشاد ہوا۔ کہ جب علم زمانہ سے اٹھ جائے جہل و نادانی فروغ پائے۔ قرأت کتاب خدا کا مشغلہ بے انتہا ہو۔ مگر عمل اُس پر کسی کا نہ ہو قتل و خوریزی کی کثرت ہو۔ دور علمائے ضلالت و خباثت ہو۔ علمائے ہدایت کم ہوں۔ شرکازمان ہو۔ قبرستان کو مساجد بنائیں۔ قرآن و مساجد کی زینت و طلاکاری کریں۔ جور و فساد شائع ہو۔ امر بد اور ناشایستہ ظاہر ہو۔ امر بیکار اور نسی بالمعروف و نکاری ہو۔ مردوں کو مردوں کے ساتھ اور عورتوں کو عورتوں کے ساتھ کفایت شعاری ہو۔ حکام و امرا کافر ہوں۔ توابع و موالی اُن کے ظالم و فاجر ہوں۔ وزراء اے سلاطین فاسق ہوں۔ تین جگہ ماجراے خسف واقع ہو۔ ایک مشرق میں۔ اور ایک مغرب میں۔ اور ایک جزیرہ

عرب میں۔ یعنی زمین و جنس جائے۔ اور بصرہ ہاتھ سے ایک مرد کے
 جو تیری ذریت سے ہوگا خراب ہو۔ رنگیاں اُس کی متابعت کریں گے۔
 ہر امر میں موافقت کریں گے۔ اور اولاد حسین بن علیؑ سے کوئی ظہور
 کرے۔ و جال مشرق سیستان سے خروج کرے۔ سفیانی ظاہر ہو۔
 میں نے کہا۔ کہ بعد میرے کیسے کیسے فتنہ و فساد امت میں واقع ہو چکے
 نڈائی۔ کہ مثل فتنہ و فساد قوم بنی اسرائیل کے تیری امت میں بھی سب
 فتنہ و فساد ظاہر ہونگے جب ہم حجاج سے پھر کر آئے۔ اُن سب
 باتوں کو علیؑ سے کہا۔ اور اپنے خدا کی رسالت ادا کی۔ شکر خدا
 ہے۔ کہ جو کچھ پیغمبران گذشتہ سے ہوا۔ اور جو کچھ اُن کو پیش آیا۔
 وہ میرے بعد قیامت تک میری امت میں ہوگا۔

واضح ہو۔ کہ فسرین کے درمیان میں مشہور ہے۔ کہ آیہ شریفہ
 مَا كُنْ لِي مَوْلًى وَلَا لَكَ عَلِيٌّ اذِخْتَصِمُوْنَ اشارہ ہے طرف
 آیتِ جاعل فی الارض خلیفۃ کے۔ اور شاید اشارہ ہو طرف
 قصہ حاجب نسخ کے۔ کہ جس سال حضرت صاحب الامر پیدا ہوئے۔
 اُس نے بصرہ میں خروج کیا۔ اور رنگیوں سے وعدہ کیا۔ کہ جو اُس
 کے پاس آئیں گے۔ آزاد ہوگا۔ اور اُس کو جائزہ معقول دیگا۔ اس وجہ
 سے عیسیت کثیر حتمی ہو گئی۔ اور اُس کے کاروبار میں رونق ہوئی۔ اور
 ملقب بصلح حب و سرخ ہوا۔ یہ دعوے کرتا تھا۔ کہ وہ علی بن محمد بن
 احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی بن الحسین ہے۔ لیکن ابے الحدید لکھتا
 ہے۔ کہ اکثر اہل نسب اُس کے نسب کی بڑائی بیان کرتے ہیں۔ اکثر
 نسب کا یہ قول ہے۔ کہ وہ علی بن محمد بن عبد الرحیم طایفہ عبد القیس

سے ہے۔ اُس کی ماں طائفہ بنی اسد بن خزیمہ سے ہے۔ اور ابن اثیر کا تعلق اور مسعودی نے مروج الذهب میں لکھا ہے۔ کہ ان حدیثوں سے اُس کا نسب صحیح معلوم ہوتا ہے۔ اور اخوند مجلسی نے جو تحریر کیا ہے۔ اُس سے یہ استفاد ہوتا ہے۔ کہ یہ سب علامتیں وقت ولادت سے تا ایام ظہور بتدریج حادث ہونگے۔ تاکہ متعارف ظہور سب ہو چکے ہوں۔ یہ لازم نہیں ہے۔ کہ سب وقت ظہور واقع ہوں۔ بلکہ اکثر شرطیں اور علامتیں قیامت کی کہ عامہ و خاصہ سے نقل کی ہیں قبل ظہور برسوں پیشتر حادث ہوئیں۔ اور جو یہ احتمال ہوتا ہے۔ کہ یہ سب علامتیں وقت ولادت کے واقع ہوں۔ تو یہ ہموثی کلام سے بہت بعید ہے۔ کیونکہ خروج و جہال و سفیانی بھی اس کے ساتھ موعود ہے۔ کتاب کمال الدین میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا ہے۔ کہ میرے خلفاء اور اوصیاء بارہ ہیں۔ اول علیؑ اور آخر میرا فرزند محمدؑ ہے۔ کہ عدالت سے زمین کو رونق تازہ دیگا۔ ظلم و جور سے زمانہ کو نجات دے کر پناہ میں لیگا۔ قسم ہے اُس پروردگار کی جس نے مجھے مبعوث برسات کیا۔ کہ اگر عمر دنیا سے بڑھ جائے۔ مگر ایک دن تو خدا اُس دن کو ایسا وسیع کرے گا۔ کہ وہ خروج کرے۔ اور عیسے آسمان چہارم سے نیچے آئیں۔ اور اُس کے پیچھے نماز بجالائیں۔ زمین نور پروردگار سے منور ہو۔ مشرق و مغرب میں اُس کی سلطنت ہو۔ اور چار انبیاء نبی سے منقول ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا۔ کہ محمدؑ میری اولاد سے ہے۔ نام اور کنیت اُس کی مثل میرے نام و کنیت

کے ہے۔ اور ہر شخص سے وہ مجھ سے زیادہ شبیہ ہوگا خلق و خلقت میں غیبت اُس کی طویل ہوگی۔ کہ اکثر اشخاص گمراہ ہو جائیں گے۔ بعد اُس کے مثل شیر شہاب کے ظاہر ہوگا۔ اور عالم کو عدالت سے بھرے گا۔ جیسا کہ جو رستم سے بھر گئی ہو۔ اور ابی حمزہ ثمالی سے مروی ہے۔ کہ اُس نے حضرت محمد باقر سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا۔ وہ شخص بہت اچھا ہے۔ کہ جس کو قایم اہلبیت کا زمانہ نصیب ہو۔ اور قبل ظہور غائبانہ اُن کا اعتقاد رکھتا ہو۔ اُن کے دوستوں کا دوست اور اُن کے دشمنوں کا دشمن ہو۔ ایسا شخص میرے رفیقوں سے ہوگا۔ اور میری اہل بیت کی دوستی کرنے والوں میں اُس کا شمار ہوگا۔ اور پیش خدا میری ہمت میں کرم تر ہوگا۔ یہ دونوں حدیث متعدد سندوں سے مرقوم ہیں۔ اور اسی کتاب الکمال الدین میں ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ پیغمبرؐ نے فرمایا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالبؑ میری امت کے امام ہیں۔ اور میرے جانشین ہیں۔ اُن کی اولاد میں ایک فرزند قایم و منتظر ہے۔ کہ جو عالم میں انصاف کریگا۔ حق خداے برتر کی میں قسم کھاتا ہوں۔ کہ جو کوئی اُس کے زمان غیبت میں محبت اور اعتقاد امامت پر اُس کے ثابت اور باقی رہے گا۔ وہ گوگرد سرچ سے زیادہ نایاب ہے۔ جابرؓ نے عرض کیا۔ کہ ایسا کس واسطے ہوگا۔ فرمایا۔ کہ غیبت کو اُس کی اس قدر طول ہو۔ کہ اُس کی حیات اور وجود کا کوئی یقین نہ لائے۔ پھر جابرؓ نے عرض کیا۔ کہ اس قدر طولانی غیبت کیوں ہوگی۔ ارشاد کیا کہ قسم خدا کی واسطے امتحان خلق کے ایسی غیبت ہوگی۔ تاکہ مومنوں کا ایمان خالص و پاک ہو۔ اور کافر مضحکہ و ہلاک ہو۔ اے جابرؓ یہ ایک سر ہے اسرار الہی

ہے۔ اور ایک امر ہے قضا یا عہد حتمیہ رہا فی عہد۔ کہ اُس کا علم بندگان
 خدا کو نہیں ہے۔ مبادا اگر تو اس میں شک کریگا۔ تو کافر ہو جائیگا بعضے
 ان اسرار سے۔ صادق آل محمدؐ نے حدیث سدید صیرفی میں کہ اُس کا
 ذکر انشاء اللہ آئندہ آئیگا خاص خاص اپنے شیعوں سے بیان فرمایا
 ہے تھوڑا سا اسرار بالغہ الہی کو جناب رسالت مآبؐ نے بسبب عدم
 صلاح وقت و حال بطریقِ جمال اس حدیث میں اشعار فرمایا ہے۔ پس جس
 کے دل میں نور ولایت اہلبیت ہوگا۔ وہ نے الجملہ مطلع ہو جائیگا۔
 وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَصْرًا فَعَالَهُ مِثْرُ خُزْءٍ۔ ایضا حضرت صادقؑ
 نے فرمایا ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے ارشاد کیا ہے۔ کہ قائم میری اولاد
 سے ہوگا۔ نام و کنیت و شمایل و سنت و طریقہ میں ہماری مانند ہے۔
 خلق خدا کو کتاب الہی سے راہ راست پر لائیگا۔ میری شریعت و سنت
 پر سب کو ہدایت کریگا۔ جو کوئی اُس کی اطاعت کرے۔ گویا میری اطاعت
 کی۔ اور جس نے اُس کی معصیت کی۔ اُس نے میری معصیت کی۔
 انکار و تکذیب اُس کی میری رسالت کی تکذیب ہے۔ اور تصدیق
 اُس کی میری نبوت کی تصدیق ہے۔ بخدا ہم جناب باری جل شانہ
 سے شکوہ کریں گے۔ جس نے اُس کی تکذیب کی۔ یا میری باتوں کا
 اُس کے حق میں انکار کیا۔ اور میری امت کو اُس کے طریقہ سے
 گمراہ کیا۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب یتقلبون۔ ایضا دوسری
 حدیث میں فرمایا۔ کہ جو شخص ایام غیبت میں انکار قائم کا کرے۔ وہ
 طریقہ کفر و جاہلیت پر مریگا۔ اور در سال غیبت میں شیخ طوسیؒ سے
 ابو سعید خدری سے اور اُس نے جناب رسالت مآبؐ مسلم سے

روایت کی ہے۔ کہ حضرتؑ نے بالائے مہربان ارشاد فرمایا۔ کہ مہدیؑ میری
عترت و اہلبیتؑ سے ہے۔ آخر زمانہ میں خروج کریگا۔ اُس کی برکت سے
آسمان سے پانی برسیگا۔ زمین سے دانہ اُگیگا۔ زمین عدالت سے حملو
ہوگی۔ بعد اُس کے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔ اور ابو ہریرہ اور ابن
مسعود سے دو سند کے ساتھ روایت ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔
کہ نہ ہے دنیا سے مگر ایک دن۔ تو جناب باری وہ دن اتنا بڑا کریگا۔ کہ
میرے اہلبیتؑ میں ایک مرد کو مبعوث کرے۔ لقب و نام میں میرا ہم نام
ہے۔ مہدیؑ اُس کا لقب ہے۔ بعد ظلم و جور کے زمین میں عدالت کریگا۔
اور عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ
نے ایک حدیث طولانی کے آخر میں فرمایا۔ کہ جس وقت گمراہی و فسق و فجور
عالمگیر ہو۔ ہر ایک زندانِ غواہیت و ضلالت میں اسیر ہو۔ ایک مرد
اولاد علیؑ سے ماقب بمہدیؑ کا ظہور ہو۔ دروغ و کذب و افترا و فسق
و فساد و درہو۔ ایام سختی و دشواری معدوم ہو کر زمانہ فرحت و سرور کا مانی
کا آئے۔ ہمارے شیعوں اور دوستوں کو اُس کے سبب سے خداؤلت
بندگی سے بچائے۔ ہر ایک عزت و ابر و پائے سب کا خوف و ہراس
جائے۔ بعد اُس کے فرمایا۔ کہ اول امت میں ہوں۔ اور وسط امت
مہدیؑ۔ اور آخر امت عیسیٰؑ ہے۔ اس درمیان میں بہت ہرج و مرج
و فتنہ و فساد ہو۔ اور ام سلمہؓ نے رسول خداؐ سے روایت کی ہے۔
کہ فرمایا رسول خداؐ نے مہدیؑ میری عترت اور اولادِ فاطمہؑ سے ہے۔
اور ابوسعید خدریؓ نے ایک طولانی حدیث کے آخر میں جناب رسول خداؐ
سے روایت کی ہے۔ کہ آپؐ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا۔ کہ اسے

میری پارہ جگر ہم اہلبیت کو خدائے سات چیزیں عطا فرمائی ہیں۔ کہ وہ دوسرے پیغمبروں کو نہیں ملی ہیں۔ تیرا باپ بہترین پیغمبران ہے۔ تیرا شوہر میرا وحی بہترین اوصیاء و شاہ مرداں ہے۔ ہمارا شہید تیرے شوہر کا چچا بہترین شہیداں ہے۔ تیرے پسرخم جعفر کو خدائے دو بچہ دئے ہیں جس سے وہ بہشت میں طیراں ہے۔ تیرے دو نو فرزند حسن اور حسین اس امت کے بہدین ہیں۔ میری عشرت سے حمدی اس امت کے مادی کونین ہیں۔ وہ عیسیٰ بن مریم کا مقتدا ہے بہت ذی مرتبہ پیش خدا ہے۔ بعد اس کے شانہ حسین پر ہاتھ مار کر تین مرتبہ فرمایا۔ کہ اس کی اولاد سے ہو گا۔

اور محمد آن چالیس حدیثوں کے جو حافظ ابو نعیم احمدی سے خروج حمدی صاحب الزماں میں بدایت علی بن بلال کشف الغمہ میں مرقوم ہیں۔ یہ حدیث ہے۔ کہ علی بن بلال نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کہ اُس نے کہا۔ کہ میں خدمت رسول خدا میں وقت رحلت کے حاضر ہوا۔ تو دیکھا میں نے۔ کہ جناب ستیڈہ سرہانے بیٹھی ہوئی آہستہ آہستہ رو رہی ہیں۔ منہ اشکوں سے دھو رہی ہیں۔ جب صدائے گریہ بتول عبد رباند ہوئی۔ حضرت نے سر اٹھایا۔ اور فرمایا جیبیتی فاطمہ کیوں تو اشکبار ہے۔ اور کس ملال و خیال میں مقیم رہے۔ عرض کیا مجھے خوف اس کا ہے۔ کہ بعد آپ کے ہم ضایع ہوں۔ دلوں میں جو کینے پوشیدہ ہیں شالچ ہوں۔ فرمایا۔ اے میری جیبیت تجھ کو نہیں معلوم ہے۔ کہ خدائے زمین پر نظر فرما کے تیرے باپ منتخب کے مبعوث برسالت کیا۔ بعد اس کے دوسری مرتبہ توجہ کر کے تیرے

شوہر کو مستحقِ خلافت کیا۔ اور مجھے حکم دیا۔ کہ تیرا عقد اُس سے کروں۔ اور ہم اہلبیت سات خصلتوں سے ممتاز کیا ہے۔ سب آدمیوں میں سرفراز کیا ہے۔ کہ کسی کو ہم سے پیشتر یہ فضیلت عطا نہیں ہوئی ہے۔ اور کسی پر یہ رحمت و مکرمت سے انتہا نہیں ہوئی ہے۔ تیرا باپ غلامِ پیغمبرِ عزیز و محبوبِ خدا ہے۔ تیرا شوہر ولیِ خدا بہترین اوصیائے ہے۔ اور بہترین شہداء اور زیادہ دوست پیشِ خدا حمزہ بن عبد المطلب تیرے پدرِ شہر کا چچا ہے۔ اور تیرے باپ اور شوہر کا پسرعلم و پردوں سے بہشت میں پرواز کناں جا بجا ہے۔ اور بطلین اس امت کے دو نافرند تیرے حسنین ہیں۔ کہ وہ سردارِ جوانانِ بہشت اور امامِ الثقلین ہیں۔ اُس پروردگارِ حق کی قسم جس نے مجھے پیغمبری پہنچایا ہے۔ کہ اُن کا باپ اُن سے بہتر ہے۔ اے فاطمہؑ خدا کی قسم اس امت کا مہدی میری اولاد سے ہے۔ جس وقت دنیا میں برج و مرج و فتنہ و فساد زیادہ ہو۔ ہر ایک فسق و فجور پہا مادہ ہو۔ سیلِ فساد سے بنیاد ہر ایک دل کی خراب ہو۔ امت میں پیچ و تباہی ہو۔ ظلم و جورِ علانیہ و فاش ہو۔ غیروں کے مال و زر کی تلاش ہو۔ راہیں مسدود ہوں۔ امن و امان کے وسیلے مفقود ہوں۔ ایک دوسرے کو غارت و تاراج کرے۔ نانِ شہینہ کا محتاج کرے۔ بزرگوں کو صغیروں پر رحم و الطاف کا خیال نہ ہو۔ اور صغیروں کو بزرگوں کی عزت و حرمت پر توجہ شامل حال نہ ہو۔ اُس وقت خدا ایک ایسے شخص کو مبعوث کرے گا۔ کہ گمراہی کے قلعوں کو خواب و برباد کرے۔ دلوں کو جو مثلِ تپھر کے سخت ہو گئے ہیں نرم کر کے شاد کرے۔ آخر زمانہ میں ہر دینِ مُردہ کو زندہ کر کے رواج دے۔ جیسا کہ میں نے کیا تھا۔ اور زمین کو جو ظلم سے بھری ہو۔ صاف کر کے

بیمہ عدالت و انصاف کرے۔ اے فاطمہ غم و غصہ دل سے دور کر دو۔
 رونا موقوف کر کے دل کو مسرور کرو۔ مجھ سے زیادہ تجھ پر خدا مہربان ہے۔
 اس واسطے کہ خدا نے تیرا نکاح اس کے ساتھ آسمان پر کیا ہے جو
 حسب و نسب میں بزرگترین مردم اور رحیم ترین خلق خدا اور عادل و سچ
 و اناترین مردم ہے۔ ہر قضیہ و مشکل میں ہم نے خدا سے خواہش کی
 ہے کہ پہلے اہلبیت میں سے جو ہم سے ملاقات کرے۔ وہ تو
 ہے پس امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ بعد پیغمبر کے فاطمہ زہراؑ بقید
 حیات نہ رہیں۔ مگر پچھتر روزہ۔

کشف الغمہ میں لکھا ہے۔ کہ محمد بن یوسف بن محمد شافعی نے کتاب
 الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب کے اول میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس
 کتاب میں وہ حدیثیں شمرے جو جمع کی گئی ہیں۔ کہ جو بطریق اہل سنت مستور
 ہیں۔ ان میں سے ایک خبر بھی کتب شیعہ سے نہیں ہے۔ اور یہ
 اہتمام اس واسطے کیا ہے کہ اثبات عباد الزام خصم میں کسی طرح کا
 شک و شبہ نہ ہو۔ اور صاحب کشف الغمہ نے یہ بھی تحریر کیا ہے۔ کہ
 احوال بناب صاحب العصر والزام بن خلیفۃ الرحمٰل میں اس نے پچیس باب
 اس تفصیل سے مرتب کئے ہیں۔

باب اول میں احوال غزوہ بسند معتبر اہلسنت کے ذریعہ عبد اللہ
 علیؑ لیا۔ کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ دنیا تمام نہ ہوگی۔ جب تک ہمارے
 اہل بیتؑ اس سے کوئی مرد مالک تمام عالم کا نہ ہو۔ اور وہ ہمارا ہمنام ہوگا۔
 اور اگر وہ نہ ہو۔ تو اپنے سزا میں اس روایت کو ذکر کیا ہے۔ اور نشان
 راویوں کا اس طرح پر دیا ہے۔ کہ عافیا ابراہیم بن محمد بن ازہر نے دمشق

میں۔ اور حافظ محمد بن عبد الواحد نے مسجد جامع جبل قاسیوں میں نصر بن عبد الجارح قاضی ہرات سے۔ ہرات میں محمد بن عبد اللہ بن محمود طائی سے اور اُس نے عیسیٰ بن شعیب بخری سے۔ اور اُس نے ابو الحسن علی بن بشر بخری سے۔ اور اُس نے حافظ ابو الحسن محمد بن الحسین الایری سے مجھ کو اس حدیث کی خبر دی ہے۔ اور شافعی نے اپنی کتاب میں اس زیادتی کے ساتھ نقل کیا ہے۔ کہ فرمایا رسول خداؐ نے۔ کہ اگر باقی نہ ہے دنیا سے مگر ایک روز تو خداوند اعلا اُس دن کو ایسا طویل کریگا۔ کہ ایک مرد کو ہمارے اطمینان سے کہ وہ ہنمام میرا ہوگا مبعوث کریگا۔ اور وہ زمین کو جو ظلم سے بھری ہوگی صاف کر کے عدالت سے بھرے گا۔ اور اس حدیث کو ترمذی و ابو داؤد نے بھی روایت کیا ہے۔ اور دوسری حدیثیں بھی لکھی ہیں۔

باب دوم اس بیان میں ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے تصریح کے ساتھ ارشاد کیا ہے۔ کہ ہمدیٰ اولاد فاطمہؑ سے ہوگا۔ اور تین حدیثیں اسی باب میں نقل کی ہیں۔ جو مطابق بعض مضمون اخبار سابقہ کے ہے۔

باب سوم اس امر میں ہے۔ کہ ہمدیٰ سادات اہل بہشت سے ہے۔

باب چہارم میں لکھا ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے اُس کی بیعت کا حکم دیا جس وقت وہ ظہور کرے۔

باب پنجم میں ہے۔ کہ اُس کی یاری اہل زمین مشرق کریں گے۔ اور یہ حدیث بھی عبد اللہ بن حارث زبیدی سے نقل کی ہے کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ کہ مشرق سے ایک گروہ ظاہر ہو جس سے ہمدیٰ کی سلطنت

میں استحقاق ہو۔ اور عقلمند بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم خدمت حبیب کبریا میں تھے۔ کہ ایک گروہ جو انا بنی ہاشم کا آیا۔ جب پیغمبر خدا نے اُن کو دیکھا۔ رنگ متغیر ہو گیا۔ اُنہوں سے آنسو جاری ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ چہرہ مبارک میں ہمیشہ ہم ایسا اثر دیکھتے ہیں۔ جس سے ہماری خاطر عملیں ہوتی ہیں۔ فرمایا ہم اُس خاندان سے ہیں۔ کہ خدا نے ہمارے واسطے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی ہے۔ میرے اہل بیت پر میرے بعد بہت بلائیں نازل ہونگی۔ کبھی میرے اہلبیت و عترت و آل اسرا میں شامل ہونگی۔ پابند ظلم و جور رہیں گے۔ دل پر غربت کا درد و الم سہیں گے۔ کبھی در بدلتش سیر ہوں گے۔ صاحب عزت و شرف ہو کر محتاج و حقیر ہوں گے۔ کہ معاندین اُن کو گھروں سے باہر نکالیں گے۔ اُن کے قتل پر تیغ و خنجر نیزہ و تیر باتھوں میں سنبھالیں گے۔ یہاں تک کہ ایک گروہ اہل مشرق کا علمائے سپاہ لیکر آئیگا۔ اور یکی کی طرف سب کو بلائیگا۔ مگر کوئی اُن کی اجابت نہ کریگا۔ اُن کی باتوں کی عمت نہ کریگا۔ وہ لڑائی کرنے پر ناچار ہوں گے۔ مغلوب اشرار و کفار ہوں گے۔ اُس وقت اس بات پر اُن کے دشمن راضی ہوں گے۔ کہ اُن کی مطلب برآری کریں۔ جو وہ شکر تے ہیں اُسے جاری کریں۔ مگر وہ لوگ قبول نہ کریں گے۔ آخر امر ریاست و سلطنت کو ہاتھ میں اُس شخص کے دیں گے۔ جو ہمارے اہلبیت سے ہوگا۔ اور وہ زمین کو عدالت سے بھرے گا۔ ظلم و جور کو نیست و نابود کریگا۔ جو شخص تم لوگوں میں سے اُس زمانہ کو پائے۔ لازم ہے۔ کہ اُس کی خدمت

میں جانے۔ اُس کی ہمارا ہی کرے۔ اگرچہ برف پر زانو کے بل چلنا پڑے۔
 اور ابنِ اعمش کو فی نے کتاب فتوح میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
 نقل کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ وَنَحْنُ لِلطَّلَاقِ وَبِیْحِ کَلِمَہِ تَرَحُّمِ ہے۔
 یعنی خدا رحمت کرے اہل طالق پر۔ اس واسطے کہ زمین طالق میں
 خدا کا خزانہ ہے۔ مگر نہ طلا ہے اور نہ نقرہ ہے۔ اُس میں ایسے
 چند مردانِ با خدا ہیں۔ کہ اپنے معبود کو اُن لوگوں نے بخوبی پہچانا ہے۔
 آخر زمانہ میں وہ مہمئی کی یاری کریں گے۔

باب ششم میں بیانِ مدتِ سلطنت و حکمرانی ہے جس سے
 دلوں کو شادمانی ہے۔ اور اُس میں ام سلمہؓ سے یہ حدیث نقل کی ہے
 کہ حبیب کبریائے فرمایا۔ کہ جب خلق میں ہمارے خلفاء سے کوئی مَرُ
 جائے۔ امت کے درمیان اختلاف ظاہر ہو۔ اور کوئی مدینہ سے
 بھاگ کر مکہ میں جائے۔ صحیح کثیر اہل مکہ سے اُس کو مجبور کر کے درمیانِ
 رکن و مقام کے اُس کی بیعت کریں۔ لشکرِ سفیانی شام سے اُس سے
 لڑنے کو آئے۔ مقامِ بیدام میں کہ درمیانِ مکہ و مدینہ کے ہے زمین اہل شام
 کو بھل جائے۔ جب یہ ماجرا واقع ہو۔ سکانِ شام و عراق آکر اس کی
 بیعت کریں۔ اس کے بعد ایک شخص ایسا پیدا ہو۔ کہ مامون اُس کے
 قبیلہ کلب سے ہوں۔ وہ بھی ایک لشکر مہیا کرے۔ اور مقاتلہ
 پر آمادہ ہو۔ آخر وہ بھی ناامید ہو کر شکستِ فاش کھائے۔ بس
 اموال کو تقسیم کرے۔ اور رفتارِ رسول خدا و سنتِ حبیب خدا پر اپنا عمل
 کرے۔ دینِ اسلام مبسوط اور واضح اور آسان ہو۔ سات برس یا
 نو برس بادشاہی کر کے پھر وفات پائے۔ سب مسلمان اُس پر

نماز جنازہ ادا کریں *

باب ہفتم میں اس امر کا ذکر ہے کہ عیسیٰ بن مریم اُس کا اقتداء کریں گے۔ اور اس باب میں چند حدیثیں لکھ کر چند اعتراض کئے ہیں۔ اور اُن کے جواب دئے ہیں۔ اس باب میں تھوڑی سی طوالت کی ہے۔ اور عجیب و غریب حکایت کی ہے *

باب ہشتم میں اُن نشانوں کا بیان ہے۔ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی صفات و شکل و شمایل ارشاد فرمائے ہیں *

باب نہم اس بحث میں ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صریحاً فرمایا ہے۔ کہ محمدی اولاد حسین علیہ السلام سے ہے۔ اور اُس حدیث ابو سعید خدری کو جو سابقاً لکھی گئی ہے۔ یہاں نقل کیا ہے *

باب دہم میں بیان کرم محمدیؐ ہے *

باب یازدہم میں اُن لوگوں کا رد ہے۔ جن لوگوں نے توہم کیا ہے۔ کہ محمدی علیہ السلام مہدی مسیح ہیں۔ اور اس باب میں حدیثیں نقل کی ہیں *

باب دوازدہم اُن احادیث کی تاویل میں ہے۔ کہ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ہم اقل امت ہیں۔ اور محمدی وسط امت ہے۔ اور عیسیٰ آخر امت ہیں۔ اور اس کے معنی کو بیان کیا ہے *

باب سیزدہم میں بیان کنیت و شباہت محمدی علیہ السلام ساتھ حبیب خدا کے ہے *

باب چہارم میں اُس قریہ کا ذکر ہے۔ کہ جہاں سے حضرت کا
ظہور ہوگا۔

باب پانزدہم میں وہ حدیثیں ہیں۔ جو اس بات پر دلالت کرتی
ہیں۔ کہ حضرت صاحب العصر والزماں علیہ السلام پر ابرسایہ کریگا۔ اور
اس باب میں عبد اللہ بن عمر سے نقل کیا ہے۔ کہ فرمایا پیغمبر خداؐ نے
کہ جب مہدیؑ خروج کریگا۔ ایک ابر بالائے سر رہیگا۔ اور اُس ابر
سے منادی ندا کریگا۔ کہ یہ ہے مہدیؑ خلیفہ خدا۔

باب شانزدہم اس بیان میں ہے۔ کہ ملک اُس کے بالائے
سر رہیگا۔ اور وہ ندا کریگا۔ کہ یہ ہے قائم مہدیؑ۔ اُس کی متابعت کرو۔
اور انہی حدیث نے تمام حدیث کو نقل کیا ہے۔

باب ہفتم میں وصف و شمایل جسم مہدیؑ کا ذکر ہے۔
اور اس باب میں حذیفہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ کہ مہدیؑ ایک مرد میری اولاد سے ہے۔ اُس کا رنگ مثل
رنگ عرب کے ہے۔ اُس کا بدن مانند بدن اسرائیلیوں کے بلند
بزرگ چہرہ رست پر خال ہاشمی مثل ستارہ درخشندہ کے ہوگا۔
زمین کو عدالت سے بھرے گا۔ بعد اس کے کہ ظلم و جور سے بھر گئی ہو۔
اور تمام آسمان و زمین کے پہنے ملے اور مرغان ہوا اُس کی خلافت
پر راضی ہوں گے۔

باب ہشتم میں آنحضرتؐ کے لباس کا بیان ہے۔ اور کیفیت
فتح بلاد کا اعلان ہے۔

باب نوردہم میں بیان کیفیت دندانہائے جناب ہے۔

باب بستم میں فتح قسطنطنیہ کا ذکر ہے +

باب بست ویکم اس بیان میں ہے۔ کہ اُن کا خروج بہت سے جباروں کی سلطنت کے بعد ہوگا۔ اور اس باب میں جابر سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ کہ فرمایا پیغمبر خداؐ نے۔ کہ بعد میرے خلفاء ہوں گے۔ اُن کے بعد امر ہوں گے۔ پھر اُن کے بعد بادشاہان جبار و سفاک ہوں گے۔ بعد اس کے حدیث میرے اہلبیتؑ سے خروج کریگا۔ اور زمین کو عدالت سے بھرے گا +

باب بست دوم میں اس امر کا بیان ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ حدیث امام صلح ہے +

باب بست و سوم اس ذکر میں ہے۔ کہ زمانہ حدیث میں کام امت آسودہ و متنعم رہیگی و فقر و محتاجی کا نام نہ ہوگا +

باب بست و چارم میں اس امر کا بیان ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا ہے۔ کہ حدیث خلیفہ خدا ہے۔ اور اس باب میں ثوبان سے روایت کی ہے۔ کہ پیغمبر خداؐ نے فرمایا۔ کہ تین شخص مائے جاہ میں کہ وہ سب پیغمبر خلیفہ کے ہوں۔ بعد اس کے علمائے سیاہ پیدا ہوں۔ اور اُن سب کو قتل کریں۔ اس طرح پر کہ کبھی اتفاق نہ ہووا ہو۔ بعد اس کے خلیفہ خدا میری امت سے خروج کرے۔ کہ حدیث اس امت مرحومہ کا ہے جب اُس کے ظہور کی خبر ہو۔ اُس کے پاس جاؤ و بیعت کرو۔ وہ خلیفہ خدا و حدیث امت ہے +

باب بست و پنجم میں اس امر کی دلیلیں بیان کی گئی ہیں۔ کہ حدیث امت محمدیؐ موجود ہے۔ جس روز سے غایب ہوا ہے۔

اس وقت تک زندہ ہے۔ اور کوئی مخالفت عقلاً و عادتاً اُس کے زندہ رہنے و طول عمر میں نہیں ہے۔ عیسے و خضرؑ والیاسؑ دوستانِ خدا سے اور دجال و ابلیس و دشمنانِ خدا سے باجماع امت باقی و موجود ہیں۔ اور قرآن و احادیث بھی ان لوگوں کے باقی رہنے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور ان کا انکار کوئی نہیں کرتا۔ اور جو لوگ وجودِ مہدی سے انکار کرتے ہیں۔ وہ دو راہ سے ہے۔ ایک طولِ زمان۔ دوسرے یہ کہ ہزار ہزار برس تک سرداب میں بسر کیا۔ اور کسی نے اُن کے واسطے آب و نان مہیا نہیں کیا۔ اور یہ عادتاً محالات سے ہے۔

بعد اس کے محمد بن یوسف شافعی نے اس بحث میں بہت طول اثباتِ دعا میں دیا ہے۔ اور اولاً البقاء عیسےؑ کو اس آیت سے ثابت کیا ہے۔ **وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ**۔ یعنی نہیں ہے اہل کتاب سے کوئی۔ مگر ایمان لاویگا اُس سے قبل موت کے۔ اور اب تک کوئی اُس کے ساتھ ایمان نہیں لایا ہے۔ پس لازم ہے کہ آخر زمانہ میں ہو۔ اور حدیثیں بھی نقل کی ہیں۔ اُن سب حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے۔ کہ قصہ دجال و غیرہ میں ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ عیسےؑ نازل ہوں مارہ بیضاء شرقی و مشرق پر۔ اور دونوں ہاتھوں سے پر و فرشتوں کے پکڑے ہوئے ہوں۔ لیکن خضرؑ والیاسؑ کا زندہ رہنا پس مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ ابو سعید خدریؓ سے کہا اُس نے۔ کہ باتیں کہیں پیغمبرِ خدا نے مجھ سے حدیث طولانی کے ساتھ۔ اور جو کچھ فرمایا۔ اُن سب میں یہ تھا۔ کہ دجال خروج کرے۔ اور

نزدیک مدینہ کے پہنچے۔ تو ایک مرد کہ بہترین خلق خدا ہو۔ اُس کے پاس آئے۔ اور اُس سے کہے کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس کی کہ تو دجال ہے پیغمبر خدا نے مکرزیرا حال مجھ سے کہا ہے۔ دجال اپنے توابع سے کہے کہ اگر اس کو ہم قتل کریں۔ اور پھر زندہ کریں۔ تو آیا کوئی شک ہمارے بارہ میں ہم لوگوں کو باقی رہیگا یا نہیں۔ اُس وقت وہ سب کہیں گے۔ کہ پھر کوئی شک نہیں رہیگا۔ پس وہ اُس شخص کو مار کر جلائیگا۔ وہ شخص زندہ ہو کر گئیگا۔ کہ جیسا پہلے ہم تجھ کو دجال جانتے ہیں۔ ویسا ہی اب پہچانتے ہیں۔ کوئی تفاوت ہمارے اعتقاد میں نہیں ہوا ہے۔ دوسری مرتبہ جب دجال اُس مرد کو قتل کرنا چاہے۔ ممکن نہ ہوگا۔ اور وہ مرد مقتول و زندہ شدہ خضر ہیں۔ لیکن دجال پس حدیث تمیم داری وغیرہ اور نقل اُس حیوان کی جو ان لوگوں سے ہمکلام ہوا۔ اس باب میں نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ کس واسطے کہ ہم نے صحیح میں نقل کی ہے اور لکھا ہے۔ کہ یہ حدیث صریح ہے بقاء دجال پر۔ لیکن ابلیس ملعون۔ پس کتاب خدا اس پر شاہد ہے۔ رَبِّ فَانْظُرْ فِي آيَاتِي يَوْمَ يَبْعَثُونَ قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ اِلٰى اٰزِمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ یعنی کمال میرے پروردگار پس ڈھیل دے میرے تائیں اس دن تک کہ اٹھائے جاویں۔ پس تحقیق تو ڈھیل دے گیوں سے یہ دن وقت معلوم تک۔

لیکن بقاء مہدیؑ پس وہ بھی کتاب و سنت میں مذکور ہے۔ سعید بن جبیرؓ نے افسیہؓ نے ظہرہؓ علی الدی کے لہ و لو گئے۔ اہل شہر کے بتایا ہے کہ وہ مہدیؑ عترت فاطمہؑ سے ہے۔

اور مقاتل بن سلیمان اور علاوہ اُس کے دوسرے شخصوں نے تفسیر وانہ لعلہ الساعة میں لکھا ہے۔ کہ مراد اُس سے مہدی موعود ہے۔ جو آخر زمانہ میں ہوں گے۔ اور اُن کے خروج کے بعد قیامت برپا ہوگی۔ اور اُس کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ بعد اس کے جواب طویل طول زمانہ کا دیا ہے۔ اور سید بن طاووس نے کتاب طرایف میں بہت سی حدیثیں جمع ہیں الصحاح اور فردوس و مناقب المغازی و مصابیح پسر محمد بن مسعود سے نقل کی ہیں۔ اور بعد اُس کے لکھا ہے کہ علماء شیعہ سے ایک عالم نے ایک کتاب تصنیف کی۔ اور اُس کا نام کشف المخفی فی مناقب المہدیؑ رکھا۔ اُس میں ایک سو دو حدیثیں بطریق اہل سنت نقل کی ہیں۔ صحیح بخاری سے تین حدیثیں۔ اور صحیح مسلم سے گیارہ حدیثیں۔ اور جمع بین الصحیحین حمیدی سے دو حدیثیں۔ اور جمع بین الصحاح عبد رسی سے گیارہ حدیثیں۔ اور فضائل الصمدیہ عکبری محدث مسند احمد بن حنبل سے سات حدیثیں۔ اور تفسیر ثعلبی سے پانچ حدیثیں۔ اور غریب الحدیث بن قتیبہ ونبوری سے چھ حدیثیں۔ اور کتاب الفردوس ابن شیر دیہ ولبی سے پانچ حدیثیں۔ اور کتاب مسند سیدہ نساء عالمین فاطمۃ الزہراءؑ تابعہ حافظ ابوالحسن علی الدارقطنی سے چھ حدیثیں۔ اور مسند امیر المومنین علیؑ حافظ مذکور سے تین حدیثیں۔ اور مبتداء کسافی سے دو حدیثیں مشتمل ہیں۔ نیز ذکر مہدیؑ و ذکر خیر و ج سفیانی و دجال پر۔ اور مصابیح حسین بن مسعود فراء سے پانچ حدیثیں۔ اور ملاحمہ ابی الحسن احمد بن جعفر نادوی سے چونتیس حدیثیں۔ اور کتاب حافظ حضری محدث بابن مطبق

سے تین حدیثیں۔ اور کتاب رعایتہ ابو الفتح فرغانی سے تین حدیثیں۔
 اور خبر سلیم روایت حمیدی سے نیز اور استیعاب نمری سے دو حدیثیں
 پھر کہا سید نے کہ میں واقف ہوا جزو ثانی کتاب سنن روایت محمد
 بن یزید ماجہ پر جس میں باب خروج ہمدی میں اس کتاب سے
 سات حدیثیں مع سند نقل کی ہیں خروج ہمدی میں۔ اور اس میں کہ
 وہ اولاد فاطمہ سے ہیں۔ اور بھرتنگے زمین کو عدل سے جس طرح
 بھری ہے ظلم و جور سے۔ پھر اشارہ کیا سید نے اس کا جسے
 جمع کیا حافظ ابو نعیم نے چالیس حدیثوں سے وصف ہمدی میں۔
 پس سب حدیثیں جو طریق اہل سنت سے وجود ہمدی اور ان کے
 باقی رہنے میں نظر سید جلیل ابن طاؤس سے گذری ہیں۔ ایک سو
 ستادین حدیثیں ہوتی ہیں۔ تفصیل تعداد احادیث کشف المخفی سے
 ایک سو اٹھ شمار میں آتی ہیں۔ شبہ ہوتا ہے کہ مبتداء کسانی کی
 حدیث کو چار شمار کیا ہے۔ پس اس رد سے ایک سو دس حدیثیں
 کشف المخفی کی اور سات حدیثیں کتاب سنن کی اور چالیس جمع
 کردہ ابو نعیم کی۔ تو سب ملا کر ۱۵۷ ہونیں۔ ریاض الشہادت
 میں ۱۵۶ جو لکھا ہے۔ شمار میں سہو ہوا ہے۔ بعد اس کے
 سید مذکور نے لکھا ہے۔ کہ لیکن طریق شیعہ سے اس قدر حدیثیں
 اس بارہ میں وارد ہوئی ہیں۔ کہ بڑی بڑی کتابوں میں اس کا ذکر
 ہو سکتا ہے۔ اور بتواتر اکابر سلف سے جو ہم تک پہنچا۔ وہ یہ
 ہے۔ کہ ہمدی موعود کی ولادت مستور تھی۔ وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ
 ہر شخص پر ظاہر تھا۔ کہ جب سلطنت و خلاہ کا ان کی زمانہ ہوگا۔ کیسی

دولت و سلطنت باقی نہ رہیگی پس حضرتؑ کے باب میں خوف ہوا۔
 جیسا کہ ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے لئے ہوا تھا۔ اور اُن کی ولادت مخفی
 رکھی گئی تھی۔ اور یہ مطلب شیعوں پر واضح و ظاہر ہے اُس اختصاص
 کی نظر سے۔ کہ جو اُن کے پدران بزرگوار کے ساتھ رکھتے ہیں۔ کیونکہ
 جو شخص کسی طائفہ سے کوئی خصوصیت بہم پہنچاتا ہے۔ تو وہ شخص غیر
 سے زیادہ اُس کے احوال سے مطلع ہوتا ہے۔ جیسا کہ یاران
 شافعی حال یحیٰ بن حنفی سے زیادہ اعرف ہیں۔ اور سب مذاہب کا
 یہی حال ہے۔ بدستی کہ ولادت امام عصرؑ سے جناب حکیم خاتون
 اور چند کنیزیں اور وہ قابلہ جو مخفی طور پر بلائی گئی تھیں آگاہ ہوئیں۔
 اور اصحاب امام حسن عسکریؑ اور چند خواص شیعوں ہی مطلع ہوئے
 تھے۔ اور معجزات و کرامات اور احکام اور مسائل اُن سے استفسار
 کئے گئے تھے۔ اور سب کو جواب شافی ملا تھا۔ اور ایام غیبت صغریٰ
 میں اُن کی طرف سے وکلاء اور اسباط تھے۔ کہ جو بنام و نسب
 معروف ہیں۔ جو اُن کے معجزات و کرامات سے خبر دیتے تھے۔
 شیعوں کے مسائل مشککہ کا جواب ملتا تھا۔ جیسے عثمان بن سعید
 عمری کہ جو مقام قطخان میں مدفون ہیں۔ اور وہ بغداد کے کچھم کی
 طرف واقع ہے۔ اور اُن کے پسر محمد بن عثمان اور ابو القاسم بن
 بن روح بن ابی بختی و علی بن محمد سمری ہیں۔ علماء عامہ بھی ان علماء کو
 وکلاء مہدیؑ جانتے ہیں۔ اور بعضی کہ علماء اہل سنت سے ہے
 کتا ہے۔ کہ ان چار وکیلوں نے اور علاوہ اُن کے ایک گروہ کثیر
 نے جناب صاحب الامرؑ کو دیکھا ہے۔ اور یلیس اور علامتیں

اُن کے ہاتھ سے اُن کے لئے ثابت ہوئی ہیں۔ اس طرح پرکہ یقیناً اُن
 کو معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ صاحب العصر علیہ السلام ہیں۔ جلد سیزدہم
 بحار میں کفانۃ الاشراف فی النصوص علی الائمۃ الاثناعشر سے منقول ہے۔
 محمد بن حنفیہ سے۔ اور اُس نے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ سے
 نقل کیا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی
 علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ یا علیؑ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے
 ہوں۔ تو برا اور وزیر ہمارا ہے۔ جب ہم دنیا سے رحلت
 کریں گے۔ تمہاری طرف سے جو کینے دلوں میں چھپے ہوئے
 ہیں ظاہر ہوں گے۔ بعد میرے بہت فتنہ و فساد ہوگا۔ کہ جو
 سخت و شدید ہے۔ اُس فتنہ میں آپس کا ملاپ اور دوستی
 ظاہری و باطنی باقی نہ رہے۔ اور وہ اُس وقت ہے۔ کہ شخص
 پنجم کو اولاد ہفتم سے جو تیری اولاد سے ہوگا بشیعہ گم کرینگے۔
 اور اس کو نہ دیکھینگے۔ اور بسبب نہ دیکھنے کے اہل آسمان و زمین
 تمہیں نہیں دیکھیں گے۔ اور اسی سبب سے اکثر مومن و مومنہ حیران و گم
 رہیں گے۔ بعد اس کے سر جھکا لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر
 فرمایا۔ اُس پر میرے پدر و مادر فدا ہوں۔ وہ میرا ہمنام اور میرا
 اور مومن بنے بن عمر ان کا شبیہ وہ عالی مقام ہے۔ شعاع قدس
 سے پوشاک نور اُس کے بدن پر ہوگی۔ گویا میں دیکھتا ہوں۔
 کہ شیعہ سب مایوس ہو گئے ہیں۔ اُس وقت ان کے کانوں میں
 دور سے صدا آتی ہے۔ مثل اس کے کہ نہ دیکھ سکتے کوئی آواز
 ہے۔ اور وہ صدا اہل عالم کے لئے رست ہے۔ اور منافقوں کے

لئے عذاب و رحمت ہے۔ اصحاب نے عرض کیا۔ وہ کیا صدا ہوگی۔ فرمایا۔ ماہِ رجب میں تین صدائیں گئی۔ اول کالِ بَعۡثِ اللہ علی القوم الظالمین۔ دوم اِزۡفۡۃُ الاِزۡفۡۃِ۔ سوم اِلاٰنِ اللہ قد بعث فلاں بن فلاں۔ یعنی آگاہ ہو۔ کہ فلاں پسر فلاں کو خدا نے بھیجا۔ اور اُس کے نسب کا ذکر علیؑ تک کریں گے۔ جب ظہور ہوگا۔ ظالموں کی ہلاکت ہوگی۔ دوستوں کو راحت ہوگی۔ شیعوں کے سینوں کو آرام حاصل ہوگا۔ غم و غصہ دلوں سے زایل ہوگا۔ جناب علیؑ ابن ابیطالبؑ نے عرض کیا۔ کہ بعد میرے کتنے امام ہیں۔ فرمایا۔ بعد سنین کے نو خلفائے عالی مقام ہیں۔ نواں شخص قائم ہے۔ اکمال الدین میں حضرت امیرؑ سے مروی ہے۔ کہ فرمایا حضرتؑ نے۔ ہمارے قائم کی غیبت طولانی ہوگی۔ گویا ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جس طرح چراگاہ میں گوسفندیں واسطے طلبِ ذی کے دوڑتی پھرتی ہیں۔ اُسی طرح شیعے ہمارے قائم کے متلاشی ہیں۔ اور نہیں پاتے ہیں۔ جو شخص اپنے دین پر ثابت رہیگا۔ طولِ غیبتِ امام سے قسۃ القلب نہ ہوگا۔ قیامت کے دن ہمارے درجہ میں شریک ہوگا۔ اور ہمارے ہمراہ رہیگا۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ ہمارا قائم جب خروج کریگا۔ تو اُس کی گردن میں کسی کی بیعت نہ ہوگی۔ اسی سبب سے ولادت اُس کی محض ہوگی۔ اور بسمِ شریفِ آنکھوں سے مستور ہوگا۔ غیبتِ نعمانی میں حضرت صادقؑ اُسے اور اُن حضرتؑ نے اپنے آباء کرام سے روایت کی ہے۔ کہ آپ فرات میں عہد امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ

میں طغیانی ہوئی۔ تو آپ مع حسنین علیہم السلام کے سوار ہوئے۔ اور طایفہ ثقیف کی طرف گذر فرمایا۔ اُن لوگوں سے کہا۔ کہ حضرتؑ بوجہ زیادتی آب کے تشریف لائے ہیں۔ کہ پانی کو پھیریں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم اور یہ دونوں فرزند میرے مقتول ہوئے۔ موردِ ستم و جور فرقہ جہول ہونگے۔ اور آخر زمانہ میں خداوندِ جہاں میری اولاد سے ایک مرد کو مبعوث کریگا۔ کہ وہ ہمارے خون کی طلبگاری کریگا۔ مدد اُس کی جناب باری کریگا۔ آدمیوں کی نفر سے غائب رہیگا۔ تاکہ جس قدر گمراہ ہیں۔ وہ جدا ہو جائیں۔ یہاں تک کہ جہلاء نادان کہیں گے۔ کہ آلِ محمدؑ کے ساتھ خدا کو کچھ عنایت نہیں ہے۔ ایضاً روایت کی ہے عیسیٰ بن عبد اللہ علوی نے اپنے پدران بزرگوار سے اور انہوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے۔ کہ فرمایا۔ صاحب الامرؑ میری اولاد سے وہ شخص ہے۔ کہ جس کے حق میں کہا جائے۔ کہ مَاتَ وَ هَلَكَ لَا بَنَىٰ فِيْ آيٍ وَّ اِچ سَلَكَ یعنی معلوم نہیں ہے۔ کہ مر یا ہلاک ہوا۔ یا کس جنگل میں گم ہوا۔ اور کہاں گیا۔ عکرمہ نے روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہمارے یہ شیعے نہ منفک ہونگے۔ تاہینکہ ہونگے بمنزلہ بیٹھڑ کے۔ جیسا کہ کوئی قصا جب بہت سے گوسفند رکھتا ہے۔ اور چاہتا ہے۔ کہ کسی کو اُن میں سے ذبح کرے۔ اور یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کس پر ہاتھ ڈالے۔ اسی طرح ہمارے شیعے چونکہ بکثرت اور متفرق ہیں۔ گمراہ کرنے والے نہیں جانتے۔ کہ کس کو گمراہ کریں۔ اور وہ شیعے

ایام غیبت میں کوئی شرافت و تکیہ گاہ نہیں رکھتے ہیں۔ کہ اُس پر اپنے امور میں تکیہ و بھروسہ کریں + ابن طاووس نے طریقت میں جمع بین الصحاح الستہ سے بروایت ابی اسحاق سبعی روایت کی ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام نے ارشاد کیا اُس حالت میں کہ جانب حسین دیکھ رہے تھے۔ کہ یہ سپر میر اسید و بزرگ ہے۔ جیسا کہ اُس کے جد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کا نام رکھا ہے۔ اس کے صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ کہ جو تمہارے پیغمبر کا ہنام ہوگا۔ خلق و خلق میں اُس کے مشابہ ہوگا۔ زمین کو عدالت سے مملو کرے گا + اور کتاب اکمال صدوق و غیبت شیخ طوسی و غیبت نعمانی اور کتاب اختصاص میں اسانید متعددہ سے۔ اصبح بن نباتہ سے یہ روایت مذکور ہے۔ کہ اصبح بن نباتہ نے کہا۔ کہ ایک دن خدمت حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں حاضر ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت متفکر ہیں۔ اور زمین پر خطا کھینچ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین علیہ السلام۔ آپ کو ہم فکر مند دیکھتے ہیں۔ آیا ازراہ غیبت دنیا ہے۔ فرمایا۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ خدا کی قسم مجھے ہرگز غیبت دنیا کی نہیں ہے۔ اور نہ پیشتر اس کے ہم راغب طالب تھے۔ نہ زمین میں۔ نہ مطلق دنیا میں۔ نہ ایک دن۔ نہ ایک ساعت۔ لیکن ہم فکر کرتے ہیں اُس مولود کی۔ جو ہماری پشت سے ہم پہنچا گیا ہو۔ فرزند میرا۔ اور حمد ہی اس ہمت کا ہے۔ زمین کو عدالت سے سرسبز و شاداب کرے گا۔ ظلم و ستم کو معدوم و دنیا بکریگا۔ ایسی حیرت و غیبت اُس کے واسطے ہو۔ کہ بہت سے گناہ و جاثیں۔ اور اکثر ہریت

پائیں۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ کیا یہ ہونا ہے؟
 فرمایا۔ ہاں تو کیا جانتا ہے اس امر کو۔ اے صبیح وہ سب اچھے
 اشخاص اس امت کے ہیں۔ کہ عترت کے اچھے اشخاص کے ساتھ
 رہیں گے۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ اس کے بعد کیا ہوگا یا امیر المؤمنین۔
 فرمایا۔ جو کچھ منظور خدا ہو۔ کیونکہ وہ مرید ہے۔ اور اُس کے ابراہے
 کو ابتداء و انتہاء ہوتی ہے۔ اور جملہ نصوص والہ وجود حضرت
 مہدیؑ پر اور قیام قائم پر خطبہ مشہورہ شیخ البلاغت ہے۔ کہ
 بہت بڑا خطبہ ہے۔ منجد فقرات خطبہ کے یہ فقرہ ہے۔
 لَيْفِرَّجَنَّ اللَّهُ بِرَجُلٍ مِّنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ یعنی ہر آئینہ خداے تعالیٰ
 کشایش کر امت کرے گا بسبب ایک مرد کے۔ جو ہم اہلبیت سے
 ہوگا۔ باپ میرا اُس سپر بہترین کہتراں پر خدا ہو۔ ہمارے دشمنوں کو
 اُس سے سوائے شمشیر کے اور کچھ نہ ملیگا۔ کہ جس تلوار کو وہ اپنے
 دوش سے زینت دیگا۔ اور اتنا قتل عام کرے اور شمشیر کو
 اُن کے خون سے بھرے۔ کہ قریش کہیں گے۔ کہ اگر یہ ولاد فاطمہؑ
 سے ہوتا۔ تو اس کے دل میں رحم ہوتا۔ اور ہمارے اوپر رحم کرتا۔
 نیز دھما رہا اُس کو بنی امیہ پر مسلط کرے گا۔ ایسا تسلط کہ اُن کے استخوان
 کو مثل خاک کے کر ڈالیگا۔ مَلْعُونِينَ اَيْنَمَا ثَقِفُوا اخِذُوا وَقْتِلُوا
 تَقْتِيلًا۔ بعد نقل اس خطبہ کے ابن ابی الحدید نے کہ معارف علماء
 اہل سنت سے ہے۔ اور شارح شیخ البلاغہ نے لکھا ہے۔ کہ
 اگر کوئی کہے۔ کہ یہ شخص موعود کون ہے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ وہی
 امام دوازہم رافضیوں کا ہے۔ اور وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ پسر

ایک کنیز زحیٰ نام کا ہے۔ ہمارے اصحاب اہل سنت و جماعت ایسا گمان کرتے ہیں۔ کہ ابھی وہ موجود نہیں ہے۔ لیکن نسل فاطمہ و امیر المومنین سے بعد اس کے متولد ہوگا۔ اور ماں اُس کی ام ولد ہوگی۔ اور اگر کوئی کہے کہ بنی امیہ سے اُس وقت کون موجود ہوگا۔ کہ اُن کو اس طرح پر قتل کریگا۔ اور انتقام لیگا۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ شیعے قابل رجعت ہیں۔ اور اُن کا گمان یہ ہے۔ کہ انہیں بنی امیہ کا ایک گروہ جن سے ملہیت کو ایذا و اذیت پہنچی ہے۔ وہ بار بار زندہ کئے جائیں گے۔ بعد ظہور قائم مدی علیہ السلام کے۔ اور اُن کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔ بعضے کو رونا بینا کئے جائیں گے۔ بعضے سولی پر چڑھائے جائیں گے۔ متقدمین اور متاخرین مردہ و زندہ دشمنان آل محمد سے انتقام لیا جائیگا۔ لیکن اصحاب اہل سنت کا یہ گمان ہے۔ کہ آخر زمان میں ایک شخص اولاد فاطمہ سے جناب باری پیدا و موجود کریگا۔ وہ انتقام لیگا۔ اور زمین کو عدالت سے بھر لیگا۔ جیسا کہ ظلم و ستم سے مملو ہو گئی ہو۔ اور تمام بدکرداروں کو بہت سخت نکال و عذاب سے معذب کریگا۔ اُس کی ماں ام ولد ہوگی۔ ہمنام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوگا۔ اور نسل بنی امیہ سے ایک بادشاہ غیانی نام کا ہوگا۔ جس کا وعدہ اخبار و آثار میں ہے۔ اور وہ اولاد سفیان بن حرب سے ہوگا۔ وہ امام فاطمی اُس بادشاہ کو محد اُس کے اتباع بنی امیہ وغیرہ بنی امیہ سے قتل کریگا۔ بعد اس کے تمام عالم پر اُس کا تسلط ہوگا۔ عالم میں انصاف کریگا۔ مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے۔ قیامت کی علامتیں ظاہر ہونگی۔ دابة الارض ظاہر ہوگا۔ اور تکلیفات

تمام ہو جائیگی۔ اور وہ حدیثیں کہ جو حضرت سید الاولیاء سے بیان ظہور حضرت صاحب الامرؑ اور علامات ظہور و رجعت میں وارد ہوئی ہیں۔ اس درجہ زیادہ ہیں۔ کہ یہ مختصر سالہ اُس کی گنجائش نہیں رکھتا۔ وہ دیوان کہ منسوب بہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام ہے۔ اُس میں یہ چند شعر تحریر ہیں :-

بَنِي إِدَامَا جَاشَتْ لَلرُّكْ فَأَتَمَّظَنُرْ وَذَلْ مَلُوكُ الْأَرْضِ مِنْ إِي هَاشِمٍ صَبِيٍّ مِنَ الصَّبِيَّانِ لَا مَآيَ عِنْدَهُ فَتَمَّ يَقُومُ الْقَائِمُ الْحَقُّ مِنْكُمْ يَبْنِي نَبِيَّ اللَّهِ نَفْسِي فِدَاؤُهُ	وَلَا يَ مَهْدِيَّ يَقُومُ فَيَعْدِلُ وَلَوْ بَعِ مِنْهُمْ مَنْ يَلِدُ وَيَهْزِلُ وَلَا عِنْدَهُ جَدُّ وَلَا هُوَ لِعَقِلُ وَبِالْحَقِّ يَأْتِيكُمْ بِالْحَقِّ يَعْمَلُ فَلَا تَحْذَرُوا يَا بَنِي وَعَجَلُوا
--	---

یعنی اے ہمارے فرزند جس وقت جماعت اتراک صاحب حکم ہوں۔ انتظار ولایت یعنی حکومت مہدیؑ کا کرنا۔ تمام بادشاہان روئے زمین ذلیل ہوں گے۔ اُن سے بیعت لے جانے کے واسطے اُن شخصوں کے کہ عناد و تمسخر کرتے تھے ایک طفل کے لئے کہ نہ فکر و تدبیر رکھتا ہے اور نہ ادراک اشیاء کی اُسے عقل ہے اُس وقت قائمِ حق خدوج کو بیگا۔ اور تمہارے لئے حق ظاہر کر بیگا۔ حق پر اُس کا عمل ہو گا۔ وہ ہمنام پیغمبرِ خدا ہے۔ جان میری اُس پر فدا ہو۔ اُس وقت کو اے فرزند و ہاتھ سے نہ دو۔ اُس کی نصرت میں تعجل کرو۔

کتاب اکمال الدین میں ابو سعید عقیصا سے روایت ہے کہ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے مصالحت کی۔ تو بعض نے حضرتؑ کو ملامت کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ افسوس تم لوگ نہیں جانتے کہ میں نے

کیا کیا ہے قسم خدا کی جو کچھ میں نے کیا ہے۔ وہ شیعوں کی سیٹھ
 اُن چیزوں سے بہتر ہے۔ کہ جن پر آفتاب طلوع و غروب کرتا ہے۔
 آیات تم لوگ نہیں جانتے۔ کہ میں امام مفسر من الطاعة ہوں۔ اور
 نبض پیغمبر و ارجوانان بہشت ہوں۔ سب نے کہا راست ہے۔
 ایسا ہی بے کم و کاست ہے۔ فرمایا۔ تم نہیں جانتے ہو۔ کہ جب
 خضرؑ نے کشتی میں سوار کیا۔ اور غلام کو مارا۔ اور دیوار کو گرایا۔ تو حضرت
 موسیٰؑ کیوں غصہ میں آئے۔ وجہ اس کی یہ تھی۔ کہ وہ اُن فعلوں کی
 مصلحت و حکمت کو نہیں جانتے تھے۔ حالانکہ خدا کے نزدیک وہ
 عین صواب تھا۔ مگر تم نہیں جانتے۔ کہ ہم اماموں میں سے ہر ایک
 کی گردن میں بیعت طاغی زمان کی ہوتی ہے۔ مگر قائم کر روح اللہ
 اُس کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ کیونکہ خدا اُس کی ذات کو محض رکھیں گا۔
 اور سب کی نظروں سے غائب رہیگا۔ تاکہ جب باہر آئے۔ تو اُس کی
 گردن میں کسی کی بیعت نہ ہو۔ اور وہ فرزند ان حسینؑ سے نویں اولاد
 ہے۔ پسر سیدہ کنیز ان ہے۔ خداے تعالیٰ عمر اُس کی غیبت میں
 دراز کرے۔ جب ظاہر ہو۔ تو بشکل اُس جوان کے ہو۔ جو چالیس
 سال سے کم ہوتے ہیں۔ اس واسطے کہ ہر ایک شخص آگاہ ہو۔ کہ
 خدا ہر شے پر قادر ہے۔ ایضاً علی بن الحسینؑ سے مروی ہے کہ
 آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میرے پورے مجھ سے ارشاد کیا ہے۔
 کہ میرے نویں فرزند میں سنت یوسفؑ و موسیٰ بن عمران ہے۔
 وہ قائم اہلبیتؑ ہے۔ ایک رات میں خدا اُس کے جملہ امور کی اصلاح
 فرمایگا۔ ایضاً عبدالرحمن بن ہرلیط نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم اہل بیت میں سے بارہ حمدی
 بہمنہ پنچیں گے۔ کہ اول اُن کا امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ ہے۔ اور
 آخر اُن کا ہماری اولاد سے نواں فرزند ہے۔ وہ امام قائم بحق ہے۔
 خدا نے تعالیٰ اُس کے وجود سے زمین مردہ کو زندہ کرے گا۔ اور وہ
 سب دنیوں کو منسوخ کر کے دین حق ظاہر کرے گا۔ ہر چند مشرکین و
 کفار کو کراہت ہو۔ اور اُس کے واسطے البی غیبت ہوگی۔ کہ بہت
 سے لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ اور تھوڑے سے حق پر رہ جائیں گے۔
 اور جو لوگ تھوڑے سے ہوں گے۔ اُن کو دست کفار سے اوتھیں
 پہنچیں گے۔ اور اُن سے دشمنان دین کیمن گے۔ مَتٰیٰ هٰذَا الْوَعْدُ
 اَنُكَلِّمُكُمْ صَادِقِیْنَ۔ بدستیکہ جو اُس کی غیبت میں دشمنوں کی اذیت
 و تکذیب پر صبر کرے۔ مثل اُس شخص کے ہوگا۔ کہ جس نے پیشین
 تلوار سے جہاد کیا ہے۔ اور شیخ طوسیؒ نے کتاب غیبت میں عبد
 بن شریک سے ایک حدیث طولانی نقل کی ہے۔ منجملہ اُن سب کے
 یہ ہے۔ کہ جناب امام حسین علیہ السلام کا گذرا ایک مجلس میں ہوا۔ کہ
 ایک کردہ بنی امیہ کا مسجد رسولؐ میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اُن سے
 فرمایا۔ کہ دنیا تمام نہ ہوگی اُس وقت تک۔ کہ خدا ایک شخص کو سماوی
 نسل سے پیدا کرے۔ کہ وہ تم لوگوں میں سے ہزار آدمی اور ہزار
 ہزار آدمی اور ہزار ہزار آدمی کو قتل کرے۔ میں نے عرض کیا۔
 کہ میں آپ پر فدا ہوں۔ اس جماعت کی اولاد اس قدر ہوگی۔ فرمایا۔
 وائے تجھ پر اُس زمانہ میں ایک شخص کے صلب سے ہزار نفر بہم
 پہنچیں گے۔ اور غلام اور آزاد کردہ کا شمار اُن لوگوں کا نہیں لوگوں

میں ہے۔ اور علی بن الحسینؑ نے ابو خالد کابلی سے فرمایا۔ کہ تم پر
 مثل حصہ ہائے شب تاریک فتنے وارد ہوں گے۔ اُس فتنے سے
 کوئی نجات نہ پائیگا۔ مگر وہ شخص کہ خدا نے عالم زر میں میثاق اس کی محبت
 کالیا ہے۔ وہ سب شبستان بہایت کے چراغ ہیں۔ علم خدا کے دیدہ بینا
 و روشن باخاطر فراغ ہیں۔ خدا اُن کو ہر فتنہ تاریک سے نجات دیگا۔
 گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ امام و صاحب تمہارا نجف کی زمین بلند پرشت
 کوفہ میں تین سو تیرہ اصحاب کے ساتھ استادہ ہے۔ جبریلؑ جانب
 دست رہت اور میکائیلؑ طرف دست چپ اور اسرافیلؑ سامنے
 نصرت و یاری پر آمادہ ہیں۔ علم رسولؐ خدا کھلا ہوا اُس کے ہمراہ ہے۔
 شور سطوت و جہاں ماہی سے تاماہ ہے۔ اُس علم سے کسی طایفہ کے
 سمت اشارہ نہیں کرتا ہے۔ مگر یہ کہ خدا اُس طایفہ کو ہلاک کرے۔
 اور سعید بن جبیر سے فرمایا۔ کہ ہمارے قائم کی ولادت اس طرح آدمیوں
 چرغی رہیگی۔ کہ وہ سب کہیں گے۔ کہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ باہر
 آنے کا کیا ذکر ہے۔ اُس کی گردن میں کسی کی سجیت نہ ہوگی۔ اور حضرت
 باقرؑ نے ابو الجارود سے فرمایا۔ کہ جس وقت ایک دورہ گردش فلکی
 کا گذر جائے۔ اور خلق خدا کے کہ قائم مر گیا یا ہلاک ہو گیا۔ ہم نہیں
 جانتے۔ کہ کس میدان میں گم ہو گیا۔ اور جو شخص اُس کا طالب ہو۔ وہ
 مایوس ہو جائے۔ اور کہے۔ کہ اب کہاں ہوگا۔ استخوان تک اُس کا
 بوسیدہ ہو گیا ہوگا۔ اُس وقت امید ظہور کی رکھو۔ اور جب سنو۔ کہ اُس نے
 ظہور کیا۔ اُس کے پاس جاؤ۔ اگرچہ زانوؤں سے برف پر راہ چلو۔
 اور غیبت نعمانی میں منقول ہے۔ کہ ام ہانی نے حضرت باقرؑ سے

تفسیر لا اقسر بالخنس کی پوچھی۔ فرمایا۔ وہ امام ہے۔ کہ پوشیدہ ہو۔ یہاں تک کہ علم اُس کی ولادت و احوال کا منقطع ہو جائے۔ دوسو ساٹھ ہجری میں۔ بعد اس کے ظاہر ہو جیسے شہاب ثاقب شب تاریک میں ظاہر ہوتا ہے۔ اگر اُس زمانہ کو توپائے تیری آنکھیں روشن ہوں۔ اور ابوالبوب فخری کے واسطے خلفاء راشدین کے نام کو شمار کیا۔ جب نام امام دوازہم تک پہنچے۔ تو فرمایا۔ کہ یہ ایسا امام ہے۔ کہ رُوح اللہ اُس کے پیچھے ناز پڑھینگے۔ تجھ کو لازم ہے کہ عمل اُس کی سنت اور کتاب خدا پر کرے۔ اور شیخ مفید نے کتاب غیبت میں روایت کی ہے۔ کہ ابو حمزہ ثمالی سے کہا۔ کہ منجد قضا یاے حتمیہ الہی کے قیام قائم بھی ہے۔ جو کوئی شک کرے اُس میں۔ جسے میں کہتا ہوں۔ وہ خدا سے ملاقات کریگا۔ در حالیکہ وہ کافر ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ ماں باپ میرے اُس پر فلا ہوں۔ وہ میرا ہم کنیت و میرا ہمنام ہے۔ میری اولاد سے ساتواں فرزند ہے۔ زمین کو عدالت سے مملو کریگا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے مملو ہے۔ جو کوئی اُس کا زمانہ پائے۔ اور اُس کی متابعت کرے۔ اُن چیزوں میں کہ جس کی متابعت واسطے محمد و علیؑ کے کی ہے۔ بہشت اُس پر واجب ہوگا۔ اور جو کوئی اُس کے حکم کو نہ ملے۔ اُس پر بہشت حرام ہے۔ جہنم میں جائیگا۔ ویسے مشورۃ الظالمین۔ جس کو خدا نے ہدایت کی ہے۔ اور جن پر خدا نے تکمیل دین میں اُس کے احسان کیا ہے۔ اُن کے واسطے کوئی دلیل واضح تر و نوری تر آیۃ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا اِیَّیْهِ كَتَبَ اللَّهُ

نہیں ہے۔ کیونکہ جو عین مشہور ہیں۔ اُن کا پہچانا کوئی ضروری نہیں
 ہے۔ یہود و نصاریٰ اور تمام دوسرے مذاہب کے اشخاص ان کو
 جانتے ہیں۔ او۔ اپنے اصول و مسلک کے موافق ہر مینوں کو پہچانتے
 ہیں۔ بلکہ مقصود جناب باری شمار اعداد مشہور سے اور ہے۔ یہ امر
 قابل غور ہے۔ کیونکہ جس چیز کا علم ہر شخص کو ہے۔ اُن کے بتلانے
 میں کوئی نفع پیش نظر نہیں۔ تحصیل حاصل کے کچھ فائدہ نہیں ہے۔
 ہاں مراد اس شمار اعداد مشہور سے ائمہ اثنی عشر ہیں۔ جو خلیفہ و جانشین
 حضرت خیر البشر ہیں۔ اُن سے دین خدا کو قیام ہے۔ مخالفت
 اُن کی حرام ہے۔ منجملہ ان بارہ مہینوں کے چار شہر بزرگ و محترم ہیں
 پیش خدا مکہ و معظم میں۔ بنگ و جہاں اُن میں منور ہے۔ تکیہ
 جہاد و فرغ ہے۔ اباباہی و ائمہ اثنی عشر کے ہاں یہ الموعودین
 علی بن ابی طالب و علی بن ابی طالب ہیں۔ صاحب حرمت و اقامت ہیں۔
 خدا نے اپنے نام سے اسم جبریل علی کو نکالا ہے۔ جس رتبہ سے
 رتبہ شان دو بالا ہے۔ اور اولاد کا نام ہے اُن کے علی بن ابی طالب
 و علی بن موسیٰ و علی بن محمد بسبب حرمت نام علی کے ذی حرمت
 ہیں۔ خدا المجد و المنقبت ہیں۔ ان کی معرفت ضروریات دین سے
 ہے۔ جس نے ان کو نہ پہچانا۔ گمراہ ہوا۔ دین و دنیا میں تباہ ہوا۔
 تدبیر سے جناب جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کہ ہمارے خاتم میں
 یوسفؑ ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ گویا آپ کا مقصود اس شخص سے ہے۔
 یہ ہے کہ قائم کے واسطے جو حیرت و غیبت خلق خدا میں ہوگی۔ اُس کا
 اشعار کریں۔ اور سب کو اُس حال سے غیور کریں۔ کیونکہ یوسفؑ کا یہ

واسطے بھی یہی امر حاصل تھا۔ فرمایا۔ اس امت کے لوگ امثال خنازیر یعنی
 خوک ہیں۔ کس واسطے اس مطلب جزئی کو نہیں سمجھتے ہیں۔ برادرانِ یوسفؑ
 اسباط اور اولاد انبیاء سے تھے۔ یوسفؑ کے ساتھ انہوں نے تجارت
 کی۔ اور اُن کو بیچا۔ باوجودیکہ وہ سب بھائی تھے۔ اور برسوں آپس میں
 مخاطبہ کرتے تھے۔ مگر یوسفؑ کو نہیں پہچانا۔ یہاں تک کہ یوسفؑ نے
 خود کہا۔ کہ ہم یوسفؑ ہیں۔ پس جس وقت کسی وقتوں میں سے خدا اپنی
 حجت کو پوشیدہ کرے۔ تو کس واسطے یہ امت ملعونہ انکار قدرت الہی کا
 کرتی ہے۔ یوسفؑ بادشاہ مصر تھے۔ اُن کے اور اُن کے والد
 کے درمیان میں صرف اٹھارہ روز کی راہ تھی۔ مگر یعقوبؑ سے یہ امر
 چھپا رہا۔ اور اس کا علم نہ ہوا۔ اگر خدا چاہتا۔ تو کیا امر اُس کا ظاہر نہیں
 ہو سکتا تھا۔ خدا کی قسم جو وقت مقرر تھا۔ کہ امر یوسفؑ ظاہر ہو یعقوبؑ
 تک بشارت پہنچی۔ اور نو دن میں وہ داخل مصر ہوئے۔ یہ امت کس
 واسطے انکار کرتی ہے۔ کہ خدا بھی اپنی حجت کو مثل یوسفؑ کے پوشیدہ
 رکھے۔ اُن کے بازاروں میں وہ راہ چلے۔ اور اُن کے فروشوں پر وہ
 پاؤں رکھے۔ درحالیکہ وہ لوگ نہ پہچان سکیں۔ جو روزِ خدا نے اُس کے
 ظہور کا مقرر فرمایا ہے۔ جیسا کہ خداوندِ علیم نے یوسفؑ کو اجازت
 دی۔ کہ وہ اپنے بھائیوں سے پوچھے۔ کہ حل علتِ ما فعلتم
 یوسفؑ واخیہ اذا نتم جاحلون۔ اور اُن سب نے کہا۔ ائناک
 لانت یوسفؑ قال انا یوسفؑ وهذا اخي۔ اور صفوان بن مہران
 سے جناب امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی تمام امم کا اقرار
 کرے۔ اور قایمِ مہدیؑ کا انکار کرے۔ تو اُس کی وہ کیفیت ہے۔ کہ

سب پیغمبروں کے نبی ہونے کا مقصد ہو۔ اور نبوت محمدؐ کا منکر ہو۔ اصفا
 نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ۔ مہدی تیری اولاد سے کون ہیں فرمایا۔
 پنجم از اولاد ہفتم۔ کہ بدن اُن کا تمہاری نظروں سے غائب ہوگا۔
 نام اُس کا تمہارے لئے حلال نہ ہو۔ ایضاً ابی المثنیٰ سے فرمایا۔ کہ
 جب تین نام محمدؐ و علیؑ و حسنؑ پے در پے ائمہ سے گزریں۔ تو چوتھا
 قائم مہدی ہوگا۔ اور مفصل بن عمر سے فرمایا۔ کہ میرے بعد امام میرا
 فرزند موسیٰ ہے۔ اور خلف موعود و منتظر م ح م د سپر حسنؑ
 سپر علیؑ سپر محمدؑ سپر علیؑ سپر موسیٰ ہے۔ ایضاً مفصل سے فرمایا۔ کہ
 خدا نے تعالیٰ نے جو چودہ نور قبل خلق مخلوقات کے چودہ ہزار
 برس پیشتر خلق فرمایا۔ وہ سب ارواح ہم لوگوں کے ہیں۔ اُس نے
 پوچھا۔ وہ چودہ نور کون ہیں۔ فرمایا۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور
 نو شخص اولاد حسینؑ سے کہ آخر اُن کا قائم ہے۔ بعد غیبت کے قیام بامر
 کرے گا۔ و حال کو ماریگا۔ زمین کو ظلم و جور سے صاف کرے گا۔ محمد بن زیاد
 اردی نے حضرت کاظمؑ سے تفسیر آیہ واسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ
 و باطنہ کہ پوچھا۔ فرمایا۔ نعمت ظاہرہ امام حنفیہ و نعمت باطنہ امام
 غائب ہے۔ اُس نے عرض کیا۔ شاید آپ لوگوں میں کوئی غائب بھی
 ہوگا۔ فرمایا۔ ہاں آنکھوں سے نہ دکھائی دے گا۔ لیکن مومنوں
 کے دلوں سے ذکر و محبت اُس کی پائے گی۔ وہ امام دوازہم
 ہے۔ پھر دشواری کو خدا اُس کے لئے آسان کرے گا۔ اور اُس
 کے واسطے ہر امر صعب کو سہل فرمائے گا۔ گنجینہ زمین اُس پر ظاہر
 ہوں گے۔ ہر دوری اُس کے سبب سے نزدیک ہوگی۔ ہر جبار عنید

اور ہر شیطان مرید اُس کے ہاتھ سے ہلاک ہو گا۔ ظلم و جور سے زمانہ صاف و پاک ہو گا۔ ولادت اُس کی آدمیوں پر خفی ہو۔ اُس وقت تک کہ ظہور نہ کرے۔ نام اُس کا لینا جائز و حلال نہیں ہے۔ تا اینکہ ظاہر ہو۔ زمین میں اس قدر عدالت کرے جس قدر ظلم و ستم ہوا ہو۔ یونس بن عبد الرحمن کہتا ہے۔ کہ ہم حاضر خدمت امام موسیٰ کاظم ہوئے۔ اور عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ قائم بحق ہیں۔ فرمایا۔ میں قائم بحق ہوں۔ لیکن وہ قائم کہ جو زمین کو دشمنان خدا سے پاک کرے گا۔ اور اس کو عدالت سے بھرے گا۔ جیسا کہ ظلم سے مملو ہوئی ہو۔ میری اولاد سے اولاد پنجم ہے۔ اُس کے واسطے ایسی غیبت طویل ہوگی۔ کہ ایک گروہ گمراہ ہو جائیگا۔ اور طریق حق پر ایک گروہ باقی رہے گا۔ خوشحال ان شیعوں کا کہ ہماری محبت میں ثابت قدم رہیں۔ اور غیبت قائم میں ہماری دوستی و موالات میں مستحکم رہیں۔ ہمارے دشمنوں سے اُن کو عداوت ہے۔ اور ہمارے دوستوں سے محبت ہے۔ وہ لوگ ہماری امامت پر راضی اور با اعتقاد ہیں۔ ہم اُن کے شیعہ ہونے سے شاد ہیں۔ قسم خدا کی قیامت کے دن ہمارے ہمراہ ہوں گے۔ ہمارے درجوں میں وہ شریک ہوں گے۔ اور عیون و خلل میں علی بن حسن بن فضال سے پہلے باپ سے روایت کی۔ اور اُس سے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ گویا میں دیکھتا ہوں اپنے شیعہ کو اُس وقت کہ جیسے میری اولاد سے فرزند سوم وفات پائے کہ وہ ہر طرف اپنے محافظ کو تلاش کرتے ہیں اور ایسا کسی کو نہیں دیکھتے کہ اُس کا سر نہ لے جائیں۔ اور اُن سے

کہا۔ یکس واسطے ہوگا۔ فرمایا بسبب اس کے کہ امام اُن کا اُن کی نظروں
 سے غایب ہوگا۔ اور ہاتھ اُن کا اُن کے دامن تک نہ پہنچے گا پھر اُس
 لئے کہا۔ کہ یہ کیوں ہوگا۔ فرمایا۔ اس واسطے کہ جب وہ خروج بشمشیر
 کرے کسی کی نسبت اُس کی گردن میں نہ ہو۔ اور حسن بن محبوب سے
 فرمایا۔ کہ فتنہ بہت سخت و شدید ہوگا۔ کہ بسبب اُس کے ساقط ہو جانے
 کے ہجرت اور خصوصیت آپس کی اور وہ اُس وقت ہوگا۔ کہ تمیر سے
 فرزند کو میری ادا دے سے شیعے نہ پائیں۔ اہل آسمان زمین گہریاں ہوں۔
 آتش اہل سے ہر مرد و زن ننگین کے پستہ سریاں ہوں۔ بعد اس کے
 فرمایا۔ بابی داخی بیسی جدی و شبیھی و شبیہ موسیٰ بن عمران علیہ
 حبیب النور و قدایتہ جامع بنہ الشمس۔ یہ سے یہ رب مادر اُس پر خدا
 ہوں۔ وہ میرے جد رسول خدا کو بنام ہے۔ میرا اور موسیٰ بن عمران
 کا شبیہ ہے۔ کہ یہ انبیا نور سے اُس کے اوپر فروختہ ہیں شعاع انوار
 قدس سے یعنی انوار حیرت و فضل و ہدایت خدا کہ ہنوز خلعت لباس
 عالم قدس کے میں رہ پختہ ہوئے ہیں۔ اور اُس کے قلب میں وہ
 انوار بصر سے ہوئے ہیں۔ پس وہ خلعت و لباس برافروختہ ہو کر
 رفتاری گئے ہیں۔ و مستحضر عالم فہم اُن بچوں کے گریالوں
 سے نہکتی بہت۔ بعد اس کے فرمایا۔ بہت سی عورتیں و بچلی نہیں۔
 اور بہت سے مومن حیراں و ننگین و نالائے ہونے۔ اُس وقت میں کہ
 پشیمان ہوں۔ ہنوز خوشگوار ہوں۔ شہر بہت آباد ہے۔ وہ نہیں
 پائے ہیں۔ اُن واسطے خستوں کو عین تہمت باپری میں ہم دیکھتے ہیں۔
 کہ دور سے ایک عدا سنتے ہیں۔ مثلاً اُس کے آواز دیکھ سے

نہیں۔ وہ سدایہ ہے۔ کہ قائم آل محمدؑ نے ظہور کیا۔ اور یہ صد اموں کے واسطے رحمت ایزد وہاب ہوگی۔ اور کافروں کی خاطر باعث عذاب ہوگی۔ دوسری حدیث میں انہیں حضرت اُسے بمقام ذکر قصہ و میل خراعی اس طرح مذکور ہے۔ اور وہ قصہ کتابوں میں اس طرح مسطور ہے۔ کہ جب جناب علی رضا علیہ التقیۃ والتہ الذی کما مومن الرشید نے اپنا ولیعہد کیا بہت سے شعرا قصاید مدح لیکر حاضر ہوئے۔ منجد اُن کے و میل خراعی بھی تھا۔ اور قصیدہ ثانیہ بہت مشہور قصیدہ ہے۔ اُس نے پڑھا۔ جب اس جگہ پہنچا۔ کہ

وَقَبْرٌ يَتَغَدَّى لِنَفْسٍ زَكِيَّةٍ
تَقْتَرِنُهَا الرَّخْمُ بِالْغُرَفَاتِ

آپ بہت رونے لے۔ اور بعد اس کے فرمایا۔ پڑھ۔ اُس نے عرض کیا۔ اب کیا پڑھوں۔ آپ کا سایہ ہم شیعوں کے سر پر ہمیشہ ہے۔ فرمایا۔ ان دو بیت کو اس میں ملائے۔

وَقَبْرٌ يَطْرُسُ بِالْعَامِ مَوْصِيْبَةٍ
الْحَتَّ عَلَى الْإِحْسَادِ بِالزَّفَرَاتِ
إِلَى الْحَتِّ حَتَّى يَبْقَى اللَّهُ قَائِمًا
يُفْرَجُ عَنْهَا الْهَدَّ وَالْكُرْبَاتِ

و عیل نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ یہ کونسی قبر ہے۔ جو طوس میں ہوگی۔ فرمایا۔ مجھ غریب و مستحکم کی قبر ہے۔ تصور ازانہ نہیں گذریگا۔ کہ طوس محل آہ و رفت شیعیان و زائران ہوگا۔ بدستیکہ جو میری زیارت کرتے۔ ہمارے ساتھ تیاست میں ہمارے درجوں میں رہیگا۔ اور

اُس کے سب گناہ بخشے جائیں گے۔ جب دعیں خرامی ان شعروں تک پہنچا۔ تو کہا۔

خروج اما ملاحالة خارج
بقوم على اسم الله بالبركات
يُمَيِّزُ فِينَا كُلَّ حَقٍّ وَبَاطِلٍ
وَيَجْرِي عَلَى النِّعَمَاءِ وَالنَّقَمَاتِ

حضرت شدت سے گریاں ہوئے۔ اور سر مبارک بلند کر کے فرمایا۔ اے خزامی۔ ان شعروں کو روح القدس نے تیرے زبان پر جاری کیا۔ اُس امام کو جانتا ہے۔ اور اُس کے خروج کا وقت پہچانتا ہے۔ عرصہ کیا۔ آپ ہی حضرات سے میرے لئے سنا ہے۔ کہ کوئی اطمینان میں سے خروج کرے گا۔ کہ جو زمین کو فساد سے خالی کرے گا۔ اور عدت سے بھرے گا۔ فرمایا۔ میرے بعد امام محمد میرا فرزند ہے۔ اور بعد اُس کے علی پر محمد ہے۔ اور بعد اُس کے حسن پس علی۔ اور بعد اُس کے حجتہ قائم منتظر ہے۔ اگر نہ ہے دنیا میں مگر ایک روز تو خدا اُس دن کو اتنا دراز کرے۔ تا وہ ظہور کرے۔ لیکن یہ کہ کعب ظہور کرے گا۔ یہ بغیر خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اور اسی امر کو میرے جد رسول خدا سے استفسار کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ مثل اُس کے مثال روز قیامت ہے۔ اور عبد العظیم حسنی جلیل القدر نے حضرت جواد سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم چاہتے تھے اُن سے پوچھیں۔ کہ وہ قائم مہدی ہیں یا نہیں۔ آپ نے سبقت کر کے فرمایا۔ کہ اے ابوالقاسم قائم ہمارا آمدی ہے۔ انتظار اُس کی نبیت کا کھینچنا چاہئے۔

اور وقت اُس کی اطاعت کرنی چاہئے۔ ہماری اولاد سے وہ تمیزی
 :ولاد ہے۔ قسم اُس خدا کی جس نے محمدؐ کو مبعوث برسالت کیا ہے۔
 اور ہم لوگوں کو مخصوص بامامت کیا ہے۔ کہ اگر دنیا سے نہ ہے مگر
 بقدر ایک دن کے۔ تو حق تعالیٰ اُس دن کو دہرا کرے۔ تا قایم باہر
 آئے۔ اور زمین کو بدل و انصاف سے رونق دے۔ جیسا کہ ظلم و جور
 سے بیرون و خراب ہو گئی ہے۔ ایک رات میں اُس کے جملہ امور
 کی اصلاح ہو جائے۔ جیسا کہ امر کلیم اللہ کا اُس براعت میں شب کے
 تمام کیا۔ کہ پہاڑ پر اس واسطے گئے۔ کہ آگ اپنے عیال کے لئے لائیں۔
 وہاں سے پھرے۔ تو پیغمبر اولو العزم ستے خداے تعالیٰ
 سے ہم کلام ہوئے۔

خدا کے دیرینہ مومنین سے پوچھئے احوال
 کہ آگ لینے کو جاتین بخیری مل جائے

پھر فرمایا۔ کہ شیعوں کا عمل یہ ہے۔ جس سے وہ مستحق اجر و ثواب
 ہیں۔ کہ بانتظار رج و ظہور موفور اللہ و رہا بند پیچ و تاب رہیں۔
 ایضاً حضرت عبد العظیم مذکور سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے آپ
 کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہم امیدوار ہیں۔ کہ قایم آل محمدؐ آپ ہوں۔
 اور جس کا وعدہ آپ کے پیغمبر کر گوارہ ہے۔ آئے ہیں۔ کہ زمین کو عدالت
 سے بھر گیا۔ وہ آپ ہی ہوں۔ فرمایا اے ابوالقاسم ہم اماموں میں
 سے ہر ایک قایم بامامامت ہے۔ اور خلق خدا کے واسطے
 آمادہ ہوا ہے۔ لیکن وہ قایم کہ جو زمین کو عدالت سے مملو
 کرے گا۔ اور اسے آواز دے گا۔ کہ آگ لے گا۔ بلکہ وہ شخص

ہے کہ ولادت اُس کی تھی ہو۔ اور بدن اُس کا دوست و دشمن کی نظروں سے نہیاں ہو۔ شدت تقیہ سے اُس کا نام لینا حرام ہو۔ رسول اللہ کا ہنام ہو۔ اور کنیت بھی اُس کی مہی ہو۔ زمین اُس کے واسطے پیچیدہ ہو۔ یعنی ماہ و معدہ راز چشم زدن میں طے کرے۔ اور ہر سختی و دشواری اُس کے لئے آسان ہو۔ اصحاب اُس کے بعد و اہل بدر ایک سوتیرہ نفر زمین متفرق سے یکے بعد دیگرے جمع ہوں۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے۔

اینا تکو قیایات بکمالہ جمیعاً ان اللہ علی کل شیء قدیر پس جب کہ اہل زمین سے اس قدر لوگ جمع ہو جائیں۔ اھر اپنا ظاہر کرے۔ اور جب اُن کا مکمل ہو جائے۔ یعنی دس ہزار مردان کا رسمی زیر علم جمع ہو جائیں۔ خروج کرے۔ اور ہمیشہ دشمنان خدا و اہلبیت رسول کو قتل کرے۔ یہاں تک کہ خدا اُس سے راضی ہو۔ عبد العظیم نے عرض کیا۔ کہ یہ کیسے معلوم ہوگا۔ کہ خدا کس وقت اُس سے راضی ہوگا۔ فرمایا۔ جس وقت اُس کے دل میں رحم آئیگا۔ قتل و خونریزی موقوف کریگا۔

کتاب خصال میں ابو دلف کرخی سے مروی ہے۔ کہ جب متوکل طے امام علی (علیہ السلام) کو زراقی حاجب کے پاس مقید کیا۔ میں نہ راقی کے پاس گیا۔ جب حاجب نے مجھے دیکھا۔ اپنے پاس بلایا۔ اور پوچھا کیا کام ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی کام نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ بیٹھے۔ پس ہم بیٹھے۔ مگر خوش تھے۔ کہ میں نے غلطی کی۔ اس وقت آنا مسما نہیں تھا۔ جب سب آدمی جو حاجب کے پاس تھے چلے گئے۔ پھر اُس نے پوچھا۔ تو کس کام کو آیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کوئی کام نہیں ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ تو اس واسطے آیا ہے۔ کہ اپنے مولود

صاحب کا حال معلوم کرے۔ میں نے کہا۔ میرا مولانا کون ہے میرا مولانا۔
 امیر المومنین ہے۔ جواب دیا۔ ساکت ہو۔ مولانا تیرا برحق ہے۔ اور وہ
 سچا مولانا ہے۔ مجھ سے خوف نہ کر۔ میں بھی تیرا ہم مذہب ہوں۔
 میں نے کہا۔ الحمد للہ۔ اُس نے کہا۔ خواہش قدمبوسی ہے۔ میں
 نے کہا۔ ہاں۔ تب اُس نے کہا۔ تھوڑا سا تامل کر۔ کہ صاحب برید چلا
 جائے۔ تو موقع ہاتھ آئے۔ ہم صاحب کے پاس بیٹھ رہے۔ کہ
 صاحب برید چلا گیا۔ تب زراقتی نے اپنے صاحب کو بلایا۔ اور کہا
 صقر کا ہاتھ پکڑ۔ اور اُس حجرہ میں سے بہاں علوی مفید ہے۔ اُسے وہاں
 پہنچا کر میرے پاس چلا آ۔ الغرض ہم کو وہاں پہنچا کر پھر گیا۔ اور ہم
 حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا کہ
 ایک حصیر پر حضرت رونق افروز ہیں۔ اور سامنے ایک قبر کھودی
 ہوئی ہے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب سلام دے کر بیٹھنے کے لئے
 ارشاد فرمایا۔ جب ہم بیٹھ چکے۔ فرمایا۔ اے صقر کون چیز باعث ہوئی۔
 کہ تو یہاں آیا ہے۔ عرض کیا۔ آپ کے واسطے دل مشوش تھا۔
 استفسار احوال کے لئے حاضر ہوا۔ بعد اس کے قبر کو دیکھ کر میں نے
 لگا۔ فرمایا۔ کیوں گریاں ہے۔ کوئی تشویش کا مقام نہیں ہے۔ کسی
 اذیت و مکروہ کے واقع ہونے کا ہنگام نہیں ہے۔ میں نے الحمد للہ
 کہمعرض کیا۔ اے مولانا آپ کے پدران بزرگوار سے ایک حدیث میں نے
 سنی ہے۔ مگر اس کے معنی میں نہیں سمجھتا۔ ان حضرت نے فرمایا ہے
 کہ دنوں کے ساتھ دشمنی نہ کرو۔ کہ یہ بھی تمہارے ساتھ دشمنی کرتے تھے۔
 فرمایا۔ یہ کنایہ ہم لوگوں سے ہے۔ اور ایک ایک دن ہم اکٹھے

متعلق ہے جیسا کہ حرکت آسمان و زمین کے متعلق یہ ایام ہے۔ اور
 اسی سے تم لوگوں کی گردش اور قیام ہے۔ اسی طرح گردش اور دواہ
 اُن ایام کا ہم سے مربوط ہے۔ کوئی زمانہ ہم سے خالی نہیں رہتا۔
 اور بغیر ہمارے وجود کے آسمان و زمین متحرک نہیں ہوتے۔ پس
 شنبہ سے مراد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور شنبہ
 امیر المؤمنین حجتہ خدا ہیں۔ اثنین یعنی دو شنبہ سنیں ہیں۔ سہ شنبہ علی
 ابن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد امام الخافقین ہیں۔ چہار شنبہ موسیٰ
 بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد ہیں۔ اور پنج شنبہ
 حسن العسکری ابو محمد ہیں۔ اور جمعہ قائم مہدی ہیں۔ کہ وہ میرا اور میرے
 فرزند کا فرزند ہے۔ کہ وہ حق کا رجوع اُس کی طرف ہوگا۔ اور وہ
 زمین کو عدالت سے ملو کرے گا۔ بعد اُس کے کہ ظلم و جور سے
 بھگتی ہو۔ پس یہ میں معنی حدیث کے۔ کہ دشمنی پیغمبر و اہلبیت پیغمبر کی
 نہ کرو۔ ورنہ آخرت میں وہ تمہارے دشمن ہوں گے۔ ایضاً ضمیر سے
 مروی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ میں نے حضرت جواد سے سنا۔ کہ فرماتے
 تھے جانشین میرا حسن ہے۔ اور بعد اُس کے قائم ہے۔ کہ وہ زمین کو
 بعد ظلم و جور کے عدالت سے بھرے گا۔ اور ابوالہاشم جعفر بن ابوالحسن
 سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ بعد میرے حسن میرا
 فرزند امام ہے۔ پس کیونکر اور کیسا بدتاؤ کہو گے اُس کے خلف و
 جانشین کے ساتھ۔ کہ خلف بعد خلف ہے۔ میں نے کہا۔ آپ
 کیوں ارشاد فرماتے ہیں۔ فرمایا۔ اُس کو آنکھوں سے نہ دیکھو گے۔
 اور نہ حلال ہوگا تمہارے لئے نام لینا اُس کا۔ میں نے کہا۔ جب ہم

اُس یا دکر میں گئے۔ تو کیا کہیں گے۔ فرمایا۔ کو۔ النجۃ من ال محمد۔
 ابوالادیان سے مروی ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ میں خادم جناب امام
 حسن عسکریؑ کا تھا۔ حضرتؑ کی ملازمت میں رہتا تھا۔ خطوط و فرمان حضرتؑ
 کے شہروں میں شیعوں کے پاس لے جاتا تھا۔ جس زمانہ میں حضرتؑ
 علیل تھے۔ حاضر خدمت ہوا۔ بہت سے خطوط حضرتؑ نے دئے۔
 اور مجھے مائیں کو بھیجا۔ اور فرمایا۔ کہ بعد پندرہ دن کے جب تو پھر گا
 روز پانزدہم داخل سامرہ ہوگا۔ تو میرے گھر سے آؤں گریہ و بکا کی
 سنیکا۔ اور تودیکھیگا۔ کہ مجھ کو غسل دے رہے ہیں۔ ابوالادیان نے
 کہا۔ اے مولا آپ کے بعد آپ کا جانشین کون ہوگا۔ فرمایا۔ جو تجھے
 خطوں کا جواب طلب کرے۔ میں نے عرض کیا۔ واضح طور پر ارشاد
 کیجئے۔ فرمایا۔ جو میرے جنازہ پر نماز پڑھے۔ پھر میں نے عرض کیا۔
 اس سے بھی زیادہ واضح ارشاد ہو۔ جس سے میرا دل شاد ہو۔
 فرمایا۔ جو خبر دے اُس چیز کی۔ جو ہمیان میں ہے۔ و بعد میرے میرا
 جانشین ہے۔ ابوالادیان کہتا ہے۔ کہ میں نے چاہا۔ کہ پوچھوں۔
 کون ہمیان۔ مگر حضرتؑ کی ہیبت مجھے مانع ہوئی۔ خطوں کو ہم لیکر
 روانہ میں ہوئے۔ اور جن جن شخصوں کے نام وہ مکتوب تھے دیا۔
 اور جواب لے کر پھرے۔ پندرہویں دن داخل سامرہ ہوئے۔
 اُسی طریق سے کہ ہمارے مولا نے فرمایا تھا۔ حضرتؑ کے گھر سے
 آواز شیون و زاری بلند تھی۔ ہر شخص کی طبیعت درد مند تھی۔ اور جعفر
 آپ کا بھائی و درخانہ پرستادہ تھا۔ جانشینی باطل پر آمادہ تھا۔ شیے
 اُس کو گھیرے ہوئے مین عزاب سے کر کے تنہیت خلافت کی دیتے

ہیں۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ اگر یہی امام ہے۔ تو امرامامت بھی
 منقوش ہوا۔ اس واسطے کہ مجھے علم تھا کہ وہ شراب پیتا ہے۔
 سارہ ظہور بجاتا ہے۔ پس میں پاس گیا۔ اور تمنیت دیکر ماتم پرسی
 کی۔ اُس نے کچھ مجھ سے نہ پوچھا۔ ناگاہ عقید غلام باہر آیا۔ اور کہا۔
 یاسیدی۔ آپ کے بھائی کو کفنا چکے۔ آئیے۔ اُن پر نماز پڑھئے۔
 پس جعفرؑ اُن شیعوں کے جو اُس کے گرد بٹھے مکان میں داخل ہوا۔
 میں نے دیکھا۔ حضرت کفنا سے ہوتے ہیں۔ جعفرؑ آگے کھڑا ہوا۔
 کہ نماز پڑھے۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ کہ ایک لڑکا طبع باہر آیا۔ کیسو
 رکھتا تھا۔ اُس کے دانتوں میں شگاف تھا۔ یعنی ابھی درست
 طور پر ملا نہیں تھا۔ رداء جعفر کو کھینچ کر کماٹے چپا پیچھے جاؤ۔ کہ
 میں اپنے باپ پر نماز کرنے کا زیادہ سزاوار ہوں۔ پس جعفر پیچھے ہٹا۔
 اور اُس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور وہ لڑکا آگے کھڑا ہوا۔ اور نماز پڑھی۔
 جب پہلو سے قبر امام علیؑ میں اُن کو دفن کر چکے۔ تو اُس طفل نے
 میری طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے بصری۔ خطوں کا جواب جو تولا یا ہے۔
 محمد کو دے۔ میں نے دیا۔ اور اپنے دل میں کہا۔ کہ دو علامتیں تو
 ظاہر ہوئیں۔ ایک رہ گئی ہے۔ کہ مقدمہ ہیمان ہے۔ بعد اُس کے
 میں جعفرؑ کے پاس آیا۔ تو دیکھا۔ کہ عاجز و شا اُس سے پوچھتا تھا۔
 کہ اے سیدیلہؑ کا کون تھا۔ اور مقصود اُس کا اتمام حجت تھا۔ اُس
 نے جواب دیا۔ کہ خدا کی قسم میں نے ہرگز اُس کو نہیں دیکھا ہے۔
 اور میں نے نہیں پہچانا۔ کہ وہ کون ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ہم
 ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک قافلہ تم کا وارد ہوا۔ اور اہل قم سے

ایک گروہ حضرت عائشہ کے دروازہ پر آیا۔ اور احوال امام حسنؑ کا دریافت کیا۔ جب انہوں نے سنا۔ کہ آپؑ نے انتقال فرمایا۔ پوچھا اُن کا جانشین کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ جعفر بن علی۔ پس وہ آئے۔ اور جعفرؑ پر سلام کیا۔ تعزیت و تمنیت دے کر کہا۔ خطوط اور ہیمان زر و مال ہمارے ہمراہ ہیں۔ آپ کئے۔ کہ ہر شخص کا مال کس قدر ہے۔ اور خطوں میں کیا لکھا ہے۔ جعفر متحیر ہوا۔ اور اٹھا۔ اپنے کپڑوں کو جھاڑتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ یہ سب چاہتے ہیں۔ کہ ہم غلام غیب رکھتے ہوں۔ ناگاہ ایک خادم باہر آیا۔ اُس نے کہا۔ کہ مکاتیب جو تمہارے ہمراہ ہیں۔ وہ فلاں فلاں کا مکتوب ہے۔ اور ہیمان زر بھی تمہارے ہمراہ ہے۔ کہ اُس میں ہزار اشرفی ہے۔ اور دس اشرفی اُس میں غیب دار ہے۔ یعنی اشرفی مس کی ہے۔ اور سونے کا مائع اُس پر کیا ہوا ہے۔ پس اُن لوگوں نے اُن خطوں اور مالوں کو خادم کو دے دیا۔ اور بالاتفاق کہا۔ کہ وہی شخص امام ہے۔ جس نے تجھ کو بھیجا ہے۔ پس جعفر متحیر ہوا۔ اور معتد کے پاس گیا۔ اور خلیفہ سے اس حال کو نقل کیا۔ اور امر صاحب الامر کو افشا کیا۔ معتد نے ایک گروہ کو اپنے خواصوں سے بھیجا۔ اُن لوگوں نے صیقل حارہ کو گرفتار کیا۔ اور اُس طفل کا مطالبہ کیا۔ اُس نے انکار کر کے اپنا حاملہ ہونا اس واسطے بیان کیا۔ کہ تلاش و تفحص سے وہ سب دست بردار ہوں۔ پس صیقل کو ابن ابی الشوارب قاضی کے سپرد کیا۔ اور وہ بہت دقت کر کے احوال امام کا تفحص کرتا تھا۔ یہاں تک کہ عبید اللہ بن سبیح بن خاقان مرگ ناگہانی سے مرا۔ اور صاحب الزنج نے خروج کیا۔

ہاریہ کی طرف سے وہ سب غافل ہوئے۔ وہ اُن کے ہاتھ سے مفور ہو گئے۔ علی بن حنظلہ نے جناب ہادیؑ کی خدمت میں لکھا۔ اور التماس وسعت و کشادگی کا رکے کی۔ اُس کے جواب میں بخط خاص از قلم فرمایا۔ کہ جب صاحب اثر تمہارا غائب ہو۔ اور ظالموں کے گھر سے پوشیدہ ہو۔ اُس وقت فرج کی امید رکھو۔ اور اُس کے ظہور کی انتظار کرو۔ اور اسحاق بن ایوب سے فرمایا۔ کہ صاحب الامر وہ شخص ہے۔ کہ بہت سے اشخاص اُس کے بارہ میں کہیں گے۔ کہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور موسیٰ بن جعفر بغدادی نے امام حسن عسکریؑ سے سنا۔ کہ فرماتے تھے۔ گویا میں دیکھتا ہوں تم لوگوں کو کہ بعد میرے تم لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ اور میرے جانشین کے بارہ میں شبہ و تشکیک بیگذاں کیا ہے۔ آگاہ ہو۔ اور بخوبی اسے ذہن نشین کرو۔ کہ جو کوئی اقرار ائمہ کا کرے بعد پیغمبر کے۔ اور میرے فرزند کی امامت کا انکار کرے۔ مثل اُس کے ہوگا۔ کہ تمام پیغمبران سلف و نبی آخر الزماں کی رسالت سے منکر ہے۔ اس واسطے کہ فرماں برداری و اطاعت ہمارے آخر کی مثل فرماں برداری شخص اول کی ہے۔ اور منکر ہمارے آخر کا ہمارے اول کا منکر ہے۔ بدستیکہ یہ میرا فرزند ایسا غایب ہوگا۔ کہ سب لوگ انکار کریں گے۔ اور دین سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ مگر وہ کہ جس کو خدا بچائے۔

محمد بن عثمان عمری نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ ہم خدمت امام حسن عسکریؑ میں حاضر تھے۔ کسی نے سوال کیا۔ کہ آپ کے پدر بزرگوار سے یہ دو حدیثیں ہم نے سنی ہیں۔ ایک

یہ کہ زمین محبت خدا سے خالی نہیں رہتی ہے روز قیامت تک ۔
 اور دوسری حدیث یہ ہے کہ جو شخص مرے ۔ اور اپنے امام زمانہ
 کو نہ پہچانتا ہو ۔ وہ حالت کفر و جاہلیت میں مرا ہے ۔ فرمایا یہ دونوں
 حدیثیں صحیح ہیں ۔ اُس نے استفسار کیا کہ بعد آپ کے امام کون ہے
 فرمایا ۔ میرا فرزند میرے بعد امام و حجت ہے ۔ جو شخص مرے ۔ اور
 اُس کو نہ پہچانے ۔ جاہلیت کی موت مرا ہو ۔ لیکن اُس کے واسطے
 ایسی غیبت ہوگی کہ جاہلوں کو حیرت ہوگی ۔ اُس کی امامت کے باطل
 کرنے والے ہلاک ہوں ۔ بہت سے لوگ اُس کے ظہور و خروج
 کے لئے افتراء بہتان کے ساتھ تعین وقت کریں ۔ بعد اس غیبت
 کے باہر آئے ۔ گویا ہم دیکھتے ہیں علمائے سفید بالائے سر اُس
 کے بمقام کوفہ و نجف نصب ہیں ۔

واضح ہو کہ احادیث و نصوص دربارہ قائم آل محمد اس قدر کثیر
 وارد ہوئی ہیں کہ سید بن طاووس فرماتے ہیں ۔ کہ اگر کل وہ تحریریں
 تو بڑی بڑی کتابیں تسطیر ہوں ۔ مگر اس پر بھی تمام نہ ہوں ۔ چونکہ یہ
 مسئلہ عمدہ مسائل امامت سے تھا ۔ اور مخالفین اس امر میں متنازع
 نہ کرتے ہیں ۔ اور اُس جماعت سے شیعوں اور مومنوں پر
 مطاعن صادر ہوتے ہیں ۔ جس سے شیعوں کے دل میں درد
 پیدا ہوتا ہے ۔ لہذا تھوڑی سی طوالت اس باب میں کی گئی ہے ۔
 اور احادیث و نصوص جو پیچیدہ و اثمہ سے مروی ہیں ۔ مختصر طور پر
 نقل کی گئیں ۔ تاکہ بروقت معارضہ خصم محذول جواب شافی دیا جائے ۔
 اور ان پہا الزام موت جاہلیت کا رکھا جائے ۔

فصل چہام

بیان اخبار کمنہ وغیرہ و بعض اخبار و ارد اثبات حقیقت قائم آل
محمد و دفع استبعادات معاندین طول عمر میں حضرت کے۔ لیکن اخبار کمنہ۔
پس مشارق الانوار میں شیخ رجب برسی میں کعب بن الحرث سے نقل کیا
ہے۔ کہ ایک بادشاہ موسوم بواجدن تھا۔ اُس کو ایک مشکل پیش آئی۔
جس میں ضرورت حاضری سطح کاہن کی ہوئی۔ پس بادشاہ نے ارادہ کیا۔
کہ سطح کا حجرہ کرے۔ اُس کے آنے کے وقت ایک اشرفی پاؤں کے
نیچے رکھی۔ جب وہ آیا۔ تو پوچھا۔ کہ کیا چیز میں نے تجھ سے زیر خاک نشین
کی ہے۔ تو اُس نے کہا۔ حَلَقْتُ بِالْبَيْتِ الْحَرَامِ وَالْحَجَرَ الْكَامِیْمَ وَاللَّيْلَ
إِذَا أَظْلَمَ وَالصُّبْحَ إِذَا تَبَسَّمَ وَبِكُلِّ فَصِيحٍ وَأَبْكَمَ لَقَدْ جَاءَتْ لِي دِينَ سَاهِرٍ
أَبْيَنَ الشَّعْلِ وَالْقَدَمِ رَقِیْمَ كِهَاتَا هَوْنٍ خَادِكِهِ أَسْوَدُ وَشَبَّ تَارِكِهِ
وَصَبَحَ رُوشَن كِي أَوْرُكِلُ فَصِيحٍ وَكُنْكَ كِي سِرَّ أَيْنَ تَوْنِی جُھپَا یا ہے ایک نینار
درمیان غلین و قدم کے)۔ بادشاہ نے کہا۔ یہ تجھے کہاں سے معلوم ہوا
تو جواب دیا۔ کہ ایک جن میرا مطیع ہے۔ جو کچھ میں چاہتا ہوں۔ اُس سے
استفسار کرتا ہوں۔ وہ مجھے بتلا دیتا ہے۔ تب بادشاہ نے کہا۔ کہ مجھے
آگاہ کر۔ جو اُس کے بعد واقع ہوگا۔ سطح نے کہا۔ إِذَا غَارَتِ الْآخِیَارُ
وَقَادَتِ الْإِشْرَارُ وَكَذَبَ الْأَقْدَابُ وَحُلَّ الْمَالُ بِالْأَوْقَارِ وَ
خَشَعَتِ الْآبْصَارُ لِحَامِلِ الْأَوْزَارِ وَفُطِغَتِ الْأُمُحَامُ
وَقَطَرَتِ الْآلُ الطَّغَامُ الْمُسْتَحْلِلِ الْحَرَامِ حِیْ حُرْمَةُ الْإِسْلَامِ

وَاحْتَلَفَتِ الْكَلِمَةُ وَخَفَرَتِ الدِّمَةُ وَقُلَّتِ الْحُرْمَةُ وَذَلِكَ عِنْدَ
 طُلُوعِ الْكَوْكَبِ الَّذِي يَفْزَعُ الْعَرَبَ وَلَهُ شَيْبَةُ الذَّنْبِ فَهَذَا كَيْ
 شَقِطِخِ الْأَمْطَارِ وَتَجَفُّ الْأَنْهَارِ وَتَخْتَلِفُ الْأَعْصَارُ وَتَعْلُوا
 الْأَسْعَارُ فِي جَمِيعِ الْأَقْطَارِ ثُمَّ تَقْبِلُ الْبُرُجُ بِالرَّيَاكِ الصَّغِيرِ
 عَلَى الْبَرَازِينِ السَّابِرِ حَتَّى يَنْزِلُوا مَصْرَ مِيخْرُجَ رَجُلٍ مِنْ وَلَدِ مَنصَرٍ
 فَيَتَبَدَّلُ الرَّمَايَاتُ السُّودِيَّةُ بِالْحُمْرِ فَيَبِيعُ الْحُمْرُ وَيَبْتَاعُ الْبَيْضُ بِالشَّاذِ
 بِأَمْعِلَقَاتٍ وَهُوَ مَا حَبَّ تَهَبُ الْكُوفَةُ فَرُبَّ بَيْضَاءٍ الْمَسَاقِ
 مَكْشُوفَةٍ عَلَى الطَّرِيقِ مَرْدُوفَةٍ بِهَا الْخَيْلُ مُحْفُوفَةٌ قَتْلَ زَوْجِهَا
 وَكَثْرُ خَيْرِهَا وَاسْتَحْلَ فَرْجُهَا فَعِنْدَهَا يَظْهَرُ بْنُ النَّبِيِّ الْمَهْدِيُّ
 وَذَلِكَ إِذَا قَتَلَ الْمَطْلُومُ يَتَرَبَّ وَابْنُ عَجْمٍ فِي الْحَرَمِ وَظَهَرَ
 الْحَقُّ وَوَأَقْبَقَ الْوَشْيُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَقْبِلُ الْمَيْشُومُ بِجَمْعِهِ الطُّلُومُ
 فَتَطَا هَرُ الرُّومِ بِقَتْلِ الْقُرُومِ فَعِنْدَهَا يَتَكَسَّفُ السُّوْفُ إِذَا جَاءَ
 الزُّحُوفُ وَصَفَّ الصَّفُوفُ ثُمَّ تَخْرُجُ مَلَكٌ مِنْ مَنَعَاءِ الْيَمَنِ
 أَبْيَضُ كَالْقَطِينِ اسْمُهُ حُسَيْنٌ أَوْ حَسَنٌ فَيَدْهَبُ بِخُرُوجِهِ
 شَمَرَ الْبَقَيْنِ فَهَذَا يَظْهَرُ مَبَارَكًا زَكِيًّا هَادِيًا مَهْدِيًّا وَسَيِّدًا
 عَلَوِيًّا فَيَمْرِجُ النَّاسُ إِذَا أَنَا هُمْ عَنِ اللَّهِ الَّذِي هَذَا هُمْ
 فَيَكْشِفُ بَنُورِهِ الظُّلُمَاتُ وَيُظْهِرُ بِهِ الْحَقَّ بَعْدَ الْخَفَاءِ وَيُفَرِّقُ
 الْأَمْوَالَ فِي النَّاسِ بِالسُّوَارِ وَيَعْدُ الْمُسَيْفَ فَلَا يَسْفِكُ الدِّمَاءَ
 وَيَحْيِي النَّاسَ فِي الْيُسْرِ وَالْهُنَاءِ وَيَغْسِلُ بِمَاءِ عَذْلِهِ عَيْنَ الدُّهْرِ
 مِنَ الْقَدَى وَيُرْدِي الْحَقَّ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى وَيَكْثُرُ فِي النَّاسِ
 الصِّيَافَةُ وَالْقَهْرُ وَيَرْفَعُ بِعَذْلِهِ الْغَوَايَةَ وَالْعَمَاءُ كَأَنَّهُ كَانَ

غبارِ فنا خلی فی ملاءِ اکا سرخِ قسطا وعدلا و لا مام حیا و هو
 علم الساعۃ بلا امتراء (ترجمہ) جس وقت اچھے لوگ خاک میں مصیپ
 جائیں۔ اشخاص بد حکومت و سرور می پائیں۔ افترا و بہتان قضاء و قدر
 الہی میں جاری ہو۔ نصیب اسلام ذلت و خواری ہو۔ مالوں کو ہتھیلیوں
 میں بھر کر شتر پر بار کر دیں۔ فرمانبرداری گنہگار ان تبکار کریں۔ قطع رحم
 شایع ہو۔ ہاتھ سے لٹیوں کے بمقابلہ حرام عزت عدال کی شایع ہو۔
 اختلاف النساءوں میں پیدا رہو۔ فتنہ و فساد آشکار ہو۔ مہم و پیامان
 شکستہ ہو جائیں۔ باتیں خلاف اقرار کے عمل میں آئیں۔ پردہ حرمت
 و صاحب حرمت کا پھٹ جائے۔ رشتہ شرم و حیا کٹ جائے۔
 اور یہ اُس وقت ہو کہ ستارہ ذو ذنب کہ عرب میں معروف ہے۔ اور
 اُس سے تمام عرب ڈرتے ہوں۔ آسمان پر طالع ہو۔ علامت قحط شایع
 ہو۔ بارش کا انقطاع ہو۔ نہریں خشک ہو جائیں۔ قیمتی جنسوں کی
 شہر میں گرانی پڑ آئیں۔ پس صاحب علمہاے زرد باہر آنے۔ ارادہ
 تسخیر ملک دل میں لائے۔ لشکر اُس کا سبز گھوڑوں پر سوار ہو۔ جنگ و
 مقابلہ پر نثار ہو۔ اس طرح مصر میں داخل ہو۔ قبضہ و اقتدار حاصل ہو۔
 اور ایک مرد اولاد صخر یعنی بنی امیہ سے سفیانی نام آشکار ہو۔ علمہاے
 سیادہ کو مہمل بہ علمہاے سرخ کر کے جنگ پر نثار ہو۔ حریت الہی کو مباح
 کرے۔ بمقابلہ ظلم و جور ترک خیر و فلاح کرے۔ عورتوں کی پھیلتیوں کو
 باندھ کر ان کو لٹکائے۔ کوفہ اُس کے ہاتھ سے خرابی پائے۔ ست سی
 زنان سیمیں ساق سرنگے بازوے کشادہ بر سر راہ ہوں۔ جفاے اعدا
 پر لیٹان و تباہ ہوں۔ خوف قتل سے سب کے چہرے زرد ہوں۔ اہل

لشکرِ مقدور چو گرد ہوں۔ اُن کے شوہروں کو مار ڈالا ہو۔ زنان بے سروساں
 کو بے پردہ گھر سے باہر نکالا ہو۔ جس قدر وہ عاجزی کریں۔ کوئی فرما دیں
 نہ ہو۔ رحم کھا کر حامی و مددگار کوئی متنفس نہ ہو۔ بجز اُن کے ساتھ نہ کیا
 جائے۔ بخوابش نفسِ دینی عقوبتِ آخرت سر پہ لپٹے۔ پس اُس وقت
 مسدئیِ فرزندِ نبی باہر آئے۔ خلقِ ظلم و ستم سے پناہ پائے۔ اور وہ
 اُس وقت ہو۔ کہ ایک مظلوم یثرب میں مقتول ہو۔ اور پسرِ عم اُس کا
 مکہ میں زیرِ تیغ قومِ جہول ہو۔ امرِ پناہ آشکار ہو۔ قدرتِ خدا پدیدار
 ہو۔ اور علامتِ مہاجرت اُس کے ظہور کے موافق ہوں۔ سب
 واقع و مطابق ہوں۔ اُس وقت سفیانی بد کردار ساتھ مجمعِ طاعیان شہر
 کے اُس سے لڑنے آئے۔ لشکرِ کثیرِ ہمراہ لائے۔ بزرگوں کے قتل پر
 رومیانِ ناصیجا را علانیہ بادرت کریں۔ ہاتھوں کو اُن کے خون سے
 بھریں۔ جب دولوں لشکرِ مقابلہ کے واسطے آراستہ ہوں۔ صفیں
 جنگ و جدال کے لئے پیراستہ ہوں۔ آفتاب کو گمن لگے۔ تیرہ دتار
 گرد و غبار کی گھٹا ہر طرف چھائے۔ بعد اُس کے ایک بادشاہ صنعاً
 یمن سے کہ مثلِ آئینہ کے سفید ہو۔ اور نام اُس کا حسین یا حسن ہو ظہور
 کرے۔ اور بسبب اُس کے خراج کے فتنہ و فساد دور ہو۔ وہ مبارک و
 پاکیزہ مہادی و محمدی سیدِ علوی اولادِ علی و فاطمہ سے ہو۔ سب کو
 رہنمائی کرے۔ دینِ مردہ کے لئے مسیحائی کرے۔ اُس کے نور سے
 تاریکی کفر و ضلالت وہر ہو۔ تمام عالم روشنی امرِ حق سے پُر نور ہو۔
 بعد پوشیدگی کے حق ظاہر ہو۔ معصوم ہر ایک شریک و کافر ہو۔ مالوں کو برابر
 بانٹے۔ رشاخِ افراط و تفریط کو چھائے۔ تلوار کو زینتِ نیام کرے۔

قصہ خونریزی ترک کر کے آرام کرے۔ تمام بنی نوع انسان عیش و عشرت میں بسر کریں۔ اور اطمینان سے عبادت خالق اکبر کریں۔ زمانہ کی آنکھ اُس کے آبِ عدالت و رعیت پروری کے باعث خار و خاشاک بہت و ستم سے پاک ہو۔ ہر فاسق و فاجر ہلاک ہو۔ ہر صاحب حق اپنا حق پائے۔ نخوت و کبر دلوں سے جائے۔ جہانی و بخشش و داد و دہش انسانوں میں شالچ ہو۔ اُس کی عدالت سے ضلالت و تباہی و گمراہی مرتفع و ضالچ ہو۔ اس طرح کہ گویا عالم پر از غبار تھا۔ صاف ہو گیا ہو شبہ و شک اُس کی آفتاب عدالت و محبت سے کھو گیا ہو۔

شیخ صدوق نے کتاب اکمل الدین میں سد یحیرنی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم اور فضل بن عمر اور ابو بصیر دربان بن قلیب خدمت میں جعفر بن محمد الصادقؑ کی حاضر ہوئے۔ اور جمال نور خدا سے کتریم کے ناظر ہوئے۔ تو ہم نے دیکھا۔ کہ حضرت خاک پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ جامہ جبرئیل پہنے ہوئے ہیں۔ کہ ہنسی گردن کے باہر ہے۔ جیب و چاک اُس جامہ میں نہیں ہے۔ آستین اُسکی کوتاہ ہیں۔ مثل زن سپر مردہ کے۔ دل سوزاں سے نالاں و گریاں ہیں۔ چہرہ مبارک سے غم و اندوہ کے آثار غیاں ہیں۔ تغیر رخسارہ احوال سے ظاہر ہے۔ اشک دیدہ حق سے ہیں۔ بیساختہ جاری ہو کر کسی الم کا باہر ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ اے جبرئیل فرزند تیری غیبت نے آنکھوں سے نیند اوڑادی۔ خواب گاہ و محل آسائش کو میرے ہٹا دی۔ میرے دل کی راحت کو تیری غیبت و زارے کھو دیا۔ سفینہ آرام و عیش طوفان ملل نے ڈبو دیا۔ اس غیبت نے تیری مصیبت کو مصیبتِ انہی

سے ملا دیا ہے جس سے تمام ہوتا نہیں ہے۔ ایک ایک مصیبت کہ
 بعد از دیگرے پئے در پئے واقع ہوتی ہے۔ اور پھر گم ہو جاتی ہے۔
 اُس نے ہمارے اطمینان وعدہ و کثرت کو فانی کر دیا ہے۔ جو آنسو میری
 دیدہ پر خم سے گرتا ہے۔ بسبب شدت غصہ و رنج کے محسوس نہیں ہوتا
 اور جو نالہ کہ سینہ سے نکلتا ہے۔ معلوم نہیں ہوتا۔ اسی طرح سے ہمت
 سی باتیں فرما رہے ہیں۔ اور آنسو جاری ہیں۔ جب ہم لوگوں نے یہ
 دیکھا یہ خوش جاتے رہے۔ دل سب کے پھٹ گئے۔ اس امر ہلنا تک
 کے مشاہدہ سے رشتہ امید کٹ گئے۔ ادا ایسا خیال گذرا۔ کہ کوئی حادثہ
 تازہ و صدمہ عظیم رو بکار ہوا ہے۔ ہم سب نے عرض کیا۔ یا بنی خیر
 المورای لا ابکی اللہ عینیک من ای حادثہ تستنزف دمعک و
 لنتمطر عیونک وایۃ حالۃ حممت علیک هذا الماتم یعنی اسے
 فرزند بہترین مخلوقات خدا جناب باری آپ کی آنکھوں کو نہ لائے۔
 کس حادثہ جاگذا سے آپ گریاں ہیں۔ اور کیا حالت واقع ہوئی ہے
 اور کونسا ماتم ہے۔ کہ اس طرح آہ جگر سوز سے نالاں ہیں۔ پس ایک آہ
 سرد ایسی دل سے کھینچی۔ کہ تمام جسم حزن و اندوہ سے بھر گیا۔ اور
 فرمایا۔ وایہ ہو تم پر آج صبح کو کتاب جفہ ہم دیکھتے تھے۔ اور وہ کتاب
 مشتمل ہے علم و صایت و بلا اور امتحانات پر۔ جو ہم لوگوں پر واقع ہو چکا
 اور علم ہر چیز کا جو ہو گیا ہے یا ہونے والا ہے۔ اُس میں مندرج ہے۔
 اور یہ علم مخصوص آل محمد سے ہے۔ یعنی ائمہ سے۔ اور ہم تامل کرتے
 تھے امر مولد قائم اور اُس کے غیبت اور طول غیبت و عمر میں۔ اور
 اُس وقت میں جو آفت مومنوں پر گذرے گی۔ یا جو شکر طول غیبت سے

دلوں میں جگہ پائیں گے۔ اکثر اپنے دین سے پھر جائیں گے۔ اور لیسان
 اسلام کہ خدا نے اشارہ اُس سے اس آیت میں فرمایا ہے۔ وکل النّاس
 الزّمناء طابره فی عنقہ اپنی گردن سے باہر کر ڈالیں گے۔ یعنی ہم
 اہلبیت کی ولایت سے ہاتھ اٹھائیں گے۔ ان امور کی دریافت سے
 ہم کو بہت رقت آئی۔ غم و اندوہ نے ہم کو گھیر لیا۔ ہم سب نے عرض
 کیا۔ یا ابن رسول اللہ اگر ہم لوگوں کو بھی اس کی آگاہی و واقفیت میں
 شریک فرماتے۔ اور اگر شرافت و کرامت ہم لوگوں کو اس کے علم
 سے حاصل ہوتی۔ تو کیا اچھی بات تھی۔ فرمایا۔ خداوند عالم نے ہمارے
 قائم میں تین چیزیں مقدر فرمائی ہیں۔ کہ قبل اُس کے تین پیغمبروں میں
 مقدر ہوئی تھیں۔ ولادت اُس کی مانند ولادت موسیٰ بن عمران ہے۔
 اور غیبت اُس کی مثل غیبت عیسیٰ بن مریم پیغمبر خدا وند منان ہے۔
 اور طوالت اُس کے امر کی مانند طول امر نوح ہے۔ اور بعد اس کے
 عمر اپنی بندہ صالح خضر کی دلیل اُس کی طول عمر کی قرار دی۔ پھر ہم سب
 نے عرض کیا۔ کہ شرح اس مطلب کی ہمارے واسطے فرمائیے۔ فرمایا۔
 لیکن ولادت موسیٰ پس آگاہ ہو۔ کہ جب فرعون کو کاہنوں نے یہ
 خبر دی۔ کہ اُس کی مملکت و سلطنت کا زوال موسیٰ کے ہاتھ سے ہوگا۔
 اور ان کاہنوں نے یہ بھی نشان دیا۔ کہ موسیٰ نسل بنی اسرائیل سے
 ہوگا۔ تو اُس نے اپنے اتباع کو حکم دیا۔ کہ جہاں جو زن حاملہ قوم بنی اسرائیل
 سے ملے۔ اُن کے شکموں کو چاک کر دو۔ اور جنین کو ہلاک کر دو۔ یہاں تک
 کہ موسیٰ کی تلاش میں نیس نہ راز لڑکے اور لڑکیاں بیگانہ قتل کر ڈالے
 گئے۔ مگر موسیٰ نے تک ہاتھ اُس کا نہ پہنچا۔ اور جبکہ خدا نے مقدر کر دیا تھا۔

کہ اُس ملعون کے شر سے اُس کا حافظہ ہیگا۔ تو وہ کیونکر موسے کو پاتا۔ اسی طرح بنی امیہ و بنی عباس کو جب معلوم ہوا۔ کہ اُن کی دولت و سلطنت ہمارے قائم کے ہاتھ سے زائل ہوگی۔ تو ہم لوگوں کے ساتھ عداوت کرنے لگے۔ اپنی تلواروں کو آلِ محمد کے گلوں پر پھیرنے لگے۔ فریت احمد و اولاد پیغمبر کو بطبع قتل قائم کے تلف و ہلاک کیا۔ مگر خدا نے اس سے انکار کیا۔ کہ اپنے امر کو ظالموں پر ظاہر کرے۔ یہاں تک کہ نور اُس کا تمام ہو۔ اگرچہ مشرکین نہ چاہتے ہوں۔ لیکن غیبت عیسے۔ پس یہود و نصاریٰ کے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ عیسے قتل کئے گئے۔ حالانکہ خدا نے اُن کی تکذیب کی۔ اور فرمایا۔ و ما قتلوه و ما صلبوه و لکن شبہ هو الایہ۔ اسی طرح ہمارے قائم کی غیبت ہے۔ امت میں سے بعضے اُس کے منکر اور بعضے کہیں گے۔ کہ ابھی پیدا نہیں ہوا ہے۔ اور بعضے کہیں گے پیدا ہو کر مر گیا۔ اور بعضے کہیں گے۔ کہ امام حاوی عشر عظیم و بے اولاد ہے۔ اور بعضے عددِ مقدس الہی سے تجاوز کر کے قابلِ تیرھویں امام یا اُس سے زیادہ کے ہوں گے۔ اور بعضے اس سے بھی زیادہ محصیتِ خدا کی کر کے کہیں گے۔ کہ قائم کی روح دوسروں کے بدن میں رہ کر بات کرتی ہے۔ لیکن نوح کا دید کرنا۔ پس بدستیکہ جب عقوبت اُنسی قوم نوح پر نازل ہوئی جبریل آئے۔ اور سات عددِ تنخم خرما لائے۔ اور نوح سے کہا۔ کہ خدا نے فرمایا ہے۔ کہ یہ سب بندے اور مخلوق میری ہیں بہت سی اپنی مخلوقات اور کارخانہ قدرت کا مالہ و حکمت بالغہ کو ان کی ایجاد میں ہم نے زحمت میں ڈالا ہے۔ ان کو کسی صاعقہ عذاب یا کسی تش غصب سے

ہم ہلاک نہیں کریں گے۔ جب تک ان پر اتمام حجہ و دعوت کا نہ ہو۔
 پس ان کی دعوت میں کوشش کرو۔ ثواب عظیم تم کو ملیگا۔ اور ان تخم خرمایہ
 کو لوٹو۔ جب یہ جم کر پڑے ہوں۔ اور بار لائیں۔ اُس وقت کشائش و
 خلاصی حاصل ہوگی۔ اپنے اتباع کو جو مومنین سے ہیں۔ اس کی بشارت
 دو۔ جب وہ درخت خرماسہ زو بزرگ ہوئے۔ بارور ہوئے۔ میوہ پیدا
 ہوا۔ تب نوحؑ نے خدا سے ایفاء و وعدہ کا سوال کیا۔ حق تعالیٰ نے
 پھر جبریلؑ کو بھیجا۔ اور حکم دیا۔ کہ ان درختوں کے تخم کو لوٹو۔ اور صبر کرو۔
 اور نصیحت و ارشاد قوم میں جدوجہد اپنا معمول رکھو جب یہ خبر نوحؑ نے
 اپنی قوم کے مومنوں کو دی۔ تو اُسی وقت تین سو شخص مرتد ہو گئے۔ اُن
 لوگوں نے کہا۔ کہ اگر نوحؑ صاحب حق ہوتا۔ اور دعویٰ نبوت و وعدہ
 خدا میں سچا ہوتا۔ تو خلاف نہ ہوتا۔ بعد اس کے جناب باری نے اس
 مرتبہ اسی طرح حکم دیا۔ اور بارور ہونے درختوں پر وعدہ فرج کیا۔ ہر مرتبہ
 مومنوں کا ایک گروہ دین سے پھر کر مرتد ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ سقراط
 انقراس مدت دعوت و زحمت میں باقی رہ گئے۔ اُس وقت وحی خدا
 پہنچی۔ کہ اَلان اسفر الصبح عن اللیل یعنی اب صبح بخشن ہوئی رات
 سے۔ اور محض حق صریح رہ گیا۔ اور کدورت باطل سے صاف ہو گیا۔
 اس واسطے کہ جن کی طینت میں خباثت تھی۔ وہ مرتد ہو گئے۔ اور جس وقت
 ہم کافروں کو بار ازل ہلاک کرتے۔ اور اُن مومنوں کو بھی بخیر کا حکم دیتے۔
 جو بعد ایمان کے مرتد ہوتے۔ تم ہمارے وعدہ کی تصدیق نہ کرتے۔
 اور اُن مومنوں سے ہم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جو ہماری وحدانیت کو صدق
 دل و اخلاص سے قبول کر چکے تھے۔ اور تمسک ربیانہ محکم نبوت سے

ہوئے تھے۔ کہ اُن کو ہم اپنی زمین میں خلیفہ کریں گے۔ اور دین متین
 پر اُن کو متمکن کریں گے۔ اُن کے خوف کو اطمینان سے بدلیں گے۔ تاکہ
 عبادت اُن کی ہمارے واسطے خالص طور پر ہو۔ اور دلوں سے شک جاتا
 ہے پس یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ ہم اُن کو خلیفہ و متمکن کر سکتے اور اُن
 کے خوف کو امن سے بدل سکتے۔ حالانکہ ہم جانتے تھے۔ کہ وہ لوگ
 جو مرتد ہو گئے ہیں۔ اُن میں موجود ہیں۔ یقین اُن کا ضعیف ہے۔
 اور غیبت اُن کی خبیث ہے۔ اور جو کچھ اُن کی طبیعت اور دل میں ہے۔
 مقدمہ لفاق اور طریقہ گمراہی و تباہی جہالت سے ہے۔ جب ہم اُن
 مومنوں کو متمکن با مر خلافت کرتے۔ اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتے۔
 اور ان مرتدوں کو ہم اذیت نہ پہنچاتے۔ اور یہ باقی رہ جاتے۔ تو وہ
 لفاق کی خصلت جو اُن کے دل میں تھی مستحکم ہو جاتی۔ اور اُن کی گمراہی
 ثابت و محکم ہو جاتی۔ اور جو مومنین خالص تھے۔ اُن سے علانیہ
 عداوت کرتے۔ طلب ریاست میں اُن کے ساتھ محاربہ و مخالفت
 کرتے۔ اور اس امر کے طلبگار ہوتے۔ کہ وہ تنہا امر و نہی کے مالک
 ہوں۔ زارع و تفرقہ و فساد و جنگ و لشکر کشی کی بنا قائم ہو اُکرتی۔ اور
 باوجود اس کے ممکن اور انتشار امر مومنین کیونکر حاصل ہوتا۔ کلا
 فاصنع الفلک ما عیتنا و وحینا الایہ۔ پس حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ کہ
 ایسی طرح ہمارے قائم کی غیبت کو طول ہو۔ کہ حق صریح و ایمان خالص
 رہ جائے۔ اور جن شیعوں کی طینت میں خبیث و لفاق ہو۔ اور جن سے
 یہ خدشہ ہو۔ کہ بعد ممکن امر سلطنت کے نزاع و فتنہ اُن سے صادر ہوگا۔
 وہ اس غیبت میں مرتد ہو جائیں۔ اور زمرہ دشمنان میں جگہ پائیں۔

اس واسطے کہ بعد حصول وعدہ و ظہور و تمکین امر کے کوئی اختلاف و شبہ باقی نہ رہے۔ مفضل نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ! تو اسب نے ایسا گمان کیا ہے۔ کہ آیت وعد اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات لیسئرنہم فی الارض الا یہ ان البکر و عمر و عثمان و علیؓ میں نازل ہوئی ہے۔ فرمایا۔ لا ھدی اللہ لقلوب الناصبۃ یعنی خدا ناصبوں کے دلوں کو نور ہدایت سے منور نہ کرے۔ اُن کے ایام خلافت میں کس وقت وہ دین کہ خدا و رسولؐ نے پسند کیا تھا۔ ممکن ہو۔ اور امن و امان امت کو حاصل ہو۔ اور خوف مومنوں کے دل سے جاتا رہا۔ اور سب کے دلوں سے شکوک بالمرہ منقطع ہوں۔ اُن کے وقتوں میں کیسے کیسے فساد واقع ہوئے مسلمان مرتد ہوئے۔ لڑائیاں اُن کے اور کفار کے درمیان میں ہوتیں۔ بلکہ وہ لوگ خود آپس میں لڑے۔ بعد اس کے حضرت صادقؑ نے اس آیت کو بطور شاہد واسطے دیر کر کے حضرت صاحب الامرؑ کے پڑھ دیا۔ اِنْتِیَ اَمْرُ الْمُرْسَلِ وَ قُلْتُمْ اَوَ اَنْتُمْ قَدْ کَذَبُوا جَاہِلُہُمْ فَتَقْتُلُوْنَ۔ پھر فرمایا۔ بیشک نبی و رسولؐ نہ وہ خضر علیہ السلام ہیں۔ حق تقاضے نے اُن کی عمر کو اس واسطے طویل نہیں دیا۔ کہ کسی قوم کی رسالت یا ہدایت اُن کے واسطے تقدیر کی ہو۔ ہاں اگرچہ ان کا نازل کرنا اُن پر مرغوب تھا۔ یا اُن کی شہادت سے کسی شیعہ کا تسلیم انبیاء سے منسوخ کرنا مطلوب تھا۔ یا اُن کو امام پیشوا کا ہوا۔ کہ فتوح سے اُن کا اقتدار کریں۔ ہاں البتہ اپنے علم سابق و کنوین۔ انہما الخ۔ یہ تقدیر فرما چکا تھا۔ کہ قایم آل محمدؐ کی عمر ایسی طویل ہوگی۔ کہ راتنی نہ تھکے۔ نظروں سے غایب رہیں گے۔ کہ اکٹھے دم اُن کا انکار نہ کریں گے۔ اور اُن کے ہونے کو محالات سے شمار نہ کریں گے۔ اس سبب سے

خضر کو کئی سو سال پیشتر خلق و ایجاد فرما کے باقی رکھا۔ کہ منکرینِ رحمت
ہو۔ اور درازی عمر قایم پر دلیل قوی ہو۔ اور معاندین کی حجت ضعیف منقطع
ہو۔ ولا یكون للناس على الله حجة۔

اس بارہ میں اور بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ کہ قایم آلِ محمد میں
انبیاء کے سنہیں ہیں۔ سنہ آدم و نوح طول عمر میں سنت ابراہیم خفاء
ولادت و عزات میں۔ اور سنت موسیٰ ترس و غیبت میں۔ اور سنت
عیسیٰ در باب اخلاف خلق خدا میں۔ اور سنت ایوب فرج بعد شدت میں۔
اور سنت محمد خرمج بشمیر میں۔

حضرت صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ صالح پیغمبر ایک مدت
اپنی قوم سے غایب رہے۔ اور جس روز اپنی قوم سے جاتے تھے۔
مرد پیر تھے۔ روئے نیک و محاسن انبوء و شکم فریبہ کتے تھے۔ چہرہ اُن کا
باریک تھا۔ حاصل یہ ہے۔ کہ وہ مروع القامتہ تھے۔ جب پھر کر
اپنی قوم کے پاس آئے۔ اُن کو کسی نے نہیں پہچانا۔ اس وجہ سے
کہ صورت اُن کی تبدیل ہو گئی تھی۔ اُن کی قوم کے تین فرقے ہو گئے۔
منکرین۔ مشکلین۔ مصدقین۔ پس یہی فرقہ مشکلین کے پاس گئے۔
اور کہا۔ ہم صالح پیغمبر ہیں۔ انہوں نے تکذیب کی۔ اور دشنام دی۔
افیت پہنچائی۔ اور کہا کہ خدا تجھ سے بیزار ہے۔ صالح کی یہ صورت
نہیں تھی۔ پس منکرین کے پاس گئے۔ اور کہا۔ ہم صالح ہیں۔
اُن سب نے بھی صالح کی باتیں نہ سنیں۔ اور انتہا درجہ کو اُن سے
متنفرد ہوئے۔ پس فرقہ مصدقین کے پاس آئے۔ اور فرمایا۔ کہ ہم
صالح ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہم تجھ سے علامت و خبر چاہتے ہیں۔

کہ شک ہم کو حاصل نہ ہو۔ اس بات میں ہم کو شک نہیں۔ حق تعالیٰ خالق ہشیاء ہے۔ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایک صورت کو دوسری صورت کے ساتھ نقل و تحویل کرتا ہے۔ اور ہم کو خبر دی ہے۔ اور آپس میں ہم مطلع ہیں چند علامتوں پر۔ کہ ہمارا پیغمبر لایا ہے۔ صالحؑ نے کہا۔ کہ میں صالحؑ نہیں۔ تمہارے واسطے ہم ناقہ لائے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ یہ بات سچ ہے۔ علامت ناقہ کیا ہے۔ کہا۔ لھا شرب و لکھ شرب یوم معلوم۔ پس وہ لوگ ایمان لائے۔ اور اُن سبھوں نے کہا۔ انا بجا امر سل بہ مومنون۔ اور فرقہ شکاک و منکر نے کہا۔ انا بالذی امنتم بہ کافر دن۔ راوی کہتا ہے۔ کہ میں نے کہا۔ جس روز صالحؑ غایب ہوئے تھے۔ قوم کے درمیان کوئی عالم تھا۔ فرمایا۔ خدا عا دل ہے۔ زمین بدو ن عالم و راہنما کے نہیں چھوڑتا ہے۔ اور تمام آیام غیبت صالحؑ سات دن تھے۔ قوم اُن کی ضعیف الایمان و سست اعتقاد تھی۔ اپنے امام کو نہیں پہچانتی تھی۔ لیکن وہ دین خدا کہ صالحؑ لائے تھے۔ اُن کے ہاتھ میں تھا۔ اور اُس دین میں یک بان تھے۔ بعد اس کے کہ پھر صالحؑ آئے۔ اُن کے ساتھ جمع ہوئے۔ اور اُن کی پیروی کی۔ اور مثل علی علیہ السلام اور قائم آل محمدؑ کے مثل صالحؑ کے ہے۔ اور مخالفین کو جو حضرتؑ کی طول عمر میں تعجب ہے۔ یہ سراسر اُن کی عقل کا فتور ہے۔ اور فہم نفس پرکش کا قصور ہے۔ *

کتاب اکمال الدین میں شیخ صدوق وغیرہ نے بہت سے اخبار معمرین کے نقل کئے ہیں۔ اور اس جگہ ہم دو تین آدمیوں کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں۔ تاکہ معاندین کا تعجب رفع ہو۔ اگرچہ خضرؑ والیاسؑ

اور احماد نے مجھ کو یہاں تک پہنچایا۔ اس وقت تک تین مرتبہ میرے
دانت گر چکے تھے۔ اور پھر نکلے ہیں۔ ہم لوگوں نے نووا ہشیر کی
کہ احادیث جناب امیر المومنین سے جو کچھ سنا ہو۔ نقل کریں۔
تو کہنے لگا۔ کہ ایام ملازمت میں حرص و ہمت میری طلب علم میں نہ
تھی۔ اور دوسرے اصحاب بھی تھے۔ لیکن شدت محبت سے
حضرت کی کچھ کام نہیں کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں مشغول رہتے
تھے۔ جو کچھ مجھے یاد آتا۔ وہ اہل مغربہ و اندلس سے ایک کتبہ
کشیہ نے وہ شیعہ مجھ سے کہیں۔ وہ یہ کہتے۔ ان کی ہڈیاں
بوسیدہ ہو گئیں۔ یہ میرے ساتھ رہنے والے تھے۔ یہ بھی اہل مغربہ
اس کو جمع کیا ہے۔ پس اہل الدین نے ایک کتاب نکالی۔ اور پڑھا۔
اور کہا کہ علی ابن ابی طالب نے فرمایا کہ یہ خدا کا جواب رسول خدا
نے۔ کہ جو شخص دوست ہے اہل بین کو۔ تو اس نے مجھے دوست طلب
اور دشمن دشمن بن گئے ہیں۔ تو اس نے مجھے دشمن کہا۔ پھر فرمایا
کہ ارشاد کیا جواب اہل خدا ہے۔ من اعدائہ اعدائکم و اعدائکم اعدائہ
لہ تعالیٰ خدا ہوتا دیکھا تھا عشرت انبیاء و صلح اہل بیت و اعدائہ
بہی جو شخص اعدائہ کو دیکھا ہے۔ وہ کہی کہ یہ خدا کا جواب ہے۔
اس کی کیا ہے۔ اور جو کہ شیخ کی اس بد باں۔ اور باندہ رکھا ہو۔ کہ
سے اس دین سے اس سے بہت تہمت ہے۔ یہ اس کے لئے
فرمایا کہ جب کوئی کہتے ہیں کہ اسے برا اور سدا بہی تھا۔ کہ
یہ کہ خدا کی شہادت میں ہے۔ اس کی بدتری ہو۔ گویا اس پر
ہر خدا کی عبادت کو۔ دین ایک ایک مل بھی خدا کی عصمت نہ کیا ہو۔

کہ صاحب المقتدر باللہ خلیفہ عباسی کا تھا۔ حج کے لئے آیا تھا۔ اور
 عبد اللہ بن حمران کہ کنیت اُس کی ابو الیاس تھی۔ اُس کے ہمراہ تھا۔ جب
 ماہ ذیقعدہ میں ہم وارد مدینہ ہوئے۔ تو ہم نے قافلہ مصر کو دیکھا۔ ابو بکر
 بن محمد بن علی مادرانی اُس قافلہ میں تھا۔ کسی اہل مغرب نے کہا تھا کہ ہم
 نے صحابہ پیغمبر کو دیکھا ہے۔ تو لوگوں نے اڑھام کر کے اُسے گھیر لیا۔
 اُس کے بدن کو بھرت تبرک مس کرتے تھے۔ نزدیک تھا کہ وہ بیچارہ
 شدت اڑھام خلق سے تلف ہو جائے۔ میرے چچا ابو القاسم طاہر بن
 یحییٰ نے اپنے غلاموں اور خادموں کو حکم دیا۔ تو اُن سبھوں نے اُس
 مجمع کو ہٹا کر ابو سہل طیفی کے مکان پر اُسے لے گئے۔ میرا چچا بھی اُسی مکان
 میں آتا تھا جب وہ وہاں پہنچ گیا۔ تو پھر آدمیوں کو حکم دیا کہ داخل
 ہوں۔ پانچ شخص اُس کے ہمراہ تھے۔ کہ اُس کی اولاد اولاد سے
 تھے۔ ایک ہشتاد سالہ سے زائد اور ایک ہفتاد سالہ اور دو شصت
 سالہ اور ایک ہفتدہ سالہ تھا۔ اور وہ اُس کے نبیرہ کا لڑکا تھا۔ اور
 وہ مرد مغربی بحسب صورت تیس^۳ سے چالیس^۴ برس تک کے سن میں معلوم
 ہوتا تھا۔ موے سر و محاسن سیاہ تھے۔ ضعیف اندام گندم گوں میاں
 بالاتا تھا۔ اور نام اُس کا علی بن عثمان بن خطاب تھا۔ جس وقت بھوکا
 ہوتا تھا۔ عنق^۵ گھ بال اُس کے سفید ہوتے تھے جب آسودہ و سیر ہوتا تھا۔
 سیاہ ہو جاتے تھے۔ اُس نے لقل کیا۔ کہ میرے پدر و عم بقصد حج اپنے
 شہر حضرت موت سے روانہ ہوئے۔ اور مجھ کو بھی ہمراہ لیا چند روز کے
 بعد ہم لوگ راستہ بھول گئے۔ تین دن تین رات بیابان میں حیران و

سرگردان تھے۔ اور نہیں جانتے تھے۔ کہ ہم کہاں جاتے ہیں۔
یہاں تک کہ ہم لوگوں کا گزرا ایک نرم ریگستان پر ہوا۔ جس کو رمل عالج
کہتے ہیں۔ اور ارم ذات العباد کے متصل تھا۔ اُسی اثنائیں ہم لوگوں
نے دیکھا۔ کہ بڑے پاؤں کا نشان زمین پر پڑا ہوا ہے۔ اُسی نشان
سے ہم لوگ چلے گئے۔ تو ایک میدان میں پہنچے۔ دیکھا۔ دو شخص
ایک چاہ یا چشمہ پیٹھے ہیں۔ جب ہم لوگوں کو دیکھا۔ اُن میں سے
ایک شخص اُٹھا۔ اور ڈول کو اُس چشمہ یا چاہ سے بھر کر ہمارے
پاس آیا۔ پہلے میرے باپ کو دیا۔ اُس نے پانی نہیں پیا۔ اور یہ کہا۔
کہ دن تمام ہوتا ہے۔ رات کو ایسے چاہ پر کمزور کیس گئے۔ بعد اُس
کے میرے چچا کو دیا۔ اُس نے بھی پانی نہیں پیا۔ اور وہی بات کسی۔
جو میرے باپ نے کہی تھی۔ پس وہ ڈول اُس شخص نے مجھے دیا۔
اور کہا۔ پانی نوش کر۔ ہم نے ڈول لے لیا۔ اور پانی پیسا۔ تو اُس
نے کہا۔ ہٰذَا لَكَ تُو عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ كُو دیکھیگا۔ اُن سے میرا سلام
کنا۔ اور عرض کرنا۔ کہ الیاس و خضرؑ نے سلام آپ کو کیا ہے۔ اور
اے پسر تو اس قدر زندگی کریگا۔ کہ مہدیؑ و عیسیٰؑ کو دیکھیگا۔ اُن سے
بھی ہمارا سلام کنا۔ بعد اُس کے پوچھا۔ کہ یہ دو شخص تیرے کون ہیں
میں نے کہا۔ کہ وہ باپ اور یہ چچا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ تیرا چچا اس
سفر سے بچ کر مکہ نہیں پہنچےگا۔ اور تو اور تیرا باپ مکہ تک پہنچےگا لیکن
باپ تیرا مر جائیگا۔ اور تو بہت عمر کریگا۔ مگر تو پیغمبر کو نہ دیکھیگا۔ کیونکہ
اُن کی وعدہ نزدیک آگیا ہے۔ بعد اس کے وہ دونوں نظروں سے
غائب ہو گئے۔ ہم نہیں جانتے۔ کہ آسمان پر چلے۔ یا زمین میں سا گئے۔

اور وہ چشمہ و چاہ بھی نظروں سے پوشیدہ ہو گیا۔ پس ہم لوگ وہاں سے چلے۔ اور اس واقعہ سے بہت تعجب کرتے تھے۔ جب بحران میں پہنچے۔ میرا چچا بیمار ہوا۔ اور اُس نے انتقال کیا۔ ہم مولا اپنے باپ کے مکان کو گئے۔ حج کر کے مدینہ میں آئے۔ تو میرا باپ بھی بیمار ہوا۔ اور اُس کی بھی وفات ہوئی۔ اُس وقت جناب رسول خداؐ نے بھی رحلت فرمائی تھی۔ اور علی بن ابی طالبؓ کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ حضرتؑ نے مجھے اپنے پاس رکھا۔ ایام خلافت ابو بکر و عمر و عثمان و خود حضرت امیر المومنینؑ میں میں ہمراہ حضرتؑ کے تھا۔ اُس دن تک کہ ابن بلجم نے اُن کو شہید کیا۔ اسی دوران گفتگو میں یہ بھی کہا۔ کہ جب عثمان کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو اُس نے مجھے پکارا۔ ایک خط اور گھوڑا مجھے دیا۔ اور کہا۔ کہ علیؑ کے پاس جا۔ اور وہ حضرتؑ نیج میں ایک کھیت رکھتے تھے۔ وہاں تھے۔ پس خط لیکر ہم جدار بنی عباؑ تک پہنچے تھے۔ کہ صدائے قرات ہمارے کان میں آئی۔ تو دیکھا۔ کہ حضرتؑ چلے آتے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت فرماتے ہیں۔ انْحَسِبْتُمْ اَنْمَّا خَلَقْنَاكُمْ عَشَاً وَ اَنْكَمْ اَلَيْسَ اَلَا تَرْجِعُونَ۔ جب مجھ کو دیکھا۔ فرمایا۔ اے ابوالدنیاء! یہ ہے کہاں چلے۔ میں نے کہا۔ ایک خط خلیفہ کا لایا ہوں۔ پس خط کو کھولا۔ اور پڑھا۔ اُس میں لکھا تھا۔ فَاِنْ كُنْتَ مَّا كُوْلَا فَاَنْكَمْ خَيْرًا اَكَلًا وَاَلَا فَادِرْ كَيْفًا وَاَلَمْ اَمِنْ قِيًا۔ جب خط پڑھ چکے۔ چلے اور داخل مدینہ ہوئے۔ اُسی وقت عثمان قتل ہوا تھا۔ صدیق نبیؑ بخار کو چلے گئے۔ جب حضرتؑ کے آنے کی خبر ہوئی۔ تو سب لوگ حضرتؑ کی طرف دوڑے۔ اور قبل اس کے قصد رکھتے تھے۔ کہ

طلحہ کے ساتھ بیعت کریں۔ جب اُن کو دیکھا۔ اُدھر سے پھر کر حضرتؑ کے پاس مجتمع ہوئے۔ اور ہمیں جس لئے بیعت کی۔ طلحہ وزیر تھے۔ بعد اس کے تمام انصار و مہاجرین نے بیعت کی۔ ہم اُن کی خدمت میں رہے۔ واقعہ جل و صفین میں بھی ہمراہ تھے۔ جنگ صفین میں جانب راست اُن کے کھڑا تھا۔ آپ کے ہاتھ سے تازنایہ گر پڑا ہم نے جھک کر چاہا۔ کہ تازنایہ اُٹھا کر حضرتؑ کو دیں۔ اب حضرتؑ کی لگام رہتی تھی۔ اُٹھائے خم ہونے میں اس پ لئے سر اُٹھایا۔ اور تکان دیا یہ زخم جو ہماری کپٹی میں ہے ہوا۔ پس حضرتؑ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور آب دہن زخم پر لگایا۔ اور تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چھڑکی۔ پھر مطلق درد و الم سے تکلیف نہیں ہوئی۔ جب حضرتؑ شہید ہوئے۔ حسن بن علیؑ کے ساتھ سا باطدایں تک میں تھا۔ وہاں سے مدینہ کو گئے۔ اُن کی اور حضرت امام حسینؑ کی خدمت کرتا رہا۔ جب جعدہ دختر اشعث نے اُن کو زہر سے شہید کیا۔ تو میں حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں صحرائے کربلا تک ہمراہ تھا۔ جب حضرتؑ بھی شہید ہو گئے۔ خوف بنی امیہ سے بھاگا۔ اور زمین مغرب میں جا کر سکوت پذیر ہوں۔ انتظار و خروج محمدیؑ و عیسیٰ بن مرثم کا کرتا ہوں۔ ایضاً شیخ صدوق نے روایت کی ہے۔ کہ عبید بن شریک جبرہی نے تین سو پچاس برس زندگی کی۔ اور پھیڑ پر ایمان لایا۔ اور ایام معاویہ تک زندہ رہا۔ ایام سلطنت میں اُس کے پاس آیا۔ جو معاویہ نے اُس سے پوچھا۔ کہ غریب و عجایب روزگار و صابان عمر دراز سے تو نے کیا دیکھا ہے۔ اُن سب چیزوں میں سے کہ اُس نے لقل کیا۔ یہ لقل ہے۔ کہ اُس نے کہا۔ میں نے ایک مرد کو دیکھا جس نے

ہزار برس زندگی کی۔ اور وہ کہتا تھا۔ کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔
 کہ دو ہزار برس زندہ رہا۔ اور بادشاہان حمیر سے ایک بادشاہ مجھ
 سے کہتا تھا۔ کہ ملوک نابغہ سے ایک بادشاہ نہایت تسلط و اقتدار
 رکھتا تھا۔ ذو سرح اس کا نام تھا۔ جوانی میں اُسے بادشاہی ملی تھی۔
 اپنی سلطنت میں نہایت خوش رفتار و سخی و مطلع تھا۔ سات سو برس
 اُس نے بادشاہی کی۔ نہایت شکار دوست تھا۔ ایک دن سیر و تفریح
 کے واسطے صحرا میں گیا۔ تو اُس نے دیکھا تھا۔ کہ دو سانپ کپس میں
 لڑ رہے ہیں۔ ایک اُن میں سے سفید تھا۔ اور دوسرا سیاہ۔ آپس میں
 دونوں لپٹے ہوئے تھے۔ مار سیاہ مار سفید پر غالب و فائق ہوا تھا۔
 اور نزدیک تھا کہ اُسے مار ڈالے۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ مار سیاہ کو
 اُس کے ملازموں نے مار ڈالا۔ اور مار سفید کو اٹھا کر ایک چشمہ پر لٹا۔
 اُس جگہ چند درخت تھے۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ اُس مار سفید پر چند قطرہ
 پاک کر کے چھڑکیں۔ اور اُس کے منہ میں چھوڑیں۔ یہاں تک کہ حواس
 اُس کا درست ہو۔ تو اُسے چھوڑا یا۔ تھوڑی دور راہ چل کر وہ نظروں سے
 غائب ہو گیا۔ بادشاہ اُس روز شکار گاہ میں رہا۔ سیر و شکار سے
 دل بہلاتا رہا۔ رات کے وقت گھر کو پھرا۔ ایک حجرہ میں تخت رکھا
 ہوا تھا۔ اُس تخت پر متمکن ہوا۔ اور وہ تخت و حجرہ ایسے مقام پر تھا
 کہ کسی صاحب و درمیان کی رسائی وہاں تک نہیں تھی۔ ناگاہ ایک
 جوان بجمال و نہنت و جمال آیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے دونوں دروازہ
 حجرہ کا پکڑ کر بادشاہ کو سلام کیا۔ بادشاہ ڈر گیا۔ اور پوچھا۔ تو کون ہے
 کیونکہ تو یہاں داخل ہوا۔ کس نے تجھے اجازت دی۔ کہ ایسی جگہ جہاں

صاحب و دربان نہیں آسکتے ہیں۔ تو چلا آیا۔ اُس جوان نے کہا۔ تو خوف
 نہ کر۔ اے بادشاہ بہم قوم انسان سے نہیں ہیں۔ بلکہ جن ہیں۔ واسطے ادا
 شکر۔ احسان و محبت کے آئے ہیں۔ اور محبت و احسان جو تو نے ہمارے
 ساتھ کیا ہے۔ اُس کی جزا تجھے دیں۔ بادشاہ نے کہا۔ کہ تو کی جزا
 نیک مجھے دیگا۔ تو اُس نے کہا۔ میں وہی مار سفید ہوں۔ جس کو تو نے ماریا
 کے پنجے سے چھڑایا۔ اور اُس کو مارا۔ اور مجھے زندہ رکھا۔ وہ ماریا
 ہمارا غلام نافرمان تھا۔ ہمارے خاندان سے چند شخصوں کو اُس نے مار ڈالا
 ہے۔ جب فرصت پاتا تھا۔ تنہائی میں مجھ سے لڑتا تھا۔ یہاں تک کہ چکا
 تھا۔ کہ کوئی امر مانع پیش آیا۔ کہ بات کرنا بند ہو گیا۔ اور اُس نے نقل کو
 انتہا تک دکھا۔ بعد اس کے شیخ صدوق نے بہت سے اشخاص صاحبان
 عمر و دراز کا ذکر کیا ہے۔ اُن سب میں سے لقمان عادی ہے۔ کہ طایفہ عاد
 بزرگ سے تھا۔ اور اُس نے پانچ سو ساٹھ برس زندگی کی تھی۔ کہ یہ تعداد
 عمر سات گزس کی ہے۔ کیونکہ ایک گزس کی عمر انسی برس کی ہوتی ہے۔
 اور بعضوں نے لکھا ہے۔ کہ تین ہزار پانسو برس اُس کی عمر ہوئی۔ اور
 زہیر بن عبد کلبی کی تین سو برس عمر تھی۔ اور من یقیا کہ نام اُس کا عمرو بن
 عامر ہے۔ آٹھ سو برس زندہ رہا۔ چار سو برس بادشاہی کی۔ ہر روز وہ
 جامہ نو پہنتا تھا۔ اور آخر روز میں اُن جاموں کو پارہ و چاک کر ڈالتا تھا۔
 کہ کوئی دوسرا اُس کو نہ پہن سکے۔ اور ابن ہبل بن عبد اللہ چھ سو برس زندہ
 رہا۔ اور درید بن زید بن نہار چار سو پچاس برس زندہ رہا۔ اور منجمد کل
 حکایت محمد بن کے قصہ نیل دہرمان مصر کو مذکور کیا ہے۔ کہ ابو الحسن
 بن حماد دیہ بن احمد بن طولون جب مصر پر حاکم ہوا۔ اتنا خزانہ اس کو ملا۔

کہ کسی کو نہیں ملا تھا۔ بادجو۔ اس کے اُس کو خواہش ہوئی۔ کہ گندہ رمل
 کو توڑے۔ اور جو نژاد وہاں مدفون ہے۔ اپنے تصرف میں لائے۔ اقوام
 واقفا۔ ب اُس کے مانع تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ کوئی آج تک اس امر کا
 متعرض نہیں ہوا ہے۔ اور جس نے ارتکاب اس عمل کا کیا ہے۔ غر
 اُس کی کم ہوتی ہے۔ بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے۔ مگر اُس نے کسی کے
 کہنے کو نہ مانا۔ ہزار آدمیوں کو مقرر کیا۔ کہ اُس کا دروازہ ظاہر کریں۔ ایک
 برس تک۔ مگر دگبند بہرمان کے اُن بھوں نے کام کیا۔ اور عاجز ہو گئے۔
 مگر دروازہ نہ کھلا۔ کہ نہ کھلا۔ جب مایوس ہوئے۔ چاہا۔ کہ پھر چلیں۔ ایک
 رستہ نظر آیا۔ چھوٹا۔ چھوٹا۔ گھٹیا۔ کہ نہا۔ دروازہ اُس بندہ کا اس جگہ سے
 ہو۔ اُس رہ سے چلے۔ جب وہ رہ ختم ہوئی۔ دیکھا۔ ایک تختہ سنگ مرمر
 کا اسادہ ہے۔ یقین کیا۔ کہ یہی دروازہ ہے۔ لیکن بہت تلاش کیا۔ مگر
 دروازہ نہیں پایا۔ اُس تختہ کے کھود باہر نکالا۔ تو دیکھا۔ پشت تختہ سنگ مرمر
 بخط یونانی کچھ لکھا ہے۔ مگر وہ پڑھا نہیں جاتا۔ حکماء و علماء منسجم
 کئے گئے۔ اور سب کو دکھایا گیا۔ مگر کسی نے کچھ نہ سمجھا۔ اُن سب میں
 ابو عبد اللہ مدنی بیرونی تھا۔ اُس نے ابو الحسن حمادویہ سے کہا۔ کہ حبش میں ایک
 کشیش ہے۔ تین سو برس کی عمر رکھتا ہے۔ وہ خط یونانی پڑھ سکتا
 ہے۔ مجھ کو سکھانا چاہتا تھا۔ مگر میسر نہ ہوا۔ پس ابو الحسن نے بادشاہ
 حبشہ کو لکھا۔ کہ کشیش کو بھیج دے۔ اُس نے جواب میں لکھا۔ کہ نہایت
 بیماری سے ضعیف ہو گیا ہے۔ حرکت پر قادر نہیں ہے۔ صرف سانس
 آتی جاتی ہے۔ جس سے اُس کی زندگی ہے۔ اگر اُسے یہاں سے دوسرے
 شہر میں بھیج دیں۔ تو گمان یہ ہے۔ کہ تلف ہو جائے۔ موجود رہنا اُس کا

مجھے غنیمت ہے۔ افسوس ہے کہ میرے ہاتھ سے باہر ہو جائے۔
 اگر اُس سے کسی چیز کا سوال ہے۔ یا کوئی عبارت و تحریر اُس سے پڑھانی
 مطلوب ہے۔ یہاں بھیج دی جائے۔ وہ تختہ سنگ مرمر کا کشتی پر رکھ کے
 حبشہ میں بھیجا گیا۔ اور اُس نے پڑھا۔ حبشی زبان میں ترجمہ کیا گیا۔ اور
 زبان حبش سے عربی میں نقل کیا گیا۔ لکھا تھا کہ ہم میں ریان دومخ
 ابو عبد اللہ نے پوچھا کہ ریا۔ کون ہے۔ کسا پدر عزیز کہ بادشاہ مصر
 یوسف علیہ السلام کے وقت میں تھا۔ اور عزیز نے سات سو برس
 زندگی کی تھی۔ اور ریان اُس کے باپ نے ایک ہزار سات سو برس
 اور دومخ نے تین ہزار برس زندگی کی تھی۔ حاصل کلام لکھا تھا کہ ہم
 نے چاہا کہ سرچشمہ میل مصر کو جانیں کہ کہاں سے نکلا ہے۔ پس چار
 ہزار ہزار آدمیوں کو لے کر مصر سے باہر نکلے۔ اور انہی برس سیاحت کی۔
 ظلمات میں پہنچے۔ دریاے محیط عالم کہ دیا۔ اور نیل نہر کو دیکھا۔ کہ
 دریاے محیط کو کاٹ کر بہتی تھی۔ اور کوئی منفذ نہیں رکھتی تھی۔ کہ اُس
 میں جائے جس قدر ماس تھی ہمارے تختے مرستے۔ مگر چار ہزار نفر
 باقی رہے۔ ہم کہ خوف ہوا۔ کہ کہیں ملک ہمارے ہاتھ سے نہ کھل جائے۔
 مصر کو پھر آئے۔ اور گنبد ہرمان بنایا۔ گنچ و زبہ جو ہم نے جمع کیا تھا
 اُس جگہ دفن کیا۔ اور پندشعر اس باب میں کہ اس رب پر لکھا تھا۔
 کہ مضمون اُس کا یہ ہے۔ کہ ایسا ایسا میں نے کیا۔ اور عالم میں انہی
 برس کی مدت میں سمجھا۔ اور واپس آیا۔ اور یہ گنبد بنا یا۔ اور آثار اپنے
 علم و حکمت و مخدات کا چھوڑا۔ کنت بنو مانکند۔ سے۔ مدبو یہ دھزار
 نہ ہو۔ اور اس میں گنبد ہرمان و عجب۔ بہ بیٹہ۔ میں بہمان تک۔

آخر میں لکھا تھا۔

وَيَفْتَحْ أَقْفَالِي وَيَبْدَأْ عَجَائِي * وَلِي لِرَبِّي إِخْرَالٌ دَهِي نَجْمُ
بِالْكَتَابِ بَيْتِ اللَّهِ يَبْدُو وَأُمُورُ * وَلَا بُدَّ أَنْ يَعْلَوْ وَلَيْسَ مَوْلَاهُ أَنْبَى
یعنی ان قفلوں اور میرے طلسموں کو کھول لیگا۔ اور میرے عجایب کو
ظاہر کر لیگا۔ دوست میرے پروردگار کا کہ آخر زمانہ میں ظہور کر لیگا۔
اور اطراف خانہ خدا میں اُس کا امر ظاہر ہوگا۔ اور اُس کا نام بلند ہوگا۔
بعد اس کے سال ظہور کو ایسے رمز و اشارہ کے ساتھ بیان کیا تھا
کہ اُس کا سمجھنا مشکل ہے۔ جب ابو الحسن حمادویہ نے ان الفاظ اور
اشعار کو دیکھا۔ کہا۔ یہ وہ چیز ہے۔ کہ کوئی شخص اس کی تدبیر نہیں کر سکتا۔
مگر قائم آل محمد پس اُس تختہ سنگ کو جالے سابق پر رکھوا کر پھرایا۔ اور
اسی قدر امر میں جو اُس سے صادر ہوا۔ ایک سال زندہ رہا۔ اور اُس کے
خادم ظاہر نام نے اُسے بستر خواب پر مارا۔ آئینۃ اسحاق بن ابراہیم طوسی
سے نقل کیا ہے۔ کہ ستانوے برس اُس کی عمر سے گزرے تھے۔ اُس نے
کہا۔ کہ سرِ بابک بادشاہ ہند کو ہم نے شہر صُوح میں دیکھا۔ اور اُس سے
پوچھا۔ کہ تیری عمر کس قدر گزری ہے۔ اُس نے کہا۔ نو سو پچیس برس۔
اور وہ مسلمان تھا۔ اور یہ دعویٰ رکھتا تھا۔ کہ پیغمبر خدا نے دس صحاب
پیشہ ہمارے پاس بھیجے تھے۔ کہ اُن سب میں خلیفہ بن یحییٰ و عمرو بن
اسامہ بن زید و ابو موسیٰ اشعری و حبیب رومی وغیرہ تھے۔
ان میں یوں نے اُسے اسلام کی راہ راست دکھائی۔ اور اُس نے
قبول کیا۔ اور مسلمان ہوا۔ اور مکتوب پیغمبر کو لیکر چما۔ آنکھوں پر رکھا۔
اسحاقی کہتا ہے۔ کہ میں نے اُسے پوچھا۔ کہ باوجود اس ضعف کے تو

نماز کیونکر پڑھتا ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ خدا فرماتا ہے۔ وَالَّذِينَ
يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا أَوْ قُعُودًا أَوْ عَلَىٰ جُحُوفِهِمْ۔ میں نے کہا۔ تو کیا
کھاتا ہے۔ جواب دیا۔ اب گوشت گندنا کے ساتھ۔ میں نے کہا۔
بول دیا لوط کا کیا حال ہے۔ کہا ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہ بھی کم۔ پھر اُس
کے دانتوں کا حال پوچھا۔ تو بیان کیا۔ کہ اس وقت تک پچیس مرتبہ گر کر
بعض اُس کے دوسرے دانت نکلے ہیں۔ اُس کے اصطل میں ایک
حیوان ہم نے دیکھا۔ جو فیل سے بہت بڑا تھا۔ اور اُس کو زندہ فیل
کہتے تھے۔ میں نے پوچھا۔ یہ کس واسطے ہے۔ اور کیا کام اس سے
لیا جاتا ہے۔ تو جواب دیا۔ کہ لوگوں کے کپڑے اُس پر بار کر کے دھوئی
کے ہاں بھیجے جاتے ہیں۔ اُس کی بادشاہت کا عرض و طول چار سالہ
راہ تھی۔ اور جس شہر میں پایہ تخت تھا۔ پچاس فرسخ پچاس فرسخ میں تھا۔
اور اُس کے ہر دروازہ پر ایک لاکھ بیس ہزار مرد جنگی بستے تھے۔ اگر کوئی
حادثہ اُس دروازہ کی طرف واقع ہوتا تھا۔ تو وہی فوج کافی ہو جاتی تھی۔
امداد کی احتیاج دوسرے دروازہ کی فوجوں سے نہیں ہوتی تھی۔
اور وہ بادشاہ کہتا تھا۔ کہ زمین مغرب میں ہم رمل علاج تک گئے۔ اور
قوم موٹے تک پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ اُن کے مکان کے کوٹھے آپس میں
برابر ہیں۔ اور خرمن گندم وجود سائر کا صحرائیں مثل بڑے ہشتہ و تودہ
کے شہر کے باہر تھا۔ ہر روز بمقدار اپنے کھانے کے وہاں سے
لاتے تھے۔ اور باقی وہیں چھوڑ دیتے تھے۔ خرمن اُن کی انہیں کے
گھروں میں تھیں۔ باغستان اُن کے دو فرسخ شہر سے دور تھے۔ مرد
پہر وزن پیرو آزار مند اُن میں نہیں تھے۔ اور اُس وقت تک اُن میں

کوئی بیمار نہیں ہوتا تھا جب تک کہ اجل اُس کی نہیں آتی تھی۔
 بازار میں سب باقاعدہ و مرتب و صاف تھیں۔ جس وقت جس کو کسی
 چیز کی ضرورت ہوتی تھی۔ بازار میں جاتے تھے۔ اگر مالک خود نہ ہوتا تو
 خود وہ چیز اٹھا لیتے تھے۔ اور قیمت وہاں رکھ دیتے تھے۔ اور چلے
 آتے تھے۔ نماز کے وقت حاضر ہوتے تھے۔ نماز پڑھتے تھے۔
 پھر متفرق ہو جاتے تھے۔ ان میں جنگ و جدل نہیں تھا۔ سخن لغو و
 شوخی کا نہیں کرتے تھے۔ مگر خداوندِ ماز و فکرِ موت +

اس نقل کے بعد شیخ صدوق نے لکھا ہے۔ کہ جس وقت ہمارے
 مخالفین تجویز کرتے ہیں۔ کہ سرِ بابک بادشاہ ہند اس قدر طویل العمر
 ہو۔ تو کیونکر حجت خدا کی اس قدر با اس سے زیادہ عمر محال جانتے ہیں۔
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ +

صاحبِ ریاض الشہادت لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ میں ایک
 سو بیس یا ایک سو چالیس برس کے آدمی بہت دیکھے گئے ہیں۔
 لیکن تو اتر کے ساتھ سن لگیا ہے۔ کہ مکہ میں ایک شخص دیکھا گیا تھا۔
 جو سات سو یا آٹھ سو برس کی عمر رکھتا تھا۔ اور زمانہ سابق میں بہت
 اشخاص دراز عمر رہے ہیں۔ اور خدمت و عشاء و جراح و ابن کے قوی
 ہوتے تھے۔ مثل قوم عاد و تمود۔ یہاں تک کہ بسببِ طولِ عمر کے
 مکان نہیں بناتے تھے۔ بلکہ پہاڑوں کو کاٹ کر گھر بنا کر رہتے تھے۔
 جیسا کہ خدا نے قرآن میں اٹھا۔ نہ آیا ہے۔ اور مشہور ہے کہ ضحاک
 تازی ایک ہزار و سو برس اور فریدوں نے ہزار برس سے زیادہ
 زندگی پائی۔ اور عمر جان جس بادشاہ نے بنایا ہے۔ دو ہزار پانچ سو

برس کی اس کی عمر تھی۔ اور چھ سو برس اپنی قوم سے چھپا رہا۔ اور رستم گیارہ سو کسے زاید زندہ رہا۔ اور زالی دو ہزار برس سے متجاوز عمر رکھتا تھا۔ خلاصہ یہ کہ معمرین بہت گزرے ہیں۔ اگر سب کا احوال اور نشان نام بنام تحریر کیا جائے۔ تو ایک کتاب بنیم تیار ہو جاتے۔ اور کتب عامہ میں بھی اکثر اشخاص معمرین کا ذکر ہے۔ باوجود ان دلائل واضحہ کے انکار طول عمر اور استبعاد مخالفین جو تعصب و عناد باطنی کے اور کیا کہا جائے۔ ان بے بصیرتوں سے یہ یوچن بہ ہتھ۔ کہ طول عمر قائم میں کونسا اہم بالغہ اور محل استبعاد ہے۔ یہی مثل خضہ الیاس و بیٹے و ابلیس و دجال یا دیگر معمرین کے قادر علی الاطلاق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غلطی سے ہوئی ہے۔ اگر معاف اس سے انکار کریں۔ تو گویا قدرت خدا کے منکر ہوئے۔ اور جس نے انکار قدرت کیا۔ وہ بلاشبہ و شک کا فتنہا مصدق خسر الدنیا والاخرہ کا ہو کر باہر ہوا۔ افسوس کہ افسوس صرف بوجہ عداوت قلبی کے جو سلاسل سلطہ میراث ان میں چلی آتی ہے وہاں آخرت اپنے سر پر لیتے ہیں۔ اور تنقید ابلیس باپ پرست کر کے دولت لازوال دین ستین ہاتھوں سے کھود دیتے ہیں *

فصل پنجم

بہان معجزات و خوارق عادات و لواہب امورات جو اس بکریہ ۵ خالق ارض و سموات سے بہادر ہوئے۔ مختصر طور پر کیا جاتا ہے۔ کتاب غیبت میں شیخ طوسی نے حمید بن غلی بن بابویہ سے روایت

کی ہے۔ کہ جس سال قرامطی یعنی فرقہ اسمعیلیہ نے حاجیوں کو لوٹا۔ اور
 ایک گروہ علماء کو قتل کیا۔ انہیں علماء میں علی بن بابویہ بھی تھے۔ اور
 اسی سال آسمان سے ستارے گرے تھے۔ پس میرے والد نے عرفینہ
 ابو القاسم بن رُوح کو لکھا۔ اور اجازت حج کی چاہی۔ جواب آیا۔ کہ اس
 سال باہر نہ جا۔ دوبارہ عرض کیا۔ کہ نذر واجب ہے۔ ممکن ہے۔ کہ
 اُس سے ہم تخلف کریں۔ جواب ملا۔ کہ اگر لاچار ہے۔ اور جانے
 میں اصرار ہے۔ تو پہلے قافلہ کے ساتھ نہ جا۔ جو قافلہ آخر میں روانہ
 ہو۔ اُس کے ساتھ جا۔ پس میرے والد نے ایسا ہی کیا۔ اور سالم
 رہے۔ اور وہ لوگ جو دوسرے قافلوں میں گئے تھے سب مارے
 گئے۔ ایضاً کتاب نجوم میں ابو العباس احمد دنیوری سے کہ ملقب
 بہ ستارہ تھا روایت کی ہے۔ کہ اُس نے کہا۔ بعد وفات جناب
 امام حسن عسکریؑ ایک سال یا دو سال کے بعد اردبیل سے دنیور میں
 ہم آئے۔ تو دیکھا۔ کہ وہاں کے لوگ بہت حیرت و انتشار میں ہیں۔
 ہر وقت تردد و اضطراب میں ہیں۔ جب شیعہ ان دنیور نے سنا۔ کہ میں
 آیا ہوں۔ میرے پاس جمع ہوئے۔ اور ہر ایک نے کہا۔ کہ سولہ ہزار
 اشرفی ہم لوگوں کے پاس ہمارے آقا یوں کے مال سے مجتمع ہے۔
 وہ تیرے حوالے کرتے ہیں۔ کہ لے جا کر جولایق و مستحق اس کا ہو۔ اُس
 کو دے۔ جس قدر میں نے غدر کیا۔ کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بجز الحاح وہ بارگاہ
 میری گردن پر رکھا گیا۔ ہم اُس کو لے کر قمین میں کہ وہاں ہمارا دوست
 احمد بن الحسن رہتا تھا گئے۔ جب اُس سے ملاقات ہوئی تو وہ خوشحال
 ہوا۔ اور ایک تسمینی ہزار اشرفی کی معاہدہ ایک بقیہ رخت الوان کے ہم کو دیا۔ اور

وہ بقیچہ بہت مضبوط بندھا تھا۔ ہم نہیں جانتے تھے کہ اُس بقیچہ میں کیا ہے۔ اُس نے مجھ سے کہا کہ اس کو بھی لیتا جا۔ اور کسی کو نہ دینا۔ جب تک کوئی مجھ یا محبت ظاہری امانت پر ظاہر نہ کرے۔ ہم نے اُسے بھی لیا۔ اور بغداد کو روانہ ہوئے۔ اُس جگہ بہت سعی و تلاش و اہتمام میں نے اس بات کا کیا۔ کہ معلوم ہو کہ کون وکیل و نائب ہے۔ بعد تجسس دریافت ہوا۔ کہ تین شخص یہاں دعوے نیا بت رکھتے ہیں۔ اول باقطنی۔ جب ہم اُس کے پاس گئے۔ تو دیکھا کہ مرد پیر صاحب ہیبت و ثروت ہے۔ اسپ و غلام کئی رکھتا ہے۔ اور بہت سے آدمی اُس کی مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ مباحثہ کرتے ہیں۔ ہم خاموش وہاں بیٹھے رہے۔ جب خلوت ہوئی۔ اُس نے میرے دین کو دریافت کیا۔ میں نے سب کیفیت بیان کی۔ اُس نے کہا۔ جو کچھ لایا ہے۔ ہم کو دے۔ میں نے کہا۔ حجت و دلیل چاہتا ہوں۔ کیونکہ جب ہم پھر کر صاحبان امانت کے پاس جائیں۔ وہ ہم سے مکابرہ نہ کریں۔ تب اُس نے کہا۔ اچھا کل آنا۔ تین روز تک ہم متواتر گئے۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہیں ہوا۔ بعد اس کے شخص دوم اسحاق ہمر کے پاس گئے۔ اُس نے بھی تین دن مجھے معطل رکھا۔ اور کوئی اہ ظاہر نہ ہوا۔ تب شخص ثالث ابو جعفر محمد بن عثمان عمری کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو دیکھا کہ وہ ایک مرد فقیر متواضع ہے۔ پابند صوم و صلاۃ خاشع و خاضع ہے۔ لبادہ پنبدار پہنے ہوئے اپنے چہرہ کو چپک میں ایک نہ پہنچا ہوا ہے۔ غلام و اسپ و آسائش و زیبائش کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نے سلام کیا۔ و مرثیہ مرثیہ سے پیش آیا۔ میرا حال پوچھا۔ میں نے سب حال بیان کیا۔ اُس نے کہا۔ اگر اُس موقع و محل کی تجھ کو جستجو ہے جس کی

تیرے دل میں معنی طور پر آ رہا ہے۔ تو سامرہ میں جا۔ وہاں خاندان ابن الرضا تلاش کر کے وکیل کا سراغ لگا لینا۔ الغرض سامرہ میں پہنچ کر خاندان ابن الرضا تک پہنچے۔ دربان سے وکیل کا حال دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ اندر گھر کے کسی کام کو گیا ہے۔ جلد آیا جا رہا ہے۔ میں نے تھوڑا سا تامل کیا۔ جب وہ آیا۔ ہم اٹھے۔ اور سلام کیا۔ مجھے ایک گوشہ میں لے گیا۔ اور احوال پوچھا۔ میں نے سب حال بیان کیا۔ اس نے کہا۔ اچھا۔ بعد اس کے کھانا ہمارے واسطے آیا۔ اس نے مجھ سے کہا۔ کہ تو بھوکا ہے۔ کچھ کھالے۔ جب کھانا کھا لے۔ فارغ ہوئے۔ تو اس نے کہا۔ تھوڑا آرام کر کے کسل راہ دور کر لے۔ پس ہم سوئے۔ جب سو کر اٹھے۔ نماز پڑھی۔ حوض پر گئے غسل کر کے فرود گاہ پر واپس آئے۔ جب ایک پہر رات گزری۔ اس وقت وہ مرد وکیل باہر آیا۔ اور ایک فرد جس میں تفصیل امانتوں کی منہج تھی مجھ کو دی۔ میں نے دیکھا۔ تو لکھا تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ احمد محمد دنیوری آیا۔ اور سولہ ہزار اشرفی چند کیسوں میں لایا۔ کیسہ اول میں مال فلاں بن فلاں اس قدر اشرفی پر شامل ہے۔ اور کیسہ دوم میں مال فلاں کا اس قدر داخل ہے۔ اسی طرح ہر ایک کیسہ و تعداد مال کی فہرست میں تحریر تھی۔ آخر میں تصریح سولہ اشرفی زراع کی تسطیر تھی۔ پس شیطان نے مجھے وسوسہ میں ڈالا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میرا مولا مجھ سے بہتر جانتا ہے۔ بعد اس کے لکھا تھا۔ کہ کیسہ احمد بن حسن ماورائی میں جو قرصین میں رہتا ہے۔ ہزار اشرفی ہے۔ اور بقچہ ہائے رخت میں ہر بقچہ چند جامہ پر شامل ہے۔ اور ہر جامہ کا فلاں رنگ ہے۔ اور فلاں شہر کا بنا ہوا ہے۔ ہم نے حمد و شکر خدا کیا۔ اس بات پر کہ شک ہمارے دل سے زائل ہوا۔

پس وکیل نے کہا کہ تیرے مولائے حکم دیا ہے کہ اس کو تو بغداد میں
 لے جا۔ اور جس کو ابو جعفر عمری کہے۔ اس کو دے۔ احمد کہتا ہے کہ پھر
 ہم ابو جعفر کے پاس بغداد میں گئے۔ اور جس روز سے ملاقات ہوئی
 تھی تین روز گزے تھے۔ مجھ سے اُس نے کہا کہ کیوں تو سامرو نہیں
 گیا۔ میں نے کہا میں گیا۔ اور واپس آیا۔ ایسی گفتگو میں ناحیہ مقدس سے
 رقمہ فردسیہ کے اُس کے پاس آیا۔ اُس میں لکھا تھا کہ ان سب
 چیزوں کو لے۔ اور ابو جعفر محمد بن احمد بن جعفر قطان قمی کو دے۔ ابو جعفر نے
 کپڑا پہنا۔ میں نے مال و رخت کو اٹھایا۔ اور اُس شخص کے گھر جا کر مال و
 رخت کو اُسے سونپا۔ اور مکہ کو چلا گیا۔ حج کر کے ذہبہ میں آیا۔ حضرات
 شیعہ نے میرے یہاں مجمع کیا۔ اور کیفیت دریافت کی۔ میں نے وہ
 فردسیہ کی نکال کر پڑھی۔ جب مضمون صرہ شانزدہ اشرفی و بہم طاع کو
 پڑھا۔ اُس کو غش آیا جب ہوش میں آیا۔ سجدہ شکر ادا کیا۔ اور کہا کہ
 شکر خدا کا مجھے اٹن نے ہدایت کی۔ اور معلوم ہوا کہ زہریں حجت سے خالی
 نہیں رہتی۔ پھر صرہ زلع لایا تھا۔ اور دیا تھا۔ کوئی شخص مطلع نہیں ہوا تھا۔
 سوائے خدا کے۔ بعد اس کے ہم ابو الحسن مادرائی کے پاس گئے۔ اور فرد
 سیاہ کی مو تفصیل جاہ و زر کی اُس کو دکھلائی۔ اُس نے کہا سبحان اللہ جس
 امر میں تو چاہے شک کرے۔ مگر اس امر میں کر زمین کبھی محبت خدا سے
 خالی نہیں رہتی شک کا مقام نہیں ہے۔ جس وقت کہ اذکون تکین سے یزید
 بن عبید اللہ کے اوپر چڑھائی کی۔ اور اُس کے شہر کو تسخیر کر لیا۔ خزائن اور
 اموال پر اُس کے متصرف ہوا۔ ایک شخص ہمارے پاس آیا۔ اور اُس نے کہا۔
 کہ یزید بن عبید اللہ نے اسب و شمشیر تدر صاحب الامر کی تھی۔ بعد اطلاع

اس امر کے میں بتدیج اُس خزانہ و اموال کو اذکو تکین کے پاس لیجاتا تھا۔ اور اسپ و شمشیر کو مندرج فہرست نہیں کیا تھا۔ یہ خیال تھا۔ کہ شاید بیچ جائے۔ اور ہم صاحب الامر تک اُسے پہنچا دیں۔ جب سب چیزیں اُس کے پاس پہنچ گئیں۔ تو اُس نے اسپ و شمشیر کا مطالبہ مجھ سے کیا۔ اُسے ہم حیلہ و بہاد میں ٹالتے جاتے تھے۔ جب اُس نے بہت شدت کی۔ اور سوائے بھیج دینے کے کوئی چارہ باقی نہیں رہا۔ قیمت اسپ و شمشیر کی بتو ادھارا شرفی کے لینے پاس سے دیا۔ اور ایک تحصیل میں رکھ کے حاکم کے خزانہ دار کو اپنے دی۔ اور کہا۔ کہ کس جگہ محفوظ میں رکھ۔ اگر کسی وقت کوئی ضرورت مجھے پڑے۔ اور میں تجھ سے طلب کروں۔ تو مجھے نہ دینا۔ بعد اس کے اسپ و شمشیر اذکو تکین کو دیا۔ ایک مدت اس معاملہ کو گذر گئی۔ ایک دن میں اپنی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اور امر و نہی کے احکام ہم صادر کرتے تھے۔ اور معاملات کا فیصلہ کرتے تھے۔ کہ ابوالحسن ہمدانی داخل ہوا۔ اور اکثر وہ ہمارے پاس۔ باک و تاقفا۔ چونکہ اُس سے ہم کو دوستی تھی۔ اُس کے کاموں کو انجام کرتے تھے۔ اس روز جب وہ آیا۔ تو بہت دیر تک بیٹھا رہا۔ ہم نے اُس سے کہا۔ کوئی کام سیرا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں میں چاہتا ہوں۔ کہ خلوت میں تجھ سے ملاقات کروں۔ پس ہم داخل مکان خزانہ ہوئے۔ اُس نے ایک چھوٹا سا رقعہ جناب صاحب الامر کا مجھے دیا۔ اُس میں لکھا تھا۔ کہ اے احمد بن الحسن ہمدانی ہزارا شرفی جو تیرے پاس ہے۔ بابت قیمت اسپ و شمشیر کے۔ اُسے ابوالحسن ہمدانی کو دیدے۔ میں بہت خوشحال ہوا۔ سجدہ شکر بجا دیا۔ اس احسان خدا پر۔ کہ میں نے اپنے مولا کو پہچانا۔ کیونکہ کوئی دوسرا راز پر آگاہ نہیں تھا۔

پس دو ہزار اشرفی منگوائیں۔ اور تین ہزار دوسری اشرفی اس شکرانہ میں اُس
قیمت پر زیادہ کر کے اُس کو دیں۔

سُج الدعوات ودیکر کُتب ادعیہ میں منقول و مسطور ہے۔ و بعد استفادہ
و شیاع مذکور ہے۔ اور فصاحت دعا کی مشہور ہے۔ وہ دعائے علوی مصری
ہے۔ جو دلیل قوی صداقت ان امور کی ہے۔ محمد بن علی علوی حسینی مصر میں
رہتا تھا۔ اور حاکم مصر کو اُس سے عداوت تھی یہی شہ وہ علوی اُس سے
متوہم و ترساں رہتا تھا راج کے بہانہ سے مصر سے نکلا۔ اور عراق میں اگر
زیارت مرقد منور فرزند ساقی کو شہ حسین بن علی طاہر مہر سے مشرف ہوا۔ اور
قبر امام مظلومؑ سے پناہ جو ہوا۔ سقوط دشمن سے متوجہ درگاہ عرش اشتباہ
ہوا۔ پندرہ دن وہاں ٹھہرا رہا۔ رات دن مشغول تضرع و ایتہال و خاکساری
و گریہ و زاری میں تھا۔ یہاں تک کہ ایک رات درمیان خواب دیدی اُس
مظہرِ رحمت باری یعنی صاحب الزماں علیہ صلوات اللہ علیہ المنان کو دیکھ
آپ نے فرمایا۔ کہ حسین بن علیؑ فرماتے ہیں۔ کہ اے فرزند فلاں شخص نے
تو خالیف ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں وہ چاہتا ہے۔ کہ مجھے قتل کرے۔ پس
واسطے آپ تک واسطے پناہ کے آیا ہوں۔ اور اُن سے اُن کے ظلم و ستم
کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ کس واسطے تو نے اپنے اور اپنے آبا و اجداد
کے خدا کو اُس دعا سے یاد نہیں کیا۔ جس سے سب پیغمبرانِ سلف نے
دعا کی ہے۔ جب اُن پر شرارت ہوتی تھی۔ اُس دعا سے پناہ لے جاتے
تھے۔ اور دعا کی برکت سے انہیں نجات ملتی تھی۔ میں نے کہا۔ وہ کون
دعا ہے۔ فرمایا۔ جب تم جمع ہو۔ نسل بر۔ اور نماز شب بجالا۔ اور
سجدہ شکر کر کے اس دعا کو پڑھو۔ اور اپنے دوزخوں پر بیٹھو۔ پس باجماع

رات پہ در پہ وہ بزرگوار آئے۔ اور دعا کو مکمل ارشاد فرماتے رہے۔
 یہاں تک کہ مجھ کو یاد ہو گئی۔ پھر شب جمعہ کو کہ وہ چھٹی رات میری خواہ کی تھی۔
 نہیں آئے۔ میں نے غسل کیا۔ اور کپڑے بدلے۔ اور خوشبو لگائی۔ اور
 نماز شب پڑھ کے سجدہ شکر بجالایا۔ دوزانو بیٹھ کر اس دعا کو بہت تصریح و تہل
 سے پڑھا۔ شب شنبہ کو پھر حضرت تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ تیری دعا مستجاب
 ہوئی۔ جس وقت تو دعا سے فارغ ہوا۔ دشمن تیرا وہاں احمد بن طولون کے
 ہاتھ سے جو تیری چغلی کیا کرتا تھا مارا گیا۔ جب صبح ہوئی۔ مرقد شریف امام
 منیعؒ سے وواع ہو کر روانہ وطن ہوا۔ جب اردن میں ہم پہنچے۔ ایک
 میرا ہمسایہ ملا۔ وہ بھی شیعہ تھا۔ اُس نے نقل کیا۔ کہ احمد بن طولون نے
 اُس کو پکڑا۔ اور اُس کا سر شب جمعہ میں قنا سے کاٹا۔ اور رودنیل میں
 پھینک دیا۔ جہاں تک میں نے تحقیق کی۔ تو وہ وہی رات تھی۔ کہ ہم
 دعا خوانی سے فارغ ہوئے تھے۔

وافتح ہو۔ کہ دعاے علوی مصری و حریریانی ہر مطلب کے واسطے
 سیر العاجبات ہونے میں مجرب ہے۔ مخصوص دفع دشمنان کے لئے
 تیر بہت ہے۔ اس قدر سرعت اجابت کا اثر ان دونوں دعاؤں سے
 دیکھا گیا۔ کہ احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے۔

کافی میں حسن بن حسن علوی سے منقول ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ ایک
 مصاحب خلیفہ سے لوگوں نے کہا۔ کہ رافضیوں کا امام موجود ہے۔
 اور اُس کے وکلاء ہر شہر میں ہیں۔ اُس کے واسطے مال جمع کرتے
 ہیں۔ پس یہ خبہ عبیدہ بن سلیمان دریر کو پہنچی۔ تو اُس نے چاہا۔ کہ شہر
 سے وکلاء کو گرفتار کر کے اذیت پہنچائے۔ خلیفہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔

تو اُس نے کہا۔ اگر یہ سب سچ کہتے ہیں۔ تو اُس امام کو پیدا کریں۔ وزیر نے
 کہا۔ جب وکلا گرفتار ہوں گے۔ وہ بھی پیدا ہو جائیگا۔ سلطان نے کہا۔
 کہ ہر دن محبت و دلیل کے یہ امر ممکن نہیں ہے۔ پس پہلے تدبیر کرو۔
 اور بعضے اشخاص غیر معروف کو تھوڑا سا مال دو۔ کہ وہ وکلا کے پاس جائیں۔
 اور کہیں کہ چمیس ہے۔ جس نے قبول کر کے لے لیا۔ اس کو گرفتار کرو۔
 چنانچہ ایسا ہی کیا۔ دو سو نفر سے زیادہ اس کام کے لئے مقرر ہوئے۔
 اور مال لے کر شہر ہائے متفرق میں گئے۔ جس دن کہ یہ تدبیر کی گئی۔ اُسی
 دن فرمان عالی شان جناب صاحب الزماں علیہ السلام ہر شہر میں ہر وکیل کے
 پاس پہنچا۔ کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز لائے۔ اور اظہار شیعہ ہونے کا کرے۔
 تو اُس چیز کو نہ لو۔ اور اُسے قبول نہ کرو۔ پس سب مطلع ہو گئے۔ اور احتیاط
 عمل میں لائے۔ وکلا میں سے ایک نفر بھی گرفتار نہیں ہوا۔ آتشخ طوسی
 نے کتاب غیبت میں محمد بن احمد صفوانی سے روایت کی ہے۔ وہ کہتا ہے
 کہ قاسم بن علا کو ہم نے دیکھا۔ کہ ایک سو ستروہ برس عمر اُن کی تھی۔ منجملہ ان
 ایام کے انتی برس بیٹا تھا۔ اور امام علی نقیؑ و امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں
 رہتا تھا۔ بعد انتی برس کے نابینا ہو گیا۔ وفات سے سات دن پیشتر
 پھر اُس کی آنکھیں روشن ہوئیں۔ سب چیزوں کو اپنی آنکھوں سے
 دیکھا۔ تب اس کے بعد رحلت فرمائی۔ اتفاقات سے میں شہر آران میں
 ولایت آذربائیجان سے اُس کے پاس تھا۔ فرمانہائے صاحب الامرؑ
 معرفت محمد بن عثمان عمری کے اُن کے پاس آئے تھے۔ بعد وفات عمری
 کے معرفت شیخ ابوالقاسم بن روح کے توقیحات واجب الاتباع صادر
 ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ وہ مہینہ تک کوئی خط نہیں آیا۔

اس سبب سے وہ نہایت غموم رہتے تھے۔ اور ہر وقت محزون و غموم رہتے تھے۔ ایک دن ہم اُس کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ مدبان نہایت خوش حالی کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ پیک عراق آیا ہے۔ قاسم بہت خوشحال ہوئے۔ رُو بقلبل ہو کر سجدہ شکر بجالائے۔ میں نے دیکھا۔ ایک مرد پیر کوتاہ قد آیا۔ اور ایک تھیلی دوش پر رکھے ہوئے تھا۔ قاسم اُٹھے۔ اور اُس سے معافہ کیا۔ تھیلی اُس کی گردن سے نکال کر اپنے پہلو میں بٹھلایا۔ آفتاب دکن لایا گیا۔ اُس کا ہاتھ دھلایا گیا۔ ہم لوگوں نے اُس کے ساتھ کھانا کھا یا۔ جب فارغ ہوئے۔ اُس مرد پیر نے ایک مکتوب قاسم کو دیا۔ انہوں نے لیکر پڑھا۔ اور آنکھوں پر رکھا۔ اور بہت روئے۔ چونکہ بینائی نہیں تھی۔ ابن ابی سلمہ اپنے کاتب کو دیا۔ اُس نے کھول کر پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے تھوڑا سا ساکت ہو گیا۔ آواز گریہ کاتب کی قاسم کو محسوس ہوئی۔ کہا یا ابا عبد اللہ خیر ہے۔ کہا ہاں خیر ہے۔ کہا وائے ہو تجھ پر میرے بارہ میں کوئی خبر ہے۔ کہا وہ خبر کہ تم کو خوش کرے نہیں ہے۔ قاسم نے کہا۔ خبر ہے۔ کہا خبر دی ہے۔ کہ چالیس دن کے بعد تو مرجاؤ گا۔ سات پارچہ کفن تیرے واسطے بھیجے ہیں۔ قاسم نے کہا۔ دین ہمارا سالم ہے۔ اور خاتمہ میرے امر کا سعادت پر ہو گا۔ کہا ہاں۔ پس قاسم ہنسے۔ اور کہا۔ بعد ایک سو سترو برس کے اب کس قدر ہم زندگی کریں گے۔ پس اُس مرد پیر نے تھیلی میں سے تین لنگ اور ایک چادر منجھنی اور ایک عمامہ اور دو جامہ اور ایک رُو مال نکالا۔ اور

سات پارچہ کفن کی جو تفصیل لکھی ہے۔ وہ آٹھ ہو جاتی ہے۔ لہذا قابل دستری ہے۔ ایسا ہی اس حدیث میں ہے۔ شاید دہال کو کفن میں شمار نہیں کیا ہے +

قاسم کو دیا۔ اور ایک پیراہن بھی قاسم کے پاس تھا۔ جو حضرت امام رضاؑ نے اُن کو دیا تھا۔ قاسم کا ایک دوست تھا۔ کہ نام اُس کا عبد الرحمان بن محمد سینبزی تھا۔ اور وہ بہت بڑا ناصبی و شدید العداوت تھا۔ لیکن امور دنیا میں اُس کے اور قاسم کے درمیان رابطہ مودت تھا۔ اُسی روز عبد الرحمن کسی ضرورت سے قاسم کے گھر آیا۔ پس قاسم نے اپنے رفیقوں میں سے دو شخصوں کو کہ اُس جگہ موجود تھے۔ اُس نوشتہ کو دیا۔ اور کہا۔ اس کو پڑھ کر عبد الرحمان کو سناؤ۔ چونکہ ہم اُس کے دوست ہیں۔ چاہتے ہیں۔ کہ وہ بھی ہدایت پائے۔ اور خدا اُس کو توفیق دے۔ اُن دونوں نے کہا۔ اے اہل بیت سے شیعیمان متقی طاقت اس کی دیکھنے اور سمجھنے کی نہیں رکھتے ہیں۔ پس کیونکہ عبد الرحمن ناصبی۔ قاسم نے کہا۔ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ ماز جس کا ظاہر کرنا جائز نہیں ہے۔ اُس کو ہم افشا کرتے ہیں۔ لیکن از بس کہ عبد الرحمان سے ہم کو محبت ہے۔ اس امر کو کہتے ہیں۔ خدا اُس کو توفیق نیک عطا کر کے ہدایت سے بہرہ مند کرے۔ یہ کہنے کے وہ نوشتہ عبد الرحمان کو دیا۔ اور کہا۔ اس کو پڑھ۔ اور اپنی فکر عبد الرحمان نے وہ خط لیا۔ اور پڑھا۔ جب خبر مرگ تک پہنچا۔ کاغذ کو ہاتھ سے گرادیا۔ اور قاسم سے کہا۔ اے ابو محمد خدا سے ڈرو۔ تم مرد فاضل و عاقل ہو۔ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے۔ و ما تدری نفس ما ذاتک لب غدا و ما تدری نفس بای ارض تموت۔ اور ایسا ہی فرمایا ہے۔ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احد۔ قاسم ہنسنے لگا۔ اور کہا۔ باقی آیہ کو پڑھ۔ اَلَا مَنْ اسْتَفْضٰی مِنْ رَسُوْلٍ۔ اور مولا میراجس نے اس نامہ کو لکھا ہے۔ داخل من الرضی من رسول ہے۔ ہم جانتے تھے۔ کہ

نہیں کیگا۔ لیکن تاریخ لکھ لے۔ اگر ایک دن بعد وعدہ کے جو ہمارے مولا نے
 دیا ہے ہم زندہ رہے تو یقین کرنا۔ کہ ہمارا مذہب فاسد و باطل ہے۔ اور
 ہم کوئی چیز نہیں ہیں۔ اور اگر ہم مطابق ارشاد و تحریر کے مر گئے۔ تو اُس وقت
 تجھے اپنے نفس کا اختیار ہے۔ پس اُس نے تاریخ لکھ لی۔ خط آنے
 کے ساتویں روز قاسم کو تپ آیا۔ روز بروز ناخوشی سکی زیادہ ہوتی جاتی تھی۔
 انہیں دنوں میں ایک دن اپنے بستر پر دیوار سے تکیہ لگائے ہوئے
 بیٹھے تھے۔ پسر آن کا حسن بن قاسم کہ بہت شراب پیتا تھا۔ کھڑا ہوا
 تھا۔ اور ابو عبد اللہ بن ہمدانی ایک گوشہ میں بیٹھا تھا۔ اور ابو جعفر بن
 خبیر اور ہم اور ابو حامد ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور قاسم کے
 واسطے گریبان تھے۔ اور بعض اہل شہر بھی ہمارے شریک تھے۔
 کہ ایک مرتبہ قاسم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو پشت سر سے ملایا۔
 اور تکیہ کر کے کہا۔ یا محمدؐ۔ یا علیؑ۔ یا حسنؑ۔ یا حسینؑ۔ یا موالی کو نواشفعالی
 الی اللہ۔ تین مرتبہ کہا۔ جب تیسری مرتبہ کہا۔ یا موسیٰؑ یا علیؑ۔ اُس کی
 آنکھیں روشن ہو گئیں۔ پلکیں کھل گئیں۔ اور حدقہ چشم بڑا ہو گیا۔
 استیوں سے اپنے مثل اب گوشت کے جو چیز کہ آنکھوں سے نکلتی
 تھی۔ صاف کرتے تھے۔ پھر ہم لوگوں کی طرف دیکھ کر نام بنام
 سب کو پکارا۔ ہم لوگ اٹھے۔ اور اُس کے پاس گئے۔ تو دیکھا کہ
 اُس کی دونوں آنکھیں صحیح و درست ہیں۔ ابو حامد نے کہا۔ مجھے
 دیکھتا ہے۔ پس ہاتھ ہم لوگوں کی طرف بڑھایا۔ اور سب کو
 مع لباس وغیرہ کے بتلایا۔ جب یہ خبر شائع ہوئی۔ ابو السائب
 قاضی القضاۃ بغداد بہت سے آدمیوں کو لیکر دیکھنے آیا۔ اور اپنے

ہاتھ کی انگوٹھی نہیں دی۔ اور کہا۔ بتلا کیا چیز ہے؟ جواب دیا۔ فیروزہ ہے۔ اور اُس میں تین سطر لکھی ہیں۔ سب نے تعجب کیا۔ ان سب امور کے بعد اپنے پس حسن سے کہا۔ کہ خدا تجھے جو منزلت و مرتبہ عطا کرتا ہے۔ اس کو قبول کر۔ حمد و شکر خدا بجالا۔ اُس نے کہا۔ میں نے قبول کیا۔ قاسم نے کہا۔ کس شرط سے قبول کرتا ہے۔ حسن نے کہا۔ جو شرط آپ کیجئے۔ اور مجھے حکم دیجئے۔ کہا۔ یہی شرط اور امر ہے۔ کہ اب شراب سے پرہیز کر۔ اُس نے جواب دیا۔ قسم اُن بزرگواروں کی۔ جن کا نام آپ نے اس وقت لیا ہے۔ اب شراب نہ پیونگا۔ اور وہ سب باتیں کہ جس پر آپ کو اطلاع نہیں ہے۔ لیکن خدا آگاہ ہے۔ اُن کو بھی میں نے ترک کیا۔ پس قاسم نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا۔ اور کہا۔ اللھم اللھم الحسن طاعتک و جنبہ معصیتک تین مرتبہ۔ پھر کاغذ منگایا۔ اور وصیت نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا۔ اور وہ تمام مزارع کہ جس پر قاسم کا قبضہ تھا۔ اُس کے باپ نے وقف ائمہ کیا تھا۔ اور بذریعہ وکالت کے قاسم کے دخل میں تھا۔ پس قاسم نے حسن سے کہا۔ کہ لے فرزند اگر میرے تو بھی مثل میرے قابل و لائق وکالت کے ہوگا۔ تو اُس مزارعہ فرزند نام سے جو میرا مال ہے نصف تیرا اور باقی مو و دیگر مزارع کے میرے مولا صاحب الامر کا حق ہے۔ اور اگر تو قابل انجام اس امر سے نہ ہو تو اپنا رزق دوسری جگہ سے یہاں خدا مناسب سمجھے حاصل کر۔ حسن نے قبول کیا۔ چالیسویں دن وقت طلوع فجر قاسم نے وفات پائی۔ عہد الرحمان مذکور سر و پا برہنہ جنازہ کے ساتھ حاضر تھا۔ اور یہاں وہ کیسے فریاد کرتا تھا۔ ایک نے اس امر کو بہت عظیم

شمار کیا۔ اور اُس سے کہا۔ یہ کیا کام کرتا ہے۔ جواب دیا۔ ساکت رہو۔ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے۔ تم لوگوں نے نہیں دیکھا ہے۔ القصۃ بعد اس کے۔ بعد الرحمن شیعہ ہو گیا۔ اور اکثر اپنے مزایع و ضیلع کو جناب صاحب الامر علیہ السلام پر رقع کر دیا۔ قاسم کو آٹھ جامہ میں کفنا یا۔ جامہ امام رضا علیہ السلام بن سے اس کے ملحق تھا۔ اور باقی جامہ ایک کے بعد ایک آپن سے ملحق تھا۔ چند روز کے بعد تعزیت نامہ جناب صاحب الامر علیہ السلام نے حسن کو لکھا۔ اور آخر میں وہی دعا جو اُس کے باپ نے کی تھی مرقوم تھی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ طَاعَتِہٖ وَجَنِّبْکَ اللّٰہُ مَعْصِیَہٖہٗ وَقَدْ جَعَلْنَا اَیَّاکَ اَمَامًا لَّکَ وَفَعَالَہٗ لَکَ مَثَالًا۔ یعنی خدا تجھ کو اپنی طاعت میں امام عطا کرے۔ اور اپنی معصیت سے بچائے۔ میں نے تیرے باپ کو تیرا امام و پیشوا مقرر کیا۔ اعمال و افعال اس کا تیرے واسطے دستور العمل و مثال ہے۔ اُسی مطابق تو روشش اختیار کر۔ ابو شوہ سے مروی ہے کہ اُس نے کہا۔ ہم کربلائے معلّے گئے۔ بروز عرفہ وہاں قیام کیا۔ وقت عشاء اُٹھے۔ کہ نماز عشاء پڑھیں۔ ایک جوان کو دیکھا۔ جبہ پہنے ہوئے ہے۔ اُس نے بھی ہمارے ساتھ سورہ حمد پڑھنا شروع کیا۔ وہاں ہم نے اور اُس نے نماز پڑھی۔ اور عبادت کی صبح عبد تک۔ جب صبح ہوئی۔ ہم اور وہ جوان ایک ساتھ باہر آئے و دعا پڑھے۔ جب شطرات پر پہنچے۔ جوان نے مجھ سے کہا۔ کہ تو کوفہ کا قصد رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ پس وہ خشکی کی راہ سے اور میں دریائی راہ سے روانہ کوفہ ہوا۔ تھوڑی دور تک جا کر میں پشیمان ہوا۔ کہ کیوں اُس جوان سے جدا ہوا۔ پس میں بھی اُس کے

تہ مجھے چلا۔ دیکھائیں نے کہ استادہ ہے مجھے دیکھ کر کہا۔ تحال یعنی آ۔
 پس وہ اور ہم ساتھ ساتھ مسافۃ کو فہ تک گئے۔ وہاں پہنچ کر ہم دونوں
 سوئے۔ اُس جوان نے بیدار ہو کر کہا۔ اعیال رکھتا ہے اور تنگ دست
 ہے۔ خانہ ابو طاہر زراعی تک جا۔ اور دروازہ سے اُس کو صدادے۔
 وہ باہر آئیگا۔ ایسی حالت میں کہ خون قربانی اُس کے ہاتھ میں لٹکا ہوگا۔
 اُس سے کہ۔ کہ اس نشان اور اس صفت کے ایک جوان نے کہا ہے کہ
 وہ کیسہ جس میں کیس اشرفی ہے۔ اور بعضے برادران دینی نے تیرے
 پاؤں بھیجا ہے۔ اور تو نے پایہ سریر کے نیچے رکھا ہے۔ اُس کو مجھے
 دے۔ ابو شورو کہتا ہے۔ کہ ہم گئے۔ اور اُسی طرح ادائے پیغام کیا۔
 اُس نے کہا۔ الحمد للہ۔ اور کیسہ مجھے دیا۔ میں نے شمار کیا۔ تو میں شرفی
 تھیں۔ باوجود مشاہدہ اس امر غریب کے وہ زیدی رہا۔ راوی اس حدیث
 کا محمد بن زید مروان کہ وہ بھی مشایخ زیدیہ سے ہے۔ کہتا ہے۔ کہ یہ
 حدیث میں نے ابو الحسن محمد بن عبید اللہ علمی سے نقل کی۔ اُس نے
 کہا۔ سچ ہے۔ میرے پاس بھی ایک جوان آیا تھا۔ اور اُس کے
 چہرہ سے بعضی علامتوں کو میں نے استنباط کیا تھا۔ جو اشخاص میرے
 یہاں مجتمع تھے۔ اُن کو متفرق کیا۔ اور اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔
 کہاں سے آیا ہے۔ جواب دیا۔ کہ میں رسول حضرت صاحب الامر
 ہوں۔ شیعوں کے پاس مجھے بغداد تک بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی
 سواری ہمراہ ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں خانہ طلحین میں ہے۔ میں نے
 ایک غلام اُس کے ہمراہ کر کے سواری اُس کے اپنے گھر منگوالی۔ اور
 وہ جوان اُس دن اور رات کو ہمارے پاس رہا۔ اور ہمارے دل کی اکثر

باتیں ہم کو بتلائیں۔ جب بھیج ہوئی۔ اور وہ سوار ہوا۔ ہم بھی ہمراہ ہوتے۔
 ہل ناقہ صالح تک ساتھ گئے۔ اُس وقت ۵۰ اکیلا خندق سے اُترا۔ نجف
 تک اُس کو ہم دیکھتے تھے۔ پھر آنکھوں سے غایب ہو گیا۔ محمد بن زید بن
 مروان کہتا ہے۔ کہ ان دونوں حدیثوں کو ایک مشائخ حشویہ سے کہ ابو بکر
 تمامی نام اُس کا تھا۔ میں نے نقل کیا۔ اُس نے کہا۔ سچ ہے۔ چند
 سال قبل اس کے خواہر زادہ ابو بکر شحان عطار کہ مذہب صوفیہ رکھتا تھا۔
 میرے پاس آیا۔ میں نے کہا۔ کہاں تھا۔ او کہاں جاتا ہے۔ جواب
 دیا۔ کہ سترہ برس ہوئے۔ کہ مسافرت میں گذرے ہیں۔ میں نے کہا۔ کوئی
 عجیب و غریب چیز اگر اس سفر میں دیکھی ہو۔ تو بیان کر۔ وہ کہنے لگا۔
 اسکندریہ کے کاروان ہر میں ہم گئے بہت مسافر وہاں اُترتے ہیں۔
 کاروانسرا کے درمیان میں ایک مسجد ہے۔ اُس میں ایک پیش نما ہے۔
 اُس ہر میں ایک گھر کے بالا خانہ پر ایک جوان رہتا تھا۔ ہر روز وہ باہر
 آتا تھا۔ اور مسجد کاروانسرا میں آکر اُس امام مسجد کے ساتھ نماز پڑھتا
 تھا۔ اور سچہ اسی بالا خانہ پر چلا جاتا تھا۔ کسی سے اختلاط و صحبت
 نہیں رکھتا تھا۔ میں نے دیکھا۔ جوان لطیف موقر ہے۔ اور کثرت
 رکھتا ہے۔ مجھے اچھا معلوم ہوا۔ اُس سے میں نے کہا۔ میرا دل
 چاہتا ہے۔ کہ تھوڑے دن حاضر رہ کر تیری خدمت بجالاؤں۔ جواب
 دیا۔ تجھے اختیار ہے۔ بہت دن تک میں نے اُس کی خدمت کی۔
 ایک دن میں نے اُس سے پوچھا۔ تو کون ہے۔ جواب دیا۔ میں
 صاحب الامور و صاحب حق ہوں۔ میں نے کہا۔ کب ظہور فرمائیگا۔
 فرمایا۔ ابھی وقت میرے خروج کا نہیں آیا ہے۔ پھر مدت تک

میں اُس کے ساتھ رہ کر خدمت کرتا رہا۔ ایک دن اُس جوان نے کہا۔
 کہ اب مجھ کو سفر کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا۔ میں کبھی ہمراہ ہوں۔
 وہاں سے روانہ ہوتے۔ اثنائے راہ میں میں نے کہا۔ اے مولا وسید
 کب ظہور کیمتہ ہوا۔ فرمایا۔ ابھی علامت میرے ظہور کی نہیں ہے۔ جب
 دنیا میں فتنہ و فساد و فسق و جور کی شدت ہو۔ اُس وقت ہم خروج کرتے
 اور مقام خروج مسجد الحرام ہے۔ منادی ندا کرے گا۔ کہ یہ ہے مہدی و کچھو
 اس کو۔ اُس وقت سب لوگ مجھ سے بیعت کریں گے مابین رکن و مقام۔
 در حالیکہ بالکل مجھ سے مایوس ہو گئے ہوں۔ پس ہم اور وہ ساحل دریا
 تک پہنچے۔ اُس نے کشتی پر سوار ہونے کا ارادہ کیا۔ میں نے کہا۔
 اے مولا۔ میں دریا سے ڈرتا ہوں۔ فرمایا۔ داسے ہو تجھ پر۔ میں تیرے
 ہمراہ ہوں۔ تیرے چہرے سے ڈرتا ہوں۔ میں نے کہا۔ نہیں ڈرتا ہوں۔
 لیکن مجھ میں موتِ اہم کا مجھ پر تشنگی ہوئی ہے۔ پس وہ سوار ہو کر چلا گیا۔
 اور میں رہ گیا۔

علی بن الحسین بن بابویہ والد شیخ غصہ و قیام کے کوئی اولاد نہیں ہوئی
 تھی۔ اور یہ علی بن الحسین ابیہ و عاتقہ سے تھے۔ دخترِ غم محمد بن
 موسیٰ بن بابویہ سے اُن کی شادی ہوئی تھی عریضہ حضرت کئی خدمت
 میں لکھا۔ اور بتوسط ابوالقاسم بن روح عرض و استدعا کی۔ کہ اولاد
 ذکر آئے کہ بہت ہو۔ جو اب عریضہ بخدا مبارک تحریر فرمایا۔ اُس میں
 لکھا تھا۔ إِنَّكَ لَا تَزُرُّقُ مِنْ هَذِهِ وَتَنْتَلِيكَ جَائِرِيَّةٌ ذَلِيلِيَّةٌ
 وَتَزُرُّقُ مِنْهَا وَلَدٌ بَيْنَ خَيْرِ بَنِي صَالِحِينَ فَيُعِيْهِنَّ فَأَصْلِيْكَ (ابن ابی شیبہ)
 نہ صاحب اولاد ہوگا اس سے۔ اور قریب ہے۔ کہ میرے ملک میں نیز

دیامیہ آئے۔ اور ہونگے اُس سے دو لپسر۔ دو توں بشیر۔ نیکو کار۔ فقیر اور فاضل ہونگے۔ اور ایک گروہ مشائخ نے نقل کیا ہے۔ کہ علی بن ابیہ کے تین بیٹے تھے۔ ایک محمد ملقب بہ صدوق صاحب من لایحضرہ لفقیر۔ دوسرے حسین۔ یہ دونفر حضرت کی دعا سے متولد ہوئے تھے۔ اور دونو فقیر و ماہر علوم تھے۔ اور ان کا حافظہ بہت زیادہ تھا۔ کوئی شخص مثل ان کے قوم میں نہ تھا۔ تیسرے حسن۔ کہ یہ اُس جاریہ سے نہیں تھے۔ اور فقیر بھی نہیں تھے۔ مگر زاہد و عابد تھے۔ آدمیوں سے غلط نہیں کہتے تھے۔ شیخ صدوق مکر اس کا فخر کرتے تھے۔ کہ وہ دعا حضرت ۲ سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور حسن بن محمد علوی نے نقل کیا ہے۔ کہ علی بن احمد بن علی عقیقی مصر سے ۳۹۰ ہجری میں بغداد آیا۔ اُس وقت علی بن عیسیٰ حاکم ذریعہ خلیفہ تھا۔ ایک کھیت اُس کا تھا۔ اُسی کے واسطے وزیر سے کچھ بند و بست کرانا چاہتا تھا۔ وزیر نے اُسے جواب دیا۔ کہ یہاں تیری اقوام و اقارب کے لوگ بہت ہیں۔ اگر ہر شخص سے کچھ مانگے۔ اور ہم دیں۔ تو بہت طول ہوگا۔ عقیقی یہ سن کر متغیر ہو گیا۔ اور وزیر سے کہنے لگا۔ کہ اب اُس سے کہیں گے۔ او۔ آبرو اُس کے ہاتھ بچیں گے۔ جو سب کام کر سکتا ہے۔ وزیر نے کہا۔ وہ کون ہے۔ جواب دیا۔ خداوند و ماہ۔ یہ کم کر نہایت کج خلقی و خشم کے ساتھ اُٹھا۔ اور کہتا تھا۔ فی اللہ عز من کل حالک و درک کل مصیبة۔ جب اپنی منزل پر پہنچا۔ رسول ابوالقاسم بن روح آیا۔ اُس سے وزیر کی شکایت کی۔ اور کیفیت اُس کی ملاقات کی بیان کی۔ وہ چلا گیا۔ اور شیخ سے کہا۔ ایک ساعت کے بعد وہی رسول

پھرتا یا۔ اور سودرہم نقد اور ایک رُومال اور ایک کفن اور تھوڑا کافور
 واسطے حنوط کے لایا۔ اور بیان کیا۔ کہ تیرے مولائے تجھے سلام کہتا ہے۔
 اور کہتا ہے۔ کہ جس وقت کوئی غم و ہم تنجھ کو بہو۔ اس رُومال کو اپنے چہرہ
 پر ملنا۔ تیرا غم و اندوہ زائل ہوگا۔ اور یہ نقد مع کفن و حنوط کے اپنے پاس
 رکھ۔ اور جو حاجت تیری وزیر سے ہے۔ آج کی رات برائے گی۔ جب
 مصر میں تو پہنچے گا۔ تیرے پہنچنے سے دس روز قبل محمد بن اسماعیل مرے گا۔
 اور اُس کے بعد تو مرے گا۔ یہ کفن و حنوط و نقد تیرے دفن و کفن کا سامان
 ہے۔ پس اُن سب چیزوں کو اُس نے لیا۔ اور جائے محفوظ میں رکھا۔
 جب آدھی رات ہوئی۔ درخانہ پر روشنی دیکھی۔ اور کسی نے بہت
 دور سے دروازہ ہلایا۔ عقیقی نے اپنے غلام خیر سے کہا۔ کہ اے خیر
 دیکھ کیا حال ہے۔ اُس نے دیکھ کر بیان کیا۔ کہ سپہ عم ذریکاکا تبجھے
 بلائے آیا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ وزیر نے تجھے بلایا ہے۔ پس وہ
 سوار ہوا۔ راہوں اور بازاروں کے دروازے بند تھے۔ اُسے کھلواتے
 ہوئے عجب تک پہنچے۔ وہ ہماری انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہمارے پہنچنے
 کے ساتھ ہی اُٹھا۔ اور وزیر تک مجھے لیگیا۔ وزیر نے مجھے دیکھ کر کہا۔
 قضی اللہ حاجتک یا شیخ۔ اور بہت ہمدرد کیا۔ جو کچھ میں اُس سے
 چاہتا تھا۔ لکھے ہوئے اور قمر کٹے سمجھئے آبادہ و موجود رہتا تھا۔
 مجھ کو دیا۔ میں لیکر یاہر آیا۔ اور محمد بن حسن صبر جی کو بلخ میں رہتا تھا۔ وہ
 کہتا ہے۔ کہ میرا ارادہ مکہ جانے کا تھا۔ اور مالِ حقیقی ائمہ میرے
 پاس تھا۔ کچھ طلا اور کچھ لقمہ تھا۔ طلا اور لقمہ لوگھلا کر دے کر نہ رہے۔
 اور جن لوگوں نے مجھے دیا تھا۔ یہ فرمایش کی تھی۔ کہ ابوالقاسم بن محمد کو

دینا۔ جب سرخس میں پہنچے۔ تو ہمارا خیمہ ایک بلندی پر نصب ہوا۔ وہ
 یگستان تھی۔ اُن ڈولوں کو طلا و لقرہ کے ہم علیحدہ کرتے تھے۔ ایک
 ڈلا طلا کا گرٹا۔ اور ریگ میں غایب ہو گیا۔ بعد ہم کو کچھ خبر نہیں ہوئی۔
 یہاں میں پہنچے۔ پھر دوسری دفعہ اُن کا شمار کیا۔ طلا و لقرہ کو جدا
 تمسکے سم دیکھتے تھے۔ اور اُن کی حفاظت کا اہتمام کثیر رکھتے تھے۔
 سب سے بڑا دیکھا۔ کہ ایک ڈلا طلا کا نہیں ہے۔ ایک سو تین مثقال یا
 نزلہ سے۔ یہ مثقال اُس کا وزن تھا۔ لاچار ہو کر اپنے مال سے اُسی وزن
 کے برابر ڈلا پھلایا۔ اور اُس میں رطہ دیا۔ جب بغداد میں پہنچے۔
 ابو القاسم بن روح کی خدمت میں کہ نایب حضرت صاحب الامرؑ کے
 تھے گئے۔ اُن طلا و لقرہ کے ڈولوں کو اُن کے سامنے رکھا۔ تو انہوں
 نے وہی ڈلا جو ہم نے اپنے مال سے بچھلایا تھا اور لجوڑ امانت کے
 رکھا تھا اُن میں سے اُٹھالیا۔ اور کہا۔ یہ ڈلا ہمارا نہیں ہے۔
 ہمارے ڈلے کو تو نے سرخس میں گم کیا ہے۔ جہاں تیرا خیمہ تھا۔
 اور وہ ایک بگھس گیا ہے۔ جب پھر کرواں پہنچنا۔ اُسی جگہ خیمہ بنا۔
 اور ٹھوس نہا۔ ڈال بچھے ملیگا۔ اور تو یہاں آئیگا۔ مگر مجھے نہ پائیگا۔
 رہا بقتا ہے کہ ہم بلغ گئے۔ اور وہاں سے سرخس میں آئے۔
 اُسی جگہ نیم کیا۔ ڈلے کو تلاش کیا۔ مل گیا۔ پھر اپنے شہر میں آئے۔
 اور وہاں سے بقصر حج برت امداد روانہ ہوئے۔ حج کر کے بغداد میں
 آئے۔ آرسنا کہ شیخ ابو القاسم بن روح نے وفات پائی۔ اور حسب الامر
 شہر افست نیابت حقہ میں علی بن محمد سمری کے آئے۔ اُن کو وہ ڈلا
 دیا۔ ایضاً ابو محمد بغدادی سے معقول ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ ابن

ہر ایک نے دیکھا۔ تو وہی تھا جس کا نشان دیا تھا۔ اُس عورت نے بھی کہا۔ کہ یہی تھا۔ ہم اور وہ عورت خوشحالی سے بیہوش ہو گئے۔ ان حدیث کے راویوں نے کہا ہے۔ کہ بحق خدا و رسولؐ و ائمہ اثنا عشرہ ایک جگہ تھے ہم لوگوں میں۔ اس میں کچھ کم و زیادہ نہیں کیا ہے۔
نقل حدیث میں *

فصل ششم

اُن سفراء کے احوال میں جو زمان غیبت صغریٰ میں شعبہ اور حضرت قائم علیہ السلام کے درمیان واسطہ تھے * اگرچہ صاحب ریاض الشادات نے ان کو باب معجزات میں لکھا ہے۔ لیکن بحار میں باب احوال سفراء میں لکھا ہے۔ لہذا عبارات بحار باب معجزات سے عبور کر کے جداگاندہ فصل لکھی گئی ہے *

احمد بن اسحاقؒ نے کہ وہ بڑے جلیل القدر تھے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ہادیؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ہم مکرر غایب رہتے ہیں۔ سفر میں جاتے ہیں۔ اور آپ سے دور ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک وقت میں تشریف ممکن نہیں ہوتا۔ کہ آپ کو دیکھیں۔ اور آپ کی باتوں کو سنیں۔ اور امر و نہی کی اطاعت کریں۔ فرمایا۔ ابو عمر ثقہ و امین ہماری باتوں کا ہے۔ اُس کا قول میرا قول ہے۔ جو کچھ وہ ہم سے کہے۔ گویا میں نے کہا۔ بعد اس کے جب حضرتؑ نے انتقال فرمایا۔ حضرت ابو محمد عسکریؑ کی خدمت میں بھی یہی بات میں نے عرض کی۔

فرمایا۔ ابو عمر ثقہ و امین امام گذشتہ کا ثقہ امین ہمارا ہے میری حالت حیاتِ حیات میں۔ آورد دوسری حدیث میں مروی ہے کہ اگر ایک گروہ شیعوں کا امام حسن عسکریؑ کی خدمت میں تھا کہ آپ کے خادم نے اطلاع دی۔ کہ ایک گروہ دروازہ پر گرد آلودہ استادہ ہے۔ ابھی چلے آتے ہیں۔ فرمایا۔ وہ سب شیعہ بن علیؑ ہیں۔ جا اور عثمان بن سعید کو بلال۔ جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا۔ اے ابو عمر جا۔ تو وکیل و ثقہ و امانت دار مالِ خدا ہے۔ اور یہ یہ باتیں کرنا۔ ہم لوگوں نے عرض کیا۔ اے مولا قسم خدا کی۔ عثمان آپ کے بہترین شیعوں میں سے ہے۔ اُن کو ہم خوب پہچانتے ہیں۔ اور آپ کے فرمانے سے بہتر ہم نے پہچانا۔ فرمایا۔ ہاں گواہ رہو۔ عثمان بن سعید ہمارا وکیل ہے۔ اور فرزند اُس کا محمد وکیل میرے فرزند مہدیؑ کا ہے۔ جب حضرتؑ نے وفات پائی۔ عثمان بن سعید علیؑ اظہارِ متوجہ غسل و کفن و دفن حضرتؑ کے ہوئے۔ توقیعات و نامے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے اُس کے وسیلے سے شیعوں کے واسطے آتے تھے۔ اور جواب مسائل شیعہ ان قبض مال اُسی طرح کہ جناب ابو الحسنؑ اور ابو محمدؑ میں اجرا ہوتے تھے۔ عہد حضرت صاحب الامرؑ میں بھی بذریعہ عثمان بن سعید جاری تھے۔ جب عثمان بن سعید انتقال کیا۔ اُن کے ذریعہ محمد نائب ہوئے۔ اور جعفر بن محمد بن مالک و علی بن بلال و احمد بن ہلال و محمد بن محادیہ بن حکم و حسن بن ایوب بن نوح اور دوسرے لوگوں نے کہ زمرہ شیعہ بن علیؑ ہیں۔ نقل کیا ہے کہ ہم سب خاندانِ امام حسن عسکریؑ میں تھے۔ اور چاہتے تھے کہ استفسار کریں کہ آپ کے بعد کون جنتِ خدا ہے۔ اور سب پالیس نفر شیعہ

تھے۔ عثمان بن سعید اُسٹھے۔ اور کہا۔ یا ابن رسول اللہ ہم ایک چیز
 آپ سے پوچھا چاہتے ہیں۔ اور آپ ہم سے بہتر اُسے جانتے
 ہیں۔ فرمایا اے عثمان بیٹھ۔ پس عثمان غضبناک اُسٹھے۔ اور چاہا۔
 کہ چلے جائیں۔ فرمایا۔ کہ کسی کو جاننے کی اجازت نہیں ہے۔ ہم
 سب ایک ساعت کامل بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے
 فرمایا اے عثمان پس وہ کھڑے ہوئے۔ فرمایا۔ تم لوگ چاہتے
 ہو۔ کہ ہم تم کو بتلائیں۔ کہ تم کس واسطے آئے ہو۔ تمہاری غرض یہ ہے۔
 کہ ہم سے دریافت کرو۔ کہ میرے بعد محبت خدا کون ہے۔ ہم سبھوں
 نے کہا۔ ہاں۔ پس دیکھا ہم نے۔ کہ ایک لڑکا مانند ماہ کہ حضرت ابو محمد
 سے زیادہ مشابہ تھا بیت الشرف سے باہر آیا۔ فرمایا۔ میرے بعد
 یہ تمہارا امام ہے۔ اور میرا خلیفہ و جانشین ہے۔ تم لوگ اس کی اطاعت
 کرو۔ اور اس کی بات مانو۔ اور میرے بعد متفرق نہ ہو۔ کہ ہلاک
 ہو جاؤ گے۔ اور اس دن کے بعد پھر اب اس کو نہ دیکھو گے پس
 عثمان کی اطاعت کرو۔ اور اس کی بات مانو۔ کہ وہ تمہارے امام کا خلیفہ
 ہے۔ اور جو کچھ کہیگا۔ ہماری طرف سے اُس نے کہا ہے۔ اور
 جب عثمان بن سعید کی وفات ہوگی۔ اس کا فرزند ابو جعفر محمد بن عثمان
 امام عصر کا نایب و خلیفہ ہے۔ اور شیعوں کے سب امور اور
 مطالب و مقاصد اُن کے کہ اُس کا باپ انجام دیتا تھا۔ بعد اُس
 کے ابو جعفر محمد بن عثمان انجام دیگا۔

عبد اللہ بن جعفر حمیری نے نقل کیا ہے۔ کہ میں اور ابو عمرو
 عمری احمد بن اسحاق کے ہاں گئے۔ احمد بن اسحاق نے ہم کو فشار

دیا۔ کہ ہم ابو عمر سے پوچھیں۔ کہ بعد امام حسنؑ کے حجت خدا کون ہے۔
 اور خلف حضرتؑ کا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا۔ اے ابو عمر۔ ہم تجھ
 سے ایک سوال کریں۔ اور اس کا یقین مجھے ہے۔ کہ زمین حجت خدا
 سے خالی نہیں رہتی مگر چالیس روز قبل قیامت کے۔ لیکن چاہتا
 ہوں۔ کہ میرا یقین کامل ہو۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا
 خدا سے اچھا موتی کا۔ اور خدا نے فرمایا۔ شاید تو ایمان نہیں لایا ہے۔
 تو کہا۔ بلٰی و لکن لیطئن قلبی۔ اور احمد بن اسحاق سے میں نے سنا
 ہے۔ کہ اُس نے حضرت ہادیؑ سے سنا ہے۔ العمری ثقی فیما
 ادعی الیک نعتی یودی یعنی عمری میرا ثقہ و معتمد ہے۔ پس جو کچھ پہنچا
 تجھ تک۔ تو مجھ سے پہنچاتا ہے۔ اور جو کچھ کہے۔ وہ مجھ سے کہیگا۔
 کہ وہ ثقہ و مامون ہے۔ اور ابو محمد حسن بن علیؑ سے سنا تھا۔ کہ فرمایا
 تھا۔ عمری اور اُس کا فرزند دو ثقہ ہیں۔ جو کچھ کہیں وہ میری حجاب
 سے ہے۔ اور جو کام کریں۔ میرے کہنے سے کیا ہے۔ اُن کے
 مطیع رہو۔ اور اُن کی بات سنو۔ کہ یہ دونوں ثقہ امین ہیں۔ یہ سخن دو
 امام کا تمہارے بارہ میں ہے۔ پس ابو عمر نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور
 روئے۔ پھر کہا۔ کیا پوچھتا ہے۔ دریافت کر۔ میں نے کہا۔ تو نے
 خلف ابو محمدؑ کو دیکھا ہے۔ جواب دیا۔ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ گردن
 اُن کی اس قدر موٹی ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے نشان دیا۔ میں نے کہا۔
 ایک سوال اور ہے۔ وہ یہ کہ اُن کا نام کیا ہے۔ کہا تم لوگوں کو نام لینا
 حرام ہے۔ اور مراد خلیفہ حلال و حرام کرنے کا نہیں ہے۔ یہ حکم
 انہیں بزرگوار کا ہے۔ اور حکمت اُس کی یہ ہے۔ کہ بادشاہ کے

نزدیک یہ بات ثابت ہے۔ کہ ابو محمدؑ کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ اُس کی میراث تقسیم ہوئی۔ اور جس کو حق نہیں پہنچتا تھا۔ اُس نے لیا۔ اور جبر کیا۔ یعنی جعفر اور عیال اُس کے جو تم لوگوں میں راہ چلتے ہیں کسی کو یہ جرأت نہیں ہے۔ کہ اُن کو کچھ دے۔ یا اُن کے پاس آمد و شد کرے۔ اور جب نام ظاہر ہوا۔ تلاش شروع ہو گئی۔ دشمن اذیت پہنچائیں گے۔ پس خدا سے ڈرو۔ اور ساکت رہو۔ ایضاً عبد اللہ بن جعفر کرتا ہے۔ کہ ایک توقیع ناحیہ مقدسہ سے شیخ ابو جعفر عمری کے پاس بعد وفات اُس کے باپ کے تعزیت میں آئی۔ اُس میں مندرج تھا۔ انا لله وانا الیہ راجعون نسلیما لامرأه ورضاً بقضاة عاش ابوك سعیداً ومات حمیداً فرحمہ اللہ والحقہ بأولیاك وموالبہ فلم یزل محتجداً فی امرہم ساعیاً فیما یقر بہ الیہم نضر اللہ وجہہ واقالہ عثرۃ۔ اور دوسری فصل میں لکھا تھا۔ اجزل اللہ لك الثواب واحسن اللہ لك الجزاء سرزیت و سرزینا و احسنك فراقہ و احسننا فترہ اللہ فی منقلبہ۔ اور اُس کی منہائی سعادت سے یہ امر ہے۔ کہ تجھ سا فرزند اُس کو خدا نے عطا کیا۔ کہ اُس کے امور کا قایم مقام اور اُس کا خلیفہ ہے۔ ہم خدا کا شکر کرتے ہیں تیرے موجود بننے سے۔ اور اُس چیز سے کہ تجھ میں ہے امانت خدا و خیر سے ہر شخص تجھ سے خوش حال ہے۔ خدا تجھ کو قوت و توفیق دے۔ اور تیری اعانت کرے ہر امر میں۔ اور حافظ و مہربان و دوست تیرا ہے۔ بعد اس کے شیعوں کے پاس حضرت کے فرمان پہنچے۔ کہ ہم نے اُس کو اُس کے باپ کی جگہ جانشین کیا ہے۔ اور وہ ہمیشہ حالت بدر میں ثقہ امین تھا۔

اور اب بھی ہے۔ قایم مقام اُس کا اور ثقہ میرا ہے۔ مکتوب اُس کا میرا مکتوب ہے۔ شیخ طوسی نے کتاب غیبت میں ابو العباس سے نقل کیا ہے۔ کہ شیعوں نے اجماع کیا ہے عثمان بن سعید کی عدالت و جہاد و امانت پر۔ اور اُس کے زمانہ میں شیعہ کسی دوسرے کو نہیں پہچانتے تھے۔ معجزات امام اُن کے ہاتھوں سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور ابو غالب زمرادی نے کہ اجلہ اصحاب سے ہے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔ کہ وہ پچاس برس تک متوجہ شغل کار نیابت رہا۔ شیعی اپنے مالوں کو اُس کے پاس لیجاتے تھے۔ اور حضرت امام حسنؑ کے وقت میں جس طریق سے توقیعات صادر ہوتی تھیں۔ بعد اُن کے بھی آتی تھیں۔ مہمات دینی و دنیوی و مسائل عجیبہ و غریبہ ہر ایک کے فیصلہ کرتے تھے۔ سنہ ہجری میں وفات پائی۔

ایک گروہ نے اعیان و اجلہ شیعہ سے نقل کیا ہے کہ اپنی مرض موت میں اعیان شیعہ سے ابو علی بن ہمام و ابو عبد اللہ بن محمد کاتب اور ابو عبد اللہ باقطنی اور ابو سہل لوزجی اور ابو عبد اللہ بن ابو جنا اور دوسرے لوگوں کو بھی اکابر و اعلائے کرام سے بلایا۔ اور کہا۔ کہ اگر حادثہ مرگ ناگزیر ہو بکار ہو۔ تو اب مرحوم ابو القاسم حسین بن روح ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے۔ کہ میں اُس کو اپنا جانشین کروں۔ پس تم لوگ اُس کی طرف رجوع کرو۔ اور اپنے اپنے امور میں اُس پر اعتماد کرو۔ ایضاً شیعوں کے ایک گروہ نے پوچھا۔ کہ اگر کوئی حادثہ بکار ہو۔ تو ہم کس کی طرف رجوع کریں۔ تو جواب دیا۔ اب ابو القاسم حسین بن روح میرا قایم مقام ہے۔ اور درمیان تھا کہ اور جناب

صاحب الامر علیہ السلام کے سفیر ہے۔ اور وکیل و ثقہ و امین ہے۔ اپنے امور میں اُس کی طرف رجوع کرو۔ مجھ کو ایسا حکم تھا۔ میں نے اپنے مولا کے حکم کو پہنچا دیا۔ اور شیخ ابوالقاسم اعقل مردم تھے۔ مخالف و موافق اُن کو مانتے تھے۔ تقیہ بہت کرتے تھے۔ اس سبب سے عامہ بھی اُن سے کمال محبت رکھتے تھے۔ اُس کا احترام کرتے تھے۔ اور یا دمقندر اور مقتدر خلیفہ عباسی کے یہاں بھی اُن کی منزلت عظیم تھی۔ الحاصل وہ بھی شغلِ نیابتِ امام میں رہے۔ ۳۲۰ ہجری میں دنیا سے اُٹھے۔ اور امرِ نیابتِ علی بن محمد سمری سے متعلق ہوا۔ اور مجموع مقاصد و حوائجِ شیعہ اُن کے ہاتھ سے انجام پاتے تھے۔ توقیعات اور جواب مسائل و قبض و جود نقدی اُن کے ہاتھ سے جاری ہوتی تھی۔ اور جب تک ان نائبوں کے ہاتھ سے سجزہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ لوگ قبول نہیں کرتے تھے۔ منجملہ اُن کے یہ ہے۔ کہ مشایخ کا ایک گروہ علی بن محمد سمری کے پاس بیٹھا تھا۔ آپس میں کلام کرتے تھے۔ دفعۃً بلا ملنے کسی خبر کے کہا۔ رحمہ اللہ علی بن الحسین بن بابویہ قمی۔ پس تاریخ لکھ لی گئی۔ بعد اس کے خبر پہنچی۔ کہ علی بن بابویہ نے اُسی دن وفات کی *

کتاب غیبت شیخ طوسی میں مروی ہے۔ کہ حسن بن احمد مکتب نے نقل کیا۔ کہ جس سال علی بن محمد نے انتقال کیا۔ ہم بغداد میں تھے۔ چند روز پیشتر وفات سے اُس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک فرمانِ ناحیہ مقدسہ سے اُس کے پاس آیا۔ اُس میں لکھا تھا:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اے علی بن محمد۔ تیرے
 بھائیوں کو خدا اجر عظیم دے۔ تو چھ دن اور زندہ رہیگا۔ اپنے
 امور کو ختم کر۔ اور اپنی قائم مقامی کے واسطے کسی کو وصیت نہ کر
 کیونکہ اب غیبت تامہ واقع ہوئی۔ اب ظہور نہ ہوگا مگر بعد اذن
 خدا۔ اور وہ نہ ہوگا مگر بعد طول مدت جب دلوں میں قساوت
 آئیگی۔ زمین ظلم و جور سے بھر جائیگی۔ اور میرے شیعوں میں
 سے ایسے شخص ظاہر ہوں گے۔ کہ جو دعویٰ مشاہدہ کریں گے۔
 بدستیکہ جواد عاے مشاہدہ کرے قبل خروج سفیانی وصیہ
 کے۔ وہ مقتدی و کذاب ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ پس
 فرمان کو ہم نے اٹھالیا۔ اور وہاں سے چلے۔ چھٹے روز پھر
 گئے۔ تو دیکھا۔ حالت احتضار میں ہے۔ میں نے پوچھا۔
 تمہارا وصی کون ہے۔ جواب دیا۔ اللہ امر ہو بالغہ۔ اور رحمت
 الہی سے واصل ہوا۔ یہ آخر بات تھی۔ کہ جو ان سے سنی گئی۔
 اور دوسرے سقراط جلیل القدر بھی تھے۔ جیسے محمد بن جعفر اسدی و
 ابراہیم بن مزیار و محمد بن ابراہیم بن مہر یار اور احمد بن اسحاق و ابو محمد
 حنائی وغیرہ +

فصل سہم

اُن لوگوں کا ذکر جنہوں نے شرف فیض محبت سے شرافت
 ابدی حاصل کی ہے۔ اور مشاہدہ جمال نور ایزد متعال سے نایبنا

چشم دل کی زائل کنی ہے۔ اور بعض معجزات کا بیان بھی اسی فصل میں مختصر طور پر ہے۔

احمد بن علی رانمی کہتا ہے۔ کہ میں محمد بن جعفر اسدی کے پاس لے میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک مرد پیر آیا۔ اور اُس نے ہم سے اور محمد بن جعفر سے یہ بیان کیا۔ کہ ہم طواف خانہ کعبہ میں مشغول تھے۔ چھ مرتبہ طواف کر چکے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ ساتواں طواف کریں۔ میں نے دیکھا۔ کہ جانب دست راست کعبہ ایک گروہ حلقہ کئے ہوئے بیٹھا ہے۔ اُن کے درمیان میں ایک جوان خوش رو صاحب ہیبت استادہ ہے۔ اور اُن سے گفتگو و کلام کرنے پر آمادہ ہے۔ جب ہم نے ٹھہر کر سنا۔ تو اُس کے حسن تقریر پر فریفتہ ہو گیا۔ اور شیریں گفتار پر شیفہ ہو گیا۔ میں آگے بڑھا۔ کہ اُس سے باتیں کروں۔ مجھے آدمیوں نے منع کیا۔ تب میں نے بعض شخصوں سے پوچھا۔ کہ یہ کون ہیں۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ یہ فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سال میں ایک مرتبہ اپنے خاص شیعوں کے واسطے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اُن سے باتیں کرتے ہیں۔ میں نے کہا۔ مُشْتَرِ شِدْ اَتَاكَ فَكَرَّ شِدِّي هَذَا اللّٰهُ۔ یعنی میں طالب راہ راست ہوں۔ اور تجھ سے ہدایت طلب کرتا ہوں۔ میری راہنمائی کر۔ خدا تجھ کو ہدایت کرے پس ایک سنگریزہ اٹھا کر مجھے عطا کیا۔ میں نے اپنا منہ بھرا یا۔ وہ لوگ جو اُس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اُن میں سے بعض نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تجھ کو دیا۔ میں نے کہا سنگریزہ۔ لیکن جب میں نے ہاتھ کھولا۔

تو ڈلا طلائی ستھا پس میں روانہ ہوا۔ تھوڑی سی راہ طے کی تھی۔ کہ دیکھا۔
عقب سے وہ جوان چلا آتا ہے۔ مجھ تک پہنچ کر کہا۔ تیری محبت تجھ پر
ظاہر ہوئی۔ اور تیرے نزدیک حق واضح ہوا۔ کوری جہل تجھ سے
زائل ہوئی۔ توفیق و ہدایت حاصل ہوئی۔ آیا مجھ کو پہچانتا ہے۔ میں
کون ہوں۔ میں نے کہا۔ کہ نہیں۔ فرمایا۔ ہم میں ہمدی ہم ہیں
قائم اس زمانہ کے۔ ہم وہ ہیں کہ عالم کو عدالت سے بھریں گے۔
جور و ظلم سے دنیا کو خالی کریں گے۔ بد رستیکہ کوئی زمانہ حجتہ خدا
سے خالی نہیں رہتا ہے۔ تمہیہ بنی اسرائیل سے زیادہ فترۂ دہشتی
میں خلق خدا نہ رہیگی۔ ایام میرے خروج کا ظاہر ہوا۔ تیری گردن پر
یہ امانت ہے۔ شیعوں سے بیان کرو۔

واضح ہو۔ کہ شیخ طوسی نے اس حدیث کو اسی طرح نقل کیا ہے۔
شیخ صدوق نے اکمال الدین میں بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔
لیکن یہ عبارت کہ (ایام میرے خروج کا ظاہر ہوا) نقل نہیں کی ہے
اور یہ امر بہت ظاہر ہے۔ کس واسطے کہ یہ عبارت درست نہیں ہوتی
ہے۔ مگر یہ کہ از باب بداہو۔ جیسا کہ بہت سی حدیثیں دلالت کرتی
ہیں۔ مخصوص وہ حدیث امیر المؤمنینؑ کی جو خاص کر کے در باب غیبت
ظہور قائم بحق کے فرمایا ہے (خدا کو اُس میں بداہوتا ہے) واللہ اعلم۔
اور ابو نعیم النصارمی اور ابو جعفر محمد بن علی حسنی اور ایک گروہ کثیر نے
روایت کی ہے۔ کہ ہم سب مکہ میں نزدیک مستجار کے بیٹھے ہوئے
تھے۔ قریب تین شخص کے تھے۔ اور ہمارے درمیان میں کوئی
شیخ مخلص نہ تھا۔ مگر محمد بن قاسم علوی ششم ذیحجہ ۲۹۳ ہجری تھا۔

ناگاہ ایک جوان علوی طواف سے آیا۔ دولنگ سے احرام باندھے
 ہوئے تھا۔ اور دولخلین بھی اُس کے ہاتھ میں تھیں۔ جب ہم
 لوگوں نے اس کو دیکھا۔ ایسی ہیبت اُس کی ہم لوگوں پر طاری ہوئی۔
 کہ بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ اُس نے سلام کیا۔ اور ہمارے
 پاس بیٹھا۔ بعد اس کے دائیں بائیں جانب دیکھ کر کہا۔ تم سب جانتے
 ہو۔ کہ ابو عبد اللہ جعفر بن محمد دعاے الحاح میں کیا کہتے تھے۔ ہم
 لوگوں نے کہا۔ نہیں۔ اُس نے کہا۔ کہتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ
 بِاَسْمِیْكَ الَّذِیْ بِہِ تَقُومُ الْاَرْضُ وَبِہِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَبِہِ تَفْرُقُ بَیْنَ
 الْمُجْتَمِعِ وَبِہِ اُحْصِیْتَ عَدَدَ الْاِمْرَئِیِّ وَکِیْلَ الْاَحْبَارِ اَنْ تُصَلِّیَ عَلَیْ
 مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُجْعَلَ لِیْ فَرَجًا وَخُرْجًا۔ یہ کہہ اٹھا۔ اور جا کر مشول
 طواف ہوا۔ جانے کے وقت بھی ہم لوگوں نے اٹھ کر اُس کی تعظیم کی۔
 اور یہ بات ذہن سے جاتی رہی۔ کہ دریافت کریں۔ وہ کون ہے
 دوسرے دن اُسی وقت پھر وہی امر و بکار ہوا۔ وہ جوان طواف
 سے اٹھکا رہوا۔ اور ہم لوگوں کے پاس آیا۔ پھر ہم لوگ واسطے
 تعظیم کے اُٹھے۔ اور وہ اگر درمیان ہم لوگوں کے بیٹھا۔ اور بتدریج
 سابق دائیں بائیں جانب دیکھ کر کہا۔ تم لوگ جانتے ہو۔ کہ امیر المؤمنین
 بعد دعا و لفیذ کے کیا کہتے تھے۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کیا فرماتے تھے تو
 کہا۔ اِلَیْکَ رُفِعَتْ الْاَصْوَاتُ وَدُعِیَّتِ الدَّعْوَةُ وَلَکَ عِنْتَ
 الْوُجُوْهُ وَلَکَ خَضَعَتِ السَّمَاوَاتُ وَ اِلَیْکَ التَّحَاکُمُ فِی الْاَهْمَالِ
 مَا خَیْرٌ مِنْ سِیْلٍ وَبَاخِیْرٌ مَنْ اَعْطٰی یَا صَادِقُ یَا بَارِئُ یَا نَاسِیْ لَا یُخْلِیْ
 الْمَلِیْحَادَ بِاَمْنٍ اَمْرًا بِاللّٰہِ عَامًا وَتُکْفَلُ الْاِجَابَةُ بِاَمْنٍ قَالَ اَدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ

لَكُمْ يَا مَعْ قَالُوا إِذَا سَأَلْتِ عِبَادِي فَأَنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الْوَالِدِ
إِذَا دَعَا فَلَيْسَ سَجْدَةً لِي وَلِيَوْمُ مَوْتِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ وَيَا مَعْ قَالُوا
يَا عِبَادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ
اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ لَيْسَ لَكَ وَسْعَةٌ يَدُ
هَآأَنَّا ذَا بَيْنَ يَدَيْكَ الْمُسْرِفِ وَأَنْتَ الْقَائِلُ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ
إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا۔ بعد اس کے پھر چپ درہنت دیکھ
کر فرمایا۔ جانتے ہو کہ امیر المومنین سجدہ شکر میں کیا پڑھتے تھے۔
ہم لوگوں نے پوچھا کیا کہتے تھے۔ فرمایا۔ یا مَعْ لَا يَزِيدُكَ كَثْرَةُ
الْعَطَاءِ إِلَّا سَعَةً وَعَطَاءٌ يَا مَعْ لَا تَنْفَدُ خَزَائِنُهُ يَا مَعْ لَكَ خَزَائِنُ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا مَعْ لَكَ خَزَائِنُ مَا دَنَى وَخَلَّ لَا يَمْنَعُكَ إِسْمَاتِي
مِنْ إِحْسَانِكَ أَنْتَ تَفْعَلُ بِي الَّذِي أَنْتَ أَهْلُهُ فَأَنْتَ أَهْلُ الْجُودِ
وَالْكَرَمِ وَالْعَفْوِ وَالْتِجَاؤِ يَا رَبِّ يَا اللَّهُ لَا تَفْعَلْ بِي الَّذِي أَنَا أَهْلُهُ
فَأَنِّي أَهْلُ الْعُقُوبَةِ وَقَدْ اسْتَحَقَقْتُهَا لَا حُجَّةَ لِي وَلَا عُذْرَ عِنْدَكَ
أَبْرَأُ لَكَ بِذُنُوبِي كَلِّهَا وَأَعْتَرَفْتُ بِهَا لِي تَعْفُو عَنِّي وَأَنْتَ أَعْلَمُ
بِهَا مِنِّي أَبْرَأُ لَكَ بِكُلِّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتُهُ وَبِكُلِّ خَطِيئَةٍ أَجْتَمَلْتُهَا وَكُلِّ
سَيِّئَةٍ عَمَلْتُهَا رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ
الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ۔ یہ مکروہ جوان اٹھا۔ اور داخل طواف ہوا۔
ہم لوگ بھی تعظیماً اٹھے۔ مگر پھر بھول گئے۔ کہ اُس سے پوچھیں۔
وہ کون ہے۔ پھر اُسی طرح تیسرے دن آیا۔ اور درمیان میں ہم
لوگوں کے بیٹھا۔ اور چپ درہنت نگاہ کر کے فرمایا۔ جانتے ہو۔
کہ علی ابن الحسین سید عابدین اس جگہ کیا کہتے تھے۔ اور اشارہ کیا

طرف حجر المصیل کے نیچے نادوان کے ہم لوگوں نے کہا۔ نہیں۔
 فرمایا۔ سجدہ کرتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ عُبَيْدُكَ بِفَنَائِكَ مَسْأَلُكَ مِنْكَ
 بِفَنَائِكَ فَقَبْرُكَ بِفَنَائِكَ سَأَلُكَ بِفَنَائِكَ مَسْأَلُكَ مَا لَا يَقْدِرُ
 عَلَيْهِ غَيْرُكَ۔ بعد اس کے دائیں بائیں دیکھ کر محمد بن قاسم کی طرف
 دیکھ کر فرمایا۔ یا محمد بن القاسم أَنْتَ عَلَى خَيْرِ انْشَاءِ اللَّهِ لَعْنَةُ اِلهٍ اِذَا
 مُحَمَّدُ بْنُ قَاسِمٍ تَوَخَّرَ بِرَأْسِهِ انْشَاءَ اللَّهِ۔ گویا مفروض اُس کا یہ تھا۔ کہ
 ہم لوگوں کے درمیان میں وہی شیعہ فخلص تھا۔ پھر وہ اٹھا۔ ہم لوگ
 بھی تعظیماً اُٹھے۔ وہ سب دعائیں کہ اُس نے پڑھی تھیں۔ بجز وہ
 ایک بار پڑھنے کے ہم لوگوں کو یاد ہو گئیں تھیں۔ لیکن کسی کو یہ یاد
 نہ رہا۔ کہ اُسے پوچھتے۔ کہ تو کون ہے۔ اور نہ ہم لوگوں میں کوئی ایسا
 تھا۔ کہ جو اس کو پہچانتا ہو۔ مگر آخر ذر ابو علی محمودی نے ہم لوگوں سے
 کہا۔ اے قوم اس شخص کو پہچانا۔ یہ صاحب الزماں تمہارے تھے۔
 ہم لوگوں نے کہا۔ تو نے کیونکر جانا۔ جواب دیا۔ کہ سات برس کا عرصہ
 گذرا۔ کہ ہم دعا و تضرع کرتے تھے۔ اور خدا سے طلبگار تھے۔ کہ
 ہم صاحب الزماں علیہ السلام کو دیکھیں۔ یہاں تک کہ وہ دن جسکی
 شام کو شب عرفہ تھی۔ ایسے جوان کو ہم نے دیکھا۔ کہ یہی دعا جو تم
 لوگوں نے یاد کی ہے پڑھتا تھا۔ میں نے پوچھا۔ تو کون ہے۔
 کہا۔ منجملہ مروج۔ میں نے کہا۔ کس مردم سے۔ کہا عرب سے۔
 میں نے کہا کس قبیلہ سے۔ کہا اُس نے قبیلہ اشرف سے۔
 میں نے کہا کہ ابن قبیلہ اشرف۔ کہا بنی ہاشم۔ میں نے کہا۔ کون
 بنی ہاشم۔ کہا جو بدن تندر و روشن تر ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہے۔

کہا وہ کہ جس نے شجاعان عرب کے سروں کو کاٹا یتیم ہمسکین کو عین گرسلی
 میں کھانا کھلایا۔ مردم خواب جہل و ضلالت شرک میں تھے۔ اور اُس نے
 نماز پڑھی۔ پس میں نے جانا۔ کہ علوی ہے۔ بعد اُس کے میں نے چاہا۔
 کہ اُس سے باتیں کروں۔ دیکھا۔ نظروں سے غایب ہے۔ یہ معلوم
 نہیں ہوا۔ کہ آسمان پر گیا یا زمین میں۔ جو لوگ وہاں تھے۔ اُن سے
 پوچھا۔ کہ تم اس علوی کو پہچانتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہر سال
 پاپیادہ حج کو آتا ہے۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ! شریادگی اور راہ
 چلنے کا اُمس میں کچھ نہیں تھا۔ پس ہم وہاں سے مزدلفہ میں گئے۔
 اور بہت اند و ہنناک و غمگین تھے۔ کہ کس واسطے اُس کو چھوڑ دیا۔
 اور اُس سے مفارقت کی۔ جب رات ہوئی۔ اور ہم سوئے۔ تو جناب
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔
 اے احمد اپنی مراد کو پہنچا۔ میں نے کہا۔ کس کو ارشاد ہوتا ہے۔ فرمایا۔
 شب گذشتہ کو جس کو تو نے دیکھا۔ وہ تیرے امام صاحب الزماں
 تھے۔ پس ہم سب نے اُس کو ملا مت کی۔ کہ جب وہ یہاں تھے۔
 کس واسطے نہیں کہا۔ میں نے کہا۔ بالکل میری یاد سے جاتا رہا۔
 اور ہم تو خود اُن کے طالب تھے۔ باوجود اس کے یہ غفلت و بخبری
 مثل تم لوگوں کے مجھے بھی واقع ہوئی۔ کہ کچھ نہ کہہ سکے۔ بروایت محمد بن
 بابویہ نیز کتاب ریاض الشہادت میں ہے سعید بن قمی سے۔ کہ وہ
 اکابر علماء محدثین سے ہیں۔ مروی ہے۔ کہ مسائل مشککہ میں سے
 بہت مسئلے ہم نے جمع کئے تھے۔ قم میں کوئی ایسا نہیں تھا۔ کہ اس
 کا جواب دے سکے۔ مگر احمد بن اسحاق صاحب امام مسکری۔ اور وہ بعزم

زیارت باہر آئے تھے۔ پس میں بھی بعد اس کے سوار ہوا۔ اثنائے
 راہ میں اُن سے ملا۔ مجھ کو بھی شوق قدم بوسی امام انام از حد ہوا بالفاق
 ابن اسحاق روانہ سامرہ ہوا۔ بعد درود و حصول اذن احمد کے ساتھ صاف
 خدمت ہوا۔ ایک سو ساٹھ تھیلیاں زر و سرفروشی و سفید کی جو مومنوں نے احمد
 کو دی ہیں۔ کہ وہ حضرت تک پہنچائے۔ اور احمد ایک طرف میں کھڑے
 اُس طرف پر ایک پارچہ سفید لپیٹ کر اپنے دوش پر رکھے ہوئے تھے۔
 جب ہم داخل دولت سرا ہوئے۔ تو ایسا نور چہرہ عدم المثل حضرت
 امام حسن عسکریؑ سے ساطع پایا۔ کہ کسی چیز سے تشبیہ نہیں دے سکتے۔
 مگر یہ کہ ہم کہیں کہ ماہ شب چار دہے۔ اور ایک کاغذ دست مبارک
 جناب امام حسن عسکریؑ میں تھا۔ کچھ آپ تحریر فرماتے تھے۔ پس جب
 آپ لکھتے تھے۔ تو وہ لکھ کا قلم تھا۔ اور حضرت کو لکھنے نہیں
 دیتا تھا۔ ایک انار طلامکمل بجوا ہر آپ کے پاس رکھا ہوا تھا۔ جب
 وہ لکھ کا قدم تھا۔ تو حضرت اُس انار کو سر حجرہ تک لوٹا دیتے تھے۔
 وہ طفل اُس کے لائے میں مصروف ہوتا تھا۔ اور حضرت کتابت فرما
 دیتے۔ جب ہم دونوں نے سلام کیا۔ تو حضرت نے بڑی مہربانی سے
 بواکلام کا فرمایا۔ احمد اُن کٹھڑیوں کو جس میں تھیلیاں تھیں لایا۔ اور
 خدمت کے سامنے رکھ دیں۔ حضرت نے اُسی طفل سے فرمایا۔ کہ
 اے فرزند تمہارے شیعوں نے ہدیہ تمہارے واسطے بھیجا ہے۔
 چاہا۔ اُسے گن کر لو۔ اور تھیلیوں کی عدد کو کھولو۔ اُس طفل نے اپنے
 پدربزرگوار سے فرمایا۔ کہ اے مولا کیونکر آپ حکم دیتے ہیں۔ کہ ہم اپنے
 دست طاہر کو مال نجس و مشتبہ سے بھر میں پس حضرت نے احمد سے

جو ایک لکھ کا نام نہ سنا ہو مشرق کے حضرت سے لائے ہوئے ہوں۔

فرمایا کہ اے پسر اسحاق ایک ایک تحصیل کو سامنے لا تاکہ تیرا مولا حلال کو
 حرام سے اور مشتبہ کو غیر مشتبہ سے علیحدہ کرے پس وہ کیسہ لال لایا۔
 اور اُس طفل کے سامنے رکھا۔ اُس نے کہا کہ یہ مال فلاں بن فلاں کا ہے۔
 جو فلاں محلہ قم میں رہتا ہے۔ اور اس میں باسٹھ اشرفیاں ہیں پختا لیس
 اشرفی قیمت حجرہ کو چک کی ہے۔ کہ جو بھائی سے اُس کو ملا تھا۔ اُس
 نے اُس کو بیچ ڈالا اسی قیمت پر۔ اور تجھے دیا کہ یہاں لائے۔ اور چودہ
 اشرفی قیمت نوجامہ کی ہے۔ اور تین اشرفی بابت اجرت تین دکان کی
 ہے۔ پس حضرت حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ درست ہے۔ اب اے
 فرزند بتلاؤ کہ اس میں کون حرام ہے۔ فرمایا۔ ایک دانہ اشرفی سکے
 اور تارینج سکے کی فلاں سال ہے۔ اور ایک طرف سے بقدر نصف کے
 مٹ گیا ہے۔ اور ایک ٹکڑہ طلا کا کہ وزن اُس کا ایک دینار ہے۔
 اور سبب حرام ہونے کا یہ ہے۔ کہ مالک نے اس زر کے سوا من بوت
 ایک جولہ ہے کو دیا تھا۔ جو اُس کے ہمسایہ میں رہتا تھا۔ کہ اُس کے
 واسطے کپڑا تیار کرے۔ وہ سوت چوری ہو گیا۔ جب جولہ سے نئے
 مالک کو خبر دی۔ تو اُس نے تکذیب کی۔ اور بھوض اُس کے اُس سے
 زیادہ بار یک سوت اُس سے لیا۔ اور کپڑا بنوایا۔ اور اسی قیمت پر
 یعنی ایک اشرفی اور ایک ٹکڑہ طلا پر اُس کو بیچا۔ جب کیسہ کھولا گیا۔ تو
 ایک رقعہ اُس میں سے نکلا۔ کہ نام صاحب زر و تعدا زر اُسی طرح کہ
 حضرت نے فرمایا تھا مندرج تھا۔ بعد اس کے دوسری تحصیل لایا۔
 اُس طفل نے کہا کہ یہ فلاں پسر فلاں کا مال ہے۔ فلاں محلہ قم میں
 رہتا ہے۔ اس میں پچاس اشرفی ہے۔ اور سبب حرام ہے۔

یہ اشرفی قیمت غلہ گندم کی ہے۔ کہ مالک اس کا یہی شخص ہے۔ اپنے
 رعب سے بوقت تقسیم و حصہ لینے کے اپنا حصہ بوزن زیادہ لیا۔ اور
 اُس کا حصہ بقیہ کم دیا۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا۔ کہ اے پسر
 اسحاق اس کیسہ کو علیحدہ رکھ۔ اس کے مالک کو پھیر دینا۔ ہر مال حرام کی
 احتیاج نہیں ہے۔ اے احمد وہ کپڑا جو ایک بوڑھی عورت نے دیا
 تھا۔ کہاں ہے۔ لے آ۔ احمد نے کہا۔ اُسے میں نے ایک جگہ
 رکھا تھا۔ جب آنے لگا۔ تو بھول گیا۔ یہ سن کر اپنی منزل کو واسطے
 لانے جا رہا۔ پیرن کے گیا۔ پس حضرتؑ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اے
 سعد تو کس واسطے آیا ہے۔ میں نے کہا۔ بشوق قدمبوسی خدام کرام آیا
 ہوں۔ فرمایا۔ اُن مسائل کو جسے احمد سے پوچھنا چاہتا تھا۔ کیا کیا۔
 میں نے عرض کیا۔ موجود ہیں۔ فرمایا۔ اس میرے پارہ جگر و نور بصر سے
 استفسار کر۔ میں نے کہا۔ کیا فرماتے ہیں آقا اور آقا زادہ میرے اس
 حدیث کے بارہ میں جو رسول خداؐ سے مجھے ملی ہے۔ کہ طلاق اپنی موت
 کا نفی نہیں جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ اور اسی سبب سے روز
 جماع عایشہ کے پاس حضرتؑ نے پیغام بھیجا۔ کہ اگر مدینہ کو نہیں جاتی
 ہے۔ تو ہمیں تحفہ کو طلاق دیتا ہوں۔ وفات جناب رسالتؐ کے بعد طلاق
 تھی۔ پھر یہ طلاق کیسا ہے۔ اور اس کے کیا معنی ہیں۔ جو طلاق جناب
 امیر المومنینؑ دیتے تھے۔ فرمایا۔ معنی طلاق کے کیا ہیں۔ میں نے عرض
 کیا۔ کہ زوجہ کا چھوڑ دینا۔ کہ وہ یہاں چاہے جائے۔ اور شوہر
 کہے۔ فرمایا۔ جس وقت وہی ستہ حشرہ۔ بمنزلہ طلاق ہے۔ پس لازم
 ہے کہ اُن کی زوجات کو شوہر کرنا صلائی ہو۔ جس سے اُن کی طبیعت

چاہئے پس کس واسطے زوجات نبی کو شوہر کرنا حرام ہوا۔ میں نے کہا۔ کہ نبص قرآن یہ حرمت ثابت ہے۔ تو کیونکر موت بمنزلہ طلاق کے ہوگی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ ارشاد فرمائیں۔ کہ اس طلاق کے کیا معنی ہیں۔ جو مفوض امیر المومنینؑ کے ہوا تھا۔ فرمایا۔ خدا نے زوجات نبی کو شرف ازدواج پیغمبر سے شرف عظیم دیا تھا۔ اور نام اُن کا امہات المومنین ہوا تھا پیغمبر خدا نے امیر المومنینؑ سے فرمایا۔ کہ اے ابوالحسن جب تک یہ سب اطاعت خدا و رسولؐ کی کریں۔ یہ حرمت و شرافت ان کے واسطے رہیگی۔ کہ وہ مادر مومنین کہلائیں۔ اور جس وقت مصیبت تمہاری کریں اس امر سے کہ تمہارے اوپر خروج کریں۔ اُن کو زوجیت سے میری خارج کرنا۔ اور شرافت مادر مومنین سے گرا دینا۔ پھر سعد بن عبد اللہ نے دوسرا سوال اس طرح کیا۔ کہ مشہور ہے۔ کہ جب موسیٰ علی نبینا علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام وادی مقدس میں پہنچے۔ کہ جس کو طوی بھی کہتے ہیں۔ تو آپ کے پاؤں میں نخلین چرم مردار کی تھی۔ حکم خدا ہوا۔ فاخلع نعلیک انک باوادی المقدس طوی۔ یعنی اتارو اپنی نخلین کہ یہ وادی مقدس طوی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اے سعد جو اس کے قائل ہیں مغتری و جاہل ہیں۔ اُن کے مرتبہ نبوت سے بخیر ہیں۔ اس لئے کہ یہ امر و حال سے خالی نہیں۔ یا تو اُس نخلین میں نماز جاڑ تھی۔ یا ناز جاڑ۔ اگر نماز جاڑ تھی۔ تو وادی مقدس میں پہننا اُس کا جائز تھا۔ اور اگر نماز اُس نخلین میں درست نہیں تھی۔ تو لازم آیا۔ کہ موسیٰ کو تمیز حلال و حرام نہ تھی۔ اور یہ کفر ہے۔ خدا نے عرض کیا، آپ اس کی تفسیر فرمائیں۔ ارشاد ہوا۔ جب موسیٰ دشت مذہبی میں پہنچا۔ تو

عرض کیا۔ کہ خداوند تیری محبت خالص طور پر میرے دل میں ہے بجز تیری یاد کے غیر کی یاد دل میں نہیں ہے۔ اور موسیٰ اپنے عیال سے بہت محبت رکھتے تھے پس خدا نے فرمایا۔ کہ اتار اے موسیٰ جو تیرا بیٹا پاؤں سے۔ یعنی اپنے اہل و عیال کی محبت اپنے دل سے نکال۔ درجائیکہ تیری محبت میرے لئے خالص ہے۔ اور قلب تیرا میرے غیر کی جانب سے منحرف ہے۔ پھر محمد نے سوال سوم عرض کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اے مولا قرآن میں کلمہ بصر جو مذکور ہے۔ اس سے کیا مقصود رب غفور ہے۔ فرمایا۔ یہ حروف اخبار غیب سے ہیں۔ جن پر خدا نے اپنے بند زکریا کو مطلع کیا۔ پھر حکایت کی اُس کی محمد سے۔ اور یہ اس طرح پر ہے۔ کہ جن بزرگ باستانے خداوند کریم سے استعداکی۔ کہ اسمائے آل عبثا مجھے تسلیم فرمائے جائیں۔ بے ثبیل امین نازل ہوئے۔ اسمائے خمسہ آل عبثا ان کو بتلا گئے۔ اور وہ اسماء یہ ہیں۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ۔ پس جب وہ نام اربعہ اول الذکر زبان پر لاتے تھے۔ دل میں فرحت و بشارت بے اندازہ پاتے تھے۔ غنچہ خاطر نسیم تذکرہ سے شگفتہ ہو جاتا تھا۔ قلب باغ باغ ہو کر سارا خار غم و الم کھو جاتا تھا۔ مگر جب نام حسینؑ زبان پر آتا تھا۔ دل بیتاب ہو جاتا تھا۔ طفلان شیک مچل پڑتے تھے۔ بیسیانہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے تھے۔ درگاہ باری میں عرض کیا۔ کہ اس اسرار سے مجھے واقف کر۔ کس واسطے چار ناموں کے ذکر سے دل مسرور و خوش حال ہوتا ہے۔ اور پانچویں نام سے رنج و ملال ہوتا ہے۔ جواب ملا۔ اے زکریا حسینؑ پر پڑے۔ نہ دستہ ہوا۔ نہ استہا۔ نہ رنج و الم ہوں گے پس کف

سے مراد کر بلا ہے۔ جو زمین مقتل حسینؑ ہے۔ اور ہا سے مراد ہلاکت و زریات رسول الثقلین ہے۔ اور یا سے اشارہ یزید پلید ہے۔ جو ظالم عنید ہے۔ اور عین سے مقصود عطش ہے۔ اور صا سے کنایہ صبر مظلوم بیدیا رہے۔ ان حروف میں یہ اسرار ہے۔ جب شرح ان کی جناب زکریاؑ نے سنی۔ تین روز تک مسجد سے باہر نکلے۔ برابر رویا کئے۔ کبھی مرثیہ پڑھتے تھے۔ کبھی آہ وزاری کرتے تھے۔ کبھی رو کر کہتے تھے۔ کہ خدایا آیا تو درد مند کر گیا اپنے بہترین خلق کو ماتم فرزند میں۔ آیا نازل کر گیا بلا اس مصیبت کی اُن کے ساحت مکان میں۔ خدایا کیا پہنا نیک کا علی فاطمہؑ کو لباس اس مصیبت کا۔ خدایا کیا داخل کر گیا کرب اس مصیبت کا اُن دونوں حضرات کے سیاحت مکان میں۔ پھر کہنے لگے۔ کہ خدایا مجھے ایک فرزند اس کبرنی میں عطا فرما۔ جس سے میری آنکھیں روشن ہوں۔ اور اُس کو وارث دوصی قرار دے۔ اور اُس کی جگہ میرے دل میں مثل حسینؑ کی جگہ کے دے۔ پس جب مجھے ایسا فرزند عطا فرما۔ تو اس کی محبت میں میں مشغول کر۔ پھر مجھے اُس پر درد مند کر۔ جس طرح محمدؐ اپنے حبیب کو اُن کے فرزند پر درد مند کر گیا۔ پس خدا نے اُن کو جیسے کو عطا فرمایا۔ اور اُن کی مصیبت میں درد مند کیا۔ اور تھی مدت حمل تیسٹے چھ ماہ۔ اور مدت حمل حسینؑ بھی اسی قدر تھی۔ پھر سعد نے عرض کیا۔ کہ اخبار خدا رحلت امت کے ہاتھ میں کیوں نہیں دیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ امت کب واقع ہو سکتی ہے۔ اور کسی کے دل کا حال کسی کو کیا معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ مفسد ہے یا مصلح نیک ہے۔ یا یہ جاہل ہے یا عالم حیم ہے یا ظالم۔ کیا تو نے قصہ موسیٰؑ نہیں سنا ہے۔ کہ موسیٰؑ کو خدا نے

وحی بھیجی کہ تم جن لوگوں کو مومن و صالح جانتے ہو۔ انہیں منتخب کر کے
 ہمراہ لے پئے کوہ طور پر لاؤ۔ جناب موسیٰ نے اپنی قوم سے اُن لوگوں کو
 بتھاڑا اور ستر نفر کے طور پر لے گئے۔ ندا آئی کہ اے موسیٰ سب منافق
 ہیں۔ اے سعد جب کہ انتخاب موسیٰ میں موسیٰ کو علم اُن کے نفاق کا
 نہ ہوا۔ تو امت کو کیا معلوم ہو گا۔ خدا اسی کو خلیفہ مقرر کرتا ہے۔ کہ جس کو
 خود پسند کرتا ہے۔ اس قصہ کو خدا نے ہمارے جد امجد رسول خدا سے
 قرآن مبین میں ارشاد کیا ہے۔ پس خدا کیونکر استقرار خلافت کا اختیار
 امت کو دیتا۔ لہذا خدا نے مقرر کرنا خلیفہ رسول کا اپنے اختیار میں رکھا
 ہے۔ یہ فرما کر حضرت نے ارشاد فرمایا۔ کہ وہ شخص جو محمد سے بغض و مبہا
 نکشتا تھا۔ کہ ابو بکر کو حضرت رسول خدا غار میں اس واسطے ہمراہ لے گئے۔
 کہ وہ مارا نہ جائے۔ اور بعد میرے وہ خلافت پائے۔ پس تو نے
 اس بہتان و افترا کا جواب کیوں نہیں دیا۔ کس لئے خاموش ہو گیا۔
 اے سعد تجھے یہ جواب دینا لازم تھا۔ کہ تم لوگ کہتے ہو۔ کہ پیغمبر خدا
 فرما گئے ہیں کہ خلافت کی مدت تیس برس کو چار خلفاء پر تقسیم کرتے
 ہو۔ اور تم لوگ ان چار صل خلیفوں کو برحق جانتے ہو۔ پس بغرض حال
 اگر ابو بکر کو بلحاظ حفظ قاتل ہمراہ لے گئے۔ تو لازم تھا۔ کہ بقیہ تین خلیفہ
 باقی کو بھی ہمراہ غار میں لے جاتے۔ اگر نہیں لے گئے۔ تو دوسرے
 خلیفوں کے حق میں پیغمبر خدا نے قصور کیا۔ اور اُن کے حقوق کو سبک
 حقیر جانا۔ پس یہ مدت حضرت کی ہوتی نہ حضرت پیغمبر خدا کی ہوتی۔
 کہ تیرے مخالف نے جو یہ سوال کیا تھا۔ کہ ابو بکر و عمر نے بغیبت یا بجز
 اسلام قبول کیا تھا۔ تو نے کیوں جواب نہیں دیا۔ کہ دین کی واسطے کوئی

موجہ نہ تھا۔ جو بظاہر مومنین و صالحین سے تھے۔ عابد و زاہد تھے۔ جب ان کو کوہ

ایمان نہیں لایا۔ کیونکہ ابوبکر و عمر نے یہودان و کاهنان عرب سے یہ بات سنی تھی۔ کہ ایک رسول قریش میں سے مبعوث ہوگا۔ اور عرب پر مسلط ہوگا۔ پس دونوں آئے پاس جناب رسول خداؐ کے۔ اور اس طرح سے بیعت کی۔ کہ جب حضرتؐ کا تسلط ہو۔ تو کسی شہر کی حکومت پائیں پس جب اس سے مایوس ہوئے۔ تو اپنے امثال منافقین کے ساتھ عقبہ پر چڑھے۔ کہ اُس جناب کو قتل کریں۔ مگر خدا نے اُن کے مکر و کبد کو دفع کیا۔ جس طرح کہ طلحہ وزیر علی علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور دونوں نے اس طرح سے کہ حضرتؐ کی طرف سے کسی شہر کی حکومت لیں بیعت کی۔ پس جب کہ مایوس ہوئے۔ تو بیعت کو توڑ کر اُس جناب پر خروج کیا۔ مگر خدا نے اُن کو مثل دیگر ناکسین کے محذول و ذلیل کیا۔ یہاں تک سعد نے اپنے مسئلوں کو حضرتؐ سے پوچھا تھا۔ اور حضرتؐ نے جواب سب کا دیا تھا۔ سعد کہتے ہیں۔ کہ پھر حضرت امام حسن عسکریؑ محد اُس طفل کے واسطے نماز کے اُٹھے۔ اور میں بتلاش احمد کے گیا۔ اثنائے راہ میں دیکھا۔ کہ اعدا روتے ہیں۔ سعد نے کہا۔ کیوں گریاں ہے۔ جواب دیا۔ جامہ پیرزن گم ہو گیا۔ ملتا نہیں۔ سعد نے کہا۔ کچھ عجیب نہیں ہے۔ اطلاع اُس کی کر دی جائے۔ پس احمد گئے۔ تو دیکھا۔ کہ وہی جامہ حضرتؐ کے پاؤں کے نیچے بچھا ہوا ہے۔ اور آپ اُس پر نماز پڑھتے ہیں۔ ہنستے ہوئے پھرے۔ اور یہ حال سعد سے بیان کیا۔ سعد خوشحال ہوئے۔ اور شکر خدا بجالائے۔ بعد اس کے چند روز احمد و سعد مقیم سامرہ ہے۔ اور ہر روز حاضر خدمت ہو کر زیارت

جمال امام انام سے شرف کثیر پاتے تھے۔ مگر پھر اس طفل کو نہیں دیکھا۔ جب روزِ وداع ہوا۔ سعد اور احمد بن اسحاق واسطے وداع کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دو شخص مرد پیر بھی جو ہوطن تھے ہمراہ تھے۔ احمد بن اسحاق نے استادہ ہو کر عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہؐ جانا میرا نزدیک ہے۔ اور رنج ہمارا آپ کی مفارقت سے اور ایذاؤں سے جو دشمنوں کے ہاتھ سے ملتی ہے شدید ہے۔ ہم خدا سے سوال کرتے ہیں۔ کہ آپ کے جد بزرگوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پدر عالی مقدار علی مرتضیٰ و مادر ذیشان جناب فاطمہ زہراؑ اور دوسرے جوانان بہشت حسین علیہ التیجۃ والثناء اور ائمہ طاہرینؑ پر آپ کے آبا کے کرام پر اور آپ پر اور آپ کے فرزند پر صلوات بھیجے۔ اور آپ کا رتبہ بلند کرے۔ اور آپ کے دشمن منکوب و محذول ہوں۔ اور یہ ملاقات ہماری آخری ملاقات نہ ہو۔ جب یہ ہاتھ احمد نے لگی۔ حضرت کی آنکھوں سے پیہم آنسو جاری ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے پسر اسحاق۔ امر محال کے بتکلف دعا نہ کر۔ خدا نے مقرر کیا ہے۔ کہ اسی سفر میں تو دنیا سے جائیگا۔ اور مرتبہ حضوری خدا پائیگا۔ یہ سن کر احمد بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا۔ تو عرض کیا۔ اے مولا۔ آپ کو قسم پروردگار کی۔ پاچہ کفن سے مجھے مشرف فرمائیے۔ پس حضرت دست مبارک نیچے اُس تو شک کے جن پر رولتِ اخروں تھے لے گئے۔ اور تیرہ درہم نکال کر دئے۔ اور فرمایا۔ اس سے زیادہ خرچ نہ کرنا۔ جو کچھ مجھے درکار ہے۔ سب سامان ہو جائیگا۔ خدا اجر نیکوں کا ضالچ نہیں کرتا ہے۔ سعد کہتا ہے۔ کہ جب

رخصت ہو کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اور حلوان پہنچنے کو تین فرسخ رہ گیا تھا۔ کہ احمد کو تپ آیا۔ اور بیماری اُن کی ایسی شدید ہوئی۔ کہ اپنی زندگی سے مایوس ہوئے۔ جب حلوان میں پہنچے۔ کاروانسرا میں اترے۔ ایک مرواہل قم کا حلوان میں رہتا تھا۔ پھر کہا۔ کہ آج کی رات مجھے تنہا چھوڑ دو۔ ہمارے پاس سے چلے جاؤ۔ ہم سب اپنی خوابگاہ میں گئے۔ اور سوئے۔ اور صبح کو ہم اُٹھے۔ تو دیکھا۔ کافور خادم حضرت امام حسن عسکریؑ کتا ہے۔ احسن اللہ عزاد کہ وجہ بالحبوب سہایت کہ یعنی خدا اس مصیبت میں تم کو صبر عطا کرے دربارہ احمد بن اسحاق کے۔ اور اس مصیبت کو تمہاری خوشی و خوبی سے مہل کرے۔ تمہارے رفیق کے غسل و کفن سے فارغ ہو چکے۔ اٹھو۔ اس کو دفن کرو۔ کہ وہ تم لوگوں سے زیادہ عزیز تمہارے سید و مولا کا تھا۔ یہ کم کر غایب ہو گیا۔ ہم لوگوں نے جمع ہو کر اُس پر گریہ و زاری کی۔ اور اُس کو دفن کیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

علی بن منزبار اہوازسی سے مروی ہے۔ کہ وہ کتا ہے۔ میں نے میں مرتبہ حج بیت اقدس کیا۔ اور غرض میری یہ تھی۔ کہ شاید اپنے امام کو زیارت سے مشرف ہوں۔ مگر قیصر نہ ہوا۔ ایک رات ہم سوئے ہوئے تھے۔ دیکھا کہ کوئی کتا ہے۔ کہ خدا نے اجانت حج کر بیکی دی ہے۔ پس نہایت شوق و بے آرامی سے ایام حج میں پہلے ہم مدینہ کو گئے۔ آل محمدؑ سے سوال کیا۔ کوئی اثر نہ ملا۔ اور جس قدر تفحص کیا۔ کچھ حاصل نہ ہوا۔ یہاں تک کہ حاجی سب مکہ کو چلے گئے۔ بعد اس کے ہم بھی گئے۔ چند روز تک طواف کرتے رہے۔ اور خدا

بعد نماز تفرغ و دعا کرتے تھے۔ ایک رات ہم طواف سے فارغ ہوئے تھے کہ ایک جوان خوش رو کو دیکھا۔ جس کے بدن اور پوشاک سے خوشبو ہوتی تھی۔ اور بہت آہستگی سے راہ جاتا تھا۔ اور طواف کرتا تھا۔ ہمارا دل اُس کی طرف راغب ہوا۔ ہم اُٹھے۔ اور مقابل اُس کے پہنچے۔ کہ شانہ ہمارا اُس کے شانہ سے مل گیا۔ پوچھا۔ تو کون ہے اور کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں نے کہا۔ اہواز ملک عراق سے۔ کہا۔ خطیب کو پہچانتا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں اُس نے وفات پائی۔ کہا۔ خدا سے بخشے۔ راقل کو بیدار رہتا تھا۔ اور تفرغ و ہتھال درگاہ خدا میں کیا کرتا تھا۔ اور روتا تھا۔ پھر پوچھا۔ علی بن ابراہیم بن مہربار کو تو پہچانتا ہے۔ میں نے کہا۔ وہ میں ہوں۔ کہا۔ جیاک اللہ۔ وہ علامت کہ ابو محمد حسن بن علیؑ سے تیرے پاس تھی۔ اُسے کیا کیا۔ میں نے کہا۔ میرے پاس ہے۔ پس میں نے ہاتھ جیب میں ڈالا۔ اور اُسے نکالا۔ جب اُس کو دیکھا۔ اس قدر رویا۔ کہ کپڑے تر ہو گئے۔ بعد اُس کے کہا اے ابن مہربار رخصت ہو۔ اپنی منزل کو جا۔ اور آمادہ رہ۔ جب رات اندھیری ہو۔ اور سب اپنے کاروبار سے فراغت پائیں۔ شعب بنی عامر میں جا۔ وہاں مجھ کو پائیگا۔ پس ہم اُس سے رخصت ہوئے۔ جب وقت موعود پہنچا۔ اپنے شتر کو لاکر توشہ اپنا مضبوط باندھا۔ اور سوار ہو کر تعجیل روانہ ہوا۔ شعب بنی عامر میں پہنچے۔ تو دیکھا۔ وہ جوان استادہ ہے۔ اور مجھے پکارتا ہے۔ یا ابا الحسن الی۔ جب نزدیک اُس کے پہنچے۔ اُس نے ابتدا سلام کیا۔ اور کہا۔ سرینا

یاخ۔ پس ہم اور وہ بات کرتے ہوئے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ کوہ عرفات سے باہر نکل گئے۔ اور کوہا سے منیٰ تک پہنچے۔ جب صبح اول طلوع ہوئی۔ ہم جہال طایف میں تھے پس اُس نے کہا۔ اتر اور نماز شب اور وتر پڑھ۔ پس ہم نے نماز شب اور وتر پڑھے۔ سجدہ کیا۔ تعقیب بھی پڑھی۔ اور وہ بھی اپنی نماز سے فارغ ہو کر سوار ہوا۔ اور مجھ سے بھی کہا۔ کہ سوار ہو۔ یہاں تک کہ کوہ طایف سے بھی اتر گئے۔ تب اُس نے کہا۔ کچھ دیکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ ریگستان کا ایک تودہ دیکھتا ہوں۔ اور اُس پر ایک خیمہ بال کا ہے۔ کہ اُس خیمہ سے نور ساطع ہو کر آسمان تک جاتا ہے۔ اور میں اُس خیمہ کو دیکھ کر خوشدل ہوا۔ اُس جوان نے کہا ہناك الا ملی والما جاء وہیں امید و آرزو ہے۔ چلا چل تاکہ پہنچ جائیں۔ پس ہم بسرعت چلے۔ اور پہاڑ سے نیچے اترے۔ دامن کوہ میں پہنچے۔ اُس نے کہا۔ اسی جگہ اتر۔ یہ وہ مکان ہے۔ جہاں سب دشواری آسان ہوتی ہے۔ اور ہر جبار کسرش یہاں فروتنی کرتا ہے۔ بعد اس کے کہا۔ کہ شتر کو چھوڑ دے۔ میں نے کہا۔ کس کو سونپوں۔ جواب دیا۔ یہ حرم قائم ہے۔ اس میں داخل نہیں ہوتا مگر مومن۔ اور اس سے باہر نہیں آتا ہے مگر مومن۔ پس ہم نے شتر کو چھوڑ دیا۔ اور ہمراہ اُس کے روانہ ہوئے۔ خیمہ کے نزدیک پہنچے۔ اُس جوان نے کہا۔ ذرا سا توقف کر۔ تاہم پہلے جائیں۔ اور اجانت لے آئیں۔ بعد اس کے وہ جوان آیا۔ اور مجھے اندر بلا یا۔ جب ہم داخل ہوئے۔ تو دیکھا۔ حضرت بیٹھ

ہوئے ہیں۔ اور دو پیراہن پہنے ہوئے ہیں۔ ایک پیراہن کے
 استینوں کو نوٹا کر شانوں تک پہنچائے ہوئے ہیں۔ ایک مبارک
 سرخ و سفید سے پسینہ میں تر ہیں مثل شاخ ریحان کے۔ سُبْحٌ
 سَبْحٌ تَقْتَضِي لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الشَّامِ وَلَا الْقَصِيرُ اللَّازِقُ۔ نہ تو بہت
 بے اندازہ بلند بالا ہیں۔ اور نہ بہت کوتاہ قامت ہیں۔ بلکہ
 اعتدال قامت شریف حدِ اوسط پر ہے۔ کاسہ سر و پیشانی مدور
 ہے۔ کشادہ پیشانی۔ ابرو مثل کمان کے کھچے ہوئے۔ بینی راست
 و بلند۔ رخسار مبارک کم گوشت۔ جانب راست رخسارہ پر خال۔
 گویا نقطہ مشک پارچہ غیر پر ہے۔ جب اُن کو میں نے دیکھا۔ سلام
 کیا۔ اچھی طرح جواب سلام دیا۔ احوال عراق کا پوچھا۔ میں نے عرض
 کیا۔ اے مولا اہل عراق پوشاکِ ذلت و رسوائی پہنے ہوئے ہیں۔
 درمیان قوم کے ذلیل و خوار ہیں۔ فرمایا۔ اے پسر میرا ایک دن
 وہ آئیگا۔ کہ ہم اُن پر سلطنت کریں گے۔ جیسا کہ وہ اس وقت تم
 لوگوں پر سلطنت کرتے ہیں۔ اور وہ اُس دن ذلیل و خوار ہونگے۔
 میں نے عرض کیا۔ اے مولا مطلب طولانی ہے۔ اور ہماری راہ
 دور ہے۔ فرمایا۔ اے پسر میرا میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے
 عہد لیا ہے۔ کہ ہم اُن لوگوں کے ہمسایہ میں نہ ہوں۔ جن لوگوں
 نے اس قدر محصیت کی۔ کہ خدا نے غضب اُن پر کیا۔ اور دنیا و
 آخرت کی رسوائی نے انہیں گھیرا علاوہ عذاب الیم کے۔ اور فرمایا
 کہ ہم کو ہستان میں نہ رہیں۔ مگر ایسی جگہ کہ جو سب زیادہ دشوار گذار
 ہو۔ اور شہروں میں سے اُن شہر میں قیام کریں جو زیادہ دیر اُن

و خراب ہو وقتسم خدا کی تمہارے مولائے تقیہ کو مجھ پر موکل کیا ہے۔ اور اسی طرح ہم تقیہ میں رہیں گے۔ اُس وقت تک کہ ہم کو اجازت ملے ظہور کی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ وہ وقت کب ہوگا۔ فرمایا۔ جس وقت تمہارے اور خانہ خدا کے درمیان میں لوگ حائل ہوں۔ اور ماہ و آفتاب باہم طلوع کریں۔ اور ستارے بھی گردان سکے ہوں۔ اور دابۃ الارض باہم صفا و مردہ کے باہر آئے۔ اور عصا و خاتم موسے ہمراہ ہو۔ اور مردم محشر میں آئیں۔ پس چند روز حضرتؑ کے پاس رہا۔ بعد اس کے اجازت وطن کی ملی۔ اور ہم وہاں سے چلے۔ خدا کی قسم مکہ سے کوفہ تک تنہا آئے۔ کوئی ہم سے ساتھ نہیں تھا۔ مگر وہ غلام کہ جو ہماری خدمت کرتا تھا۔ شکر خدا کہ سوائے بہتری کے کوئی چیز واقع نہیں ہوئی۔

سعد بن عبد اللہ نے احمد بن اسحاق سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ کہ ہم خدمت امام حسن عسکریؑ میں حاضر ہوئے۔ اور ارادہ تھا۔ کہ سوال کریں۔ کہ حجت خدا بعد اُن کے کون ہے۔ حضرتؑ نے خود ابتدا فرمائی۔ اور کہا۔ اے احمد بن اسحاق۔ خدا زمین کو حجت سے خالی نہیں چھوڑتا ہے قیامت تک۔ جس روز سے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اس وقت تک کوئی زمانہ حجت سے خالی نہیں رہا۔ بسبب وجود حجت کے ہر بلاد فح ہوتی ہے۔ اور باران رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور زمین میں برکت اُس کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے۔ میں نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ امام بعد آپ کے کون ہے۔ پس اُٹھے۔ اور داخل حجرہ عصمت سرا ہوئے۔ اور تھوڑی دیر

کے بعد باہر تشریف لائے۔ اور دوش مبارک پر ایک لڑکا سہ سالہ
 مثل ماہ شب چارودہ کے تھا۔ پس فرمایا کہ اگر یہ نہ ہوتا کہ تو مکرم پیش خدا
 ہے۔ اور مقرب درگاہ جہتائے کبریا ہے۔ ہر آئینہ اس فرزند کو میں
 تجھے نہ دکھلاتا۔ یہ ہم کنیت وہنام رسول خدا ہے۔ زمین کو عدالت سے
 بھر گیا۔ جیسا کہ ظلم و جور سے مملو ہو۔ اے احمد اس امت میں مثل
 اس فرزند کی مثل ذی القرنین و خضرؑ کی ہے۔ واللہ ایسی غیبت کا
 اتفاق اُسے ہو۔ کہ ہلاکت سے اُس میں کوئی نجات نہ پائے۔ مگر وہ
 کہ جسے خدا بچائے۔ اور ایمان میں ثابت قدم ہے۔ اور اعتقاد
 امامت کا اُس کی رکھے۔ اور موفق بدعا سے تعجیل فرج ہو۔ میں نے کہا۔
 اے مولا اگر کوئی ایسی علامت ظاہر فرماتے کہ اطمینان دل کا باعث
 ہوتا۔ تو بہتر ہوتا۔ ناگاہ اُس طفل نے بزبان فصیح عربی بآواز بلند کہا
 انا بقیۃ اللہ فی ارضہ والملتقم من اعدائہ فلا یطلب اثرا
 من بعد عین۔ یعنی میں حجت خدا ہوں۔ انتقام لینے والا ہوں
 دشمنان خدا سے۔ اپنی آنکھ سے دیکھنے کے بعد کیا نشانی چاہتا
 ہے اے احمد بن اسحاق۔ وہ کہتا ہے۔ یہ سن کر میں خوشحال ہوا۔
 بڑی خوشی و مسرت کے ساتھ اپنی منزل پر آیا۔ دوسرے دن جب
 گیا۔ میں نے عرض کیا۔ یا ابن رسول اللہ آپ کی مہربانی و الغام
 سے میں نہایت مسرور و خوش حال ہوا۔ لیکن یہ فرمائیے کہ
 سنہ جاریہ خضر و ذی القرنین کیا ہے۔ فرمایا۔ طول غیبت۔ میں نے
 کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیا غیبت طویل ہوگی۔ فرمایا۔ ہاں خدا کی قسم
 اس حد تک غیبت ہوگی کہ اکثر مردم اُس کے اعتقاد امامت سے

برگشتہ ہو جائیں۔ اور ایمان پر کوئی باقی نہ ہے۔ مگر وہ کہ عالمِ زر میں خدا نے
 عہد و میثاق ہماری ولایت کالیا ہو۔ اور ایمان کو اُس کے دل میں قرار
 دیا ہو۔ اور تائید اُس کی اپنے وحی سے کی ہو اے احمد بن اسحاق! ایک
 رازِ خدا ہے اُس کے رازوں میں سے۔ اور ایک امر ہے اُس کے
 اُمروں میں سے۔ اور ایک غیب ہے اُس کے غیبوں میں سے۔
 جو پوشیدہ ہے پس یاد کر اور پوشیدہ رکھ اور شکرِ خدا کا کر۔ تاکہ ہمارے
 ساتھ اعلیٰ علیین میں ہے۔ اور کلینی و شیخ صدوق نے روایت کی
 ہے مسلم بن فضل سے۔ اور علی بن قیس و محمد بن احمد اشعری اور
 ایک جمیع کثیر سے۔ کہ غانم بن سعید ہندی کو کوفہ میں دیکھا۔ اُس نے
 کہا۔ کہ ہم اہل کشمیر سے ہیں۔ اور ہم چالیس شخص ندیم بادشاہ و
 کرسی نشین درگاہ تھے۔ تو ریت و زبور و انجیل کو ہم لوگوں نے پڑھا
 تھا۔ ایک دن ہم لوگوں نے مباحثہ کیا۔ اور احوال جناب رسالت
 کا ذکر درمیان میں آیا۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کہ سب کتابوں میں نام
 اُن کا مرقوم ہے۔ اور پیغمبر ہونا اُن کا معلوم ہے۔ پس سستی و
 سہلکاری تحقیقِ حال میں کرنا بیفائدہ ہے۔ آخر یاروں کی رائے
 اس پر قرار پائی۔ کہ مجھے واسطے تفصیل و طلب و دریافتِ حال کے
 روانہ کریں۔ اور دین و شریعت کا اُس کے نشانجہنگ حاصل فرمادیں
 خداوندی گمان کریں۔ الغرض ہم بہت سامان سفر و مال و اسباب لیکر
 کشمیر سے روانہ ہوئے۔ چوروں نے راہ میں ہم کو لوٹ لیا۔ کسی
 طرح افتان خیزاں کا بل ہوتے ہوئے ہم بلخ میں پہنچے۔ امیر بلخ
 اُس وقت ابن ابی شہر تھا۔ ہم اُس کے پاس گئے۔ اور کہا کہ

ہم اس واسطے یہاں تک آئے ہیں۔ کہ رسالت و شریعت جناب محمد مصطفیٰ کی تحقیق کریں۔ اور بعد اثبات مدعا تصدیق کریں۔ اُس نے علماء و فقہاء بلخ کو جمع کیا۔ میں نے احوال رسول خدا کا اُن لوگوں سے پوچھا۔ ہر ایک نے کہا۔ وہ ہمارے پیغمبر ہیں۔ اور ملک فانی سے منہ موڑ کر راہی اقلیم جادوانی ہوئے ہیں۔ میں نے کہا۔ اُن کا خلیفہ وجانشین کون ہے۔ سبھوں نے بالاتفاق کہا۔ ابوبکر۔ میں نے کہا۔ نسب اُن کا بیان کرو۔ تو قریش سے نسبت دی۔ میں نے کہا۔ یہ نہیں ہے۔ ہماری کتابوں میں جو لکھا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ اُس کا داماد و پسر عم و پدراُس کی اولاد کا ہوگا۔ یہ کوئی غیبی ہے۔ جس کا نشان تم دیتے ہو۔ پس علماء بلخ نے امیر سے کہا۔ کہ یہ شرک رافضی ہے۔ کافر ہو گیا ہے۔ واجب القتل ہے۔ میں نے کہا۔ اے صاحبان علم انصاف کو راہ دو۔ محض ازراہ تعصب و عناد و وبال آخرت سے پر نہ لو۔ ابھی میں نے ہاتھ اپنے دین قدیم سے نہیں اٹھایا ہے۔ قدم تمہارے جادوہ طلیقت پر نہیں آیا ہے۔ بے سبب و بغیر بہانہ و دلیل کے میں نہیں مانتا۔ اور خلافت اپنی کتابوں کے کسی کو نہیں پہچانتا۔ مگر تم لوگ ثبات نہ کر کے ہم کو راہ راست دکھا دو گے۔ ابراہیم کا خدا سے پانچوئے۔ ۱۰۔ اگر تم لوگ مطابق ہماری کتاب کے ثابت کرنے میں قادر ہو۔ اور خائب و خاسر ہو۔ پس امیر نے میں بن شکیبہ کو بلایا۔ اور کہا۔ کہ اس مرد ہندی سے مباحثہ کر۔ اور نرمی زہر باقی ہے۔ اُس کے ساتھ طریقہ اسام سے مباحثہ کر۔ اُس نے کہا۔ علماء فضل بلخ تیرے پاس موجود و حاضر ہیں۔ کہا۔ بے سبب

مباحثہ سے قاصر ہیں۔ امیر نے کہا۔ جو ہم کہتے ہیں۔ اُس کی تعمیل کر۔ پس حسین مجھ کو خلوت میں لے گیا۔ میں نے احوال جناب سالتمآب اُس سے پوچھا۔ اُس نے کہا۔ کہ وہ پیغمبر خدا ہیں۔ حبیب کبریا ہیں۔ جیسا کہ علمائے بلخ نے تجھ سے کہا ہے۔ لیکن بیان خلیفہ میں جاوہ راستی سے منحرف ہو کر غلط بیان کیا ہے۔ علی ابن ابی طالب اُن کے پسر عم خلیفہ و جانشین ہیں۔ اور شوہر جناب سیدہ دختر رسول ص رب العالمین ہیں۔ اور پدران کے فرزندوں کے ہیں۔ جو حسن و حسین ہیں امام الثقلین ہیں۔ میں نے کہا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ پھر امیر کے پاس گئے۔ اور مسلمان ہوئے۔ حسین بن شکیب مجھے اپنے گھر لے گیا۔ اور مسائل نماز و روزہ وغیرہ مجھے سکھائے۔ میں نے اُسے کہا۔ کہ اپنی کتابوں میں ہم نے دیکھا ہے۔ کہ خلیفہ دنیا سے نہیں جاتا ہے۔ جب تک دوسرا خلیفہ اُس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔ پس علی کا خلیفہ کون ہے۔ تو اُس نے اس تفصیل سے بیان کیا۔ کہ بعد جناب امیر المومنین علی بن ابی طالب کے حسن ہیں۔ اور اُن کے بعد حسین ہیں۔ اسی طرح ایک ایک امام کا نام امام حسن عسکری تک لیا۔ میں نے کہا۔ بعد امام حسن عسکری کے کون حجت خدا ہے۔ تو اُس نے کہا۔ کہ اب توجا۔ اور اُن کے جانشین کی تلاش کر۔ محمد بن احمد کہتا ہے کہ وہ میرے ہمراہ بغداد تک آیا۔ اہل اُس نے ہم سے کہا۔ کہ میرا ایک رفیق تھا۔ تھوڑا سا اعمال و اخلاق اُس کا مجھے بھلا نہیں معلوم ہوا۔ اُس سے میں نے مفارقت کی۔ پھر اُس نے کہا۔ کہ میں ایک دن راہ چلا جاتا تھا۔ اور اس فکر میں تھا۔ کہ ہم واسطے تشخیص امام و

خلیفہ عصر کے یہاں تک آئے۔ اور ابھی تک کچھ معلوم نہ ہوا۔ ابھی فکر
 میرے دل میں تھی۔ اور غم و غصہ کھاتے تھے۔ کہ ناگاہ کسی نے مجھے
 میرا نام لیکر پکارا۔ اور کہا۔ اجب مولاک۔ اور مجھ کو اس گلی سے
 لے گئی میں اور اس محلہ سے اس محلہ میں راہ غیر متعارف سے لے
 جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مجھے ایک مکان میں جس میں باغ تھا اُس
 نے داخل کیا۔ میں نے اپنے مولاک کو پیٹھا ہوا پایا۔ جب مجھ کو دیکھا۔
 زبان ہندی میں فرمایا۔ اے غلام بہت خوب تو نے کیا۔ کہ ہمارے
 پاس آیا۔ اور اُن چالیس رفیقوں کا میرے ایک ایک کا نام لیکر
 حال پوچھا۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ اس سال اہل قم کے ساتھ قصد
 حج کا رکھتا ہے۔ مگر تونہ جا۔ اور یہاں سے پھر خراسان کو
 چلا جا۔ سال آئندہ میں حج کو جانا۔ اور ایک تھیلی زر کی مجھ کو دیکر
 فرمایا۔ اتے اپنے خرچ میں لا۔ اور بغداد میں کسی کے گھرنہ جانا۔ اور
 جو کچھ دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا۔ محمد بن احمد کہتا ہے۔ کہ ہم اُس
 سال حج کو گئے۔ مگر میسر نہ ہوا۔ اور غلام خراسان گیا۔ دوسرے
 سال حج میں شریک ہوا۔ جب پھر اہد یہ و تحفہ ہمارے واسطے بھیجا۔
 قم میں نہیں آیا۔ خراسان پہلا گیا۔ اور اُسی جگہ انتقال کیا۔
 شیخ صدوق نے اکمال الدین میں محمد بن ابی عبد اللہ کو فی سے
 نقل کیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جن لوگوں نے جناب صاحب الامرؑ کو
 دیکھا ہے و کلاء اور غیر و کلاء سے۔ اُن میں سے ستر سٹھ نفر کو ہم
 نے دیکھا ہے۔ کہ وہ سب مدعی اس کے تھے۔ کہ ہم نے اپنی آنکھوں
 سے دیکھا ہے۔

ابراہیم بن مریار سے مروی ہے۔ کہ اُس نے کہا۔ کہ ہم بیتہ
 میں آئے۔ اور کمال تلاش و تجسس اولاد ابو محمد کے عمل میں آئے۔
 اور جہاں تک ممکن تھا۔ کوشش کی۔ مگر کچھ اثر ظاہر نہ ہوا۔ بعد اس
 کے مکہ میں آئے۔ وہاں بھی بہت تلاش کی۔ ایک دن اٹرا سے طائف
 میں ایک مرد گندم گوں حسین و خوبصورت و خوش راٹھ کو دیکھا۔ دیکھا
 میں نے کہ اُس کی ہماری طرف نظر ہے۔ گویا میرا منتظر ہے۔ پس
 میں نزدیک گیا۔ اور سلام کیا۔ پوچھا۔ تو کون ہے۔ کہاں کا رہنے والا
 ہے۔ میں نے کہا۔ عراق۔ کہا۔ کون عراق۔ میں نے کہا۔ اہواز۔
 یہ سن کر اُس نے پوچھا۔ تو جعفر حمدان خضیبی کو پہچانتا ہے۔ میں نے
 کہا۔ اُس نے انتقال کیا۔ کہا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ پھر کہا۔ ابراہیم بن مریار
 کو جانتا ہے۔ میں نے کہا۔ وہ میں ہوں۔ پس ایک ساعت کامل مجھ
 سے بغلیہ رہا۔ اور کہا۔ مرجا ایک وہ علامت کہ درمیان تیرے
 اور ابو محمد کے تھی کیا ہوئی۔ میں نے کہا۔ شاید اُس انگلی ٹھکی کو تو پوچھتا
 ہے۔ جو حضرت نے مجھے دی تھی۔ کہا۔ ہاں۔ پس میں نے جیب
 سے نکال کر اُسے دکھلائی۔ نقش یا محمد یا علی اُس پر کندہ تھا۔ اس
 کو دیکھ کر رویا۔ اور جو اُس پر لکھا تھا پڑھا۔ بعد اس کے کہا۔ کہ بعد
 حج کے کیا کام رکھتا ہے۔ میں نے کہا۔ کوئی کام نہیں ہے۔ مگر
 جو کچھ کہ تجھ سے اخبار آل محمد سے استفسار کرونگا۔ جواب دیا۔ میں
 ہی تجھے بتلاؤنگا۔ میں نے کہا۔ تو جانتا ہے۔ کہا۔ ہاں خدا کی قسم وہ
 نور کہ جبین قائم و موسیٰ پسران حسن بن علی میں سے جانتا ہوں۔
 اور بخوبی اُن کو پہچانتا ہوں۔ میں رسول اُن کا ہوں۔ اگر تو طالب ملاقات

ہے۔ وہاں تک تجھے پہنچا دوں گا۔ اگر ان آنکھوں کو اُن کے جمال مبارک سے روشن کرنا مطلوب ہے۔ اور برکت و فلاح اُن سے مرغوب ہے۔ پوشیدہ میرے ساتھ طایف تک چل۔ اس طرح کہ تیرے ساتھی نہ جانیں۔ القصد ہم مقام موعود تک اُس کے ساتھ گئے۔ تودہ رگ پر ایک خیمہ بال کا استادہ تھا۔ کہ نور سے اُس کے تمام صحرا روشن تھا۔ وہ دشت رشک وادی امین تھا۔ جوان رفیق جلد بڑھ کر داخل خیمہ ہوا۔ اور ہمارے واسطے اجازت حاصل کی۔ پس فرزند کلاں یادگار ابو محمد کہ م ح م د تھے باہر تشریف لائے۔ آپ جوان تھے۔ ڈاڑھی کے بال نہیں بچکے تھے۔ رنگ صاف پیشانی کشادہ۔ ہر دو بروہند کمان کشیدہ کے جدا۔ چہرہ مبارک پسندیدہ۔ بینی اقدس بلند و راست و چیدہ بال۔ بینی محل اتصال جبہ گرائی نہیں تھی۔ بلکہ مساوی و برابر تھا۔ گویا ایک شاخ ریحان کی تھی۔ دیکھتے ہیں مثل ماہ درخشاں کے رخسارہ راست پر خال گویا نقطہ سیاہ مشک کا سفیدی نقرہ پر تھا۔ سر کے بال بہت سیاہ۔ اور نرم گوش تک لٹکے ہوئے۔ ایسی شکل و شمایل کہ بہتر اس سے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا۔ اور اعضا و جوارح کسی کے ایسے مجتدل نہ ہونگے۔ حسن و وقار و جہا میں کوئی نظائش کا نہیں تھا۔ جب میری نظر جمال پر پڑی۔ دوڑا اور پائے مبارک پر گر پڑا۔ اور جدا ہر ایک عضو کو چوما۔ پس حضرت نے کہا۔ مرجا لے ابو اسحاق زمانہ مجھ کو تجھ سے جلد ملاقات کرنے کا وعدہ دیتا تھا۔ مگر دوری خانہ و بُعد مسافت کا قصد زیارت میں عذر حایل تھا۔ لیکن تیرے خیال سے ہم دور نہیں ہیں۔ اور تو ہمارے خاطر

سے مستور نہیں۔ شکر خدا کہ ملاقات میسر ہوئی۔ بعد اس کے میرے
 بھائیوں کو پوچھا۔ متقدم و متاخر یعنی ہر ایک بزرگ و کوچک کا حال پوچھا
 پھر میں نے کہا۔ آپ پر میں فدا ہوں۔ میں آپ کی تلاش میں شہروں
 میں پھرتا ہوں۔ جس دن سے ابو محمد کو خدا نے ہمارے درمیان سے
 اٹھا لیا۔ گویا غم و اندوہ کا پہاڑ سر پر ٹوٹ پڑا۔ خدا نے ہم پر اتنا کیا۔
 بوسیدہ اس شخص کے جس نے رہنمائی کر کے مجھے آپ تک پہنچایا شکر
 خدا کا اس نعمت عظمیٰ پر ہے۔ جو مجھ کو عطا کی ہے۔ بعد اس کے نسب
 اپنا اور اپنے برادر موصی کا بیان کیا۔ اور مجھے ایک گوشہ میں بیگیا۔
 اور کہا کہ مجھ سے پدر بزرگوار نے غم لیا ہے۔ کہ ہم ایسی زمین میں جو
 سب زمینوں سے پوشیدہ ہو مسکن کریں۔ اور آبادی و تشریت مردم
 سے دور وطن کریں۔ اس واسطے کہ امر میرا پنہاں ہے۔ اور حال میا
 سب پر پوشیدہ و پنہاں ہے۔ کید و مکر اہل ضلال سے حفاظت میں
 رہیں۔ اور شر و جور و ستم معاندین سے سالم و مصون رہ کر فراغت
 میں رہیں۔ اس بیابان ریگ و زمین بے آب و محاصل بے زرعیت
 میں حکم قیام دیا ہے۔ اور روز موعود کے انتظار کرنے کا حکم کیا ہے
 اس دن کا انتظار کر رہا ہوں۔ جو خدا نے مقدر فرمایا ہے۔ جب
 حکم خدا پہنچے۔ اور ترس و فزع کا وقت تمام ہو۔ ہم ناہور کر دیں گے۔
 پدر بزرگوار صلوات اللہ علیہ نے اتنا خزانہ خدا کے نکاح میں مجھے
 عطا کیا ہے۔ اور راز ہے پوشیدہ و مشکل غلام خدا کے اس قدر
 سپرد کر کے اُن کے معافی و تاویلات کو سمجھایا ہے۔ اگر ایک جزو کم
 کی تہجد سے افسوس کرتے۔ اور سب سے افسوس کرتے۔ تو ہرگز سے تو تباہ

ہو جائے۔ اے ابواسحاق میرے پدر بزرگوار نے فرمایا ہے۔ کہ اے
 فرزند خدا نے زمین کو اور جو کچھ زمین پر ہے اُس کی مخلوق سے۔ اور
 اُن شخصوں کو جو نہایت کوشش و سعی خدا کی اطاعت میں کرتے ہیں
 بغیر کسی حجت و امام کے نہیں چھوڑتا ہے۔ تاکہ بروز قیامت بروقت
 باز پرس اُن پر غالب آئے۔ اور وہ حجت و امام اُس کی مخلوقات کو
 طریقہ عدل و راستی سکھلائے۔ اور ہم خدا سے امید واریں۔ کہ وہ
 حجت و امام تو ہو۔ خدا نے تجھے واسطے اجراء امر حق اور زائل
 کرنے باطل کے مہیا کیا ہے۔ پس تجھے لازم ہے۔ کہ زمینہا سے
 مخفی و دور میں بسر کرے۔ کیونکہ ہر ولی کا ایک دشمن ہوتا ہے۔
 مخالفت و نزاع اُس کے ساتھ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ حدود و جہیل
 میں آئے۔ اور اس سے تجھے وحشت نہ ہو۔ اے فرزند آگاہ ہو۔
 کہ اہل طاعت کے دلوں کا میلان تیری طرف ہے۔ اور خلوص
 قلب سے تیرے شائق ہیں۔ جان و مال سے تجھ پر عاشق ہیں۔
 پاسبان ہیں تو جس جگہ ہے۔ اور وہ ایسی جماعت ہے۔ کہ جو یہ نشان
 ذلت و تواضع و مسکینت کے ہر ایک آدمیوں میں سے پہچانے
 جائینگے۔ لیکن خدا کے نزدیک نیک و عزیز بالکل ہیں۔ اہل تقیات
 و توکل ہیں۔ دین حاصل کر کے اُسے قوی و محکم کیا ہے۔ دشمنوں
 سے لڑ بھڑ کرنا اُنے دین استوار و محکم کی ہے۔ خدا نے اُن کو
 متمم مسیبتوں کا کیا ہے۔ تا آخرت میں عزت ابدی سے فائز ہوں۔
 اور وہ صبر کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ تا عاقبت اُن کی نیک
 و صاحب صبر و عیش فائز ہوں۔ پس تاریکی مصائب و بلا میں

نور صبر کو حاصل کر۔ کہ جزائے نیک سے بہرہ مند ہو۔ اور جو مکروہ
تجھے پیش آئے۔ اُس کے ضمن میں عزت اُکسی سمجھ کر خور نشہ ہو۔
بس تو اسی خبر سے فائز ہوگا۔ کہ لوگ تیری مدح و ثنا کریں گے۔ گویا
فرزند ہم دیکھتے ہیں۔ کہ نصرت خدا کی تائید تجھے ملی ہے۔ بلندی پایہ
و آسانی مشکلات کا وقت آیا ہے۔ علمین زرد و سفید درمیان خلیفہ و
نرمزم کے تیرے بالاے سر بر پا ہیں۔ جوق جوق لوگ نزدیک و
دور سے آکر مجتمع ایک جا ہیں۔ پے در پے بیعتیں جو صفائے قلب
کے ساتھ ہوئی ہیں۔ اُس سے تیرا سامان درست ہوا ہے۔ اور
پہلوے حجر اسود سے چند ہاتھ تیرے ہاتھ پر آتے ہیں۔ اور تیرے
سائین پہنا لے جاتے ہیں۔ اُس گروہ سے کہ خدا نے اُن کو بوجہ توبہ
کرنے کے گناہوں سے اور چشم دلاء و دوستی سے تیرے اُن کو
پاک کیا ہے۔ یعنی ملائکہ و پیغمبران کہ معصیت اُن سے صادر نہیں
ہوئی ہے۔ اور دل اُن کے لفاق کی میل اور شقاق کی بدنی سے
پاک و پاکیزہ ہیں۔ طبیعت اُن کی طاعت خدا میں نرم اور معصیت
خدا میں سخت یعنی کارہ و متنفر ہیں۔ تیغ اُن کے حق قبول کرنے
کے لئے کشادہ ہیں۔ خدا کی پستش کرتے ہیں سب اُتھ دین حق
کے۔ اور جب کہ اُن کے ارکان قوی ہوں گے۔ امتوں کے طبقے
بھی پاک و پاکیزہ اُن کی برکت سے ہو جائیں گے۔ اُس وقت
صبح حق ظاہر ہوگی۔ اور تاریکیِ شام ظلم کا فور ہوگی۔ ظالموں کی بایاتی
کم ہوگی۔ نشان و معالم اُممیلان تیری طرف باز گشت کرے گا۔ اور ظاہر
ہوگا۔ کہ تمام دنیا بیمار تھی۔ اور مرض اُن کا تجھ سے دور ہوا۔ جو کوئی

تیری رفاقت کرے۔ سالم رہیگا۔ لڑکا گوارہ میں آرزو کریگا۔ کہ
اُسٹھے۔ اور تیرے پاس آئے۔ تمام دنیا میں تجھ سے خوشی ظاہر
ہوگی۔ عزت کی ڈلیاں تجھ سے سرسبز ہونگی۔ جڑیں عزت کی برقرار
و استوار ہونگی۔ جو دین سے آوارہ ہیں۔ صاحب دین ہونگے۔
بدلیاں نصرت و ظفر کی ہمیشہ تجھ پر برسینگی۔ تیرے ہر دشمن کا
گلا گھونٹا جائیگا۔ ہر دوست تیری نصرت و امداد سے عزت پائیگا۔
رو سے زمین پر کوئی جبار فاطمہ رحمت و نکر عدل و متعاندہ امن و
دشمن دین باقی نہ رہیگا۔ جس نے خدا پر توکل کیا۔ وہ اس کیلئے
کافی ہے۔ اے ابوالسحاق یہ مجلس میری تیرے پاس پوشیدہ ہے
مگر اہل صدق و صفا و بردار دین صادق سے۔ جس وقت تجھ پر
علامت ظہور و تمکین ظاہر ہو۔ اپنے بھائیوں کو لیکر جلد ہمارے
پاس آؤ۔ اور چراغ یقین و مصباح شبستان دین کی طرف آنے
میں تجمیل کرنا۔ تا تم سب رستگار ہو۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابراہیم
بن مہر یار گستاہت۔ کہ ہم ایک مدت خدمت میں حضرت کی رہے۔
اور نور احکام خدا اس چہرے پر آیت سے اقتباس کرتے رہے۔
اور انہما لغتہما غیبیہ و غریبہ جوئے بار لطائف حکمت الہیہ سے
سیراب ہوتے رہے۔ اس قدر وہاں رہے۔ کہ مجھے خوف ہوا۔
کہ اہل و عیال میرے اہوا میں ضائع ہو گئے ہونگے۔ پس میں نے
اجازت چاہی۔ اور جو کچھ میرے دل میں غم ہجران و مفارقت امام
زمان سے آگ روشن تھی۔ اُس کو آب اطہار و بیان سے بھجایا۔
پس اجازت دی۔ اور توشہ دعاے خیر کا عطا فرمایا۔ جب وقت

وداع نزدیک آیا۔ ایک دن صبح کو حاضر ہوا۔ اور تجدید عہد کیا۔ سچاس ہزار
 درہم مال امام سے میرے پاس تھے۔ میں نے عرض کیا۔ قبول فرمائیے
 مجھے سرفراز فرمائیے۔ اور چھٹیوں میں ممتاز فرمائیے۔ تبسم ہو کر فرمایا۔
 اے ابواسحاق مسافت بعید ہے۔ اور راہ میں بہت ساریاں بخت و
 شدید ہے۔ ان درہموں کو اپنے خرچ میں لا۔ اور اس سے دلگیر
 نہ ہو۔ اور نہ گھبرا۔ میں شکریہ ادا کرے امانت کا کرتا ہوں۔ اور قبول
 کر کے تجھے دیتا ہوں۔ حق تعالیٰ تجھے برکت دے۔ اُس چیز میں
 کہ خدائے تجھے دی ہے۔ اور زیادہ اسے تجھے کرامت کرے اُس
 چیز میں کہ نہیں دی ہے۔ ثواب محسنین کا تجھے عطا فرما دے۔ اور
 خیر و عافیت سے تیرے یاروں تک تجھے پہنچائے۔ ہرگز راہ تجھ
 پر دشوار نہ ہو۔ اور رستہ بھول کر پابند انتشار نہ ہو۔ اے ابواسحاق
 خدائے تجھے قانع کیا ہے اپنے فضل و کرم سے۔ اور غنی کیا ہے
 اپنے دوستوں سے۔ بغیر اخلاص و یرینہ و خیر خواہی و محافظت امور
 دین کے کوئی چیز دوسری ہم کو مطلوب نہیں ہے۔ ہم یقین کامل و
 علم قطعی کے پھرتے۔ اور پورے طور پر اس کی ہدایت مجھے ہوئی۔ کہ
 زمین حجت خدا سے اور امام قائم سے خالی نہیں رہتی۔ اور اس خبر کو
 ہم نے زیادتی فضل اہل یقین کے واسطے نقل کیا۔ واللہ یھدی
 من یشاء الی صراط مستقیم۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ
 یا ابن المریراتیرے بھائی عراق میں کیا کام کرتے ہیں۔ میں نے
 عرض کیا۔ ننگے عیش و بد حالی میں بسر کرتے ہیں۔ از بسکہ تلوار بنی
 عباسیوں کی پے در پے سر میں پہنچتی ہے۔ فرمایا۔ قاتلہ ہر اللہ

اٹھ بیوفکون۔ گویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ وہ سب قتل کئے گئے ہیں۔ اور
 امیر خدا ان پر پہنچا ہوا ہے۔ میں نے کہا۔ یہ کب ہوگا۔ فرمایا۔ اُس وقت
 کہ درمیان تمہارے اور کعبہ کے ایک جماعت حائل ہو۔ کہ خدا و رسول
 اُس جماعت سے بیزار ہیں۔ اور سرخی آسمان میں پیدا ہوتی ہیں روز
 تک۔ کہ اُس میں عمود ہو مثل عمود نقہ کے مثل بق کے چمکے۔ اور
 روشنی رکھتا ہو۔ ایک شروس آرمینہ و آذر با شجان سے آئے
 طرف کوہ سیاہ کے۔ کہ پشت طہران و متصل کوہ شرخ سے جو جبال
 طالقان سے ہے۔ اور درمیان اُس کے اور مروزی کے بہت
 سخت لڑائی ہو۔ اور بہت زمانہ سخت آئے۔ کہ طفل کو چپ کے
 سر کا بال سفید ہو جائے۔ اور آدمی جوان بڑھا ہو جائے۔ اور
 قتل عظیم ان کے درمیان میں واقع ہو۔ اُس وقت ظہور قائم کا انتظار
 کرنا چاہئے۔ اور وہ شخص دیاں دیر کرے۔ ہماری طرف آئے۔
 یعنی دینور و نہاوند و واسط کو طے کرتا ہوا ایک سال ست کم میں کوہ
 میں آئے۔ اور کوہ میں نزار عظیمہ شجف غری تک واقع ہو۔ کہ عقلیں
 حیران ہو جائیں۔ اور دونوں طاہفہ ہلاک ہوں۔ اور بانی کہ بھی خدا
 ویسا ہی کرے۔ اور اس آیت کو پڑھا۔ یتیمہا امیرنا لیلہ اودہما شجعتاھا
 حصیدکان لدنن بالامس۔ میں نے عرض کیا کہ وہ امرہ کبلا ہے
 فرمایا۔ وہ ہم لوگ ہیں امیر اللہ و جنود و لشکر اللہ۔ جس سے اللہ باریت
 پہنچا۔ فرمایا۔ اقلوبت الساعۃ و الشوق اللہ۔ اور یہ تیرے کے
 مضمون نزدیک نزدیک ہیں۔ مگر دو تین اختلاف ہیں۔ ایک یہ
 ہے۔ کہ بعض ان حدیث میں ایک بھائی واسطے مناجات ہے مگر

کے مذکور ہے موئے نام۔ اور وہ غریب ہے۔ کیونکہ تواریخ اور اکثر احادیث میں تصریح اس کی ہوتی ہے۔ کہ اولاد حضرت امام حسنؑ کی سولہ قائم مہدیؑ کے اور کوئی نہیں ہے۔ اور اسی وجہ سے کفار طالب قتل حضرتؑ تھے۔ اور آپ غایب ہوئے۔ اور جعفر کذاب و والدہ حضرتؑ و رثہ حضرتؑ کا علی الظاہر لیا۔ دوم بعض اخبار میں محمد بن ابراہیم بن مہریار اور بعض علی بن مہریار اور بعض میں یحییٰ بن مہریار لکھا ہے۔ مگر یہ بھی احتمال ہو سکتا ہے۔ کہ ہر ایک کو ان سے ایسا اتفاق حضوری حضرتؑ کا ہوا ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ راویوں کو اور لکھنے والوں کو تلفظ و متحد شخص میں شبہ واقع ہوا ہو۔ والہم عند اللہ۔ اور شیخ صدوق نے لکھا ہے۔ کہ اعجاب حدیث سے ایک شخص کہ نام اُس کا احمد بن فارس ادیب تھا۔ اُس سے میں نے سنا۔ کہ کتا تھا۔ ہمدان میں ایک قصہ سنا۔ کہ اپنے دوستوں سے اپنے میں نے اُسے نقل کیا۔ اور جو ہشہ کی۔ کہ ہم اُس کے واسطے نکھ دیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اہل ہمدان سب شیخ ہیں اُن کے مہیشیہ۔ سے پرچھا۔ تو اُن لوگوں نے کہا۔ کہ جہد بامان کہ ہم لوگ۔ اس سے منسوب ہیں مگر لوگ کیا۔ جب حج سے فارغ ہو کر چند منزل نکل گیا۔ ایک منزل میں زحمت سواری سے تھوک کر بیٹھ بیٹھ دوڑ پیادہ راہ چلا تھا۔ اور خستہ ہو گیا۔ تو اُس نے چاہا کہ بتوڑا سو کر خستگی دور کرے۔ اور جب آدھ کا فائدہ اُٹھا۔ تو تیار ہوا جہاد۔ یہ ارادہ کہ یہ سویا۔ تو ایسی میند گئے آئی۔ کہ کل قافلہ آکر چلا گیا۔ مگر یہ نہ ہوا۔ جب آفتاب کی حرارت زیادہ ہوئی۔ ایک بار خواب سے

چونکا۔ تو دیکھا۔ کہ کوئی قافلہ سے نہیں ہے۔ بڑی وحشت اُسے
ہوئی۔ آخر سولے تو کل خدا کے کوئی چارہ نہ تھا۔ تھوڑی راہ چلا تھا۔
کہ ایک زمین سبزہ زار و خوش میں پہنچا۔ گویا بہت قریب پانی وہاں بہا
تھا۔ مٹی وہاں کی خوشبودار تھی۔ اور درمیان میں اُس زمین کے ایک
قصر دور سے مثل شمشیر کے نمایاں تھا۔ اُس قصر کی طرف گیا۔ جب
در قصر پہنچا۔ دو خادم سفید کو دیکھا۔ سلام کیا۔ جواب نیک پایا۔
اُن خادموں نے اُسے بٹھلایا۔ اور کہا۔ خدا نے تیری بہتری چاہی
ہے۔ ایک اُن دو نفر سے اٹھ کر داخل قصر ہوا۔ بعد تھوڑی دیر کے
باہر آیا۔ اور کہا۔ اٹھ داخل قصر ہو۔ جب وہ داخل قصر ہوا۔ تو دیکھا۔
کہ ہرگز اُس قصر سے بستر کوئی دوسرا قصر نہ ہوگا۔ اُس کے حجرہ میں
سے ایک حجرہ کا خادم نے پردہ اٹھایا۔ اور وہ داخل حجرہ ہوا۔ تو
دیکھا۔ ایک جوان وسط حجرہ میں نشستہ ہے۔ اور بہت بڑی تلوار
بالائے سر سقف میں لٹکی ہوئی ہے۔ گویا کہ شمشیر اُس کے سر سے ملی
ہوئی ہے۔ اور وہ جوان حسن میں مثل ماہ شب چارہ کے ہے۔
سلام اُسے کیا۔ نہایت مہربانی و نرمی سے جواب سلام دیا۔ بعد
اس کے جوان نے کہا۔ کہ تو مجھے پہچانتا ہے۔ اُس نے کہا نہیں۔
کہا۔ خدا کی قسم ہم قایم آل محمد ہیں۔ آخر زمان میں اسی تلوار سے خروج
کرے گئے۔ اور زمین کو عدالت سے آباد کرتے گئے۔ یہ سن کر میراجد زمین
پر گر پڑا۔ اور اپنے چہرہ کو خاک پہلا۔ اُس نے کہا۔ ایسا نہ کر۔ سر
اٹھٹھا۔ تو ہمدان کا رہنے والا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں۔ استفسار کیا
کہ اپنے شہر کو جانا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ہاں تاکہ اس نعمت عظمیٰ

کی اُن کو بشارت دوں۔ پس ایک خادم سے اشارہ کیا۔ اُس نے اُسے ایک صرہ زرد دیا۔ اور چند قدم ہاتھ پکڑ کر اُسے لے گیا۔ دیکھا اُس نے کہ درختان و سایہ دیوار و عمارت و منارہ مسجد کا نمایاں ہے۔ خادم نے اُسے پوچھا۔ کہ اس کو پہچانتا ہے۔ اُس نے کہا۔ ظاہر اسد آباد معلوم ہوتا ہے۔ جو نزدیک ہمدان کے ہے۔ خادم نے کہا۔ یہی ہے۔ جا سلامتی سے پس وہ داخل اسد آباد ہوا۔ اور اہل و عیال کو اپنے جمع کر کے اُن کو بشارت دی۔ اور اُس صرہ میں چالیس یا پچاس اشرفیاں تھیں۔ جب تک وہ اشرفیاں باقی رہیں بہت خیر و فلاح اُن لوگوں میں تھی۔ اور اس سبب سے سب اہل ہمدان شہید ہوئے۔ کتاب اکمال الدین میں ہے۔ علی بن سنان موصلی نے روایت کی ہے۔ کہ اُس نے اپنے باپ سے سنا تھا۔ کہ جس وقت ابو محمد ص نے رحلت کی۔ شیعان قم و کوہستان کا ایک گروہ داخل سامرہ ہوا۔ اموال سالانہ ساتھ تھا۔ اور خبر وفات کی مل چکی تھی۔ جب سامرہ میں پہنچے۔ اور حضرت کی خبر ملی۔ کہ انتقال فرمایا۔ تو پوچھا وارث کون ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اُن کے بھائی جعفر بن علی ہیں۔ پوچھا۔ وہ کہاں رہتے ہیں۔ لوگوں نے کہا۔ دجلہ میں کشتی پر بیٹھے ہوئے شراب پیتے ہیں۔ اور گھانے والیاں بھی ہمراہ ہیں۔ پس اُن لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ اور کہا۔ یہ صفت امام کی نہیں ہے۔ اور امام یہ کام نہیں کرتا ہے۔ ابو جعفر نے کہا۔ کہ اس مال کو واپس لے چلیں۔ اور جن جن لوگوں کا مال ہے۔ اُن کو واپس لے دیں۔ احمد بن جعفر حمیری نے کہا۔ صبر کرو۔ کہ وہ دجلہ سے پھر کر آئے۔ اُس کا امتحان کریں۔ جب جعہ آیا۔ اُس کے پاس گئے

سلام کیا۔ اور کہا۔ اے سید ہم اہل قم سے ہیں۔ اور فلاں فلاں چیز لائے
ہیں۔ اُس نے کہا۔ لاؤ۔ ہر ایک نے جواب دیا۔ کہ سو شخصوں کا یہ مال ہے
ایک اشتر بنی اور دو اشتر فی متفرق طور پر عوام شیعہ کیسہ میں کرتے ہیں۔ اور
اُس پر چڑھ کر سٹے ہیں۔ اور ہم لوگ لاتے ہیں۔ ہمارے آقا ابو محمد حب جیتا
میں تھے خبراتے تھے۔ کہ اس کیسہ میں فلاں کا مال ہے اور اس قدر
اشتر فی ہے۔ اور اسی طرح سب کو نام بنام بتلاتے تھے۔ اور نقشِ مہر
جو کیسیوں پر ہوتی تھی۔ اُس کو ارشاد کرتے تھے۔ جعفر نے کہا۔ کہ میرے
بھائی پر بہ دروغ و افترا ہے۔ علم غیب میرے بھائی نہیں جانتے
تھے۔ اور یہ علم غیب ہے۔ مال کے لانے والوں نے جب یہ جعفر
سے سنا۔ ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔ اور حیران و متحیر ہوئے جعفر
نے کہا۔ باؤ مال اٹھا کر لاؤ۔ سبھوں نے کہا۔ ہم وکیل و امانت دار
مال کے ہیں۔ مالک نہیں ہیں۔ جب تک کوئی علامت جیسا کہ ابو محمد
سے دیکھتے تھے اور سنتے تھے نہ دیکھیں گے یا نہ سنیں گے۔ مال
نہیں دے سکتے۔ اگر تو امام ہے۔ تو اُن علامتوں کو ظاہر کر۔ ہم تجھے
دیں۔ نہیں تو سپر جائیں گے۔ اور جن کا مال ہے۔ اُن کو واپس
کر دیں گے۔ جعفر نے خلیفہ کے پاس جا کر شکایت کی۔ خلیفہ نے
اُن لوگوں کو بلوایا۔ اور پوچھا۔ کیوں مال جعفر کو نہیں دیتے ہو۔ سب نے
کہا۔ امیر المؤمنین کو خدا نیک ہدایت دے۔ ہم وکیل اور امین ہیں۔
صاحب مال نہیں ہیں۔ اور صاحبان مال نے ہم لوگوں سے کہا
ہے۔ کہ سب تک علامتیں ہم نہ دیکھیں۔ مال کو نہ دیں۔ اور ابو محمد
ایسا ہی کرتے تھے۔ اب یہ شخص مدعی امامت ہے۔ وہی علامت

ظاہر کرے۔ مال لے۔ ورنہ ہم واپس لے جائینگے۔ اور صاحبان مال کو حوالہ کرتینگے۔ جعفر نے کہا۔ یا امیر المؤمنین یہ سب کذاب ہیں۔ اور میرے نبھائی پر یہ افترا کرتے ہیں۔ میرے بھائی علم غیب نہیں رکھتے تھے۔ خلیفہ نے کہا۔ یہ سب رسول و امین ہیں۔ وہاں علی المرتضیٰ الاالبلاغ المبین۔ جعفر مہسوت ہو کر خاموش ہو گیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ امیر المؤمنین ہم لوگوں کے حال پر مہربانی فرمائے۔ اور کوئی شخص ہمارے ساتھ کرے۔ کہ وہ ہم لوگوں کو شہر کے باہر تک پہنچائے۔ تاکہ شر سے اس مرد کے نجات ملے۔ پس خلیفہ نے حکم دیا۔ کہ کوئی ان کے ہمراہ جا کر شہر سے باہر کر آئے۔ پس وہ لوگ جس وقت عازم باہر جانے کے تھے۔ ایک لڑکا بہت وجیہ کہ گویا خادم تھا اُن لوگوں کے پاس آیا۔ اور ہر ایک کا نام لیکر بکرا۔ اور کہا۔ اپنے مولا کے پاس آؤ۔ اُنہوں نے کہا۔ کہ تو ہمارا مولا ہے۔ جواب دیا۔ معاذ اللہ۔ میں غلام اُن کا ہوں پس وہ غلام ہم سب کو خانہ ابو محمد تک لے گیا۔ تو ہم لوگوں نے دیکھا۔ کہ قائم آلِ عبّاس ایک تخت پر مثل ماہِ شب چارہ کے نشستہ ہیں۔ اور لباس بزمِ پہنے ہوئے ہیں۔ ہم سبھوں نے سلام کیا۔ جواب دیا۔ بعد اس کے فرمایا۔ کہ سب مال اس قدر ہے۔ فلاں شخص سے اس قدر۔ اور آخر تک اسی طرح ارشاد فرمایا۔ بعد اس کے ہمارے اسباب و بار کی صفت کی۔ اور جو کچھ ہمارے ساتھ چار پائیوں سے تھا بیان فرمایا۔ ہم سب نے زمین ادب کو بوسہ دیا۔ اور اپنے مسائل اُن سے پوچھے۔ سب کا جواب حضرت نے دیا۔ ہم لوگوں نے مال حوالہ کیا۔ بعد اس کے فرمایا۔

کہ اب سامرہ میں نہ آنا۔ ہم کسی کو بغداد میں مقرر کرینگے۔ جو کچھ ہو۔ اُس کے پاس پہنچانا۔ اور خط اور فرمان اس باب میں لکھا۔ ہم لوگ وہاں سے پھرے۔ ابو العباس محمد بن جعفر عمیری کو تھوڑا حنوط و کفن عنایت کیا۔ اور فرمایا۔ خدا تجھے جزائے خیر دے۔ جب ہم سب غصنبہدان میں پہنچے۔ ابو العباس فوت ہوا۔ پھر اموال حضرت کے نائبوں کے پاس بھیجا جاتا تھا۔ مثل عثمان بن سعید و ابو جعفر محمد بن عثمان۔ اور فرمان قبضہ مال اُن کے ہاتھ سے ملتی تھی۔

شیخ صدوق نے بعد نقل اس خبر کے کہا۔ کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر۔ کہ خلیفہ کو اطلاع اس کی تھی۔ اور جانتا تھا۔ کہ اہل ولایت و قابل ایسے مال کا کون ہے۔ اسی وجہ سے مال لینے کی خواہش نہیں کی۔ اور جعفر کو بھی جواب دے دیا۔ مگر ہاں یہ چاہتا تھا۔ کہ یہ امر مخفی رہے۔ اور لوگ برملا آمد و شد نہ کریں۔ اور اس کا علم نہ ہو۔ کہ کون ہے اور کہاں ہے۔ اور کوئی نہ پہچانے۔ اس واسطے کہ اُس کے امور میں فساد نہ ہو۔ اور جعفر بیس ہزار اشرفی خلیفہ کے واسطے لے گیا۔ اور غریبوں کی۔ کہ منصب و مرتبہ برادر اُس کو دیا جائے۔ خلیفہ نے کہا۔ اے تیبتے بھائی! کا مرتبہ ہماری طرف سے نہیں تھا۔ بلکہ ہم کو اُس مرتبہ پر رشک تھا۔ اور اسی سبب سے ہم خواہش رکھتے تھے۔ کہ اُن کے رتبہ کو پسند کریں۔ مگر وہ مرتبہ خدا کی طرف سے تھا۔ اور ہم جس قدر کوشش اُس کے اضمحلال و خفت و ہتک حرمت کی کرتے تھے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوتا تھا۔ خدا اُس سے زیادہ بلند مرتبہ و شان کو اُن کی ظاہر کرتا تھا۔ اور میانیت و عفت و حسن صورت و عبادت

وزہد و علم سے اور قدر ان کی مرتفع ہوتی تھی۔ اگر تو بھی نزدیک شیعوں
 کے مثل اپنے بھائی کے مرتبہ رکھتا ہے۔ تو اجتماع ہماری نہیں ہنہ۔
 اور اگر دلیا نہیں ہے۔ تو ہم سے کار تمہاری ممکن نہیں ہے۔
 ایک گروہ مغوضہ و مقصرہ نے کامل بن ابراہیم مدنی کو خدمت
 حضرت ابو محمد سکرئی میں واسطے مناظرہ و تحقیق مسائل کے بھیجا۔
 کامل کتا ہے۔ کہ میرے دل میں یہ بات آئی۔ کہ اُن سے ہم سوال
 کریں۔ کہ داخل بہشت نہیں ہوتا ہے مگر وہ شخص کہ معرفت اُس کی
 مثل میرے ہو۔ اور اعتقاد اُس کا مثل میرے اعتقاد کے ہو۔
 اور مذہب اُس کا مثل میرے مذہب کے ہو۔ جب ہم حاضر خدمت
 ہوئے۔ دیکھا کہ حضرت نہایت باریک سفید و نفیس پوشاک پہنے
 ہوئے ہیں۔ میں نے دل میں کہا۔ کہ ولی و حجت خدا ایسی پوشاک
 پہنتے ہیں۔ اور ہم لوگوں کو حکم دیتے ہیں۔ کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ
 مواہبات کرو۔ اور ایسے لباس نہ پہنو۔ پس حضرت متبسم ہوئے۔ اور
 بازوؤں کو اپنے کھولا۔ اور کہا۔ اے کامل۔ یہ خدا کے واسطے ہے۔
 اور وہ تم لوگوں کے واسطے۔ نیچے اُس جامہ نرم کے جامہ شہین خش پہنے
 ہوئے تھے۔ اُس کا نشان دیا۔ پس میں نے سلام کیا۔ اور با ادب
 بیٹھا۔ ناگاہ پردہ حجرہ کا ہوائے اٹھا دیا۔ میں نے نہایا۔ ایتھا۔
 طفل چار سالہ مثل ماہ شب چارہ کے بیٹھا ہوا ہے۔ مجھ سے نہ
 اے کامل بن ابراہیم۔ پس بن میرا تھرا لے لگا۔ اور ہم ملیم ہوئے۔
 کہا میں نے لبیک یا سیدی۔ فرمایا حجت خدا ولی خدا کے پاس آیا
 ہے۔ کہ اُس سے پوچھے۔ کہ داخل بہشت وہ ہو سکتا ہے۔ جو تیرے

قول کا قائل ہو۔ اور تیرے طریق معرفت کو جانتا ہو۔ میں نے کہا یہی نیت کر کے آیا ہوں۔ فرمایا۔ اس وقت ایسے لوگ جو داخل بہشت ہوں بہت کم ہوں گے۔ خدا کی قسم وہ کروہ جو داخل بہشت ہوں گے۔ اُن کو حقیقہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ وہ کون ہیں۔ فرمایا۔ وہ جماعت ہے۔ کہ شدت محبت سے کہ جو علی بن ابی طالب کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اُن کے حق کی قسم کھاتے ہیں۔ اور اُن کے حق اور فضل کو نہیں جانتے ہیں۔ کہ کیا ہے۔ بعد اس کے ایک ساعت ساکت رہے۔ پھر فرمایا۔ قول مفوضہ سے سوال کرنا چاہتا ہے۔ اُن لوگوں نے جھوٹ کہا ہے۔ بلکہ دل ہمارا مانند ایک ظرف کے ہے واسطے مٹب الہی کے۔ جو خدا چاہتا ہے۔ وہ ہم بھی چاہتے ہیں۔ اور خدا نے فرمایا ہے۔ مَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْشَاءُ اللّٰہِ۔ بعد اس کے پردہ گر پڑا۔ پھر ممکن نہ ہوا۔ کہ ہم اس پردہ کو اٹھا سکیں۔ جناب ابو محمد نے متبسم ہو کر فرمایا۔ اے کامل کیا بیٹھا ہے۔ جو جانتا تھا۔ وہ حجت خدا نے جو میرے بعد ہو گا تجھ سے کہا۔ پس کامل باہر آیا۔ امد ایک گروہ نے کامل سے اس نقل کو سنا۔ اور قنبر بنی نے کہ اولاد قنبر غلام جناب امیر سے تھا اشعق خادم سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ کہتا ہے۔ کہ محتضد نے ہم کو بغداد سے سامرہ بھیجا۔ اور ہم تین نفر تھے۔ اور یہ کہتا تھا۔ کہ تنہا سوار ہو۔ اور بہت جلد جاؤ فلاں محلہ و فلاں گھر تک۔ جب درخانہ پر پہنچو گے۔ ایک شخص۔ سیاہ کو دیکھو گے۔ پس گھر میں گھس جاؤ۔ اور جس کو اس گھر میں دیکھو قتل کرو۔ سر اس کا میرے پاس لاؤ۔ اُسی طریق سے ہم لوگ آئے۔ ڈیوڑھی میں ایک جیشی بیٹھا ہوا بند زریجامہ بننا تھا۔

اُس سے میں نے پوچھا۔ کہ گھر میں کون ہے۔ کہا مالک مکان۔ اور کچھ
 انتہات و پرواہ نہ تھی۔ ہم سب گھر میں گھس گئے۔ کسی کو نہیں دیکھا
 ایک گھر کی دہلیز کا پردہ ہم لوگوں نے دیکھا۔ کہ اُس سے بہتر نہیں
 دیکھا تھا۔ گویا تازہ کا۔ یکہ کے ہاتھ سے درست ہو کر آیا تھا۔ اُس
 پردہ تک ہم لوگ گئے۔ اور پردہ اٹھایا۔ حجرہ بزرگ دکھائی دیا۔ گویا
 پانی کا دریا اُس میں تھا۔ آخر حجرہ میں پانی پر ایک حصیہ بچھی ہوئی ہے۔
 اور ایک مرد نہایت محرز و مؤقر اُس حصیہ پر نماز پڑھتا ہے۔ ہم لوگوں
 کی طرف ذرا توجہ بھی نہ کی۔ احمد بن عبد اللہ نے ہم رفیقوں میں سے
 قدم بڑھایا۔ کہ اُس دریا سے عبور کرے۔ پانی میں ڈوبنے لگا۔
 اور ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ آخر بڑی کوشش سے ہم نے ہاتھ
 اپنا اُسے دیا۔ اور اُس نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور باہر آکر بیہوش ہو گیا۔
 بعد اُس کے دوسرا رفیق گیا۔ اُس کی سبھی یہی حالت ہوئی۔ اُس کو
 بھی ہزار کوشش باہر نکالا۔ ہم لوگ مبہوت ہو گئے۔ صاحب خانہ
 سے کہا۔ المعذرة الی اللہ والیہ۔ خدا کی قسم ہم نہیں جانتے۔ کیا
 ہے۔ اور کہاں ہم بھیجے گئے ہیں۔ ہم نے معاتبہ کیا۔ پھر بھی کچھ
 انتہات نہ فرمائی۔ اُسی طرح مشغول نماز تھا۔ ہم لوگ بڑے خوف و ترس
 کے ساتھ پھرے۔ اور محتضد ہمارے آنے کا انتظار کرتا تھا۔ اور
 حجاب سے کمدیا تھا۔ کہ جس وقت وہ لوگ آئیں۔ اگرچہ بیوقت ہو۔
 ہم کو خبر کرنا۔ اُسی رات کو ہم بچنے۔ اور اُس کے پاس گئے۔ اور جو
 کچھ دیکھا تھا۔ اُس سے کہا۔ اُس نے کہا۔ اُسے ہر تم پر کسی سے
 رحم ہے۔ ہم سے پیشتر ملاقات کی ہے۔ اور یہ بات کسی ہے۔ ہم لوگوں

کہا نہیں۔ قسم شدید کھا کر اُس نے کہا۔ کہ اگر اس نقل کو تم نے کسی سے
 کہا تو تم لوگوں کی گردن ماری جائیگی۔ ہم نے بھی اس نقل کو کسی سے
 ظاہر نہیں کیا مگر اُس کے مرنے کے بعد آوروں دوسری حدیث میں ہے۔
 کہ اشبق نے کہا۔ کہ بعد اس کے اُس نے ایک لشکر کثیر بھیجا۔ کہ اُس کو
 گرفتار کریں یا ماریں۔ جب وہ سب داخل خانہ ہوئے۔ صدائے
 قرآن خوانی سرداب سے سنی۔ سرداب اور درخانہ پر جمعیت کی۔ کہ
 بھاگ نہ جائے۔ لشکرِ ستادہ تھا۔ جو لشکر پیچھے تھا۔ اُس کا انتظار
 کرتے تھے۔ کہ جب سب لشکر آجائے۔ سب ایک مرتبہ اجماع کر کے
 داخل سرداب ہوں۔ ناگاہ آپ سرداب سے باہر تشریف لائے۔
 اور سامنے سے اُن کے چلے گئے۔ جب حضرت غایب ہو گئے۔
 امیر نے لشکر سے کہا۔ کہ اب ہٹو۔ اور گرفتار کرو۔ اُنہوں نے کہا۔
 وہ چلے گئے۔ جس وقت جاتے تھے۔ کیوں گرفتار نہیں کیا۔
 اُس نے کہا۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ تم لوگوں نے دیکھا تھا
 تو کیوں گرفتار نہیں کیا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ ہم یہ نہیں جانتے
 تھے۔ کہ تو نے نہیں دیکھا ہے۔ تجھ کو بھی خدا نے مثل ہمارے
 آنکھ دی تھی۔ اور دیکھتا ہے۔ شاید اُس کی گرفتاری تجھے منظور
 نہیں تھی۔ کشف الغم میں علی بن عیسیٰ اربلی۔ سے منقول ہے۔
 اُس نے کہا۔ حد میں ایک شخص اسمعیل بن الحسن القلی نام تھا۔ اس کا
 لوط کا شمس الدین مجھ سے کتا تھا۔ کہ میرے باپ کو ایام جوانی میں بقدر
 قبضہ انسان مل رہا تھا۔ فصل بہار میں خود بخود پھٹ
 جاتا تھا۔ اور خون و چرک اُس سے بہت بہتا تھا۔ ایسی تکلیف

میں رہتا تھا۔ کہ کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ ہر مشکل سے مجبور تھا۔ ایک دن بمقام جلد خدمت میں سید رضی الدین طاؤس کی آیا۔ اور اُس نے خیم کی بہت شکایت کی۔ اور خواہش ظاہر کی۔ کہ دو کرنا چاہتا ہوں۔ جلد میں جس قدر طبیب تھے بلوائے گئے۔ اُنہوں نے دیکھ کر کہا۔ کہ یہ زخم رگ کھل پر ہے۔ علاج میں اس کے خطر ہے۔ اگر وہ رگ کٹ جائے۔ تو یہ مرجائے گا۔ سید رضی الدین نے کہا۔ کہ میں بغداد جاتا ہوں۔ میرے ساتھ چل۔ شاید وہاں کوئی طبیب حاذق ملے۔ الغرض بغداد میں بھی طبیبوں کو دکھلایا۔ اُنہوں نے بھی جواب دیا۔ پس بہت دلتنگ ہوا۔ سید نے کہا۔ شرعاً تو ان کی پڑھیں میں نماز پڑھ سکتا ہے۔ عیث ان ایام سرما میں قصد ہلاک نہ کر۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ احتیاط عمل میں لا۔ میرے والد نے کہا۔ کہ میں بغداد میں آچکا ہوں۔ چاہتا ہوں۔ کہ ساہرہ تک جا کر زیارت کر آؤں۔ تب مکان پر جاؤں۔ اپنے اسباب و مال کو سید کے ہاں رکھ کر روٹ ہٹاؤ۔ اور داخل مشہد عسکریں ہٹاؤ۔ زیارت کی۔ سرداب میں گیا۔ اور بہت استغاثہ امام عصرؑ سے کیا۔ تھوڑی رات تک سرداب میں رہا۔ روزِ پنجشنبہ تک وہاں مقیم رہا۔ اُس روزِ جلد میں جا کر غسل کیا۔ اور جامہ پاکیزہ پہنا۔ ابریق پانی سے بھر کر ہاتھ میں لے اور چاہتا تھا۔ کہ مشہد عسکریں تک آئے۔ کہ ناگاہ چار سوار قلعہ سے باہر نکلے۔ ایک گروہ شرفاء سے وہاں رہتے تھے۔ کہ جو اپنا گلہ گو سفند شہر کے باہر رکھتے تھے۔ کبھی اپنے گلہ سے جدا ہو کر شہر میں آتے تھے۔ اُس نے اپنے دل میں کہا۔ کہ شاید یہ لوگ انہیں لوگوں سے ہوں پس

وہ نزدیک گیا۔ تو دیکھا۔ دو جوان ہیں۔ کہ ایک اُن میں سے لڑکا ہے
 سبزہ آغار۔ اور ایک پیر مرد نقاب پوش نیزہ ہاتھ میں لئے ہے۔
 اور چوتھا شخص تلوار لگائے ہوئے ہے۔ اور قبائے رنگین بالا
 شمشیر پہنے ہوئے ہے۔ تخت الحنک باندھی ہوئی ہے۔ اُس پیر مرد
 نے جانب راست میرے والد کے استادہ ہو کے نیزہ زمین میں
 گاڑ دیا۔ اور دو جوان طرف چپ استادہ ہوئے۔ اور وہ جوان
 قبائے پوش مقابل میرے والد کے اثنائے راہ میں تھا۔ اُن سب
 نے سلام کیا۔ میرے باپ نے جواب دیا۔ پس قبائے پوش نے
 پوچھا۔ کہ قصد تیرا ہے کل اپنے گھر کو روانہ ہو۔ جواب دیا۔ ہاں
 اُس قبائے پوش نے کہا۔ یہاں آ۔ دیکھیں کہاں پرتیرے درد ہوتا
 ہے۔ میرا باپ چونکہ دسوسہ بہت رکھتا تھا۔ اور غسل تازہ کر کے
 آیا تھا۔ اور پیرا ہن بھی تر تھا۔ اُس کو اچھا نہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ
 جوان عرب بادیہ نشین اُس کے بدن پر ہاتھ لگائے۔ کیونکہ عرب
 بادیہ نشین نجاست سے اجتناب نہیں کرتے ہیں۔ باوجود اس
 کے بجاہت نزدیک گیا۔ اور اس نے پشتِ بین سے خم ہو کر اپنے ہاتھ
 سے اُسے آگے اپنے کھینچ لیا۔ اور شانہ سے لیکر جراحہ تک
 ہاتھ ملا۔ جب مادہ جراحہ پر ہاتھ پہنچا۔ فشار سخت دیا۔ کہ دروہو
 لگا۔ بعد اس کے سیدھا ہو کر زمین پر قرار پکڑا۔ اُس پیر مرد نے
 کہ دہنی طرف تھا کہا۔ افلحت یا اسمعیل۔ میرا باپ متعجب ہوا۔ کہ
 اس نے میرا نام کیونکر جانا۔ آخر جواب میں کہا۔ افلحننا و افلحت تم
 انشاء اللہ۔ اُس مرد پیر نے کہا۔ اے اسمعیل یہ امام ہے پس آگے

جا کر بغیر ہوا۔ اور ملاؤں کو چڑھا۔ اُس نے گھوڑا آگے بڑھایا۔ یہاں تک کہ
 میں ڈالے ہوئے پیادہ چلا جاتا تھا۔ دوبارہ امام نے فرمایا۔ کہ اب پھر جا۔
 اُس نے کہا۔ کہ میں ہاتھ آپ کے دامن سے ہمیں اٹھاؤں گا۔ امام نے
 کہا۔ کہ مصلحت اسی میں ہے۔ کہ پھر جا۔ پھر قبول نہ کیا۔ آخر مرد پیر نے
 کہا۔ کہ اے اسمعیل تجھے شرم نہیں آتی ہے۔ کہ امام نے دو مرتبہ تجھ
 سے پھرنے کو کہا۔ اور تو قبول نہیں کرتا ہے۔ اُس وقت ہاتھ سے
 کمر کو چھوڑ دیا۔ اور کھڑا رہا۔ چند قدم آگے بڑھ کر امام نے کہا۔ کہ جب تو
 بغداد میں پہنچے گا۔ خلیفہ بغداد تجھے بلائیگا۔ اور تجھے کچھ دیگا۔ قبول نہ کرنا
 اور میرے فرزند رضی سے کہنا۔ کہ علی بن عوض کو لکھ بھیجے۔ کہ تجھے کچھ
 دے۔ کہ میں اُسے وصیت کرتا ہوں۔ کہ تجھے جو درکار ہو دے۔ پھر حضرت
 مع اصحاب کے آگے بڑھے۔ اور وہ اُسی جگہ کھڑا ہوا۔ چشم خیرت دیکھتا
 رہا۔ یہاں تک کہ نظر سے غایب ہو گئے۔ اس امر سے مجھے تاسف
 ہوا۔ ایک ساعت وہیں بیٹھا رہا اور رویا کیا۔ بعد اس کے مشہد میں
 گیا۔ خدام مشہد گرد جمع ہوئے۔ اور کہا تجھ کو متغیر دیکھتے ہیں۔ مگر دو
 زخم اس وقت زیادہ آزار دے رہے ہیں۔ کہا نہیں۔ اُنہوں نے کہا۔
 کسی سے جھگڑا ہوا ہے۔ کہا یہ سب جو کہتے ہو۔ کچھ بھی نہیں ہے۔
 لیکن یہ بتاؤ۔ کہ سب سوار کہتے ہیں کہ تم ان کو پہچانتے
 ہو۔ جواب دیا۔ کہ شرفا و صاحبان گلہ سے ہیں۔ اُس نے کہا۔ بلکہ
 امام تھے۔ اُن لوگوں نے کہا۔ وہ مرد پیر امام تھا یا صاحب قبا۔ کہا
 صاحب قبا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ اپنے آزار کا نشان دیا تھا۔ کہا ہاں
 اپنے ہاتھ سے پکڑا۔ اور فشار دیا۔ کہ درد ہونے لگا۔ بعد اس کے

مان کو کھولا۔ کوئی اثر اُس آزار کا نہیں تھا۔ حیرت و دہشت سے اُس کو
 شک ہوا۔ کہ دوسرا پاؤں ہو۔ جب اُس کو بھی دیکھا۔ اُس میں بھی کوئی
 اثر نہیں تھا۔ پس بہت لوگ جمع ہوئے۔ اور اُس کا کپڑا ٹکڑہ ٹکڑہ کر کے
 تبرک کے واسطے لی گئے۔ اور بہت آزار دیا۔ خادموں نے اُن لوگوں کے
 ہاتھ سے چھڑایا۔ اور خانہ میں چھپایا۔ جو حاکم وہاں متعین تھا۔ اُس نے
 بھی سنا۔ دیکھنے آیا۔ شب جمعہ کو وہیں رہا۔ نماز بیچ پڑھ کر سامرہ سے
 روانہ ہوا۔ تھوڑی دور تک وہاں کے لوگوں نے مشابعت کی۔ اور
 پھریے۔ دوسرے دن بغداد میں داخل ہوا۔ جب پل کہنہ پر پہنچا۔
 دیکھا کہ بہت سے لوگ دو صف کئے ہوئے انتظار میں ستادہ ہیں۔
 اور ہر شخص سے جو آیا ہے۔ اُس کے نام و نسب کا سوال کرتے ہیں
 اور پوچھتے ہیں۔ کہاں سے آیا ہے۔ اُس سے بھی پوچھا۔ بحمد
 دریا نت کرنے نام کے گرد اُس کے جمع ہو گئے۔ اور کپڑا ٹکڑے ٹکڑے
 کر ڈالا۔ کوئی حال باقی نہ رہا۔ اور ایک شخص ناظر نے میرا حال بغداد لکھا۔
 ایسے لوگ مجھے بغداد لائے۔ وہاں بھی ایسا اُردہام ہوا۔ کہ نزدیک تھا۔
 کہ مجھے مار ڈالیں۔ وزیر نے سید رضی الدین طاؤس کو واسطے تحقیق
 اس مطلب کے بلایا تھا۔ وہ بھی موافق اصحاب کے جاتے تھے۔
 ورتابی ملاقات ہوئی۔ اُنہوں نے لوگوں کو اُس کے گرد سے ہٹایا۔
 سید نے دیکھ کر کہا۔ کہ یہ نقل تو بیان کرتا ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ پس
 سواری سے اترے۔ اور اُس کی مان کو دیکھا کوئی اثر زخم کا نہیں تھا۔
 سید ایک ساعت تک غش میں رہے۔ پھر ہاتھ اُس کا پکڑ کر وزیر تک
 لے گئے۔ وزیر سے کہا۔ یہ بھائی میرا ہے اور سب

شخص سے زیادہ مجھ سے نزدیک ہے۔ اور تمام قصہ بیان کیا۔ وہ
 اطباء جنہوں نے اُسے دیکھا تھا بلائے گئے۔ اور پوچھا اس کے زخم کو
 کب دیکھا تھا۔ انہوں نے کہا۔ دس روز گزرے ہیں۔ دریافت کیا
 کہ کس قسم کا زخم تھا۔ بیان کیا۔ کہ جب ہم لوگوں نے دیکھا تھا۔ معالجہ
 ممکن نہ تھا۔ مگر یہ کہ کاٹا جائے۔ اور جب نوبت اُس کی آتی۔ یہ مرحلت
 وزیر نے کہا۔ اگر نہ مرتا۔ تو کتنے دن میں اچھا ہوتا۔ کما دھیندے میں۔
 مگر لامحالہ جائے زخم پر داغ سفید رہ جاتا۔ اور گرٹھا پڑ جاتا۔ اور بال بھی
 نہ جھٹلے۔ وزیر نے حکم دیا۔ کہ اُس جگہ کو کھولیں۔ اور دیکھیں تمام مان کو
 ایک رنگ اور ایک ہیئت سے پایا۔ کوئی نہیں سمجھتا تھا کہ کہاں زخم تھا۔
 ان طبیبوں میں سے ایک نے کہا۔ کہ یہ کام مسیح کا ہے۔ وزیر نے کہا کہ
 ہم لوگوں نے دوا نہیں کی۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ کس نے یہ معالجہ کیا۔
 پس خلیفہ کے پاس اُسے لے گئے۔ اُس نے ہزار اشرفی الغام میں دی۔
 میرے باپ نے کہا۔ کہ ایک جہ میں نہیں لے سکتا۔ خلیفہ نے کہا۔
 تو کس سے ڈرتا ہے۔ جواب دیا۔ کہ اُسی سوار قبائوش سے جس نے
 میرا معالجہ کیا ہے۔ اُس نے منع فرمایا ہے۔ کہ ہم تجھ سے کچھ لیں۔
 خلیفہ بہت رویا اور مکدہ ہوا۔ اور وہ بے کچھ لٹے ہوئے وہاں سے
 چلا آیا۔ شمس الدین محمد فرزند اُس کا کتا ہے۔ اُسے میرے باپ کو اس وقت
 کا بڑا رنج تھا۔ اور اکثر اوقات کہ یہ وزاری میں بسر کرتا تھا ہر سال
 بغداد آتا تھا۔ اور ایام ہرماںک وہاں رہتا تھا۔ اور ایک مرتبہ سامرہ
 جاتا تھا۔ چنانچہ ایک سال میں چالیس مرتبہ سامرہ گیا۔ اس لالچ میں
 کہ شاید پھر اتفاقاً زہارت کا ہو جائے۔ مگر نہ ہوا۔ ورنہ یہی وجہ ہوتی

یقین اس کا ہو گیا تھا کہ صاحب الامر متولد و موجود ہیں مقام فید سے جب باہر آیا۔ بیمار ہو گیا۔ خرما و مچھلی کے کھانے کی خواہش طبعیت کو بہت ہوئی۔ جب مدینہ میں پہنچے۔ اپنے برادران ایمانی سے سنا کہ اُن لوگوں نے حضرت کو مقام صابر میں دیکھا ہے۔ ہم صابر میں آئے۔ جیسے ہی ہم وادی میں پہنچے جہند بکریاں لاغر دکھانی دیں۔ اور ایک قصر دکھائی دیا۔ ہم داخل قصر ہوئے۔ اور منتظر تھے۔ یہاں تک کہ نماز مغرب و عشا سے فارغ ہوئے۔ اور درگاہ خدا میں تضرع و گریزاری کر کے التماس کی۔ کہ اپنے مولا و آقا کی زیارت سے مشرف ہوں۔ ناگاہ دیکھا میں نے کہ بدر خادم ابو محمد پکارتا ہے۔ اے عبس بن المہدیٰ جو جری داخل ہو۔ حمد و شکر الہی میں سجالایا۔ صحن قصر میں ایک خون رکھا تھا۔ ایک خادم نے مجھے اُس خون پر بٹھلایا۔ اور کہا۔ تیرے مولائے کہا ہے۔ کہ جس چیز کی تجھے خواہش تھی۔ جب توفیق سے باہر آیا تھا اُسے کو کھا۔ میں نے کہا۔ یہ معجزہ میرے واسطے کافی ہے۔ لیکن ابھی میں نے اپنے مولا کو نہیں دیکھا ہے۔ کیونکر کھانا کھاؤں۔ ناگاہ جبرہ سے حضرت نے صدا دی۔ کہ پہلے کھانا کھالے۔ پھر ہم سے بھی ملاقات ہوگی پس خون پر بیٹھے۔ سر لوپش اٹھایا۔ تو دیکھا۔ ماہی گرم بریان اور خرما و دوغ اُس خون میں ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ آدمی بیمار اور ماہی و خرما و دوغ کھانا۔ حضرت نے آواز دی۔ کہ اے عیسے ہماری باتوں میں شک کرتا ہے۔ تو اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ کیا نذر رکھتا ہے اور کیا نفع۔ پس سر ہم روئے۔ اور استنفا کر کیا۔ نادم ہوئے۔ اور سب چیزوں کو کھایا۔ جس قدر کھاتے تھے۔ اور ہاتھ اپنا اٹھاتے تھے۔ پھر وہ جہنم

بے کھایا ہٹوا معلوم ہوتا تھا۔ اور کہیں ہاتھ کا نشان معلوم نہیں ہوتا تھا۔
 اور اس قدر لذیذ و خوشبود و معطر تھا۔ کہ مدت العمر دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔
 اس قدر میں نے کھایا۔ کہ شرم آنے لگی۔ پھر آواز دی۔ کہ خجالت نہ کر۔ یہ
 طعام بہشت ہے۔ اور کسی مخلوق کا ہاتھ اس تک نہیں پہنچا ہے۔
 پھر میں نے کھایا۔ اور جس قدر کھایا تھا۔ سیری نہیں ہوتی تھی۔
 میں نے عرض کیا۔ اے مولا بس کافی ہے۔ آواز دی۔ کہ اب ہمارے
 پاس آ۔ میں نے دل میں کہا۔ کیونکر بے ہاتھ منہ دھوئے حاضر ہوں۔
 فرمایا۔ کوئی چکنائی یا میل یا کوئی اثر ان چیزوں کا جو تو نے کھائی ہیں تیرے
 ہاتھ اور منہ میں ہے۔ پس ہم نے ہاتھوں کو اپنے سونگھا۔ مشک کا فور
 و غنبر سے زیادہ خوشبودار تھے۔ سامنے گیا۔ ایک نور حضرتؑ سے ظاہر
 ہوا۔ کہ آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ اور ایسا میں ڈرا۔ کہ میری عقل جاتی
 رہی۔ فرمایا۔ اے عیسیٰ مجھے نہیں دیکھ سکتا ہے جس وقت تک
 کہ ظہور ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو مکذبین ہمارے موجود ہونے کی تکذیب
 نہ کرتے۔ اور نہ یہ کہتے۔ کہ کہاں ہے اور کب تھا۔ کب متولد ہوا۔ اور
 کس نے اس کو دیکھا۔ اور کس نے خبر اس کی تم کو دی۔ اور کیا معجزہ
 ظاہر ہوا۔ خدا کی قسم باوجودیکہ ان لوگوں نے امیر المؤمنینؑ کو دیکھا۔ اور
 ان کے معجزات و کرامات و شجاعت و علوم وغیرہ کو مشاہدہ کیا۔ مگر آخر
 چند سگونی کو ان پر مقدم کیا۔ اور ان سے بمکر پیش آئے۔ اور قتل
 کیا۔ اسی طرح ہمارے پدران بزرگوار کی تصدیق نہیں کی اور نسبت سحر کی
 دی۔ اے عیسیٰ جا۔ اور جو تو نے دیکھا ہے۔ اس سے ہمارے
 شیعوں کو خبر دے۔ عیسیٰ نے کہا۔ اے مولا دعا فرما عیسیٰ کہ خدا مجھے

ثابت قدم رکھے۔ فرمایا۔ اگر تو ثابت قدم نہ ہوتا۔ تو مجھے نہ دیکھتا۔ جاؤ
 رستگار و راہ رست پر ہے۔ پس ہم وہاں سے نکلے۔ اور حمد و شکر خدا
 میں بجالایا۔ اور منجملہ حکایات مشہورہ کے کہ سید علی بن عبد الحمید نے اپنے
 کتاب السلطان المفرج عن اہل الایمان میں لکھا ہے اور اس کا دعوے
 کیا ہے۔ کہ حدوتہ و شباہ سے گزر گیا ہے۔ حکایت البوراج حامی کی
 ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ صلہ میں ایک حاکم مقرر ہو کر گیا۔ جو سنی المذہب
 اور سخت متعصب تھا نام اُس کا ابن مرجان صغیر تھا۔ دشمنوں نے البوراج
 کی نمائی کی۔ کہ صحابہ جناب رسول خدا کو برا کہتا ہے۔ حاکم نے اُسے بلایا۔
 اور اپنے سامنے اس قدر اُسے مارا۔ کہ آدمیوں کو گمان ہوا۔ کہ مر گیا۔
 اور چہرہ پر استغفار مارا۔ کہ دانت اُس کے گر گئے۔ پیل آہن کے کڑے بان کو
 اُس کی شورخ کیا۔ اور ناک میں شورخ کر کے ہمار اُس میں ڈالی۔ اور اپنے
 ملازموں کے سپرد کیا۔ کہ اُس کو ہر دوکان و مجمع و قہوہ خانہ میں بھرائیں۔
 اور اسی طرح ماریں۔ وہ اس ظلم و ستم کے بعد زمین پر گر پڑا۔ اور موت کو سامنے
 استادہ دیکھا۔ حاکم کو خبر دی گئی۔ اُس نے حکم قتل دیا۔ مجلسِ نحس نے کہا۔
 وہ مرد پیر ہے۔ یقیناً اسی قدر آزار سے جو اُسے پہنچا ہے مر گیا ہو یا
 مر جائیگا۔ نئے سر سے خون اُس کا اپنی گردن پر نہ لے۔ الخضر اس قدر
 اصرار و التماس کیا۔ کہ وہ راضی ہو کر قتل سے باز آیا۔ اُس کے اہل و عیال
 اُسے اٹھا کر گھر لیٹے۔ چہرہ و زبان میں اُس کے ورم آ گیا تھا۔ وقت
 مرنے کا قریب تھا۔ سب کو یقین تھا۔ کہ رات تک زندہ نہ رہیگا۔
 جب صبح ہوئی۔ شہر کے آدمی اس غرض سے اُس کے گھر آئے کہ اُس کا
 جنازہ اٹھائیں۔ دیکھا۔ وہ کھڑا ہوا نماز پڑھتا ہے۔ دانت جو گرے

ہوئے تھے دوبارہ نکلے ہیں۔ زخم سب مندمل ہو گئے ہیں۔ کوئی اثر زخم
 بدن اور چہرہ کا نہیں ہے۔ کمال صحت و بے آزاری میں ہے۔ سابق سے
 بہتر ہے۔ کیونکہ پہلے لاغر اندام زرد رنگ بد رو تھا۔ اور ریش بھی کم تھی۔
 اُس صبح کو قوی الجھٹ قدر است ریش پرانبوہ و دراز و چہرہ چمکتا ہوا مثل
 قرمز کے تھا۔ جوان بست سالہ معلوم ہوتا تھا۔ اُس سے پوچھا۔ تو جواب
 دیا۔ کہ جب وقت موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھا۔ اور زبان بھی
 نہیں کھلتا تھا۔ کہ خدا سے عجز و نیا نکریں۔ اپنے دل میں التماس و ہتفا
 کرتا تھا صاحب الامرؑ سے۔ جب رات ہوئی۔ میرا گھر نور سے بھر گیا۔
 آقا و مولا میرے صاحب الزماں میرے سرہانے تشریف لائے۔ اور
 دست مبارک میرے چہرہ و بدن پر ملا۔ اور فرمایا۔ اٹھ اپنے عیال کے
 واسطے آب و نان حاصل کرنے کی فکر کر۔ خدا نے تجھے عافیت و تندرستی
 عطا فرمائی۔ اب اس شکل سے ہوں۔ جو تم لوگ دیکھتے ہو۔ جب یہ خبر منتشر
 ہوئی۔ حاکم نے سنا۔ اور بلوا کر دیکھا۔ بہت بڑا خوف اُس کے دل میں
 پیدا ہوا۔ جبائے نشست اُس کی حلقہ میں مقام صاحب الزماں پشت یقبلہ
 تھی۔ بعد اس کے روبرو قبلہ بیٹھتا تھا۔ اور اہل جلد سے سلوک نیک کرتا
 تھا۔ اُن کی بدلیوں کو عفو کرتا تھا۔ نیکوں سے نیکی کرتا تھا۔ باوجود
 اس کے کوئی نفع اُسے نہیں ہوا۔ چند وز میں واصل جہنم ہوا۔ ایضا نقل
 کیا ہے۔ کہ ایک شخص بعض دیہات حلقہ کا حاکم تھا۔ اور اشیائے
 موقوفہ کا بھی تعلق اُسے تھا۔ نایب حاکم ابن الخطیب تھا۔ اور اُس حاکم کا
 ایک غلام عثمان نام ناظر تھا۔ امین الخطیب شیخ مقدس صالح اور عکس
 اس کے عثمان تھا۔ نایب اور ناظر میں ہمیشہ آپس میں مخصوص متعلق رہا

مباحثہ و مجادلہ ہو کر تاتھا۔ ایسا اتفاق ہوا۔ کہ حملہ میں جو مقام ابراہیم ہے۔ وہاں بہت لوگوں کے سامنے ابن الخطیب نے عثمان سے کہا۔ کہ براہِ قانع جس سے حق ظاہر ہو جائے ہم پیش کرتے ہیں۔ میں اسمائے پاک علی و حسن و حسین اپنی تحصیل پر لکھتا ہوں۔ تو بھی نام ابو بکر و عمر و عثمان کو اپنی تحصیل پر لکھ۔ پس ہاتھوں کو بند کر کے ہم اور تو آگ میں ڈالیں۔ جس کا نام تو جہنم ہے۔ وہ باطل ہے۔ عثمان نے قبول نہیں کیا۔ لوگوں نے اس پر زور دیا۔ کہ اگر تو حق پر ہے۔ تو کیوں ایسا نہیں کرتا ہے۔ مادر عثمان نے منہ لوٹ کر گالیاں دینے لگی۔ فی الفور نابینا ہو گئی۔ اپنے آدمیوں کو پکارا۔ وہ لوگ جمع ہوئے۔ دیکھا کہ آنکھیں بدستور ہیں۔ لیکن کچھ نہیں دیکھتی۔ پس ہاتھ پکڑ کر کوٹھے سے نیچے اتارا۔ اور طبیبوں کو حاضر کیا۔ کسی کی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ عاجز ہو گئے۔ پس بعضی زنان و منہ سادہ نے اُس عورت سے کہا۔ کہ تجھے قایم حمدی نے اندھا کر دیا ہے۔ اگر تو شیعہ ہو جائے۔ اور اعتقاد اپنا درست کہے اور اُن کے دشمنوں سے بیزاری کر۔ تو ہم ضامن ہوتی ہیں۔ کہ تو صحیح و تن درست ہو جائیگی۔ اور جب تک ایسا نہ کریگی۔ آنکھیں تیری اچھی نہ ہوں گی۔ پس وہ راضی ہوئی۔ سب جمعہ کو وہ عورتیں اُسے مقام صاحب الزماں پر لے گئیں۔ اُس عورت کو ہمیں داخل کیا۔ اور وہ سب درقہ پر سوئیں۔ جب پہر رات گزری۔ وہ عورت دوسری عورتوں کے پاس آئی۔ آنکھیں اُس کی صحیح ہو گئیں۔ ہمیں ایک ایک کو اُن عورتوں میں سے مہلوپ شاہک وزیر کے پہچانا۔ اور نشان دیا۔ سب عورتیں خوش ہوئیں۔ اور اُس سے پوچھا۔ بیان کر کیا واقعہ پیش آیا۔ جواب دیا۔ جب تم مجھے پہچا کر قہر سے باہر آئیں۔ اور میں تنہا ہو گئی۔

میری سمجھ میں آیا۔ کہ کسی نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ کہ اٹھ خدا نے تجھے شفا عطا کی۔
 پس میں اٹھی۔ اور سب چیزوں کو دیکھنے لگی۔ قبہ بالکل نور سے بھرا ہوا تھا۔
 مثل روز روشن کے معلوم ہوتا تھا۔ اور ایک مرد کھڑا ہوا تھا۔ میں
 نے کہا۔ اے مولا و سید میرے تم کون ہو۔ فرمایا ابن الحسن۔ اور نظر سے
 غایب ہو گیا۔ پس وہ عورتیں اپنے گھر آئیں۔ اور عثمان شہید ہو گیا۔
 یہ ماجرا ۳۲۷ھ ہجری میں واقع ہوا۔ ایضاً سید علی بن عبد الحمید نے اسی کتاب
 میں لکھا ہے۔ کہ مجھ سے مولا سے اجل امجد عالم فاضل قدودہ کامل محقق و
 مدقق مجمع فرائد مرجع افاضل افتخار العلماء فی العالمین کمال الملک والدین بن
 ابراہیم عمافی نے کہا۔ کہ مولا کے کبیر معظم و شیخ اجل اوحد فقیہ قاری جمال الدین
 بن نجم الدین جو بفر مبتلا سے فالج تھا۔ جس قدر علاج کرتا تھا۔ کچھ فائدہ نہیں
 ہوتا تھا۔ حد سے بغداد میں اُسے لائے۔ یہاں بھی جہاں تک ممکن ہوا۔
 معالج کیا۔ کچھ مفید نہ ہوا۔ آخر جب پدری شیخ جمال الدین اُس کو مقام صاحب الزمان
 پر لے گئے۔ رات کو تنہا اُس قبہ میں چھوڑ دیا۔ پس صاحب الزمان نے اُسے
 اٹھا کر کھڑا کر دیا۔ اور فالج اُس کا زائل کر دیا۔ جمال الدین ناقل ہے۔ کہ
 تنہو ہی دیر کے بعد مجھ سے کسی نے کہا۔ اٹھ کھڑا ہو۔ میں نے کہا ممکن
 نہیں ہے۔ ایک برس سے قادر حرکت پر نہیں ہوں۔ پس اُس شخص
 نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور کہا تم باذن اللہ۔ پس میں اٹھا۔ کوئی اثر فالج
 کا مجھ میں نہیں تھا۔ جب آدمیوں نے مجھ پر اطلاع پائی۔ مجھ پر ہجوم
 کیا۔ اور نزدیک تھا۔ کہ مجھے مار ڈالیں۔ واسطے تبرک کے میرے
 کپڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور اپنا کپڑا مجھے پہنا دیا۔ پس ہم گھر
 آئے۔ اور اُن کا کپڑا واپس کیا۔ یہ امر ۳۵۹ھ ہجری میں ہوا جس شخص سے

ملتا تھا اس کا ذکر کرتا تھا۔ ایضاً محی الدین اربلی سے نقل کیا ہے۔ کہ
 اس نے کہا۔ ہم اپنے باپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص
 آیا۔ اور بیٹھا۔ اتفاقاً وہ اُونگھ گیا۔ ٹوپی اس کے سر سے گر پڑی۔
 سر پر اس کے ایک ضربت خوفناک تھی۔ میرے باپ نے کہا۔ یہ
 زخم کہاں سے لگا ہے۔ جواب دیا۔ جنگ صفین میں۔ میرے باپ نے
 متعجبانہ کہا۔ جنگ صفین کو ایک زمانہ گزرا ہے تو کیا کتا ہے۔ اُس نے
 کہا۔ میں مصر کو گیا تھا اور ایک شخص میرا رفیق سفر ہوا تھا۔ اثنائے راہ
 میں ایک روز دیگر واقعہ صفین ہوا۔ اُس مرد نے کہا۔ کہ اگر اُس روز میں جتنا۔
 تو اپنی تلوار کو خون علی اور خون سے اُن کے دوستوں کے سیراب کرتا۔ میں
 نے بھی کہا۔ کہ اگر میں ہوتا۔ تو معاویہ اور اُس کے دوستوں کو بکثرت قتل
 کرتا۔ اُس مرد نے کہا۔ کہ فرض کر لے۔ کہ آج روز صفین ہے۔ میں اسکا
 معادیہ سے اور ثواب علی سے ہے۔ باہم جنگ کریں۔ پس ہم دونو
 اُٹھے۔ اور تلواریں کھینچ کر حملہ آور ہوئے۔ پہلے ہم نہیں جانتے کہ کیا ہوا۔
 ناگاہ ایک شخص نوک نیزہ سے مجھے جگائے لگا۔ پس میں نے آنکھوں کو
 کھولا۔ دیکھا ایک سوار گھوڑے سے میرے پاس اُترا۔ اور جہاں اُس
 بدبخت نے ضربت لگائی تھی۔ ہاتھ اپنا ملا۔ سچہ وہ زخم اچھا ہو گیا۔ ہم اُٹھ
 کر بیٹھے۔ گو یا کوئی آزار نہیں تھا۔ بعد اس کے اُس سوار نے مجھ سے کہا۔
 کہ یہاں ٹھہرہ اُس وقت تک کہ ہم آئیں۔ پس وہ سوار گیا۔ اور کچھ عرصہ
 نہیں گزرا تھا کہ واپس آیا۔ ایک سربا تھ میں تھا۔ کہا یہ سرتیرے دشمن
 کا ہے۔ اور ہار پایا۔ اُس کا بھی ہاتھ تھا۔ پس کہا۔ تو نے میری مدد کی
 تو ہم نے بھی تیری باری کی۔ وَلَيَسَّعَنَّ اللَّهُ ذُنُوبَنَا وَنَحْنُ شَاكِرُونَ۔

اے سید و مولاتم کون ہو۔ جواب دیا۔ تیرا صاحب ابن الحسن ہیں۔ جس وقت تجھ سے کوئی پوچھے۔ کہ یہ زخم کہاں لگا۔ تو اُسے کہنا۔ کہ یہ ضرب واقعہ صنین سے ہے۔ اَلَيْسَا سید مذکور نے ربیع الالباب سید علی بن طاؤس سے نقل کیا ہے۔ بروایت حسن بن محمد بن قاسم۔ اُس نے کہا۔ ہم اور ایک شخص لوائی کوفہ سے عمار نام ایک سفر میں ساتھی تھے۔ ذکر قائم محل محمد درمیان میں آیا۔ تو عمار نے کہا۔ کہ اے حسن ایک نقل غریب ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں۔ عرب طے سے ایک قافلہ کوفہ میں آیا۔ کہ جنس جو گندم خرید کریں۔ درمیان میں اُن کے ایک مرد سردار قافلہ تھا میرے پاس آیا۔ کہ مجھ سے گندم لے۔ میں نے اپنے خادم سے کہا۔ کہ با فلاں علوی کے گھر سے تراز ولا۔ اُس عرب نے کہا۔ مگر یہاں کوئی علوی رہتا ہے۔ میں نے کہا۔ سبحان اللہ۔ بزرگان کوفہ علوی نہیں۔ اُس نے کہا۔ واللہ علوی وہ ہے۔ جس کو میں بیابان میں چھوڑے ہوئے آیا ہوں۔ میں نے کہا۔ اُس کی کیا خبر ہے۔ جواب دیا۔ کہ ہم تین سو سووار اسے طے غارت و دزدی کے اپنی قوم سے باہر آئے۔ تین روز کچھ کھائے کون ملا۔ ایک بیابان ہے۔ اب وہاں میں تھے۔ مگر سنگی نے شدت کی۔ ہم لوگوں نے آپس میں کہا۔ کہ اب بھوک سے قریب ہلاکت ہیں۔ آؤ نصف گھوڑوں کو مار کر قوت اپنا کریں۔ پس قرعہ پھینکا گیا۔ نام میرے گھوڑے کا نکلا۔ میں نے کہا۔ غلطی ہوں۔ دوسری مرتبہ قرعہ پھینکا گیا۔ وہی ماجرا ہے۔ اول ظاہر ہوا۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ یہی اتفاق ہوا۔ میرا گھوڑا بہت خوبصورت تھا۔ ہزار اشرفی قیمت اُس کی تھی۔ اپنے فرزند سے میں

زیادہ اُسے جانتا تھا۔ میں نے کہا۔ تھوڑا سا صبر کرو۔ ہم اس گھوٹے کو دوڑا کر کہیں سے توشہ حاصل کریں۔ بقدر یک فرسخ میں نے راہ طے کی تھی۔ کہ دیکھا میں نے ایک کینز لکڑی اپنے کندھے پر لئے ہوئے چلی جاتی ہے۔ میں نے کہا۔ اے جاریہ تو کس کی لونڈی ہے۔ اور تیرے مالک کہاں ہیں۔ جاریہ نے کہا۔ میں غلوی کی لونڈی ہوں۔ اور وہ اسی صحرا میں ہتے ہیں۔ میں نے رومال اپنا نیزہ میں باندھا۔ اور منہ اپنا یاروں کی طرف کیا۔ اور کہا۔ کہ بشارت ہو تم لوگوں کو۔ کہ اس میدان میں آبادی تھا اے نزدیک ہے۔ پس ہم لوگ وسط میدان تک پہنچے۔ ایک مرد خوش رو ہنست نیکو نے کہ گیسو اُس کے ناف تک لٹکے ہوئے تھے خوشی سے ہمارا استقبال کیا۔ اور ہنستا ہنستا۔ ہم لوگوں نے کہا۔ اے مرد عرب العطش۔ پس اُس نے جاریہ کو پیکارا۔ کہ پانی لا۔ پس وہ جاریہ دو پیالے پانی کے لائی۔ ایک پیالہ کو اُس نے لیا۔ اور اپنی نگلی اُس پیالہ میں چھوڑ کر ہم کو دیا۔ اور اسی طرح دوسرا پیالہ دوسرے شخص کو دیا۔ تین سو آدمیوں کو اُسی دو پیالوں سے پانی پلایا۔ کہ سب سیراب ہو گئے۔ اور پیالہ بدستور بھرا رہا۔ جب پیاس سے آسودگی ہوئی۔ پس ہم نے بھوک کی شکایت کی۔ خیمہ میں گیا۔ اور وہ لوگ کہ جس میں تھوڑی سی روٹی تھی اٹھا لایا۔ اور اپنا ہاتھ اُس میں چھوڑا۔ اور کہا دس دس نفر آؤ۔ اور کھاؤ۔ یہاں تک کہ ہم سب نے کھایا۔ اور خدا کی قسم ایک ٹکڑہ بھی اُس سے کم نہ ہوا۔ پس ہم لوگوں نے کہا۔ کہ ہم فلاں راہ کے طالب ہیں۔ ہم کو نشان راہ کا بتلایا۔ پس ہم سب وہاں سے ہروانہ ہوئے۔ جب دُور نکل گئے۔ آپس میں کہا۔ کہ دزدی و غارت کے

لئے ہم سب گھر سے نکلے ہیں۔ اور اس قدر زحمت و تکلیف اٹھائی ہے۔ اب اس سے بہتر کیا ہوگا۔ ایک خیمہ اور ایک نفر۔ آؤ چلیں اور اُس کو لوٹ لیں۔ بعضوں نے کہا۔ یہ نامردی ہے۔ اُس کا اب نمک کھایا ہے۔ بعضوں نے کہا۔ کہ چلو لوٹ لیں۔ حاصل کلام ہم ٹوٹنے اور پھرنے پر متفق ہوئے۔ جب ہم لوگ نزدیک پہنچے۔ دیکھا وہی جوان کمر باندھے ہوئے اور تلوار کمر سے لگائے ہوئے نیزہ ہاتھ میں لئے ہوئے اسب سبزہ رنگ پر سوار ہے۔ ہم لوگوں کے آگے آکر آواز دی۔ کہ مباد اتم لوگوں کے نفس شوم نے فکر بدی کی کی ہے۔ ہم سب نے کہا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ پس ایسی بلند آواز سے ڈانٹا۔ کہ کل تین سو سواروں کا زہرہ خوف سے پانی ہو گیا۔ اور بھاگنا شروع کیا۔ پس اُس علوی نے درمیان اپنے اور ہمارے ایک خط زمین پر کھینچا۔ اور کہا۔ قسم ہے حق رسول خدا کی۔ کہ وہ ہمارے جد تھے۔ جو کوئی اس خط سے گزر کر اس طرف آیا۔ اپنا سر بدن سے جدا پاٹے گا۔ پس ہم لوگوں کی ناک خاک پر گر گئی گئی۔ اور پھر خدا کی قسم وہ علوی ہے نہ یہ لوگ۔

ایک گروہ فضلاء و علماء نے فاضل مقدس متقی میرِ علام سے رتہ کی ہے۔ اور میرِ موصوف شاگرد ملا احمد اردبیلی کے تھے۔ میرِ علام کہتے ہیں۔ کہ ایک رات صحنِ نجف اشرف میں ہم پھر رہے تھے۔ تقریباً وہی رات گذری ہوگی۔ دیکھا میں نے ایک شخص طرف روئے مقدسہ کی جا رہا ہے۔ جب نزدیک گیا۔ تو دیکھا۔ جناب ملا احمد اردبیلی ہیں۔ ان سے میں پوشیدہ رہا۔ وہ درود نہ تک پہنچے۔ در کا تفل خود بخود کھل گیا۔ ملا

داخل روضہ ہوئے۔ اور کسی سے باتیں کرنے لگے۔ بعد ایک ساعت کے باہر آئے۔ در کو بند کیا۔ اور چلے۔ میں بھی ہمراہ ہوا۔ داخل مسجد کوفہ ہوئے۔ محراب امیر المومنین میں تھوڑا سا تہ وقف کیا۔ بعد اس کے نجف کی طرف چلے۔ میں بھی پیچھے پیچھے چلا۔ یہاں تک کہ مسجد حنا نہ تک پہنچے۔ مجھ کو بے اختیار کھانسی آئی۔ کہ رُک نہ سکی جب آواز کھانسی کی سنی۔ مجھ کو دیکھا اور پہچانا۔ کہا اے علام تم یہاں کیا کرتے ہو۔ میں نے کہا۔ جس وقت سے آپ داخل روضہ ہوئے۔ اُس وقت سے اب تک ہمراہ ہوں۔ اور آپ کو صاحب قبر کی قسم دیتا ہوں۔ ارشاد فرمائیے۔ آپ کس سے باتیں کرتے تھے۔ جواب دیا۔ میں اس شرط سے کتا ہوں۔ کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ کسی سے نہ کتنا۔ جب میں نے قسم کھائی۔ تو فرمایا۔ بعض مسائل مجھ پر مشکل ہوتے تھے۔ اور چارہ اُس کا مجھ سے نہیں ہو سکتا تھا۔ میرے دل میں آیا کہ جناب امیر المومنین ؑ مجھے تحقیق کروں۔ جب ہم داخل روضہ ہوئے اور خدا سے التماس کیا۔ کہ میرا مولا مجھے جواب دے۔ ایک صد اقبل مقبرہ سے آئی۔ کہ جا مسجد کوفہ میں میرا فرزند قائم ہے۔ اُس سے دریافت کر۔ کہ وہ تیرا امام زمان ہے۔ پس ہم محراب امیر المومنین میں گئے۔ اور خدمت امام عصر میں پہنچے۔ اور اپنے مسائل کی تحقیق کی۔ اور جواب سنا۔ اب پھر گر گھر جاتے ہیں۔

فاضل علامہ مولانا محمد تقی مجلسی نے نقل کیا ہے۔ کہ ایک شخص مرد فاضل صلح استر آباد کا رہنے والا میر اسحاق نام تھا۔ چالیس حج پابا کئے تھے۔ اور مشہور تھا۔ کہ اُس کے واسطے معجزہ طے ارض ہوا تھا۔ اب

سال وہ وارد اصفہان ہوا۔ اور ہمارے مکان میں اُترا۔ چند مہینے مقیم رہا۔ بہت آثار زہد و صلاح کے اُس سے مشاہدہ ہوئے۔ ایک دن میں اُس سے پوچھا کہ یہ نقل جو شہرت رکھتی ہے۔ اس کی کچھ صلیت ہے یا نہیں۔ جواب دیا۔ کہ ایک سال ہم مکہ کو ہمراہ حاجیوں کے جاتے تھے۔ مکہ سات یا نو منزل رہ گیا تھا۔ چونکہ میں پیدل تھا۔ قافلہ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اور راہ بھول گیا تھا۔ پیاس نے مجھ پر ایسا غلبہ کیا کہ زندگی سے مایوس ہو گیا۔ میں نے یا صالح یا ابا صالح ارشد و نالہ الطریق پر حکمہ اللہ کہا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ آخر یہاں سے ایک سیاہی نمودار ہوئی۔ قدرت خدا آشکار ہوئی۔ جب نزدیک آکر گردش گافتہ ہوئی۔ تو دیکھا۔ ایک جوان خوش رو لباس پاکیزہ پہنے ہوئے گندم گوں بشکل شرفاء مکہ شتر پر سوار چلا آتا ہے۔ آفتابہ پانی کا اُس کے شتر پر لٹکا ہوا ہے۔ میں نے سلام کیا۔ جواب سلام دیا۔ اور فرمایا۔ تُو بہت پیاسا معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ جواب دیا۔ اس آفتابہ سے پانی پی لے۔ جب میں پانی پی چکا۔ تو کہا۔ تُو چاہتا ہے کہ قافلہ تک پہنچے۔ میں نے کہا ہاں۔ پس مجھ کو اپنے پیچھے شتر پر سوار کر لیا۔ اور مکہ کی طرف چلا۔ میری عادت روزمرہ دعا ضررِ بمانی پڑھنے کی تھی۔ پس میں نے دعا پڑھنی شروع کی۔ بعضے موقع پر مجھ سے کہا۔ کہ اس طرح پڑھ۔ جب میں نے دعا تمام کی۔ دیکھا میں نے کہ ابطل یعنی مہمانان مکہ میں پہنچ گیا۔ مجھ سے کہا۔ اُتر۔ میں شتر سے اُترا۔ اور وہ اسیری نظروں سے غایب ہو گیا۔ اُس وقت میں نے جانا کہ وہ صاحبِ الہی تھے۔ بڑا افسوس کیا۔ کہ میں نے اُس وقت کیوں

نہ پہچانا۔ بعد سات روز کے قافلہ پہنچا۔ وہ سب میرے ملنے سے مایوس
 ہو گئے تھے۔ جب مجھے مکہ میں دیکھا۔ شہرت طے الارض کی دمی۔ ایتنا
 اخوند مجلسی نے بحار الانوار میں تین راویوں سے نقل کیا ہے۔ اور بہت
 تعریف و توصیف راویوں کی لکھی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جن دنوں بلاد بحرین
 پر اہل فرنگ مسلط تھے۔ حاکم اُس بلد کا اہل سے اُس شہر کے بسبب
 رعایتِ قلوب کے مقرر کیا تھا۔ تاکہ مسلمانوں کو وحشت نہ ہو۔ کہ کافر
 اُن پر مسلط ہو اُسے۔ لیکن جس ملعون کو حاکم کیا تھا نا صہان متعصب سے
 تھا۔ اور وزیر حاکم سودرجہ اُس سے زیادہ متعصب تھا۔ علانیہ اظہارِ عداوت
 اہل بحرین سے کرتا تھا۔ اہل بحرین محبِ اہلبیت پیغمبر تھے۔ اس سبب
 ہمیشہ فکر و مکر اُن کے ایذا و مضرت پہنچانے کی رکھتا تھا۔ بلکہ ہلاکتِ خرابی
 اہل بحرین منظور نظر تھی۔ ایک دن وزیر حاکم کے پاس آیا۔ املاک انا ر
 دیا۔ جب دالی نے اُس انا ر کو دیا۔ تو دیکھا جلد انا ر میں لکھا ہے۔
 اس حیثیت سے کہ احتمال اس کا نہیں ہو سکتا۔ کہ خارج سے کسی نے
 لکھ دیا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمدی رسول اللہ ابو بکر و عمر و عثمان و علی
 خلفاء رسول اللہ۔ حاکم نے انا ر کو دیکھ کر تعجب کیا۔ اور کہا۔ یہ خوب
 دلیل و حجت قوی ہے۔ اور برہان قاطع ہے بعد ازاں نہ سبب پر رافہ پلہ
 کے۔ اب تیری سائے کیا ہے۔ وزیر نے کہا۔ یہ جماعتِ شہسب ہے۔
 دلیل و برہان کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ لوگ تیرے جہیل ہیں۔ اور یہ
 انا ر دکھلایا جائے۔ اگر قبول کر لیا۔ اور پستہ عقاب سے پتھر پڑے۔ تو اجڑ
 ثواب ملیگا۔ اور اگر معاملہ برعکس ہو۔ تو تین امر مل میں اُن کو اختیار ہے۔
 یا تو مثلِ یہود و نصاریٰ جزیہ دیں۔ یا جواب اس امر کا بیان کر دیں۔

ان کے قتل کئے جائیں۔ اور اطفال اور عورتیں ان کی اسیر ہوں۔ اموال
 ضبط ہوں۔ حاکم نے رائے وزیر کی پسند کی۔ علماء و صلحا و سادات اہل بحرین
 کو بلایا۔ اور انار د کھلایا۔ جیسے وزیر نے رائے دی تھی۔ تین امور میں
 ایک امر کا ان کو اختیار دیا۔ ان لوگوں نے یہ ماہرے غریب و دوقویب
 جسے دیکھا۔ نہایت متحیر ہوئے۔ دل تڑپنے لگا۔ ہاتھ پاؤں پھرنے
 لگے۔ رنگ چہروں سے اڑ گیا۔ جو لوگ ان میں بزرگ تھے تین دن کی
 عمارت کے خواہنگار ہوئے۔ حاکم نے تین دن کی حملت دی۔ وہ
 سب بڑے خوف و بیم میں وہاں سے باہر آئے۔ ایک جگہ جمع ہو کر
 اس کی فکر و تدبیر کرنے لگے۔ آخر یہ امر قرار پایا۔ کہ سلحا و مقدسین بحرین
 میں سے دس آدمی چنے جائیں۔ اور پھر ان میں سے تین آدمی منتخب
 ہوں۔ اور وہ تین نفر ایک ایک رات کو سہرائیں جائیں۔ اور عبادت خدا
 و تضرع و توسل درگاہ کبریا میں عمل میں لائیں۔ اور امام عصر سے استغاثہ کریں۔
 شاید کوئی کار بر آری ہو۔ اس بلا سے رہنمائی ہو۔ پس ان اشخاص منتخبہ
 سے ایک شخص پہل کو باہر گیا۔ اور تا صبح صبحا میں رہا۔ اور جہاں تک
 ممکن ہوا۔ گریہ و زاری و استغاثہ کیا۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ شب دوم دوسرا شخص
 گیا۔ وہ بھی مثل اہل کے پھرا۔ شب سوم محمد بن عیسیٰ نام کہ مرد فاضل متقی
 تھا بڑے خوف و قلق و اضطراب کے ساتھ سرد پاہر بندہ روتا ہوا فریاد
 کرتا ہوا اندھیری رات میں صبحا کو گیا۔ دعا و تضرع و استہال و توسل
 خداوند جل جلالہ اور امام عصر میں داد و مروانگی کی دی۔ جب رات آخر
 ہوئی۔ نزدیک صبح ایک آواز اس نے سنی۔ کہ کوئی کہتا ہے۔ اے محمد
 بن عیسیٰ تجھ کو کیا ہوا ہے۔ کہ اس اندھیری رات میں اس شکل سے

باہر نکلا ہے۔ کیا آفت سر پر آئی ہے۔ اور کس مہیبت نے شکل دکھائی
 ہے۔ محمد بن عیسیٰ نے کہا اے شخص ہم کو ہمارے حال پر پہنچنے دے۔
 کہ بڑے درد و لاعلاج میں گرفتار ہیں۔ پابند اضطراب و اضطراب ہیں۔
 چارہ کار سوائے امام زمانؑ کے کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ اور ہم سب بے یار و
 امام زمانؑ نہیں کر سکتے۔ جواب دیا اے محمد بن عیسیٰ اس قدر عجیبہ
 نہ ہو۔ ہم صاحب الامر ہیں۔ جو مطلب تیرا ہو بیان کر۔ اُس نے کہا۔
 اگر ایسا ہے۔ تو میرے کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ آپ خود جانتے ہو گئے
 جو مطلب میرا ہے۔ اور جس کی وجہ سے یہ گریہ و بکا ہے۔ فرمایا ہاں
 معاملہ انار و وزیر اور جو کچھ اُس میں لکھا ہے۔ اور حاکم نے تم لوگوں کو
 تین چیزوں میں سے ایک چیز کا اختیار دیا ہے۔ وہ کت ہے۔ کہ جب
 میں نے سنا۔ اُس جگہ سے جہاں تھا باہر نکلا۔ اور اُس شخص کے پاؤں
 پر گر پڑا۔ اور بہت عاجزی اور زاری کی۔ فرمایا۔ اے محمد بن عیسیٰ۔ گھر
 میں وزیر ملعون کے ایک درخت انار ہے۔ جب موسم پھلنے کا آتا ہے۔
 ایک آلہ مٹی کا بشکل انار اُس نے بنایا ہے۔ اور اُس کی یاد و حصہ کیا ہے۔
 اور ہر حصہ میں نصف اُس عبارت کو لکھا ہے۔ جب انار میں پھول
 لگتا ہے۔ اور بقدر فتنہ ق کے ہوتا ہے۔ اُس آلہ میں انار سے
 پھل کو رکھ کر تاکہ یارسی سے باندھ دیتا ہے۔ ناگزیر کت نہ کرے۔
 یہ تاثیر حروف کی انار میں اُس وقت کہ جب چھوٹا ہوتا ہے۔ ہوتی ہے۔
 جب دانہ انار بڑا ہوا۔ ایسا دکھلائی دیتا ہے۔ کہ یسعت خدا سے
 ہے۔ کسی نے بنایا نہیں ہے۔ مگر تم سب جب والی کے پاس جاؤ۔
 تو کہو۔ کہ ہم اس کا جواب گھر میں وزیر کے دست میں دے دیا۔ انکار کر گیا۔ تم

بھی اصرار کرو۔ جب اُس کے گھر جاؤ۔ تو اس امر کی کوشش کرو کہ وہ
 تم لوگوں سے پیشتر گھر نہ جانے پائے۔ بلکہ سب ساتھ جائیں۔ جب
 اُس کے گھر پہنچو۔ تو یہ کہو۔ کہ اس مکان کے بالاخانہ پر جواب دیا جائیگا۔
 دریں بہت انکار و ممانعت کریگا۔ تم لوگ بھی اسی امر پر مصر رہو۔ اور یہی
 فکر ہے۔ کہ وہ پہلے نہ چلے۔ جب اُس غرفہ میں داخل ہو۔ ایک طاق
 بلند و زنہ دار ہے۔ اسی طاق میں ایک کیسہ سفید ہے۔ بسرعت تمام
 بچر و داخل ہونے غرفہ کے اُس کیسہ کو طاق سے اٹھا لو۔ اُسی کیسہ میں
 وہ آنہ ہوگا۔ وہ آلہ معانار کے والی کو دکھلاؤ۔ بعد اس کے اُس سے
 کہو۔ کہ صرف اسی جواب پر کفایت نہیں ہے۔ بلکہ یہ انار توڑ جائے۔
 انار دیکھا جائے۔ کہ کوئی دانہ انار کا ہے۔ یا سب خاکستر ہو گیا ہے۔
 اگر باور نہ ہو۔ خود وزیر کو حکم ہو۔ کہ وہ اس کام کو کرے۔ جب وزیر
 دانہ انار توڑیگا۔ راکھ اُس کی ریش نخس پر پڑیگی۔ محمد بن عیسیٰ بہت
 خوش حال ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں امام کا چوم کر پھرا۔ جب صبح ہوئی۔ اہل حجین
 مطابق وعدہ حاضر دربار ہوئے۔ اور اسی طریق سے جیسا امام نے
 ارشاد فرمایا تھا بجالائے حقیقت اُس مکاری کی والی پرتا ہر ہوئی۔ پس
 محمد بن عیسیٰ سے پوچھا کہ کس نے تجھے یہ جعفر بتلائی۔ اُس نے کہا۔
 امام زماں حجتہ الرحمان امام الانس و النجان ابن الحسن امام الثقلان نے۔
 پوچھا وہ کون ہیں۔ اُس نے تمام ائمہ اثنا عشر کا نام لیا۔ اور آخر میں نشان
 امام عصر کا دیا۔ والی نے ہاتھ محمد بن عیسیٰ کا پکڑا۔ اور شہادتیں لے کر ہر ایک
 امام کا اقرار کیا۔ شیعہ ہو گیا۔ ایمان اُس کا کامل ہوا۔ اور وزیر کو قتل کیا۔
 اور اہل بھون سے معذرت خواہ ہوا۔ اور ان کو بعد اس واقعہ کے بہت

دوست رکھتا تھا۔ یہ قصد بحرین میں مشہور ہے۔ اور قبر محمد بن عیسیٰ کی وہاں محروف ہے۔ لوگ اس کی زیارت کو آتے ہیں۔ زمانہ غیبت سے اس وقت تک جن لوگوں نے کہ صاحب الامر کو دیکھا ہے۔ یا تادربارگاہ پہنچتے ہیں۔ مگر بسبب غیبت کے مشرف زیارت سے نہیں ہوئے ہیں۔ اگر سب کا ذکر کیا جائے۔ تو بڑی بڑی کتابیں جمع ہو جائیں۔ اسی قدر واسطے حصول علم وثبوت استفاضہ و شیل کے کافی ہے۔

ہمارے شہر جونپور میں ایک بڑے فقیہ عالم باعمل محتاط متقی و پرہیزگار محب اہلبیت اطہار جناب مولوی سید عابد علی صاحب قبلہ اعلیٰ ائمہ مقامہ محلہ ملا تولہ میں رہتے تھے۔ اجا نہ پیش نمازی بھی اُن کو حاصل تھا۔ اُن کے فرزند اکبر میرزا محمد علی صاحب مجھ سے بیان کرتے تھے۔ کہ جب اُن کے والد ماجد بار اول بقصد عقبہ بوسی امام الثقلین ابی عبد اللہ الحسینؑ بروحی الفدا روانہ ہوئے۔ تو اہل و عیال بھی ہمراہ تھے۔ اُس وقت جونپور سے تالیبھی سلسلہ ریل گاڑی کا جاری نہیں تھا۔ قافلہ زوار و حجاج کا میل گاڑی یا دوسری سواریوں پر بہت دشواری و مشکل سے منزلیں طے کرتا ہوا بمبئی تک پہنچتا تھا۔ اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کر بلائے محلے یا مکہ معظمہ ہوتا تھا۔ جناب موصوف الذکر بھی اسی طرح باہی عتبات عالیات ہوئے۔ اثنائے راہ میں کسی مقام پر آشوب چشم نے انہیں تکلیف پہنچائی۔ اور ایسی شدت ہوئی۔ کہ زندگی سے مایوس ہونے کی نوبت آئی۔ ایک گاؤں یا قصبہ میں کوئی مکان لیکر موعاہل و عیال کے اُترے۔ اُس مقام پر ایک حکیم سنی المذہب تھا۔ اُس کے پاس بقصد علاج گئے۔ اُس نے پہلے احوال سفر دریافت کر کے آنکھوں کو دیکھا۔

اور محض از راہ عناد باطنی جو یہ لوگ ائمہ اطہار و مجاہدان جید و کرار سے رکھتے ہیں بڑی خشک مخزی کے ساتھ جواب دیا۔ کہ اس آزار کا علاج ممکن نہیں ہے۔ آنکھیں پھوٹ جائیں گی۔ اور اگر شاید کسی تدبیر سے صحت بھی ہوئی۔ تو مینائی نہ رہ سکی۔ جب حکیم نے یہ بات کہی۔ اور طرزِ تھوپ سے اُس کی بوٹے مخالفت آئی۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ کہ ایسی حالت میں مجھے علان کرنا منظور نہیں ہے۔ جب ہم روضہ مبارک کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکیں گے۔ تو مرجانا بہتر ہے۔ جہاں فروکش تھے وہاں واپس آئے متعلقین اور لونڈیاں وغیرہ مکانِ زنا نہ میں تھیں۔ مولوی صاحب ایک دالانِ شمال و دیہ میں زمین پر فرش بچھوا کر لیٹے۔ یہ مکان متعلق مکانِ مردانہ کے تھا۔ اُس دالان میں دھن جانب کو ایک چھوٹا سا دروازہ بطور کھڑکی کے تھا۔ اور کوئی گلی بھی اس طرف تھی۔ جس سے لوگ آمد و رفت رکھتے تھے۔ الغرض مولوی صاحب کو شدتِ درد و کرب و بچینی سے نیند نہیں آتی تھی۔ کروٹیں بدلتے تھے۔ کبھی درگاہِ خلا میں مناجات باسوز و گداز کرتے تھے۔ کبھی اپنے اہاموں سے عرضِ حاجات بار بار و نیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نصفِ شب گزری۔ اُس وقت تمام بھار ایسی خوشبوئے عارفانہ سے بس گیا۔ کہ ایسی خوشبو کبھی دماغ تک نہیں پہنچی تھی۔ اور ایسا نور اُس مکان میں ظاہر ہوا۔ کہ آنکھیں خیرگی کر گئیں۔ اور کسی شخص نے شانہ پر جانبِ پشت سے ہاتھ رکھ کر ارشاد کیا۔ کہ اے عابدِ علی تیرا کیا حال ہے۔ جواب دیا۔ کہ جو کچھ کیفیت ہے وہ خود ملاحظہ ہو رہی ہے۔ حاجت بیان نہیں۔ فرمایا تو دعاے نور کیوں نہیں پڑھا کرتا۔ جواب دیا۔ کہ مجھے

یاد نہیں ہے۔ اور کوئی کتا بھی ہمراہ نہیں ہے۔ کہ جس سے دعا
 تو ردیکہ کر پڑھوں۔ فرمایا۔ ہم بھیج دیجئے۔ جب یہ مولوی صاحب نے یہ
 سنا۔ دل میں خیال گذرا۔ کہ یہ کوئی بزرگ خدا رسیدہ نہیں۔ کہ اس طرح میرے
 حال زار پر مہربانی فرماتے ہیں۔ چاہا کہ روٹ بٹا کر جمال مبارک سے
 بہرہ اندوز مشرف ہوں۔ مگر کروٹ بدلنا ممکن نہ ہو سکا۔ پھر چاہا۔ کہ
 ہاتھ بڑھا کر دامن پکڑ لوں۔ مگر یہ بھی ممکن نہ ہوا۔ اُس وقت متبسم ہو کر
 فرمایا۔ کہ اے عابد علی یہ زمانہ غیبت ہے۔ تو بس کہو نہیں دیکھ سکتا۔
 اے اب ہم جاتے ہیں۔ تو صبح و سہرہ بست ہو گیا۔ شکر خدا بجالا۔ پس
 اُنسی وقت سے نہ آشوب چشم رہا۔ نہ وہ کرب و اضطراب۔ بالکل عیج
 ہو گئے۔ جب صبح نماز کو اُٹھے۔ تو دروازہ حور و جنوبی کو واسطے روشنی
 اور ہوا آنے کے کھول دیا۔ مشغول نماز ہوئے۔ بعد نماز بیٹھے ہوئے
 تعقیب پڑھ رہے تھے۔ کہ ایک حبشی نے آکر سلام کیا۔ اور ایک کاغذ
 ہرنگ سبز مولوی صاحب کو دیا۔ اور کہا۔ کہ صاحب نے دیا ہے۔
 یہ کہہ کر وہ نظروں سے غایب ہو گیا۔ مولوی صاحب نے اُس کاغذ
 کو کھولا۔ تو دعائے نور خط خاص مرقوم تھی۔ مواظبت اُس دعا کی عمل
 میں لائے۔ جب تک وہ دعا زبانی یاد نہ ہوئی۔ اُس کاغذ پر حروف
 موجود تھے۔ جب دعا بخوبی یاد ہو گئی۔ حروف باقی نہ رہے۔ ہاں کاغذ
 ہنران کے پاس موجود تھا۔ جو بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے۔
 اسی طرح سے اور بھی بہت سے امور ظاہر ہوئے ہیں اور ہوتے
 جاتے ہیں۔ زمانہ غیبت سے اس زمانہ تک بہت لوگوں نے بالمشافہ
 اور صحت سے اشخاص نے سمجھ لیا کہ ایسی حالت میں کچھ ہے۔ کہ

اُس وقت پہچان نہ سکے۔ جب حضرت نظر سے غایب ہو گئے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت تھے۔ اُس وقت تاسف و حسرت کرنے لگے۔ اور بت سے اشخاص نے اس کا علم بھی حاصل کیا۔ کہ یہ حضرت صاحب الامر علیہ السلام ہیں۔ مگر آنکھوں پر ایسا پردہ پڑ گیا۔ کہ جمال مبارک سے فیضیاب نہیں ہوئے۔ اگر کوئی منصف طالب حق ہو۔ تو اُس کیلئے سو میں سے ایک ہی روایت و نقل کافی ہے۔ اور غیر منصف متعصب کے واسطے اگر مجلد کی مجلد حدیثیں اور نقلیں بیان کی جائیں۔ تو بمصدق ختم اللہ علی قلوبہم الایہ کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چنانچہ اہل سامرہ بالکل سنی المذہب ہیں بلکہ ناصبی ہیں۔ باوجود اس کے کہ خود معروف ظہور معجزات و کرامات کے ہیں۔ اور جب کوئی معجزہ تازہ ظاہر ہوتا ہے۔ تو مردوں و زنان و اطفال اُن کے شور و غل مترنم کرتے ہیں۔ جیسا شادیوں میں ہوتا ہے۔ مگر اس پر بھی راہ راست پر نہیں آتے۔ اور ایسے قسّی القلب ہیں۔ کہ اگر کوئی شیعہ اُن کی لڑکی سے شادی کرنا چاہے۔ تو کبھی قبول نہ کریں۔ اور اگر شاید ایسا اتفاق ہو جائے۔ تو عورت کو قتل کر ڈالتے ہیں *

صاحب ریاض الشہادت تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص فقیر لواحق فارس کا رہنے والا عجاویر کہ بلائے معلّے تھا۔ برسوں اُسے اُس مقام متبرک پر دیکھا۔ مرد صالح تھا۔ جب احمد خاں تعمیرِ روضہ عرس درجہ عسکرین سے مشرف ہوا۔ اور ابھی عمارت ناتمام تھی۔ کہ اُس نے وفات پائی۔ فرزند اُس کا حسین خاں متکفل انجام اس کام کا ہوا۔ وہ مروفقیر محمد علی نام ارض مقدس کر بلائے معلّے سے حسین خاں کے

پاس گیا۔ اُس نے بمقتضائے بہت اُس کے ساتھ لواکش بنشیا رکھی۔
 کچھ تھوڑی سی تنخواہ مقرر کر کے اُسے موعیال کے مجاور سامرہ کا کیا۔
 اور احمد خاں کی قبر پر قرآن خوانی کا حکم دیا۔ علاوہ وظیفہ مقررہ کے جو
 خرچ روشنی مرقد مطہر کا تھا۔ وہ بھی تعلق اُس کے کر دیا۔ الحاصل وہ
 مرد مومن چند سال سے اُن بیدیناں و اشقیائے سامرہ کی صحبت میں
 معذب تھا۔ آخر قصد کیا۔ کہ اُن میں سے کسی کے یہاں اپنی شادی کئے۔
 ایک لڑکی کو دیکھا بھی تھا۔ اور وہ مطبوع خاطر بھی بیوی تھی۔ اُس کی
 خواہش ازدواج میں کچھ روپیہ بھی خرچ کیا تھا۔ باپ اُس لڑکی کا
 متعہ ہوا تھا۔ کہ نکاح کر دوں گا۔ مگر وہ مر گیا۔ مادر دختر اور نیز دختر
 کو یہ امر منظور نہیں تھا۔ صاف انکار کیا۔ ہر چند کہ اس مرد فقیر نے
 بہت عاجزی و الحاح کیا۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ شیخ محمد علی کہتا ہے۔
 کہ ادل وقت مغرب کے مردانہ روم میں احمد خاں کی قبر پر میں قرآن
 پڑھتا تھا۔ اور اُسی وقت اٹھتا تھا۔ کہ نماز پڑھوں۔ ناگاہ مادر دختر
 اور وہ دختر آئیں۔ اور دربر و ضہ پر استاد ہو کر ناسزا بے ادبی کا اظہار
 ساتھ ائمہ اطہار کے کیا۔ اور تمام عجم کو گالیاں دیں۔ آخر میں مجھ سے
 کہنا۔ کہ اپنے علی المادی و حسن عسکریؑ سے تو کہہ۔ کہ ہم کو براہی کر دیں۔
 یا کسی بلا میں مبتلا کریں۔ کہ دوسروں کو عبرت ہو۔ خلاصہ یہ کہ بعد ازاں
 سب بیہودہ گوئیوں کے وہ دو نو اپنے گھر چلی گئیں۔ اور یہ بھی میں نے
 سنا تھا۔ کہ محض میرے عناد کے باعث کسی شخص اہل سامرہ کے
 ساتھ اُسے منسوب بھی کیا ہے۔ اور دو تین روز میں زفاف بھی
 واقع ہو گا۔ جب میں نے یہ سنا نہایت ہنچ و دم ہوا۔ ضیچ اقدس کے

سامنے گیا۔ اوعرض کیا۔ اے مولائیں سگ آشیان حضور ہوں۔ دروازہ پر
 پڑا ہوں۔ میری نسبت جو امرِ روانی و فضیلت کا ہو۔ وہ گوارا ہے۔ لیکن
 آپ کے اجداد و آبا اور خود آپ کے واسطے جو کلمات نامنزاں ناہنجاروں
 نے کہے ہیں۔ اُس کے سُنے کا میں متحمل نہیں ہو سکتا۔ میں خیال سے
 اس لڑکی کے درگزر۔ بلکہ اپنی جان بھی آپ پر نثار کرتا ہوں۔ آپ کی
 غیرت اسے جائز رکھ سکتی ہے۔ کہ آپ کے سامنے یہ سب ایسی بے
 ادبی کریں۔ اور آپ پھر حلم کو راہ دیں۔ غرض کہ اُسی رات کو وہ لڑکی بیمار
 ہوئی۔ تپ آیا۔ اور اُس کے مقام مخصوص میں ایک ذنب نکل آیا تبین
 فریا و کرتی رہی۔ اور کہتی تھی۔ فتلی الہادی تبیرے دن واصل جنم
 ہوتی۔ اور یہ بھی سنا گیا ہے۔ شیعہ و سنی و زوار و مسافران عجم و عرب اس
 کے ناقل ہیں۔ کہ جناب صاحب الامر ہر سال واسطے زیارت مرقد پر بزرگوار
 کے تشریف لاتے ہیں۔ اندھیری رات میں کہ ابرو برق و رعد باران بھی آتی
 اُسی تاریکی میں روشنی مثلِ دن کے ہو جاتی ہے۔ اور زمین سے آسمان
 تک منور ہو جاتا ہے۔ جب یہ معاملہ مکرر واقع ہو چکا ہے۔ اہل سامرہ مطلع
 ہیں۔ تو یہ قاعدہ رکھتے ہیں۔ کہ جس وقت ایسا ہوتا ہے۔ خوشی کرتے ہیں
 ایک شخص نے علمائے ثقہ سے اور دوسروں نے نقل کیا ہے۔ کہ ایک
 مرتبہ ہم سامرہ میں تھے۔ اتفاقات سے اُدھی رات گزری تھی۔ ہم چھ سات
 نفر و خدمتگوارین میں تھے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک شمع تھی۔
 علاوہ اُن شمعوں کے جو روضہ میں روشن تھیں۔ اور ہم لوگ شغل زیارت
 تھے۔ ناگاہ ایک مرتبہ خوفِ دل میں پیدا ہوا۔ بدن کانپنے لگے۔ دانت
 سے دانت بجنے لگے۔ شمعیں جتنی روشن تھیں خاموش ہو گئیں لیکن

روضہ میں ویسی ہی روشنی تھی۔ عورتیں اہل سامروہ کی اپنے گھر میں سے شور و ترنم کرنے لگیں۔ چونکہ ہم نے نہ سمجھا کہ یہ آثار و علامات۔ آمد حضرت قائم کی ہے۔ ہم نے سمجھا۔ کہ حضرت واسطے زیارت قبر پر بزرگوار کے تشریف لائے ہیں۔ چاہا۔ کہ ایک کن رہ جو گرگوشہ میں بیٹھیں۔ دیکھا کہ سب لوگ جو روضہ میں تھے گونگے ہو گئے ہیں۔ بات نہیں کر سکتے۔ اور خوف و دہشت ایسی سب کو عارض تھی۔ کہ نزدیک تھا ہلاک پر جہاں اس واسطے وہاں ٹھہر سکے۔ ہم لوگ باہر چلے آئے۔ وہ شخص تقہ قسم کھا کر کہتا ہے۔ کہ ایک کلید ہماری جیب میں تھی۔ اُسے نکال کر بعض شمع کے ہاتھ میں لیا۔ مثل شمع کے روشن تھی۔ پس ہم نے انکلی بلندی۔ وہ بھی مثل شمع کی روشن تھی۔ غرض کہ جو معجزات سرداب مقدس میں ظاہر ہوتے ہیں۔ حصر اُس کا ممکن نہیں ہے۔ خود مصنف ریاض الشہادت فرماتے ہیں۔ کہ اکثر اُن کے واسطے ظہور معجزہ کا اتفاق ہوا ہے۔ اور اکثر دعا و تضرع سرداب مقدس میں کیا۔ اور حضرت کو خواب میں دیکھا۔ اُسی دن مطلب حاصل ہوا۔ تفصیل اُن کی موجب طول کلام ہے۔ اور کوئی فائدہ مزید متصور نہیں۔ کیونکہ جس کو خدا نے ہدایت کی ہے۔ اور راہ حق اُس پر واضح و آشکار ہے۔ اُسے اس کی احتیاج نہیں ہے۔ لو کشف الغطاء ما ازداد یقیناً شاہد قوی ہے۔ اور اگر عصبیت و عناد و وساوس شیطانی خدلان نژاد و شہوات نفس امارہ نے اُس کی دیدہ بصیرت کو کور کیا ہے۔ اور جب لذات دنیاوی نے طریقہ عقل و دانش و فہم سے دور کیا ہے۔ اور شراب خواہشات عالم حس و امراض نفسانیہ جملہ میں غور ہے۔ مانند اعلیٰ راہ راست پانے سے مجبور ہے۔ اُس میں کچھ اثر نہیں

ہوتا ہے۔ بلکہ اُن کے تمسخر و ضلالت کی زیادتی ہوتی ہے۔ جیسا کہ
 کفار عرب معجزات پیغمبر کو دیکھتے تھے۔ مگر اور دشمن ہو کر کمر آزار
 پر اُن کے باندھتے تھے۔ اور معاذ اللہ شاعر و ساحر و کاہن کہہ کر
 حضرت کو پکارتے تھے۔ وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نَوْمًا فَمَالَهُ
 سِنْ لَوْ بَرَّ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْدِيَ
 لَوْ كَا اِنْ هَدَانَا اللَّهُ۔ پس شیعیان با اخلاص و محبان ذی اختصاص کو
 لازم نہیں ہے۔ کہ اس نصبت عظمیٰ و موہبت کبر کی قدر کریں۔ اور صدق
 دل سے دامن یقین کو ہر ایمان و اقرار ائمہ اثنا عشریہ و اعتقاد غیبت
 قائم سے بھریں۔ کاشانہ قلب کو چراغ پیروی آل اطہار سے منور رکھیں۔
 اور مجد طبع صاف کو مجمع نور عروسان متابعت اخبار و احادیث احمد مختار
 سے منزومہ قدر رکھیں۔ شکوک و شبہات و دساوس شیطانی کو دل میں
 راہ نہ دیں۔ اور اخلاص قلبی کو اپنے مقرون حزن و الم مفارقت سے
 کر کے حصہ اپنا بہشت میں لیں۔ زخم تیغ شہادت کفار و دشمنان
 ناہنبار دل پر نہیں۔ اور جہاد نفس سے صبر اختیار کر کے انتظار میں
 چشم پر راہیں۔ کیونکہ اجران محبان اہلبیت اطہار کا جو اس وقت
 ثابت قدم ہیں۔ اور اپنے عقاید و خلوص و لاے ائمہ اثنا عشریہ میں
 متحکم ہیں۔ اور راہ غیبت و رجعت میں ثابت قدم ہیں کہ میں اصحاب
 جناب رسول ضامن سے زیادہ ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح میں عبد اللہ بن
 ابی بنی اسد نے حضرت صادق سے روایت کی ہے۔ کہ رسول خدا نے
 اصحاب سے فرمایا۔ کہ بعد تمہارے ایسے لوگ ہونگے۔ کہ ایک مرد
 اُن کا تم لوگوں کے پیچاس مرد کا ثواب رکھتا ہوگا۔ اصحاب نے عرض کیا

یا رسول احمدؑ ہم لوگوں نے یہ سب زحمتیں کھینچیں۔ بدر و احد و خیبر خراب
 وغیرہ میں جاں نثاری کو حاضر ہے۔ اور شرف صحبت :- آپ کے
 مشرف فرمائے ہیں۔ کس کے واسطے یہ اتفاق ہوا ہے جو ہم لوگوں
 کو حاصل ہے۔ فرمایا سچ ہے۔ اگر وہ بار جو ان لوگوں کے درجہ پر رکھا
 جائیگا۔ اور وہ متحمل اُس کے ہونگے۔ اور وہ تکلیفیں مشاقہ کو جو بحالت
 مشتبہ ہو جائے۔ راہ حق و باطل کی کثرت فتنہ و فساد و بدعت و حدوث
 حوادث سے اُن کو ملینگے۔ اور دشمنوں سے بڑے بڑے سدے
 اٹھائینگے۔ اور شہادت ذلت کی اُن کو حاصل ہوگی۔ اگر تمہارا سے
 دوش پر وہ بار ہوتا۔ ہرگز متحمل و صابر نہ ہتے۔ دوسری حدیث میں
 ثعلبہ بن میمون سے فرمایا۔ کہ اسی قدر کافی ہے۔ کہ اپنے امام کو پہچان
 لے۔ اس فکر میں نہ رہ۔ کہ اگر کب اُن کے ہاتھ میں آئیگا۔ دیر ہوگی یا
 جلد۔ بدرستی کہ جس نے اپنے امام کو پہچانا۔ اور قبل ہمارے ظہور خروج
 کے ایام غیبت میں مر گیا۔ اور وقت ظہور کے ہمراہ رکاب بیٹھ کر
 نہیں رہیگا۔ تو ثواب اُس کا مثل اُن لوگوں کے ہوگا۔ جو اُن کے
 ساتھ رہ کر اُن کی راہ میں شہید ہوئے۔ اور دوسری حدیث میں امیر المؤمنین
 نے فرمایا ہے۔ کہ بہترین عبادت مومنوں کی واسطے وسعت امور و ظروف
 قائم کا اتنا فکر کیپنا ہے۔ ایک دن سبغہ نے فرمایا۔ کہ کاش ہم اپنے
 بھائیوں کو دیکھتے اُن سے ملاقات کر لے۔ اصحاب نے فرمایا۔ کہ
 کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں۔ ہم آپ پر ایمان لائے۔ وطن چھوڑ کر
 فرمایا۔ تم نے ایمان قبول کیا۔ اور ہجرت بھی کی۔ لیکن آپ نے ہم پر بھائیوں
 کو دیکھتے۔ پھر ایک گروہ نے اُسے خیر گواہی دے دیا۔ فرمایا۔ تم میرے

اصحاب ہو۔ بھائی نہیں ہو۔ کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے۔ تو سب نے غرض کیا۔ کہ آپ کے بھائی کون ہیں۔ فرمایا وہ لوگ جو میرے بعد آئینگے۔ اور مجھ کو دوست رکھیں گے۔ اور تصدیق میری کرتے گے۔ اور اطاعت و یاری میں ثابت قدم رہیں گے۔ حالانکہ مجھ کو اور نہ میرے اہلیت کو انہوں نے دیکھا ہے۔ وہ لوگ میرے بھائی ہیں۔ کاش ایک بھی ان میں سے ہوتا۔ کہ ہم اس کی ملاقات کرتے۔ کیوں اے محبان احمد مختار و پیر و آن شریعت عترت اطہار آپ نے سنا۔ کہ جناب رسالت مآب نے آپ لوگوں کے حق میں کیا ارشاد فرمایا ہے۔ سبحان اللہ آپ لوگ برادر جناب رسول کبریا ہیں معزز و مکرم پیش خدا ہیں۔ حضرت کے دل میں جگہ آپ کی محبت و ولا کی ہے۔ اور بہت قدر اس ایذا و بلا کی ہے۔ ثابت قدم رہ کر ہجوم محاندین بن جائیں سے نہ گھبراؤ۔ بھجوائے کلام پاک کہ فتنۃ قلیلة سیف زبان و سنان قلم سے جہاد کر کے انہیں بھگھاؤ۔ گو امام زمان خلیفۃ الرحمن ہادی النور و البان علیہ سلام احمد المنان آپ لوگوں کی نظروں سے مستور ہیں۔ اور بظاہر مسند نشین اریکہ خلافت و جانشین شاہ ولایت و ورہیں لیکن فی الواقع ان کا ہر جانہ نور ہے۔ تمام عالم میں پھیلا ہوا ان کا نور ہے۔ ہر وقت وہ ہر لحظہ آپ لوگوں کے انتخاب و اخبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ اور آپ لوگوں کی مفارقت کا رنج دل پر سہتے ہیں۔ مشکلوں میں کام آتے ہیں۔ خدا سے دعا فرماتے ہیں۔ اگر کوئی صدمہ آپ لوگوں کو پہنچتا ہے۔ حضرت بھی دم نہ دبھرتے ہیں۔ معرکہ مخالفین و دیگر واقعات مشکوکہ میں نہ رتا و یاری کرتے ہیں۔ آپ لوگوں کو بھی لازم ہے۔

کہ ہمیشہ بعد نماز کے اور مجالس متبرکہ میلاد و عزائم میں تعجیل ظہور و حصول
کشایش کی دعا کیجئے۔ اور انتظار میں چشم براہ رہ کر اجر و ثواب
خدا سے لیجئے۔ اللہ وصل علی محمد وال محمد و عجل فرجہم و ظہور ہم
وسہل مخ جہم ۵

ز ظلم و ستم دہر تاریک شد
شہا وقت موعود نزدیک شد

اے برآرندہ حاببات اور اے حلال مشکلات جملہ مومنین و مومنات کو
ولاے ائمہ معصومین علیہم السلام میں ثابت قدم و باایمان رکھ۔ و ساویں
شیطانی سے کوئی لغزش اُن کو نہ ہو۔ اور وقت ظہور سب کو جمال امثال
فرزند شیر ذوالجلال نورانید متعال سے شرف ابدی ہے۔ اور اگر
قبل ظہور امر ناگزیر سفر آخرت کا پیش آئے۔ تو دنیا سے دنی سے
باایمان خالص و یقین و اثن و کامل کے سفر ہو۔ شیطان مردود کا کسی
طرح نہ گندہ ہو۔ تیرے حبیب اور اُن کی عترت کی محبت میں جانوں کو
نثار کر لیں۔ مرنی دم بخلوں اُن کی ولا کا اظہار کریں ۶

واضح ہو۔ کہ خاتمہ اس فعل کا روایت شیخ الاجل شیخ زین الدین
اعلیٰ الحد مقام پر ہے۔ لہذا مناسب ہے کہ قبل التماس روایت
بمنا سبت مقام حضور اسناد الیٰ منتصر مقام مسکن و باسن جناب امام عصرؑ
موجود حالات اولاد لکھا جائے ۶ مشہور تو یہ ہے کہ آپ جزیرہ خضراء
بحر ابیض میں قیام فرمائیں۔ اعمال شب قدر بہت و نیم ماہ مبارک
رمضان ہمیشہ آپ مسجد کوفہ میں سجالاتے ہیں۔ حرم کعبہ و مسجد مدینہ و
سجستان اشرف و کربلا سے نکلنے میں زیارت کے لئے قدم رنجہ فرماتے

ہیں۔ سجارالانوار اور دوسری کتابوں سے ثابت ہے۔ کہ اولاد ابی سے آپ کی ایک زوجہ محترمہ ہیں۔ نام اُن محدثہ عصمت کا کسی کتاب میں نہیں لکھا ہے۔ اور اداء و بھی حضرت کی ہیں۔ اس زمانہ غیبت میں جناب امام عصرؑ سے کسی کا مشرف بزیارت ہونا کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا ہے۔ اور نہ ابھی ہندوستان میں کوئی سید سادات مہدویہ سے ہے *

جناب قاضی نور اللہ شوشتری شہید اعلیٰ احمد مقامہ کتاب مجالس المؤمنین میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جزیرہ خضر و بحر ایض سرزمین بربر میں ایک جزیرہ ہے درمیان دریاے اندلس کے۔ کہ حضرت صاحب الامرؑ اور اُن کی اولاد اطیاب وہاں رہتے ہیں۔ اور اندلس سے اس ریاست تک پندرہ دن کی راہ ہے۔ دو منزل ابتدائی کی راہ آباد نہیں ہے۔ پانی نہیں ملتا ہے۔ بقیہ منازل آباد ہیں۔ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی آبادی ملی ہوئی ہے۔ کنارہ دریا پر ایک موضع ہے۔ جو شکل جزیرہ آباد ہے۔ جس کو اہل اندلس جزیرہ رقصہ کہتے ہیں۔ وہاں کے رہنوالے سب شیعہ ہیں۔ قوت ضروری اُن کا جزیرہ اخضر مقام قیام صاحب العصرؑ سے وکیل ناجیہ مقدسہ سال میں دو مرتبہ کشتی پر بارگاہ کے براہ بحر ایض لاتا ہے۔ اہل جزیرہ کو تقسیم کر کے مراجعت کرتا ہے۔ کتاب الجند لما ولے میں حکایت سوم میں حضرت کی اولاد کا نام کتب معتبرہ سے نقل کیا ہے۔ اور نیز انوار النعمانیہ میں۔ اور حضرت کے شہروں کا نام بھی اُس حکایت میں اس طرح مرقوم ہے۔ شہر جہار کہ سلطان اُس کے طاہر ہیں۔ اور سریر جماعت اُن کی زاہرہ ہے۔ شہر رائقہ سلطان اُس کے قاسم بن

صاحب الامر میں شہر صافیہ مدغان اُس کے ابراہیم بن صاحب الامر
 ہیں شہر ظلم سلطان اُس کے عبدالزمان بن صاحب الامر ہیں شہر منائیس
 سلطان اُس کے ہاشم بن صاحب الامر ہیں۔ حکایت شیخ زین الدین علی
 کو صاحب ریاض الشہادت نے اختصار کے ساتھ تحریر کیا ہے۔
 لہذا اس خاکسار نے رسالہ جزیرہ خضر و بحر ابيض و رسالہ زواہر الدارحہ
 اول مصنفہ جناب مولوی سید سبط احسین صاحب نبیرہ جناب قبلہ و کعبہ
 مجتہد العصر جناب سید محمد صاحب اعلیٰ امہ مقامہ سے بقدر فہم ناقص مقابلہ
 کر کے لکھا ہے۔ اگر تغیر خطی کمیں کسی مقام پر ہو گیا ہو۔ تو معاف کیا
 جائے۔ اُس سے کوئی نرق اصل مضمون میں نہیں آسکتا مقصود مال
 واحد ہے۔ وہ حکایت اس طرح پر ہے۔ کہ شیخ اجل محمد بن محمد المکی شہید
 فرماتے ہیں۔ کہ فضل بن یحییٰ طیلسی قدس امہ روحہ و طہر تربتہ نے ہر تخط
 خاص لکھا ہے۔ کہ میں نے شمس الدین محمد بن یحییٰ صلی و جلال الدین بن
 عبد امہ صلی کے مشہد شریف حائر کربلائے معلیٰ میں پندرہویں شعبان
 ۶۹۹ ہجری میں سنا کہ شیخ زین الدین علی بن فانیس بازند رانی مجاہد و مشہد شمس
 نجف اشرف نے اپنی آنکھ سے جزیرہ خندہ او بحر ابيض کو دیکھا ہے۔ اور
 یہ معلوم ہوا کہ وہ مشہد امین ہامین جناب امام علی نقی و امام حسین علیہ السلام میں ہیں۔
 پس کمال اشتیاق زیارت شیخ موصوف کا مجھ کو ہوا۔ درگاہ خدایہ کمال تضرع و نیاز
 کرتا تھا کہ یہ حاجت میری برائے۔ اور بشوق تمام روانہ سامہ ہو جاؤ اجزائے تمام
 حد پہنچا۔ یہ فخر الدین بن حسن بن علی مریوسی بازند رانی سے سنا کہ شیخ موصوف نے
 حلیم میں قیام پذیر ہیں۔ کمال شاد ہوا۔ ایک روز اشنا راہ میں ان سے
 ملاقات ہوئی۔ اور وہ حواری تھے۔ اور سید فخر الدین موصوف کے شہر حائے تھے۔

موجود دیکھنے کے میرے دل میں یہ بات آئی۔ کہ یہ وہی شیخ ہیں جن کو میں
ڈھونڈتا ہوں۔ گو میں ان کو پہچانتا نہیں تھا۔ مگر ان کے غصب سے روش
ہوا۔ جب سید مذکور کے گھر پہنچا۔ تو دیکھا کہ سید صاحب دروازہ پر کھڑے
ہیں۔ اور خوشی سے آواز اُن کے چہرہ مبارک سے نمودار ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر
وہ نہایت مسرور ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ طاقت صبر مجھ میں باقی نہ رہی۔
یہ چاہا کہ اسی وقت شیخ موصوف سے ملاقات کروں۔ ساتھ سید فخر الدین
کے داخل مکان ہوا۔ شیخ پر سلام کر کے اُن کے ہاتھوں کو چوما۔ انہوں نے
میرا حال سید سے دریافت کیا۔ سید فخر الدین نے کہا۔ کہ یہ شیخ فضل بن
یحییٰ طلیسی آپ سے درست ہیں۔ پیشینہ کے دو اٹھے۔ اور میری تعظیم
کی۔ اور اپنی چادر چھڑک کر بٹھلایا۔ اور مجھ سے پھر وہی پیر و برادر
شیخ سلاح الدین کا آہستہ سے پوچھا۔ کیونکہ وہ ان دنوں کو جانتے
تھے۔ اور وہ ان کا دو دو داد سابق بخونی پہچانتے تھے۔ مگر میں
اُس زمانہ میں موجود نہ تھا۔ شہر واسط میں بغرض تحصیل علم خدمت میں
شیخ ابواسحاق ابراہیم بن محمد واسطی امانی کی حاضر تھا۔ الغرض شیخ موصوف
سے دیر تک بات کیا۔ پھر میں نے اُس خبر کو جو شیخ شمس الدین
و شیخ جلال الدین نے بتائی تھی دریافت کیا۔ شیخ نے سید فخر الدین کے مکان
میں سامنے ایک جماعت علماء و داعیان حد کے فرمایا۔ کہ میں کئی سال
دمشق و شام میں بغرض تحصیل علم اصول و عربی کے مقیم رہا۔ شیخ عبد الرحیم
حنفی سے علم اصول و عربی پڑھتا تھا۔ اور شیخ زین الدین علی مغربی اندلیسی
سے علم قرأت سیکھتا تھا۔ شیخ زین الدین نہایت خوش مزاج و نرم طبیعت
کے آدمی تھے۔ تعصب مذہبی بالکل نہیں رکھتے تھے۔ اور جب نام علما

شیعہ کا لیتے تھے۔ تو فرماتے تھے۔ کہ علماء امامیہ نے یہ کہا ہے۔
 برخلاف اور لوگوں کے کہ جب وہ لوگ ذکر اہل تشیع کرتے تھے۔ تو لیں،
 کہتے تھے۔ علماء روافض نے یوں کہا ہے۔ اسی وجہ سے ایک
 خصوصیت مجھ کو اُن سے تھی۔ اور دوسرے لوگوں سے اہل تشیع کی
 میں نے ملاقات ترک کر دی تھی۔ ایک مدت تک یہی حال تھا۔ تاہم
 وہ بارادہ مصر عازم سفر شام ہوئے۔ بسبب کثرت محبت کے اُن کی جدائی
 مجھ پر گراں گزری۔ اور اُن کو بھی تاب مفارقت نہ ہوئی شیخ نے مصر تک
 میری ہمراہی منظور فرمائی۔ اور دوسرے شاگرد بھی رفیق اُن کے
 ہوئے۔ شہر ہائے مصر سے ایک شہر فاخیر میں جو سب شہروں سے
 بزرگ تھا پہنچے۔ اور مسجد ازہر میں اُتر کر مشغول تدریس ہوئے۔ فضلاء
 مصر شیخ کی خدمت میں بعض استفادہ پہنچے۔ اور افادات سے اُن
 کے مستفیض ہوئے۔ ہم بھی اُن کی خدمت میں بہت اچھی طرح بسر کرتے
 تھے۔ تاہم ایک قافلہ اندلس سے آیا۔ اور خط شیخ کے نام اُن کے
 باپ کا لایا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ اُن کے باپ بہت غارت بیمار ہیں۔
 اگر ملاقات کر جاؤ۔ شیخ بدریافت حال بہت رنجیدہ۔ اور جزیرہ اندلس
 کا ارادہ کیا۔ ہم اور بعض شاگرد اُن کے ساتھ ہوئے۔ جب پہلے
 گاؤں میں جزیرہ اندلس کے پہنچے۔ تو ہم کو پشہ بنڈا بنڈا میں
 حرکت کرنا دشوار تھا۔ شیخ نے میری حالت دیکھ کر فرمایا کہ میں کچھ جو
 تم سے جدا ہوتا ہوں۔ اور اُس گاؤں کے قریب تو صوبہ کے دس
 درہم دئے۔ اور میری تیمارداری کا اُن سے عہدہ لیا۔ اور کہا۔ کہ جب
 صحت ہو جائے۔ میرے پاس روانہ کر دینا۔ اس کے بعد وہ طرف

اندلس کے روانہ ہوئے۔ ادرآن کے شہر کی مسافت براہ ساحل پانچ روز کی تھی۔ تین دن تک مجھ کو حرکت کرنے کی طاقت نہ ہوئی۔ تیسرے دن تپ نے مفارقت کی۔ میں اپنے مکان سے اٹھا۔ اور گاؤل کے بازار میں سیر لگایا۔ دیکھا میں نے کہ چند قافلے پہاڑوں سے کنارے دریا سے غربی پر اترے ہوئے ہیں۔ اور پشم دروغن وغیرہ بار کر رہے ہیں۔ میں نے اُن سے پوچھا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ وہاں سے آئے ہیں۔ جو جزائر و فاض سے نزدیک ہے۔ میں بہت خوش ہوا۔ اور اُس گاؤل کے جانے کا شوق دل میں پیدا ہوا۔ جب مسافت راہ کی دریافت کی۔ تو ظاہر ہوا کہ پندرہ دن کی راہ ہے۔ دو منزل راہ آباد نہیں ہے۔ باقی راہ آباد ہے۔ ایک گاؤل سے دوسرا گاؤل ملا ہوا ہے۔ ایک سواری تین درہم کو کرایہ پر کر کے ہمراہ اُس قافلہ کے روانہ ہوا۔ دو روز کی مسافت دشوار طے کر کے باقی راہ پیا دہ چلا گیا۔ یہاں تک کہ ایک گاؤل میں پہنچا۔ وہاں معلوم ہوا۔ کہ تین دن کی راہ اور باقی ہے۔ میں نے توقف نہیں کیا۔ رات دن اُس راہ کو طے کر کے جزیرہ میں پہنچا۔ تو دیکھا اُس جزیرہ کے چار حصہ ہیں۔ اور ہر ایک حصہ میں مضبوط مضبوط برج تھے جو بلند بالا تھے۔ اور وہ جزیرہ مح قلعوں کے کنارہ دریا پر واقع تھا۔ میں اُس دروازہ سے جس کو باب البر برکتے ہیں داخل ہوا۔ اور گلیوں میں شہر کی بھرتا سٹھا۔ میں نے استفسار کیا۔ کہ آیا کوئی مسجد یہاں پر ہے۔ تو لوگوں نے مسجد کی راہ بتلا دی۔ میں اُس میں گیا۔ تو دیکھا مسجد جامع ہے۔ اور بہت وسیع ہے۔ شہر کی جانب غربی کنارہ پر دریا کے واقع ہے۔

میں نے بغرض استراحت ایک گوشہ مسجد میں بیٹھ کر شکر خدا ادا کیا۔ ناگہا
 مؤذن نے اذان نماز ظہر کی کہی۔ اور اذان میں حی علی خیر العمل کہا۔ اور
 اور بعد فراغ اذان کے ظہور و کشائش کا راماام عصر کی دعا کی۔
 میں بیٹھ کر رونے لگا۔ پس میں نے دیکھا کہ نمازی مسجد میں آئے
 لگے۔ اور وضو بطریقہ حقہ امامیہ کرنے لگے۔ بعد فراغ وضو ایک مرد
 بزرگ صاحب وقار اُن کے درمیان سے اُٹھے۔ محراب مسجد میں
 اقامت نماز کی سب نے پیچھے اُن کے نماز کا مکمل معبود اجبات و سنوٹا
 بطریق حضرات ائمہ معصومین ادا کی۔ اور تعقیب نمازی اسی طرح بجالا۔
 میں بسبب شدت تعب و رنج راہ کے نماز ظہر میں شریک نہیں ہوا۔
 جب وہ نماز ظہر سے فارغ ہوئے۔ میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے۔
 کہ تو اپنی حقیقت و مذہب سے مفصل مطلع کر۔ کون ہے۔ کہاں سے
 آتا ہے۔ کہاں جاتا ہے۔ واجبات و سنن عبادات کو کس طریقہ سے
 بجالاتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ میں ایک مرد فقیر جاہل ہوں۔
 حقایق مذہب سے خبر نہیں رکھتا۔ اُن لوگوں نے کہا۔ کہ انسان کو
 ضرور ہے۔ کہ کسی مذہب کا اعتقاد رکھے۔ اور ایسا مذہب ہو۔ کہ
 جس پر اپنے اعمال پر اعتماد کر سکے۔ میں نے کہا۔ کہ آپ مجھے مطلع فرما۔
 کہ آپ کا مذہب کیا ہے۔ اُن حضرات نے کہا۔ کہ مذہب ہمارا وہی ہے
 جو مذہب امیر المومنین علی ابن ابی طالب کا تھا۔ میں نے کہا۔ کہ میں
 عراقی الاصل ہوں۔ مرد مسلمان ہوں۔ وحدانیت خدا و رسالت جناب
 محمد مصطفیٰ کی گواہی دیتا ہوں۔ وہ متخیر ہو کر کہنے لگے۔ کہ یہ تصدیق فقہ
 و رسالت لا سود ہے۔ ان سے کوئی نفع نہیں ہے۔ ہاں دنیا میں قتل

سے محفوظ رہیگا۔ کیوں تو تیسری شہادت نہیں دیتا کہ عیذاب بہشت میں جگہ پائے۔ میں نے کہا۔ وہ تیسری گواہی کیا ہے مجھے تعلیم فرماؤ۔ ان لوگوں نے ارشاد کیا۔ کہ تیسری گواہی یہ ہے۔ کہ اقرار کرو کہ حضرت علی ابن ابی طالب خلیفہ و جانشین رسول خدا صلی علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی طرح ان کے گیارہ فرزند خلفاء جناب رسالتہما ہیں۔ ان کی اطاعت تمام مخلوقات پر واجب ہے۔ رضا جان اور دہنی و حجت خدا ہیں۔ باعث ان خلیفہ ہیں۔ خدا نے ان کی امامت کی خبر دی ہے۔ شب معراج جب جناب ختم المرسلین مقام قاب قوسین اودانی پر پہنچے۔ تو خود جناب اقدس الہی سے نام ان ائمہ کے سنئے۔ اور خدا نے ایک کے بعد ایک کے نام بتلائے۔ جب تک میں نے سنا۔ نہایت خوش ہو کر شکر خدا بجالایا۔ سبب اس خوشی کے جو مجھے حاصل ہوئی تھی تمام رنج و آہ و تکلیف مسافت کو بھول گیا۔ میں نے ان سے کہا۔ کہ میں اجنبی نہیں ہوں۔ میرا بھی یہی مذہب ہے۔ جو تمہارا ہے۔ یہ سنتے ہی وہ سب مجھ سے باخلاص پیش قدمی کی۔ گوشتہ مسجد میں مجھے پہننے کو جگہ دی۔ اور رات دن میرے امور و ضروریہ کے متکفل تھے۔ اہم جماعت مجھ پر بہت مہربان تھے۔ رات دن مجھ سے مفارقت نہیں کرتے تھے۔ جب چند روز وہاں مجھے رہتے ہوئے گزرے۔ اور حالات سے اس مقام کے واقف ہوا۔ تو نام مسجد سے میں نے سوال کیا۔ کہ اہل شہر کی معاش کہاں سے ہوتی ہے۔ کہ یہ نیکوئی کے لئے شغل زرعہت کالمیں نہیں دیکھا۔ جواب دیا۔ کہ معاش ان کی جزیرہ خضرا سے ہے۔ دو مرتبہ سال میں قوت معین پہنچتا ہے۔ ایک مرتبہ اس سال قوت معین آچکی ہے۔ ایک مرتبہ

اور آئیگی۔ اور چار مہینہ غلہ آنے کو باقی ہے۔ یہ سن کر مجھ کو طول سے
 مدت کے رنج ہووا۔ مگر سولے صبر کے چارہ کیا تھا۔ چالیس دن کسی طرح
 بسر کیا۔ اور اس ایام میں رات دن دعا کیا کرتا تھا۔ کہ جلد کشتیاں آئیں
 چالیسویں گھبرا کے نہایت دلتک ہو کر کنارہ دریا پر گیا۔ وہاں اس طرف
 دیکھ رہا تھا۔ جس طرف سے ان لوگوں کے معائنہ آنے کا تھا۔ نشانہ
 دیا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کوئی سفید چپہ پڑیا لے کر حرکت کرتی ہے۔
 اہل شہر سے میں نے پوچھا۔ کہ آیا مرغ سفید دریا میں رہتا ہے۔
 ان لوگوں نے کہا۔ کہ نہیں۔ کیا تم کوئی چیز دیکھتے ہو۔ میں نے کہا
 کہ ہاں۔ یہ سن کے وہ خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ یہ وہ کشتیاں
 ہیں جو ہر سال آتے ہیں۔ ابھی یہ ذکر ہو رہا تھا۔ کہ وہ کشتیاں پہنچ
 گئیں۔ ان کے حسابہ کے موافق خلافت عادت کشتیاں آتی
 تھیں۔ ایک کشتی بزرگ: گئے تھے۔ تیسرے اُس کے اور کشتیاں تھیں۔
 جب ساقول جہاز آئے۔ ایک شخص مہمانہ قد خوشرو۔ نیک بیٹیت
 عصا لیکر جہاز سے نیچے اترے۔ اور داخل مسجد ہوئے۔ بطریقہ
 حقہ امامیہ وضوے کامل کر کے نماز ظہر پڑھا۔ بعد از نماز
 طرف منوج ہوئے۔ اور مجھے سلام کیا۔ میں نے جواب سلام دیا۔ پھر
 انہوں نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تیرا کیا نام ہے۔ اور مجھ کو گمان ہے
 کہ نام تمہارا علی ہے۔ میں نے کہا۔ درست ہے۔ پھر مجھ سے یہاں
 کرنے لگے۔ جیسے مجھ کو پہچانتے تھے۔ بعد اس سے محمدؐ کا نام
 کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ مگر مجھ یقین ہے کہ نام ان کا فاضل
 ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ جب پھر نے یہ سنا تو سب سے پہلے میرے ہاتھ پر

دمشق میں ہمارا اور ان کا ساتھ رہا ہے۔ میں نے پوچھا۔ آپ کیونکر مجھ کو اور میرے باپ کے نام کو جانا اور پہچانا۔ کیا سفر مصر و دمشق شام و اندلس میں کیے جاتے تھے۔ جواب دیا۔ نہیں سچے مولاے خود صاحب العصر میں نے متجہانہ کہا۔ پھر کیونکر آپ مجھ کو اور میرے باپ کو پہچانتے ہیں کہا پہلے سے مجھے تمہارے اور تمہارے باپ کے نام سے خبر مل چکی ہے۔ اس وجہ سے جانتا ہوں۔ میں تم کو اپنے ہمراہ جزیرہ خضرا میں لے جاؤں گا۔ اس خبر سے ایسی خوشی مجھے ہوئی۔ کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور زیادہ تر خوشی اس کی تھی۔ کہ میرا ذکر حضور اقدس میں ہوگا۔ اور شرف حضوری حاصل کرنے کی اجازت ملی۔ شیخ کی عادت یہ تھی۔ کہ تین دن وہاں ٹھہرتے تھے۔ مگر اس دفعہ ایک مہینہ ٹھہرے۔ اور جو اسباب اُن کے ہمراہ تھا۔ اُن لوگوں کو دیا۔ اور رسیدیں حاصل کیں۔ بعد اس کے مجھ کو ہمراہ لیکر مرکب بھری پر سوار ہو کے روانہ ہوئے۔ سو گھوڑوں دن ایک دریا ملا۔ کہ پانی جس کا سفید تھا۔ دیر تک اُس پانی کو دیکھتا رہا۔ شیخ محمد نے کہا۔ کہ کیا تم بغور اس پانی کو دیکھتے ہو۔ میں نے کہا۔ کہ رنگ اس پانی کا دوسرے دریاؤں کے پانی کے خلاف پاتا ہوں۔ شیخ محمد نے کہا۔ کہ یہ بحر ابض ہے۔ اور وہ جزیرہ خضرا ہے۔ جو تم دیکھتے ہو۔ یہ پانی مثل قلعہ کے چاروں طرف جزیرہ کے محیط ہے۔ جب کشتیاں ہمارے دشمنوں کی اس میں داخل ہوتی ہیں۔ غرق ہو جاتی ہیں۔ میں نے اُس پانی کو پیا۔ تو مثل آب فراست کے پایا۔ پھر ہم روانہ ہوئے۔ جب مسافت بحر ابض کی طے ہوئی۔ تو جزیرہ خضرا ملا۔ خدا اُس کو آباد رکھے۔ کشتی سے نیچے اترے۔ جزیرہ میر داخل ہوئے۔ دیکھا میں نے کہ وہ شہر نہایت مستحکم و استوار

ہے۔ ہر ایک اہل شہر حسن و جمال و صفاء و ہادی میثیت روزگار ہے۔
سات قلعہ اُس شہر میں متصل دریا ہیں۔ جن کے بروج نفیس و خوب
اور آراستہ ہیں۔ نہریں بکثرت ہیں۔ اشجار بار بار انواع فواکہ و شمار
سے بیشمار ہیں۔ بازار میں متعدد حمام نہایت پاکیزہ و صاف۔ اکثر عمارت
اُس شہر کی سنگ مرمر سے تھیں۔ میں یہ دیکھ کر فرط مسرت سے بیتاب
ہوا جاتا تھا۔ شیخ محمد ایک مقام پر اترے۔ تھوڑا سا میں نے بھی آرام
کیا۔ بعد اس کے شیخ کے ہمراہ مسجد جامع کبیر میں گیا۔ تو میں نے
دیکھا۔ کہ کثرت سے وہاں لوگ جمع ہیں۔ اور ایک شخص صاحب کینہ
و وقار اُن کے درمیان میں رولق افروز ہیں۔ سب اُن کو سید الشہیدین
محمد عالم کہتے ہیں۔ تفسیر قرآن و علم فقہ اور اقسام علوم عربیہ و اصول دین
اُن سے پڑھتے ہیں۔ جو حضرت صاحب الزمان تک پہنچا تھا۔ جب
میں اُن کے سامنے گیا۔ نہایت شوق سے خیر مقدم کیلئے بکمال
شفقت اپنے پاس مجھے بٹھلایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ کہ سفر میں تجھ
پر جو رنج و الم گذرے۔ وہ سب مجھ پر ظاہر ہیں۔ شیخ محمد میرے حکم
سے تجھ کو یہاں لایا ہے۔ بعد اس کے حکم کیا۔ کہ گوشہ مسجد سے کوئی
جائے خلوت میرے واسطے مقرر کی جائے۔ پس جس مقام کو میرے
واسطے مقرر فرمایا تھا۔ میں وہاں گیا۔ اور وقت عصر تک رہتا تھا۔
کی۔ پس اُس وقت ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور مجھ سے کہا۔
کہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا اُس وقت تک کہ جناب سید اور اُن کے
اصحاب آئیں۔ اور تمہارے ہمراہ کھانا کھا لیں۔ میں نے کہا۔
سمعا و طاعتہ تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا۔ کہ جناب سید و اصحاب کے

تشریف لائے۔ دسترخوان بچھایا گیا۔ امدہ قسم کے کھانے چنے گئے۔ جب کھانے سے فراغت ہوئی۔ ہمراہ جناب سید کے واسطے نماز مغربین کے چلا۔ بعد فراغ نماز جناب سید اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے۔ اور میں اپنی جگہ پر واپس آیا۔ اور کئی روز تک اس شہر مبارک میں مقیم رہا۔ اکثر اوقات میری صحبت جناب سید میں گذرتی تھی۔ جب جمعہ اعلیٰ ہوا۔ میں نے ہمراہ جناب سید بنیت واجب دو رکعت نماز جمعہ ادا کی۔ بعد فراغ نماز میں نے عرض کیا۔ کہ اے سید و آقا میرے۔ آپ نے نماز جمعہ بطور واجب کے ادا فرمائی۔ فرمایا ہاں ایسا ہی ہے۔ شروط معلومہ نماز جمعہ پائے جاتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے خیال ہوا۔ کہ شاید امام عصر عجل امد فرجہ تشریف لائے ہوں۔ جب دوسرے وقت تخلیہ میں میں نے سوال کیا۔ کہ آیا امام زمانہ تشریف لائے تھے۔ فرمایا کہ نہیں۔ مگر میں نایب خاص ان حضرات کا ہوں۔ بواسطہ اس امر کے جو ان جناب سے صادر ہوا ہے دربار میری نیابت کے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آپ نے آیا حضرت کی زیارت کی ہے۔ فرمایا نہیں۔ لیکن میرے والد بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ انہوں نے کلام حضرت کا سنا ہے۔ مگر انہوں نے زیارت امام کی نہیں کی ہے۔ ہاں میرے جد امجد حاضر حضور بھی ہوتے تھے۔ اور حضرت سے کلام کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا وجہ ہے۔ کہ بعض کو اختصاص حضرت کی زیارت سے ہوا۔ اور بعض کو یہ شرف نہیں ملا۔ فرمایا۔ اے بھائی یہ عنایت خدا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ یہ محض اس کی حکمت بالغہ

عظمت قاہرہ ہے۔ جسے کہ خدا نے ہدایت خلق کے لئے انبیاء اور
 رسل اور اوصیاء کو مقرر فرمایا۔ اور اُن کو اپنے آیات سے قرار دیا۔
 اور یہی حج خدا اور وسائل و وسایط میں درمیان اُس کے اور بندوں
 کے۔ تاکہ خدا کی محبت کا فو مکلفین پر تمام ہو جائے۔ لیھلک من
 ھلک عن بینۃ و یحیی من حی عن بینۃ۔ بعد اس کے جناب سید
 نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور باہر شہر کے تشریف لائے۔ سبز باغ کی طرف
 متوجہ ہوئے۔ میں بھی اُن کے ہمراہ سبز باغ کی طرف چلا۔ اُس ناحیہ
 مقدسہ میں دیکھا۔ کہ جوے آب ہر سمت لہراتی ہے۔ ہر طرف سے
 شمیم جنت آتی ہے۔ زیادہ وہاں اشجار باردار تھے۔ نایاب زمانہ
 ہی وسیب و انگور و امرود و انار تھے۔ ایسے ایسے میوے وہاں
 دیکھنے میں آئے۔ کہ نہ میں عراقین میں دیکھے تھے۔ نہ شامات میں
 نظر سے گزرے تھے۔ ہم ایک باغ سے دوسرے باغ کی سیر
 کرتے تھے۔ کہ دیکھائیں۔ نے ایک مرد صاحب جمال صلاح و
 تقدس میں ذی کمال صبیح الوجہ دو چادریں سفید اُون کی اوڑھے ہوئے۔
 ہماری طرف چلے آتے ہیں۔ جب قریب پہنچے۔ تو ہم پر سلام کیا۔
 اور آگے چلے۔ مجھے اُن کی ہئیت اور شکل و شمائل نہایت پسند
 ہوئی۔ سید سے پوچھا۔ کہ یہ بزرگ کون ہیں۔ فرمایا۔ وہ پہاڑ جو تم
 دیکھتے ہو۔ اُس کے درمیان میں ایک مکان نہایت خوشنما ہے۔
 ایک درخت بلند کے نیچے جس کی شاخیں بہت ہیں ایک چٹمہ جاری
 ہے۔ اور اس کے نزدیک ایک قبہ ہے۔ یہ شخص مولا اپنے رفیق
 کے اُس قبہ کا خادم ہے۔ میں یہی ہر صبح جمعہ کو وہاں جاتا ہوں۔

اور اُسی جگہ سے زیارت امام علیہ السلام پڑھتا ہوں۔ اور دو رکعت نماز
 بجالاتا ہوں۔ ایک ورق کاغذ وہاں سے پاتا ہوں۔ جس میں سب
 مطالب مندرج پہتے ہیں۔ اُسی پر میں عمل کرتا ہوں۔ تمہارے واسطے
 بہتر ہے۔ کہ وہاں جاؤ۔ اور حضرت امام عصرؑ کی زیارت سے بیرون
 قہمبارک سے مشرف ہو۔ بین تجیل حکم سید کے پہاڑ پر گیا۔ اور قبۃ
 پاک کے پاس پہنچا۔ وہ دونوں خادم مجھے وہاں ملے۔ ایک اُن
 میں سے وہ تھے۔ جن کو میں نے دیکھا تھا۔ اُنہوں نے مجھ کو
 پہچانا۔ اور مر جہا کہا۔ خادم ثانی سے کہا۔ کہ ان کو منع نہ کرو۔ ان کو
 میں نے خدمت سید شمس الدین عالم میں دیکھا ہے۔ پس خادم ثانی
 نے مجھے مر جہا کہا۔ اور دونوں نے مجھ سے باتیں کیں۔ اور نانِ نلو
 میرے واسطے لائے۔ میں نے اُس کو کھایا۔ اور اُس چشمہ سے
 پانی پیا۔ وضو کیا۔ دو رکعت نماز بجالایا۔ رویت امام کا اذن
 اُن خادموں سے طلبگار ہٹوا۔ جواب دیا۔ کہ یہ امر غیر ممکن ہے۔ ہم
 کو اذن و اجازت نہیں ہے۔ کہ جو ہم جانتے ہیں۔ اُس کی دُوسرے
 کو خبر دیں۔ پس میں اُن سے طالب دعا سے خیر ہٹوا۔ اور رخصت
 ہو کر پہاڑ سے اُترا۔ جب شہر میں پہنچا۔ تو سید شمس الدین عالم کے
 مکان پر گیا۔ معلوم ہٹوا۔ کہ وہ ابھی گھر سے کسی ضرورت سے باہر
 تشریف لے گئے ہیں۔ پس وہاں سے شیخ محمد کے مکان پر گیا۔
 اُن سے ملاقات کی۔ اور اُن سے کل حکایت پہاڑ پر جانے کی
 اور زیارت قہمبارہ کی اور خادم کی حمانعت کرنے کی بیان ہوئی۔
 اُنہوں نے کہا۔ خوشا نصیب تمہارے کہ اُس قہمبارہ تک تیری رسائی

ہوئی۔ بجز سیدنا مور کے کوئی شخص وہاں جا نہیں سکتا میں نے احوال سیدنا
 سے دریافت کیا۔ تو کہا۔ کہ جناب سید اولاد امام علیہ السلام سے ہیں۔ درمیان
 ان کے اور امام کے پانچ پشت کا فاصلہ ہے۔ اور جناب سید تنہیص امام
 نایب خاص ہیں۔ میں نے جناب سید سے نقل بعض مسائل کی درخواست
 کی۔ اور ان قرأت قرآن مجید و تقابلہ مواضع مشککہ علوم دینیہ کا طلب کیا۔
 جناب سید نے اجازت دی۔ اور ارشاد کیا۔ کہ ہر گاہ چارہ اس سے
 نہیں ہے۔ پس ابتدا کرو اولاً ساتھ قرأت قرآن مجید کے۔ جبکہ میں نے
 شروع کیا۔ اور مواضع اختلاف پر پہنچا۔ تو کہا میں نے۔ کہ حمزہ نے اس طرح
 قرأت کی ہے۔ اور کسائی سے اس طرح پڑھا ہے۔ اور عاصم نے اس
 طرح۔ اور مذہب ابو عمرو بن کثیر کا یہ ہے۔ جناب سید نے ارشاد فرمایا۔ کہ
 میں ان اشخاص کو نہیں پہچانتا ہوں۔ مگر قرآن سات حرف پر نازل ہوا تھا۔
 جب کہ پیغمبر خدا نے حجۃ الودع سے فراغت پائی۔ تو جبریلؑ ایمن پروردگار
 عالم کی طرف سے نازل ہوئے۔ اور عرض کی۔ کہ اے رسول خدا قرآن پڑھئے۔
 تاکہ اوائل و اواخر سورہ اے قرآنی کاغذیں نشان آپ کو دوں۔ اور تاویل ہر آیت
 شریفہ کی آپ کی خدمت میں عرض کروں۔ پس حاضر ہوئے خدمت رسولؐ میں
 جناب امیر علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین علیہم السلام اور ابی بن کعب و عبداللہ
 بن مسعود و حذیفہ بن الیمان و جابر بن عبد اللہ انصاری اور ابو سعید خدری و
 حسان بن ثابت اور دوسرے صحابہ اخیار جناب رسالتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول
 قرآن مجید سے آخر تک تلاوت فرمائی۔ مقامات اختلاف کو جبریلؑ بتاتے
 جاتے تھے۔ اور جناب امیر المؤمنینؑ ایک پرچہ ادیم پر تحریر فرماتے تھے۔
 پس بنا براس کے جو کچھ کہ میں نے تمہارے واسطے بیان کیا تمام قرأت

حضرت امیر المومنینؑ خلیفہ بلا فصل سے ہے۔ میں نے کہا۔ اے سیدہ آقا میرے بعض آیات کو میں دیکھتا ہوں۔ کہ اول کو اُس کے آخر سے اُس کے ربط نہیں ہے۔ میرا فہم ناقص کہ نہ مطلب تک نہیں پہنچتا ہے۔ فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ سبب اس کا یہ ہے۔ کہ جناب رسالت مآبؐ نے جب دار دنیا سے رحلت فرمائی۔ تو ضیعی قریش یعنی ابو بکر و عمر نے جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا خلافت کو غصب کر کے ظاہر کیا۔ تو جناب امیر المومنینؑ نے قرآن کو جمع کر کے ایک کپڑے میں لپیٹ کر جس وقت سب مسلمان مسجد رسول میں جمع تھے تشریف لائے۔ اور فرمایا۔ کہ ایہا الناس یہ کلام خداوند پاک بموجب حکم رسول خدا جمع کر کے لایا ہوں۔ تم کو دکھاتا ہوں۔ اور بیان کرتا ہوں۔ تاکہ حجت خدا سے عز و جل تم پر تمام ہو۔ اور میں بروز قیامت پیش خدا مواخذہ ہوں۔ پس فرعون و نمرود امت نے جواب میں کہا۔ کہ ہم آپ کے قرآن کے محتاج نہیں ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ اس کی خبر میرے حبیبؐ نے مجھ کو دی ہے۔ لیکن میں نے چاہا۔ کہ حجت تم پر تمام کر دوں۔ یہ فرما کر منزل مقدس میں اپنی تشریف لائے۔ اُس وقت زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری ہوا۔ کہ خداوند تیرے سوا دوسرا خدا قابلِ پستش نہیں ہے۔ تو یگانہ و واحد ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ جو کچھ تیرے علم میں گذر چکا۔ اُس کا کوئی رد کرنے والا نہیں ہے۔ اور جس چیز کے واسطے تیری حکمت مقتضی ہے۔ اُس کا کوئی مانع نہیں ہے۔ میری طرف سے تو گواہ رہنا اُس روز کہ جس دن حشر خلائق کا ہو گا۔ اور اعمال تیری درگاہ میں عرض کئے جائیں۔ بعد ازیں اُنے حضرت علیؑ کے ابو بکر نے لوگوں کو ندا کی۔ کہ جس کے پاس قرآن مجید سے کوئی

سومہ یا آئیہ ہولائے۔ ابو عبیدہ جراح و عثمان و سعد بن ابی وقاص و معاویہ
 بن ابی سفیان و عبد الرحمن بن عوف و طلحہ بن عبد امد اور ابو سعید
 خدری اور حسان بن ثابت اور دیگر مسلمین آیات قرآن کو جو اُن
 کے پاس تھے لائے۔ اور اس قرآن مجید کو جمع کیا۔ اور جو آیات کہ مشتمل
 میں قبایح پر اُن کے۔ جو بعد پیغمبر خدا ظہور میں آئے۔ اُن آیات کو نکال ڈالا۔
 قرآن سے یہی وجہ ہے کہ صدر آیت کو ذیل سے اُس آیت سے کچھ
 ربط نہیں ہے۔ اور وہ قرآن جس کو بدخط خود خلیفہ اول نے جمع کیا تھا
 بالفعل پاس امام عصر کے موجود و محفوظ ہے۔ اُس میں ہر چیز مذکور ہے۔
 یہاں تک کہ دیت خراش کی۔ جو جلد میں ہم پہنچے۔ ولا رطب ولا
 یا بس الا فی کتاب مبین۔ اس میں شک و شبہ نہیں ہے۔
 کہ یہ کلام الہی ہے۔ اور جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا۔ یہ مجھ کو جناب
 صاحب الامر سے پہنچا تھا۔ میں نے بہت سے مسائل جناب سید سے
 پوچھے۔ اور اُس کو میں نے ایک جلد میں جمع کر کے قواعد شمسیہ اُس کا نام
 رکھا ہے۔ بحر خاص مومنین کے کوئی دوسرا اُس پر مطلع نہیں ہوا
 ہے۔ مگر انشاء اللہ تم اُس کو دیکھو گے۔ شیخ موصوف کہتے ہیں کہ جب
 دوسرا جمعہ ہوا۔ اور وہ جمعہ وسط ماہ میں واقع ہوا تھا۔ ہم نے نماز سے
 فراغت پائی۔ اور جناب سید مجلس افادہ مومنین میں بیٹھے۔ تو اُس وقت
 آواز غوغائے عظیم کی میں نے بیرون مسجد سے سنی۔ میں نے سید سے
 دریافت کیا۔ فرمایا۔ ہمارے لشکر کے یہ سب سردار ہیں۔ جو جمعہ کہ وسط
 ماہ میں واقع ہوتا ہے۔ اُس وقت سوار ہوتے ہیں۔ اور انتظار کشائش
 آل محمد کرتے ہیں۔ میں افن لیکر یا مہر اُن کے دیکھنے کے لئے گیا۔ دیکھا

ایک انبؤہ کثیر ہے تسبیح و تحمید و تہلیل خدا کرتے ہیں۔ اور کشائش کی اُس امام کی دعا کرتے ہیں۔ جو مروج امرائی و نفیعت کنندہ خلق ہے یعنی م ح م د بن الحسن المہدی الخلف الصلح حضرت صاحب الامرؑ یہ دیکھ کر میں مجھ میں آیا۔ سید نے فرمایا۔ تم نے دیکھا۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ امیران لشکر کا شاہ کیا کہتے ہیں۔ میں نے کہا۔ کہ میں نے شمار نہیں کیا۔ فرمایا۔ یہ تین سو آدمی ہیں۔ تیرہ آدمی اور باقی ہیں۔ جب عدد پورے ہو جائینگے۔ تو خداوند عالم اپنی مشیت بالغہ سے قریب و نزدیک فرمائے گا۔ انشاء اللہ کشائش کو واسطے اپنے حبیب کے۔ جو منتظر اس کا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ اے سید یہ کشائش کیونکر ہوگی۔ فرمایا۔ اے بھائی علم اس کا خدا کو ہے۔ اور امر کشائش وابستہ ہے اُس کی مشیت کے ساتھ۔ لیکن اُس کے واسطے چند علامتیں ہیں۔ منجملہ اُس کے یہ ہے۔ کہ ذوالفقار تکلم کرے گی۔ اور غلاف سے باہر آئیگی۔ اور بزبان فصیح عربی عرض کرے گی۔ کہ اے حبیب خدا اٹھئے۔ اور چلئے ساتھ نام خدا کے۔ اور دشمنان خدا کو قتل کیجئے۔ اور منجملہ اُس کے یہ ہے۔ کہ تین آوازیں آجھکیں۔ کہ تمام خلق اُس کو سنیں گے۔ آواز اول ازفت الاذفۃ یا معشر المؤمنین۔ آواز دوم الا لعنة الله علی الظالمین لالی محمد صلی اللہ علیہم اجمعین۔ اور تیسری بدلی ہے کہ قرص آفتاب پر نمایاں ہوگی۔ اور کہیں گے۔ کہ خدا نے حضرت امام م ح م د ابن الحسن المہدی علیہ السلام کو واسطے ہدایت کے بھیجا ہے۔ سنو تم قلی اُن کا اور اطاعت کرو۔ پس میں نے عرض کیا۔ کہ اے سید ہم نے اپنے مشائخ سے سنا ہے۔ چند روایات کو جو حضرت امام عصرؑ سے وہ لوگ روایت کرتے ہیں۔ کہ

آں حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی بعد میری غیبت کے دعوے اس کا کہے۔
 کہ اُس نے مجھ کو دیکھا ہے۔ وہ دروغ گو ہے۔ پس کس طرح ہو سکتا ہے۔
 کہ آپ کے درمیان میں کوئی شخص ایسا ہو۔ کہ جس نے زیارت حضرتؑ
 کی کی ہو۔ فرمایا۔ کہ روایت درست ہے۔ اس کو حضرتؑ نے اُس زمانہ
 میں فرمایا تھا۔ بسبب کثرت اعدا کے اعزاء و اہلبیتؑ سے آنحضرتؑ کے۔
 اور کثرت فراعنہ بنی عباس سے۔ تاکہ شیعہ بایکہ دیگر ذکر سے حضرتؑ کے
 باز رہیں۔ پھر میں نے عرض کیا۔ کہ علمائے شیعہ حضرتؑ سے روایت
 کرتے ہیں۔ کہ ننس کو اپنے شیعوں کے واسطے مباح فرمایا ہے۔ فرمایا
 ہاں ایسا ہی ہے۔ لیکن واسطے اُن شیعوں کے جو اولاد جناب امیر المومنینؑ
 سے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ کہ آیا شیعوں کو خریداری عبید و اماء کی
 امیران عامہ سے رخصت و افن ہے۔ فرمایا۔ ہاں اسیران غیر عامہ
 کی شرع نے بھی اجازت دی ہے اپنے شیعوں کو اس واسطے۔ کہ
 آنحضرتؑ سے مروی ہے۔ کہ عامہ کے ساتھ معاملہ کرو۔ جس طرح
 سے وہ اپنے درمیان میں معاملہ کرتے ہیں۔ یہ دو مسئلے اُن مسائل
 پر زیادہ ہیں جو میں نے تم کو تعلیم کئے ہیں۔ بعد اس کے سید نے
 فرمایا۔ کہ وہ جناب ظہور فرمائیے مکہ میں درمیان رکن و مقام۔ اُن سال کو
 جو طاق ہوگا۔ اور مومنوں کو چاہئے۔ کہ ظہور لامع النور کے منتظر رہیں۔
 میں نے عرض کیا۔ کہ میں چاہتا ہوں۔ آپ کے پاس رہوں جب تک
 حضرتؑ کو افن ظہور کرامت فرمائے۔ فرمایا اے بھائی تمہارے بارہ ہیں
 ایک حکم مجھ کو پہنچا ہے۔ تم اپنے وطن کو جاؤ۔ مجھ کو اور تم کو کتاب مخالفت
 اُس حکم کی نہیں ہے۔ تم مرد صاحب عیال ہو۔ مدت مدید سے اُن سے

غائب ہو۔ اب تم کو لازم ہے۔ کہ زیادہ اس سے اذن سے جلدی نہ کرو۔ یہ سن کر میں نہایت متاسف و متالم ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ آپ پھر کوشش فرمائیے۔ کہ میرا جانا نہ ہو۔ فرمایا ممکن نہیں ہے۔ میں نے کہا۔ کہ مجھے اجازت ہے کہ یہاں کے حالات میں اپنے دوستوں سے بیان کروں۔ فرمایا۔ ہاں اجازت ہے۔ مگر چند امر کہ جو میں تم کو بتاتا ہوں کسی سے نہ کہنا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ تمام عمر میں کبھی میں اپنے امام کی زیارت سے مشرف ہونگا۔ فرمایا یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ مگر بے بھائی ہر مرد مومن مخلص کے واسطے ممکن ہے کہ اپنے امام کو دیکھے اور نہ پہچانے۔ میں نے کہا۔ کیا وجہ ہے۔ میں مومن خالص نہیں ہوں۔ کہ اب تک اس شرف سے مشرف نہیں ہوا۔ جواب ملا۔ کہ دو مرتبہ اس قدر و منزلت سے تو مشرف ہو چکا ہے۔ ایک مرتبہ تو سامرہ جاتا تھا۔ اور ایک مرتبہ اب پر تیرا گذر ہوا۔ قافلہ سے جدا ہو گیا۔ اُس وقت ایک سوار نیزہ دار نے تجھ کو منتشر دیکھ کے صدا دی۔ کہ تو نہ کھبرا۔ تیرے ہمراہی زیر درخت تیرا انتظار کر رہے ہیں۔ جاؤں سے مل اور شاد ہو۔ وہ وصی خاتم الانبیاء امام عصر علیہ السلام تھے۔ پھر دوسری مرتبہ تو ہمراہ اپنے استاد کے کہیں جاتا تھا۔ مصر کی راہ میں کہیں قافلہ بڑھ گیا۔ اور تو قافلہ سے دور ہو گیا۔ اُس مقام پر بھی جب اضطراب تیرا زیادہ ہوا۔ تو ایک سوار نیزہ دار پیدا ہوا۔ اُس وقت زیران اُس کے اسپ زانو سفید قشتہ دار تھا۔ حضرت نے تجھ سے فرمایا۔ کہ ایک قریہ جانب راست ہے۔ وہاں جا کے تو اپنے مذہب سے آگاہ کر کے رات کو قیام کر۔ قافلہ کا نشان

مجھے مل جائیگا۔ میں نے کہا۔ بلا شک یہ دونو ماجرے ٹھیک ہیں۔
 کچھ اس میں شبہ ہے نہ شک۔ یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اب فرمائیے کہ
 ہمارے امام زماں حج کعبہ و زیارت مشاہد مشرفہ کو بھی کبھی جاتے ہیں۔
 ارشاد کیا۔ کہ وسعت راہ دنیا ہر مرد مومن کے ایک قدم ہے۔ ہر سال
 امام زماں حج و زیارت کو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک جا سے ہو کر پھر یہاں
 عود فرماتے ہیں۔ یہ سب ارشاد کر کے مجھ سے کہا۔ کہ اب زیادہ تاخیر
 جائز نہیں۔ جلد تو روانہ وطن ہو۔ اور بلاد مغرب کی اقامت چھوڑ دے۔
 اور ذکر کیا مجھ سے اپنے یہاں کے دراہم کا۔ کہ اُس میں یہ لکھا ہوتا ہے۔
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ م ح م ر ا بن الحسن
 المہدی قائد باہر اللہ۔ اور پانچ اُس میں سے مجھ کو عطا
 فرمائے۔ کہ جو بطور تبرک میرے پاس موجود ہیں۔ پھر سید نے
 مجھ کو اُن جہازوں پر کہ جن پر میں آیا تھا۔ روانہ کیا۔ جب میں من
 بربر میں پہنچا۔ گندم و جو کو ایک سو چالیس دینار سرخ کو فروخت کر
 ڈالا۔ اور وہاں سے شہر طرابلس کی طرف روانہ ہوا۔ اور حسب اشارت
 اندلس میں گیا۔ وہاں پہنچ کر حجاج مغرب کے ہمراہ مدینہ کو چلا گیا۔
 بعد ازاں حج عراق میں آیا۔ اب چاہتا ہوں۔ کہ تاحیات حجاز و نجف
 اشرف رہوں۔ علی بن فاضل مازندرانی فرماتے ہیں کہ نزدیک اُن
 کے پانچ شخص علمائے امامیہ۔ سے سب مرتبہ موسوی۔ شیخ
 ابو جعفر طوسی۔ محمد بن یعقوب کلینی۔ ابن بابویہ۔ شیخ ابوالقاسم جعفر
 بن اسماعیل علی کے دوسرا شخص کوئی نہیں۔ ہے۔ یہ آخر کلمات ہیں
 جو شیخ سے سنے گئے۔ *

فصل ششم

بیان میں علامات ظہور و خروج سفیانی و دجال کے

اکمال الدین میں محمد بن مسلم سے مروی ہے۔ کہ فرمایا جناب امام محمد باقرؑ نے کہ ہمارے قائم کا رعب سب کے دلوں میں ہے۔ ملائکہ اُس کی یاری کریں گے۔ زمین اُس کے واسطے پیچیدہ ہوگی۔ زمین کے خزانے اُس پر ظاہر ہونگے۔ مشرق سے مغرب تک سلطنت کریگا۔ دین خدا کی امانت کہیگا۔ دلوں کو المشرق کون کوئی ویران نہ رہیگا مگر یہ کہ آباد ہو۔ عیسیٰ بن مریم آسمان سے اتریں گے پیچھے اُس کے نماز پڑھیں گے۔ میں نے کہا کہ آپ کے قائم کب ظاہر ہونگے۔ فرمایا۔ جس وقت مرد شبیہ لبورت اور عورت شبیہ بمرد ہو۔ مردوں کو مردوں سے واسطہ ہو۔ عورتوں کو عورتوں سے رابطہ ہو۔ عورتیں گھوڑوں پر سوار ہوں۔ خونریزی میں نیکیوں کی گواہی مقبول نہ ہو۔ خونریزی کو آسان و سہل سمجھیں۔ لوگ زنا کریں۔ سود کھائیں۔ بدوں کی زبان سے تقیہ کریں۔ سفیانی شام سے اور یمانی یمن سے خروج کرے۔ ایک لشکر گراں زمین میں دھنس جائے۔ اور ایک جوان مابین رکن و مقام کے مقتول ہو۔ نام اُس کا محمد بن حسن نفس زکیہ ہو۔ ایک صدا آسمان سے آئے۔ کہ وہ اور شیعی اُس کے برحق ہیں۔ اُس وقت قائم ہمارا خروج کرے۔ دیوار کعبہ پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ ایک سوتیرہ نفر گرد اس کے جمع ہوں۔ اول کلام کہ جو اُس سے صادر ہو۔

یہ ہو۔ بقیۃ اللہ خیر لکھوان کنتہ مومنین انا بقیۃ اللہ فی امرہ۔
 جب دس ہزار لشکر جمع ہو جائے۔ وہاں سے باہر آئے۔ تمام زمین
 میں کوئی معبود بت اور غیر بت سے خدا کے سوا نہ ہے۔ بت اور غیر بت
 آگ سے جل جائیں۔ یہ سب بعد غیبت طولانی کے ہوگا۔ اور اس غیبت
 طولانی میں خدا اپنے بندوں کا امتحان لیگا۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ کس کس نے
 اُس کی اطاعت کی۔ اور کس کس نے معصیت کی +

حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے فرمایا۔ کہ فتنہ
 در میان اہل مغرب و مشرق کے وقع ہو۔ اُسی اثنا میں سفیانی خروج کرے
 دامن یابس سے اور دمشق میں آئے۔ اور دوشکر مہیا اور آمادہ کرے
 ایک لشکر کو جانب مشرق بھیجے۔ جب وہ زمین بابل تک پہنچیں۔ کہ وہ
 متعلق مدینہ ملعونہ بغداد کے ہے۔ تین ہزار سے زیادہ آدمیوں کو قتل
 کریں۔ اور سو عورت سے زیادہ رسوا و فحشیت ہوں۔ تین سو بزرگان
 بنی عباس کو ماریں۔ اور پھر کوفہ کی طرف روانہ ہوں۔ اور اس کے گرد و
 پیش مقاموں کو خراب کریں۔ وہاں سے شام کو روانہ ہوں۔ پس ایک
 علم ہر اہل بیت کوفہ سے نکلے۔ لشکر سفیانی کا تعاقب کرے۔ اُن تک پہنچ کر
 سب کو قتل کریں۔ کہ ایک نفر بھی باقی نہ ہے۔ سب اموال و عنایم جو اُن
 کے ہاتھ میں ہوں یہ سب لے لیں۔ دوسرے لشکر کو سفیانی طرف مدینہ
 کے روانہ کرے۔ جب وہ سب داخل مدینہ ہوں۔ تین دن تک غارت و
 تالاج کریں۔ پھر وہاں سے روانہ مکہ ہوں۔ جب بیدامین پہنچیں۔ حق تعالیٰ
 جبرئیلؑ کو حکم دے۔ کہ زمین پر جا۔ اور ان سب لشکر کو ہلاک کر۔ پس جبرئیلؑ
 اور پاؤں اپنا زمین پر ماریں۔ زمین بھٹ جائے۔ اور وہ سب زمین میں سما

جائیں۔ اور کوئی اُن سے زندہ نہ بچیں۔ مگر دو نفر عرب جہنمیہ سے۔ اور اسی حدیث کو علمائے اہل سنت نے مثل ثعلبی وغیرہ کے اپنی تفسیر میں لوتری اذعر عواذاً کی تفسیر میں لکھا ہے۔ اور شیعوں کے عالموں نے بھی حضرت باقرؑ و صادقؑ سے نقل کیا ہے۔ کہ آیہ لوتری اذفر عواذاً بارہ سفیانی اور اُس کے اتباع کی ہے۔ رسالہ اصول خمسہ میں اسی روایت کو مع شئی وزائد تحریر کیا ہے۔ اگرچہ تنکار موجب تطویل کلام ہے۔ لیکن باعث مزید اطلاع خاص و عام ہے لکھا ہے۔ کہ علامت ظہور قائم سے ایک یہ ہے۔ کہ ایک مرد جانبین سے خرمج کرے۔ اور گرد و نواح میں اُس کے غلبہ کرے۔ اور ظاہر اودہ نسل بنی عباس سے ہو۔ دوسری یہ کہ سفیانی شام میں خروج کرے۔ اور مروی ہے۔ کہ نام اُس کا عثمان بن عتبہ ہو۔ نسل یزید بن معاویہ بن سفیان علیم اللعنة والخذلان سے ہو۔ تمام بلاد شام کو اپنے قبضہ میں لانے۔ چار شانہ رکھتا ہو۔ قد اُس کا میاں نہ ہو۔ سر بڑا کریںظر۔ بد صورت۔ کبود چشم۔ آبلہ رو۔ اور ایسا معلوم ہو کہ ایک آنکھ سے کانابہ ہے۔ لیکن کانانہیں ہے۔ سات مہینے قبل از ظہور حضرت صاحب الزماںؑ ماہ رجب میں خروج کرے۔ تیسری یہ کہ چاند گسن پنجم ماہ اور بعض روایت میں ہے کہ آخراہ میں واقع ہو۔ چوتھی سورج گسن پانزدہم ماہ کو ہو۔ اور یہ دونوں علامت یعنی چاند گسن و سورج گسن اس طور پر خلافت قاعدہ منجمن ہے جس دن سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے ایسا واقع نہیں ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا قیامت تک۔ مگر اسی وقت چاند پانچویں ایک لشکر کا زمین بیا میں زمین کا نکل جانا۔ حال اس کا مفصل روایت مذکور بالا میں مذکور ہے۔ چوتھی قننا نفس زکیہ در میان رکن و مقام۔ اور حال اس کا

اس طرح پر ہے۔ کہ جب ظہور حضرت کا نزدیک ہو۔ ایک شخص اُن ملاذموں سے کہ جو خدمت اقدس میں ہوتے ہیں۔ اس خوشخبری کو مکہ میں پاس ایک جوان کے کہ نام اُس کا محمد بن حسن ملقب بنفیس زکیہ ہو۔ اور ذریت امام حسن مجتبیٰ سے ہو پہنچائے۔ اور وہ عجلت کر کے ارادہ خر مچ کرے۔ اہل مکہ آگاہ ہو کر اُسے قتل کر کے سر اُس کا سفینیائی کے پاس بھیجیں۔ اس قضیہ کے پندرہ دن بعد حضرت ظہور فرمائیں۔ ساتویں صبح یعنی آواز۔ اور یہ اس طرح پر ہے کہ اول روز وقت طلوع آفتاب جانب مشرق سے جبریلؑ آسمان سے آواز دیں۔ کہ یہ محمدؐ بنی آل محمدؐ ابو القاسم محمد بن الحسنؑ امام ہیں اولاد امام حسینؑ سے۔ اُن کی اطاعت کرو۔ تاکہ راہ نیک ملے۔ اور اُن کی مخالفت نہ کرو۔ کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس آواز کو تمام اہل آسمان و زمین و ملائکہ و جن انس مغرب و مشرق و بحر عالم کے سُنیں۔ اور اُس طرف متوجہ ہوں۔ اور آپس میں اس کی گفتگو کریں۔ اُسی روز وقت غروب آفتاب مغرب کی طرف سے شیطان برحیم جانب زمین سے پکائے۔ کہ خدا تمہارا عثمان بن عفان بن زید سے ہے۔ زمین فلسطین میں طرف شام کے خر مچ اُس نے کیا ہے۔ پیروی اُس کی کرو۔ تاہدایت پاؤ۔ اور مخالفت اُس کی نہ کرو۔ کہ گمراہ ہو گے۔ جس شخص کے دل میں شک و شبہ ہو۔ اور طینت اُس کی ناپاک ہو۔ اس آواز دوم سے گمراہ ہو جائے۔ وقت ظہور حضرت کا روز جمعہ دہم ماہ محرم ہو۔ سالماے ہجرت سے کوئی سنہ طاق ہو۔ ایک یا تین یا پانچ یا سات یا نو۔ اور رنگ مبارک حضرت سرخ و سفید۔ پیشانی کشادہ۔ چہرہ پر تائب رہست خال نورانی مثل ستارہ درخشاں۔ اور عمر شریف اگرچہ بہت دیر از ہے لیکن دیکھنے میں جوان چہل سالہ معلوم ہو ننگے۔ تتمہ روایت اسی کتاب

میں مکرر مذکور ہے۔ حاجت تکرار نہیں ہے۔ اور کتاب اکمال الدین میں ضحاک سے اور اُس نے نزال بن سبرہ سے اور اُس نے امیر المومنین سے روایت کی ہے۔ کہ آپ نے ایک دن بعد حمد و صلوة کے فرمایا۔ سَلَوْنِي قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِي تین مرتبہ۔ معصوم بن صوحان نے اٹھ کر عرض کیا۔ یا امیر المومنین و قال کب خروج کر گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ بیٹھ خدائے تعالیٰ نے تیری بات سنی اور مطلب تیرا سمجھا۔ خدا کی قسم بات یہ ہے۔ کہ اُس کا تو نے سوال کیا ہے۔ کہ مثل تیرے مسئل بھی اس مطلب کو نہیں جانتا ہے۔ لیکن علامتیں اور چند نشانیاں ہیں۔ کہ وہ پے در پے ظاہر ہوتی ہیں مثل قدم اٹھانے کے۔ کہ ایک قدم کے بعد دوسرا قدم اٹھایا جاتا ہے۔ اگر تو چاہتا ہے۔ تو ہم ان علامتوں کو بیان کر دیں۔ عرض کیا۔ ہاں یا امیر المومنین۔ فرمایا۔ یاد رکھ۔ جس وقت نماز کے لوگ تارک ہوں۔ یا اُس کی طرف سے بے پروائی کے سالک ہوں۔ امانت میں خیانت ہو۔ جو بات بطور امانت کے کوئی شخص کسی کے سپرد کرے۔ اُس کو افشا کریں۔ امر کذب و دروغ علانیہ سچا یا کریں۔ سود کھانے کا رواج ہو۔ رشوت لینے کی طرف میلان مزاج ہو۔ مکانوں کو مستحکم و بلند بنائیں۔ دیواریں بہت مرتفع اٹھائیں۔ اقسام رنگ و لوس اُس کو زیبیت دیں۔ التذاذ نفس و تفریح طبع کے لئے اُس کی زیبائش میں ہمت کو رنج و محنت دیں۔ دین کو دُنیا کے ساتھ فروخت کریں۔ بطبع حصول مال و دولت آتش حرص سے خرمن اعمال پسندیدہ خدا کو سوخت کریں۔ نادان و کم عقل معاملات میں معتبر ہوں۔ زمانا ناقص العقل مشیر کا ہر فرد بشر ہوں قطع صلہ رحم کریں۔ اپنے قرابت داروں پرستم

اور تکلیف قلع ہو جائیگی بعد اس کے فرمایا کہ اب پوچھو مجھ سے کہ اُس کے بعد کیا ہوگا۔ کیونکہ میرے
حبیب سوا خدا نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ سو اہل ذی عترت کے کسی سے نہ کموں۔ نزال بن سبزو
نے صحیحہ کہا کہ امیر المؤمنین نے اس بات سے کیا ارادہ کیا ہے۔ صحیحہ نے کہا۔ یا ابن سبزو
وہ شخص جس کے پیچھے عیسیٰ ناز ٹھہرے گا۔ امام دوازہم سمجھتے ہیں عترتِ پیغمبر سے کہ نوبل دلا دلا امام حسین
سے ہوگا۔ اور وہ ہے آفتابِ کونخبر سے طلوع کرے گا درمیانِ مکن و مت م کے۔ اور زمین کی
پاک کرے گا۔ ترزوے عدالت کو نصب کرے گا۔ کوئی شخص کسی پر ظلم نہ کر سکے گا۔ اور خدیو امیر المؤمنین
نے کہ میرے حبیب رسول خدا نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ اپنی عترت کے سوا اس خبیثہ کو کسی سے
نہ کموں۔ اور نافع نے عبد اللہ بن عمر سے قتل کیا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے ایک دن
نماز صبح کی اپنے اصحاب کے ساتھ پڑھی ہو۔ اس کے اٹھنے کے بعد اصحاب کے اور آٹے
ایک گھر کے پاس۔ اور وردانہ ٹھکرایا۔ ایک عورت باہر آئی۔ اور عرض کیا اے ابوالقاسم
آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا اے ام عبد اللہ میرے واسطے اجازت لے عبد اللہ بنے فرزند کے
اُس عورت کے کہا۔ آپ کو اُس دیوانہ سے کیا مضروب ہے اپنے گھروں میں رہ بول نہ کرنا ہے۔
اور بڑی بڑی باتیں زبان سے نکالتا ہے۔ فرمایا تو اجانت لے۔ اُس نے کہا آپ اپنے
ذمہ لیں جو کچھ اُس سے کہیں یا دیکھیں۔ فرمایا میں نے اپنے ذمہ لیا۔ پس بیٹھ گیا۔ آپ
داخل ہوئے حضرت جب اہلِ حوث تو دیکھا ایک چادر میں سکوپیٹا ہے۔ بہتستہ بہتستہ خود
بخود ہاتھ کٹتا ہے۔ اس کی مارنے کہا چپے اور بیٹھ کر کہتے ہیں؟ تیسے پاس نشیمن تھے
ہیں۔ پہلے شام روشن ہوا۔ دیکھا بعد اس کے پیغمبر سے کہا۔ ما ملک العنہ اللہ لوتو کذا لاخیر
اھ بھو این کیا ہوا میری ماں کو اگر وہ مجھے اپنی حالت پر چسورہ بنی تو میں نہ بدیتے۔ تم لوگوں کو
کہ بتیق وہی ہوتا۔ حضرت نے فرمایا کیا چیز تو دیکھتا ہے جو اب دیا حق و باطل کو ایک دیکھا
ملا ہوا پانا ہوں۔ امد ایک تخت پانی کے اوپر ہے۔ بعد اس کے کہا۔ اشھدان لا اللہ الا
اللہ۔ ان رسول اللہ جناب پیغمبر خدا نے فرمایا اس طرح کہ۔ اشھد ان لا اللہ الا اللہ وان

محمد امجد الملوک کیونکہ فضل و تجدد کو سزاوارت نہ دی گئی تھی۔ دوسرے دن بھی نماز صبح پڑھ کر
 گئے تو دیکھا کہ وہ وقت خراب پڑھا ہوا ہے اور وہاں گیت گاتا ہے۔ اسکی ہانگ گئی۔
 چپے اور نیچے اتر بیٹھ محمد تشریف لائے ہیں۔ پس خاموش ہو گیا اور نیچے اتر آیا اور وہی جہاں
 والفاظ روز سب کو گاتا بیٹھ دن جب بعد نماز صبح کے پھر حضرت تشریف لیٹے تو دیکھا اور یہ
 کنگہ کو سفند آگے ہے اور مانگ کو سفند آگے اور کرتا ہے پھر اگلی ہانگ اٹھ خاموش کیا۔ اور
 اس نے بدستور سابق الفاظ سابق کو کہا۔ اس دن چند ایسے مرد و خان کی نانہل ہوئی تھیں جنہوں نے
 نماز صبح میں اسکی تلاوت فرمائی تھی۔ اس بد بخت نے جب عبارت سابق کو گئی تو حضرت نے جواب
 دیا کہ فضل نے مجھ کو تجھ سے سزاوارتر نہیں کیا ہے اور تیرے دل میں میری نسبت کوئی خبر ہے۔
 اگر تو سچا ہے اسباب میں کہ مافی الضمیر کو ہر شخص کے بتلاتا ہے۔ تو بیان کرو یا چاہیے۔ تو کہا
 اُس الخ الخ یعنی دو دو تفسیر آیہ یوم یاتی الساعۃ ویدعونہم من ربہم اے کہ اشارہ
 طرف مایق قتل و قباں کچھ ہے جیسا کہ منقول ہے کہ مدت عیسٰی کہ دو دو میں قتل کو قتل کہینگے
 اور اس خبر کی بلفظ الخ یعنی دل میں حکایت خان اور میر قتل کی ہے۔ حضرت نے یہ سن کر
 فرمایا۔ خدا یہی ارادے رکھ رہا ہو۔ فَإِنَّكَ لَنْ تَعْدُوَ وَاجِدَكَ وَلَنْ تَبْلُغَ أَمَلَكَ وَلَا تَنَالَ
 الْخُلَاقَ۔ نیک یعنی اپنی اصل سے تجاوز نہ کرے گا اور اپنی آرزو کو نہ پہنچے گا۔ اور نہ پہنچے گا اُس
 چیز پر کہ نہایت مقدّر کیا ہے تیرے واسطے حسین بن مسعود فرما کہ اہلسنت کے اپنی شرح
 سنت میں لکھتا ہے کہ یہ کہ مدت کا دو احتمال رکھتا ہے۔ ایک یہ کہ تیرے مرتبہ میں سو
 کہ تو عدم غیب جانے بطریق وحی کہ انبیاء کو حاصل ہے یا ازراہ اسام کہ جو اولیا کو حاصل ہے۔ بلکہ
 پیغمبر نے کچھ باتیں اپنے صحابہ کی تعریف میں کہی کہ وہ ملعون داخل قتل ہو اس کو چھڑنا تھا
 اور کچھ شیطان نے اسکی خاطر میں ڈالا تھا کہ یہ بات اس کی دوسری کہ تو ہر مرتبہ الہی باتیں کہے
 تقدیر کسی کا چارہ نہیں کر سکتا ہے جو کچھ تقدیر ٹوٹے تیرے ام میں۔ وہ تجھے پہنچے گا۔ اولیٰ علیہ السلام
 نے کہا کہ یہ مدت اس وقت کا ہے کہ جب جبریل نے یہود و نصاریٰ کو کیا تھا اور وہ یہاں مسلمان ہو کر

عمدہ تھا اور ابن مسیاد بھی اس میں تھا۔ خبر ابن الصباغی حضرت تک پہنچی تھی کہ وہ دعوہ کراؤٹ
 اخبار غیب کا کتاب ہے۔ دوسرے چاہا کہ اس کا امتحان کریں بعد گفتگو کے حضرت نے جانا کہ وہ زمرہ ساحلوں
 کا رہتا ہے یا ان لوگوں میں ہے کہ جن بایں شیطان اس کے پاس آتے ہیں اور خبریں اس کو دیتے ہیں۔ یا
 اس کی زبان سے باتیں کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کو اس کے پاس حضرت نے اُسے جھٹکا اور فرمایا احسان فلن
 تعد ما قدرنا الخ یعنی دوسرے شیطان یہ باتیں جو کہتا ہے تسویلات شیطانی ہیں نہ وحی۔
 جیسا تو نے تو ہم کو کیا تھا اور کہتا تھا کہ ہم رسول خدا ہیں۔ اور جو چیز بالقائے شیطان ہو۔ اس کا
 اعتبار نہیں ہے۔ کبھی صحیح ہوتی ہے کبھی غلط جیسا کہ اس قسم میں مذکور ہے کہ پیغمبر نے اس سے
 فرمایا کیا دیکھتا ہے۔ تو اس نے کہا۔ ایک تخت پانی پر دیکھتا ہوں پیغمبر نے فرمایا کہ تخت
 ابلیس کا پانی پر ہے اُسے تو دیکھتا ہے۔ پھر فرمایا کیا دیکھتا ہے جو اب یا صادق کا ذبا
 یا کا ذین صادق یعنی راست و دروغ کو ملا ہوا دیکھتا ہوں حضرت نے فرمایا۔ اُتس علیہ دعوہ یعنی
 مشتبہ کرو یا گیا ہے اُس کے اوپر اُس کو اس کے حال پر چھو دو خلاصہ یہ کہ وہ حال قند ہے خدا اس کے
 ساتھ امتحان کرے گا۔ یہ فَلَکَ مَنْ هَلَکَ عَنْ بَیِّنَةٍ وَیَحْکِیْ مَنْ حَیَّ عَنْ بَیِّنَةٍ۔ جیسا کہ قوم موسیٰ نے
 گو سالہ پستی کی بجائے ہلاک ہوئے اور بعضوں کو خلاصے نجات دی۔ القصہ بعد اس کے رسول نے کہا۔
 ایہا الناس خدا نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس پیغمبر نے اپنی قوم کو فتنہ و جال سے ڈرایا ہو۔
 اور خدا نے اس امر کی آج تک ناخیر کی پس جب بوقت شرب و تشکیک تم لوگوں کو اس کے حاصل ہو فیکر کرو کہ
 خدا تمہارا ایک چشم نہیں لگے گا کہ وہ پر سوار ہو کر یا نہیں آتا ہے۔ اور عرض مابین ہر دو گوش حکام ایک
 میل راہ ہو اُس کے ساتھ بہشت و فرخ ہو۔ ایک پہاڑ روٹی کا ایک پانی کی ہو۔ اکثر فرمانہ دار اس کے
 یہ دو دعوتیں اور اعراب باد لیشین ہوں۔ تمام جگہ سیر کرے مگر کہ وفانہ خدایینی مسجد الحرام مدینہ
 و خانہ خدایینی مسجد نبیہ خٹکراں جگہوں کو وہ نہ دیکھ سکے گا اور پاؤں اس کا دار نہ پہنچ سکے گا۔ سالہ اصل غم
 میں احوال و جلال اس طرح پر مرقوم ہے کہ بہت اخبار میں وارد ہوا ہے کہ وہ بال ایک کا فر ہے۔
 علم سحر میں نہایت خدانت کہتا ہے۔ اور اس امر میں بڑی مہارت رکھتا ہے۔ زما ۰۰ قدرت

رسول خدا میں متولد ہوا۔ ایک دن آپ یگانہ دل میں جو مدینہ دو فرسخ پر واقع ہے تشریف لیگئے تو فرمایا کہ ولادت دجال کی اسی گائوں میں ہوگی۔ نام اس کے باپ کا حیا ہے اور اس کی ماں کا نام کاہنہ ہے۔ اور یہ دو قضا کرتے ہیں اور اس کا ذکر کے رہنے والے سب یہود ہیں۔ یہ حکایت رذر بمحکم کی تھی اس مہنتہ کے رذر چہار شنبہ کو وقت زردی نے آفتاب کے دجال بد مال پیدا ہوا جب میں پر آیا فی الغور بیٹھا اور بات کرنے لگا۔ اپنی تعریف کی جو کچھ جو کوئی اپنے دل میں کہتا تھا وہ بتلا دیتا تھا اور رعایت بساعت بڑا ہوتا تھا۔ ایک ناکہ اس کی مثل دانہ انگور کے جرابانی پر ہوئی باہر نکلی ہوئی اور دوسری ناکہ مسوخ تھی۔ ریش دراز رکھتا تھا۔ نام اس کا دجال رکھا گیا یعنی دروغ گو و فریبندہ۔ اسی ایام میں عبداللہ بن مسعود و محمد بن مسلم اس گائوں میں پہنچے اور اس شوب غوغا کو سنا۔ سب اس کا پوچھا جب حقیقت اس کی سنی دیکھنے کو گئے۔ تو مشاہدہ کیا اس کی پیشانی پر خط صنع یزدانی لکھا ہے۔ الکا فباللہ۔ اور بروایت دیگر آف سراجہ با حروف لکھا ہے۔ وہاں سے پھر کہ جب خدمت جناب رسالت مآب میں آئے جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ دوسرے دن جناب محبوب کبریٰ علیہ التمجید والثناء و خواہن مسعود و عمر اس گائوں میں تشریف فرما ہوئے۔ جب اس کے دروازہ پر پہنچے۔ دروازہ کھلوا یا۔ مادر دجال حضرت کو اندر لیگئی جب حضرت داخل مکان ہوئے تو اپنے رفیقوں کے المرحوم دخان ہر ایک نے شکر اپنے دل میں ادا رکھا۔ اور یہ اس واسطے کیا تھا کہ دجال کا امتحان کیا جائے کہ کیا کتاب ہے۔ جب اس کے پاس پہنچے۔ تو دیکھا کہ دجال چار زانو بیٹھا ہوا پنکھا ہمارا ہے۔ اور گھڑی گھڑی بڑا ہوتا ہے۔ اور آدمیوں کے ساتھ ہر قسم کی بات کتاب ہے۔ حضرت نے فرمایا اے دجال گواہی دے کہ ہم رسول خدا ہیں۔ دجال نے کہا کہ تم رسالت خدا کیلئے مجھ سے بہتر نہیں ہو تم گواہی دو کہ ہم رسول خدا ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ دجال نے کہا اے محمد تم گواہی دو کہ ہم خدا ہیں حضرت نے فرمایا اتعسا لک یا ملعون یعنی ہلاک ہو تو اے ملعون۔ پھر دوسری مرتبہ وہی اپنے فرمایا۔ اور اس نے بھی وہی جواب دیا۔ یا تیسری مرتبہ فرمایا کہ تو کہہ لا الہ الا اللہ

محمد رسول اللہ - دجال نے وہی سخن بیہودہ اول و دوم کہا جب حضرت اس کے اسلکھ مایوس ہوئے
 تو جو کچھ دل میں قبل داخل ہوا اس گھر کے کیا تھا استفسار کیا۔ دجال نے جلد ہی کہا الحمد للہ
 حضرت نے فرمایا فانتک اللہ۔ پس عمر نے تلوار اس سر پر باری۔ ہلکا چھوڑنے ہوا۔ بلکہ وہ تلوار
 پٹ کر عمر کے سر پر گئی اور چار انگل سر میں گھس گئی خون بہنے لگا حضرت نے فرمایا۔ اے عمر تو
 قصائے خدا کو رد نہ میں کہ یہ کتا بعد اس کے دست ہمارے اس کے زخم پر کھڑکے دے کی فوٹا چھڑ گیا
 اور اس مکان سے باہر نکلے متوجہ مدینہ ہوئے۔ دجال نے افعال بھی حضرت کے پیچھے روانہ مدینہ ہوا
 جب خلافت نے سبقت عجیب ہیئت غریب کھائی۔ تو نہ بنس تماشہ گرد اس کے جمع ہوئے۔ دجال اچھا لک
 پھار پھڑک گیا اور ایک بھاری تھپڑ لگا کر ان لوگوں کی راہ میں کھ دیا اور درمیان کوہ کے انہو
 محبوس کر لیا عمر ترسا، مگر نیر حضرت کی خدمت میں آیا اور حال بیان کیا کہ دجال نے اپنے سحر
 ایک گردہ نمین کو پو، زمین قید کیا ہے حضرت موحضار کے آٹھ کہ تو جو طرف پہاڑ کے
 ہوئے۔ اور دست تضرع دعا کیوں لٹا اٹھا کر دعا فرمائی کہ اے خدا اس شر کے شر سے میری موت
 اس وقت تک کہ تو خود جانتا ہے محفوظ رکھ۔ فوٹا ایک مرغ آسمان پیدا ہوا اور نیچے اترا۔ اس
 بد افعال کو چنگل میں کچڑا کر اڑا یہ چند دجال تضرع و ہتھال کرتا تھا کہ اے محمد مجھ کو عقاب رہائی
 دے۔ لیکن حضرت نے کچھ نہیں سنا اور اس مرغ نے اس کو دریا طبع انسان میں اپنی کراہیکہ بنیہ میں
 دل دیا اور اس جگہ قید کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ بعد دعا کے حضرت جبریل آئے۔
 اور جس وقت وہ دیریاں ہیو جو کچھ خیبر بیٹھا، واقعا اٹھا لیا۔ مادر و پدر و قوم اس کا فر کے ڈرتے
 تھے اور روتے تھے اور جہیں اس کو لئے ہوئے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ انکی نظروں سے غائب
 ہو گئے اور اس جزیرہ میں نہوس کیا۔ اس جگہ طوق و زنجیر میں جکڑا ہوا محبوس ہے جیت تک کہ
 خاتمہ خدا اس کے خروج کیلئے ہو۔ یہ سال اصول خمسہ میں کتاب صحاح مصابیح و ذہرۃ الریاض سے
 نکلے ہے کہ تمیم حارثی ایک دن خدمت میں جناب سالک التائب کی آیا اور عرض کیا کہ ہم ہیں ارمی
 کشتی پر سوار تھے۔ ناگہ کشتی طوفان خوردہ ہو کر ٹوٹ گئی۔ ہم سب ایک ٹکڑے سے تھوڑے۔ کے

پہلے مجھے ایک جزیرہ میں پہنچے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ ایک مہینہ کشتی دریا میں
 سیر کر رہا ہے۔ آخر جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں پہنچ کر ایک سدھا بندہ اور مقدس بزرگ ملا
 دیکھا کہ اگر بنی اس کے پیش سرکھڑا ہوتا اس کی دم کو نہ کیجے گا۔ اس کا مثل شتر اور زرافہ کا مشابہ
 انسان اور شتر مثل شیت کا اور تمام بدن میں بقدر درہم درہم پھسل تھا۔ ہم سمجھ گئے۔
 سبحان اللہ ہرگز کوئی حیوان اس مثل کا آج تک نہیں دیکھا اس نے گویا ہونڈا کہ دبا میرا ہوا
 مجھ سے عجیب تر ہے۔ ہم لوگوں نے پوچھا وہ کہاں ہے۔ کہا اس قصہ میں جو وہ طہافہ دیتا ہے
 ہم سب قہر میں گئے۔ تو ایک ایسے قصہ کو دیکھا کہ مقدس طویل و دراز کوئی آدمی نہیں دیکھا
 تھا۔ ایک کچھ اس کی نسخہ تھی یہ وہ دوش کے درمیان میں بال مثل نیزہ کے نکلا ہوا پیشانی
 پر اس کی کافروں نے لکھا ہوا۔ ایسی سے زانو تک خجہ و بندہ چبکا ہوا دست راست طوق
 گردن سے بندھا ہوا درمیان زمین و آسمان کے معلق کھڑا ہوا ہے جب اس نے ہم لوگوں کو دیکھا بڑے
 زور سے چلایا۔ اور ایسا پھولا کہ ہمارا وہ مرد و دوش بالکل دبا جھڑکتی جبلیاں ساعت گزری
 ساکن ہوئے مجھ سے کہنے لگا ہم دارن سیرا ہی نام ہے میں نے کہا ہاں پھر بہت سادہ مجھ سے
 پوچھے بعد اس کے کہ تو نے مجھ کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا کون محمد جواب دیا نبی تھامی عربی کہ مولہ
 اس کا مکہ میں تھا اور مدینہ میں ہجرت کیا صحب لود شفاعت و حوس و کرامت میں جواب دیا۔
 ہاں دیکھا ہے۔ اس نے کہا کہ جب ان کے پاس جانا ایمان لانا اور نیست کہ میں تجھے کی ہے
 کسی نے نہیں کی ہے۔ و بروایت مصباح پوچھا کہ عرب ان سے ملے۔ میں نے کہا ہاں۔ پوچھا
 کون مظفر منصور اور کون مخدعل و متھو ہے۔ میں نے کہا کہ ان لوگوں نے اطاعت قبول کی سعادت حاصل
 کی۔ یہ سن کر انکی بہتری ہوئی۔ بعد اس کے کہنے لگا کہ نزدیک مجھے ابازت خرید کے ہلے۔ تمام
 زمین کو چالیس رات میں طے کر دے گا۔ بعد اس کے اپنے نزدیک بلایا کہ نام اسے احسان ہے جس نے
 آیا اور اپنے زانوؤں نو زمین پر ریک یا۔ و چالیس کے کیا ان چند شخصوں کو اٹھائی زمین پر پناہ
 ہم سب اس پر چڑھ گئے اور ایک ساعت میں مدینہ پہنچے۔ یہ ہم اس کے لئے افی قہ۔ اور ان کے ہاتھ

نروج اُس بد مال کی ہے کہ تین سال قبل خراج کے سامان قحط و بکار ہوئی تھی و عسرتا شکار ہو چکا
 اصل میں خداوند تعالیٰ کا چکر ماز کو پہنچے کہ ٹلٹ باڑیں نہ برسنا۔ اور زیرہ کہ یہ زمانہ ہو کہ ٹلٹ زرعیت
 و گھاس وغیرہ نہ جمائے۔ دس سال آسمان و زمین و فتنہ رحمت و برکت کو منتظر کرے۔ تیس سال
 میں ایک قطرہ آسمان نہ پڑے۔ اور ایک پتہ گھاس کا زیرہ نہ اُگے۔ بعد اس کے دجال خبریہ اُڑے۔ بعض اخبار
 ایسا مستفاد ہے کہ نروج کے اگلے قبل از ظهور پیغمبر ہوگا۔ اور بعض طایف میں کہ بعد از نزول پیغمبر ہوگا۔ اٹھادس سال
 بعد بتقدیر جبرئیل نروج کے پہلے ایک پہاڑ کی بلندی پر بیٹھے اور بآواز بلند فرمادے کہ ادرت کہ آواز کی
 جھلک فریخ تک جاتا بعد اس کے نوجو مال کے سب بار بار دشت زمینیں اور ساطعت یرقین اور ہر وایت
 چالیس دن اُس پہاڑ پر پیغام کرتے تا ابراہیم گھرا ہی گیا ہو۔ بعد اس کے پہاڑ سے نیچے آئے۔ اور
 اُس پر پورا ہوا۔ دوسرے کہ بن اُس خر کا تمام مثل گل سرخ کے ہے۔ اربار و راتھ پاؤں اوتوٹک
 سیاہ اور زانو سے تا ہنہنید اور درمیان دو دو کانوں کے چالیس میل کا فاصلہ ہو کہ تین میل کا ایک فرخ
 ہوتا ہے۔ اور بلند نیکی زمین سے سات فرخ اور دھڑی نیکی میں سرخ اور ہر قدم اُس کا ایک میل کہ تین
 قدم اُس کا ایک فرخ ہو۔ اور درمیان میں اُس کے ہر پان کے بست لگے بیٹھیں۔ اور وہ کانوں پر پورا ہو
 اور ایک عہد آنقرہ ہاتھ میں لے اور سول اُس کا ایک فرخ۔ اور بزرگ اُس خٹکے کے ہمال سے
 آواز خرو ساز تانہ کی کمال خوشی کے اور ایک بڑا پہاڑ اُس کے داہنی طرف رسول سر پہ جبکہ وہ جاتا
 ہمراہ ہے۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہو کہ نہایت راستگی اور زیبائش میں انواع لغتہ و دیو و جن کے
 بھرا ہوا ہوا ہے۔ اور ہر طرف نہیر اُس میں جاسی ہوں۔ کہ دیکھنے والوں کی رخصت اُس کے دیکھنے سے
 ہر کانکیر اور اس باغ کا ہر شہت نام لکھے۔ اور بائیں طرف دوسرا پہاڑ آگ اور بار و غنم و انواع
 حشرات الارض اور اسنات عذاب بھرا ہوا ہو۔ اس کا نام دفرخ رکھے۔ اور باہر اڑیں۔ کہیں کہ میں
 نہا اٹھنے بڑے ہوں اور نہا اڑے اور نہا بے ہمتا ہوں جو میری طاعت کرے اور میرا پر ایمان لا
 اُس نے بہشت میں داخل کر دینا اور جنت سے تنعم کر دینا۔ اور میری طاعت کرے کہ اُس کو دوزخ میں
 جگہ دینا جہنم اور ماندان کے رزق اُس کے سر اور سائر مردم سے بھی بہت سے

لوگ باوجود اس کے کہ اس کو کافر و کاذب جانتے ہیں شریک ہیں چونکہ چند سال الیہ قیام اور
 امتیازی دیکھتے ہیں اور اسلئے سب شقیں اور اذیت گزشتگی کی پائی ہوئی ہیں۔ اور اس قدر
 قوت امتحان کی بھی نہیں رکھتے ہیں۔ اور بشت ملعت کا مشاہدہ کریں جو اس کے ساتھ ہو بطبع
 حفظ جان و نعمت چمچے اس کے رہیں اور وہ گروہ جو عقل و شعور سے بے نصیب ہو یا دل میں شک
 شبہ رکھتے ہیں ان بھروسے یا دوسرے بھروسے میں اس کے گناہ پانی آسمان سے برساتے ہو وہ اس کو
 انکی نظروں میں مہلاتے جو کچھ دل میں اس میں ملے۔ اور مثال اس کے دوسرے کاموں کو سوتے کرے۔
 ان سب کو دیکھ کر فریب کھا اس کے پاس جمع ہوں۔ چونکہ اکثر اہل عالم مطیع و متقاد اس کے ہوا
 چالیس دن میں تمام عالم کو ملے کر۔ اور افسوس کہ جو بیز مشرف و مکہ معظمہ و بیت المقدس کے
 جس وقت مدینہ میں داخل ہوئے کا قصد کئے ملائکہ حکم خدا پر ہمارے خدا سے اس پر حملہ
 کریں جب اس کو معلوم ہو۔ کہ یہ ملائکہ سب ہیں اور حکم خدا سے منع کرتے ہیں اور ہم ان سے
 نمدہ برادر ہوئیں گے قصد مکہ معظمہ اور عزم خرابی خانہ کعبہ کا کرے جب نزدیک کعبہ کے پہنچے۔
 حضرت عیسیٰ آسمان سے حضرت صاحب الزماں کے پاس تشریف لائیں۔ اور یہ وقت نماز
 کا ہو۔ آپ حضرت عیسیٰ سے فرمائیں کہ آگے استاد ہو کر نماز پڑھا ئیے حضرت عیسیٰ
 جواب دیں کہ ہم کو زیبا نہیں ہے کہ ہم عزت محمد مصطفیٰ پر مقدم ہوں۔ آپ منع فرمائیں کہ حجت خالق و
 امام ظلالین میں ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھیں پس حضرت قائم امام ہوں اور جملہ مومنین و عیسیٰ
 ماموم ہوں بعد نماز حضرت عیسیٰ حکم حضرت قائم متوجہ جانب بآل ہوں اور اس طرح جو آسمان
 سے ہمراہ لائے ہوں آمادہ قتال ہوں۔ مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ جب اس پر بند کریں وہ
 ملعون بھاگے جناب باری تعالیٰ عز و جہنم کو حکم دے کہ اسے پکڑ لے اور ایک قدم اٹھانے
 نہ دے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ پہنچ کر اس کو قتل کریں۔ اور دوسری روایتوں میں ہے کہ جناب
 صاحب الزماں خود بنفس نفیس اس امیر اہل کفر و طغیان کو جہنم میں بھیجیں۔ بد تقدیر اس کے قتل کے
 بعد لشکر مظفر کے قبائل کے لشکر پر حملہ فرمائیں اور ایک ہی حملہ میں سب کو قتل کریں جو

بھاگ جائے یا کسی گوشہ میں یا پشت دیوار یا زیر سنگ یا جس جگہ پناہ لیجائے اور نہاں ہو۔
خدا نے تعالیٰ اس موضع کو گویا کرے وہ نشان بتلائے کہ فلاں شخص میری پناہ میں ہے۔ اس کو
وہاں سے نکالیں اور دجال کے چھے بطون جہنم روانہ کریں۔ ایک ناپاک بھی دنیا میں باقی نہیں ہے۔
جہان ان کی نجات کے پک ہو۔

واضح ہو کہ مجموعہ اہل سنت دجال کے قائل ہیں۔ اور اپنے طریقوں سے اس کے نفع کے
ناقل ہیں۔ اور زمانہ سپہیہ سے تا آخر زمانہ اس کے طول عمر کے منتر ہیں اور اس کے طوفان کے مظہر ہیں مگر
طول عمر و بقا کے قائم آل بعلیہ التیمۃ والثناء میں انکو کمال استبعاد ہے اور انکا وجود دھملا دھمے۔
العجب ثم العجب کہتے ہیں کہ یہ کچھ کچھ ادوی اس قدر کر سکتا ہے باوجود اس کے کہ جن انصوں و احادیث کا
اشارہ کیا گیا یا اب کیا جائیگا انہیں کی کتابوں میں سمجھتے اور منتہا عصیبت عنادیہ ہے کہ بوجہ کتنے
ہیں کہ یہ پیشین ہمایاں ثابت نہیں ہیں ان کے راویوں کو ہم پہنچاتے نہیں۔ ایک تو ساتھ سیٹ
بطریق اہل سنت کی بھی گئی ہیں یہود و نصاریٰ اور سائر فرقہ منکر نبوت و خیرت اسی طرح باوجود شانہ
موجہات و دلیل نبوت کے رسالت جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر تھے۔
اگر ان کے انکار کا اعتبار ہو سکتا ہے۔ تو لازم ہے کہ یہ انکار عمار بھی مستحبر ہو۔ کتب یہود و
برہمہ کہتے ہیں۔ کہ موفان افرح علیہ السلام کا ذکر ہمارے کتابوں میں نہیں ہے اور نہ ہم نے سنا
ہے۔ اور مسلمان بقا بد کفار کے کالمعدوم معلوم ہوتے ہیں آیہ نکذہ بہت زیادہ ہیں پس نظر
ہاں کار یہود و برہمہ عقیدہ اسلام میں قتل اور صحت انکار کفار کی لازم ہو۔ حالانکہ دجال و شیطان
کے وجود و نول محمد کے خود قائل ہیں۔ کیونکہ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور باوجود ان سب
حدیثوں کے اور۔ ایت مدینہ پر دیت کے قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار
کرتے ہیں۔ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کا حال اس کے خواہش و تائبین سے مشفق
ہو سکتا ہے۔ معاذ و منکر کو احوال دشمن سے کیا اطلاع ہو سکتی۔ ہے پس جن لوگوں نے دیکھا
ہے اکثرہ گواہ و راست گرتے ہیں اور نہ حجت تارکین و تائبین سے نہ کیجیے۔

صافق نے محمد بن مسلم کو فرمایا کہ ظہور قائم آل محمد کیلئے جتنی علامتیں ہیں محمد بن مسلم نے عرض کیا: ارشاد ہو
 وہ کیا ہیں؟ فرمایا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَلَسَبُّكُمْ كَيْفَىٰ يُعْرَضُ عَلَيْكُمْ وَالتَّوْحُفُ وَالْجُجُوعُ وَنَقْصُ مَنَ الْأَمْوَالِ**
وَالْأَنْفُسِ وَالْثَّمَرَاتِ وَالتَّهْلُكَةُ الْهَيْكَلُ یعنی قبل از ظہور قائم آل محمد کو آخر سلطنت و بلاد فلاح
 بادشاہ میں ہم تم لوگوں کا امتحان کریں گے۔ تم کو اس کے ترسان رکھیں گے۔ تجارت میں کے رونق ہوگی۔ منافع کم ہو جائے
 غلہ کا قحط ہوگا۔ بیج میں کمی ہوگی۔ باد و طاعون و دیگر امراض سے جانوں نقصان آئے گا۔ پیداوار مسمومہ میں نقصان
 ہوگا۔ بے برکتی، زمین پر سختی، دیوی دوسا بدوں کو تعبیل فرج و ظہور قائم کی بلعد اس کے فرمایا اسے محمد بن
 تاویل ہے۔ قول خدا کی کہ فرماتا ہے: **وَمَا يَعْلَمُ تَارُوتَ إِلَّا اللَّهُ وَالتَّوْحُفُ فِي الْأَعْلَامِ** اور کشف الیقین
 میں آل محمد بن المہدی یا سنا خود عرش سے امداد سے جابر اور اس نے جابر انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ
 جب جناب امیر المومنین جنگ فخر سے پھر اور برائیا میں جو نزدیک لے جاتا ہے منزل فرمائی وہاں ایک سب
 کا ڈیرہ تھا اس کا نام جہا تھا اس سے جبریل نے قتل لشکر کی مٹی۔ باہر سے سر نکال کر دیکھا ایک لشکر
 باجم غفیر تھا ہوا پایا صورتہ باہر آیا اور پوچھا کیا لشکر ہے اور سردار کا کون ہے؟ لشکر یوں جواب دیا۔
 کہ لشکر علی بن ابی طالب کا ہے اور جنگ طرایح سے پھر کر آئے ہیں۔ جناب خدمت میں حضرت کی آیا اور اس طرح
 سلام کیا السلام علیک یا امیر المومنین حقا حقا اپنے فرمایا یہ تو نے کہا کہ جانا اور مجھ کو کس
 طرح پہچانا۔ اس نے کہا میں اپنے علماء و دانشمندان سے سنا ہے۔ فرمایا اسے جناب اس نے کہا اپنے میرا نام کیونکر
 معلوم کیا۔ فرمایا میرے حبیب جناب سے سنا ہے اس نے اس کی خبر دی تھی اس نے کہا ہاتھ بڑھائیے ہم جیت لیں۔
 اور شہادتین بان پہ چاری کیا اور بعد اس کے حضرت کے دھبی ہوئی شہادت دی آپ نے فرمایا تو کہاں رہتا ہے۔
 عرض کیا اسی مومہ میں۔ فرمایا اسی جگہ قیام کر۔ اور ایک تکیہ و مسجد بنا۔ اور بنانا ہو لیکہا نام اسے رکھ دے۔
 برائتا نام ایک مسجد وہاں سے بنائی پھر فرمایا پانی تجھ کو کہاں ملتا ہے؟ کہا وہاں سے کہ وہاں سے پانی لاتا ہوں
 فرمایا کہ تو اس کیوں نہیں کہہ دیتا ہے؟ اس نے کہا بہت فکر و کوشش کی جس قدر کہ میں کہہ دوں تو آپ شہید کلاں دیا
 اس جگہ تو کہاں بنا جب ماں کہاں کہہ دیا ایک سنگ عظیم پر پڑے ہوئے تھے۔ وہاں سے اس کا دل و شہادت حضرت نے خود
 بنفس نفیس اُسی تھک رہا دیا پھر اس کے چشمہ شیریں سے از شہد و لذیذ تر از مسکینا ہر شہدا فرمایا تو اس چشمہ

پانی پر لکھ لے حباب پہلو مسجد میں نیری ایک شہر بنایا جائیگا کہ بہت سے جہاز اس میں پہلے پہلو ہو کر پکے عظیم پانچویں
یہاں تک کہ شہر میں جھوکو ستر ہزار فرج حلام پر ہوا ہوں یعنی نہا کر میں گناہ نہ کریں اتنے دلیہ سوں اس مسجد کو خراب کریں
اور خراب نہ کریں اسکو مگر کافر اور کھلا جگہ مسجد بنائی جائے اس وقت میں برس تک کچھ کر لیس منع ہوں نہ رست
اچھی خشک ہو جائے اور خدا ایش شخص کو اندر سلاطین کو سب کو قتل کئے اور وہ کسی شہر میں داخل نہ ہو مگر یہ کہ
اچھ شہر کو خراب کر دیا اور اس کے پہنے والوں کو مائے بعد اس کے قتل ہوئے غلہ ملے تین برس تک اور انتہا
درجہ کی تکلیف مشقت میں سب لوگ ہیں پھر وہ شخص پھر اور خرابی کر دی۔ جبکہ زبہہ میں جہاد ہاں بھی
کوئی چیز نہ چھوڑے سب کے ہلاک کر دی۔ وہ اس کے پہنے والوں کو دشمن رکھے اور اس وقت ہر کو دیر نہ آہا ہوں
اور مسجد جامع بصو میں بنائی جائے کہ وہ علامت بنی بصو کی ہو پس ہاں اس شہر میں جھوکو حجاج نے بنایا
جائے یعنی واسطہ اور اسکو بھی مثل بصرہ خراب کر دی اور وہاں بغداد میں بطریق عفو جائے یعنی وہاں کے شہر والوں کو
بخشنے۔ وہاں کے لوگ کو ذہین کر آباد ہوں۔ اور کو ذکا کوئی شہر ایسا نہ ہو کہ ایک مذہب سب اسکی رعیت ہوں۔
اور اسکی اطاعت نہیں بلکہ اس کے وہی شخص سے ان لوگوں کے جنہوں نے اسکی موافقت کی ہوا اور اسکو بغداد
میں داخل کیا ہر میری قبر کی طرف متوجہ ہو۔ اور ارادہ کر دی کہ میری قبر کھودے پس سفیانی شام کے آئے اور ان سے
ملاقات کر دی۔ دونوں کو ماری پھر سفیانی ایک لشکر کو ذہین بھیجے جس نے مردم کو ذہنی اسکی تابعداری کریں اور کوئی
شخص کو ذہ سے باہر نہ لے اور اہل کو ذہ کو بجا کر کے کو ذہ میں نہا لہو بہ شخص قلعہ میں نہا کر میں ہو۔ وہ سفیانی
کے شہر میں نہیں ہو جب تک کہ سفیانی داخل کو ذہ ہو کسی کو بغیر قتل کو بہرہ نہ چھوڑے۔ ایسا قتل کر دینے سب حبلیں
ہوں کہ اگر کوئی مرد لشکر سفیانی کا سونے پیش قیمت پائے۔ تو اسکو نہ لے۔ اور اگر طفل کو چاک کو دیکھ کر قتل کرے
اس وقت ہی حباب امیر فرج کرنا چاہئے۔ افسوس صد افسوس جس نے اسکو عظیمی فساد ہاں سب دشوار کرنا چاہا
ہیں نہ سب کے بعد ظہور قائم کا اتفاق ہو گا اور صبح حال ہوگی۔ اور شہر سفیانی شام میں کھائے کہ اخبار
انہما ہوں میں چند علامتیں اس ظہور امام عصر کے وارد ہوتی ہیں۔ اور چند دلیہ اس ظہور کے قائم
موجود ہنصر کے متعین ہیں مجملہ ان کے خروج سفیانی اور قتل سید حسین و نزاع و خلاف در میان بنی عباس
مملکت بنی امیہ اور کسوف و آفتاب نصف ماہ رمضان کو اور خسوف آہی ہا کے آخر میں یہ خلاف عادت اور

سما جانا ایک کمر کا زمین پیدا کیے میں اور اسی طرح مغرب مشرق میں اور دنیا آفتاب کا وقت ال در طالع ہونا
 اس کے مغرب سے قتل النفس کیا کہ کو زمین میں مشرق مغرب گانہ صلیح کے اور ماہ جانا ایک شخص شامی کو دریاں کن
 مقام کے اور خرابی نادیدہ رسی کو فہ کا۔ اور نا علم کیا سیاہ کا سمت خاصان کے خروج میں فی و ظہر خرابی کا
 مصروف ہو میں اور مالک بن ناہ کی بلاد شام پر اوندنا نل ہونا تو کہ بلاد جزیرہ میں اور اناروم کا رملہ میں اور
 طالع ہونا ایک ستارہ کا مشرق میں جو شل ماہ کو روشن ہو۔ اور بعد اس کے نہال دار ہو جائے گویا نہالہ دو طرف
 ہو اور شرقی آسمان پر ظہر ہوتا تمام آفاق میں مشرق ہو۔ ایک گ گانہ مشرق ظاہر ہو اور مدت طویل تک
 ہے ہوا میں تین دن یا سات دن تک وہ آگ ہے عرب مالک شروک ہوں سخت و حکم و سلطنت
 سلطان عم کو نکل جائیں اہل مدینہ و ریسہ کو مار ڈالیں شام غلبہ ہو تین علم پر پا ہوں کہ پس میں اٹھیں علم کا
 طاغیہ قیس عرب مصر میں اور علم کا گنہ خراسان میں داخل ہوں اور ایک لشکر گانہ عرب آئے جو اپنے
 گھوڑوں کی دست حیو میں اندھیں۔ اور علم کا سیاہ سمت مشرق سے اس کے مقابل میں آخر ذرات کا نہ کو
 توڑ ڈالیں یہاں تک پانی کو فک کی گلیو نہیں آئے۔ اور ساتھ بھوٹے دعویٰ بولت کا کریں۔ اور بارہ شخص ل
 البطلان دعویٰ اس کے کریں اور شیعان بنی ہاشم ایک شخص بزرگ دریاں صلاوا خانقین کے جلایا جا۔
 بخدا میں ایک پل جانے لے کر بنایا جائے اور روز اندھ صیہا لے اور ایسا زلزلہ ہو کہ بہت سی عمارتیں ب
 کی گڑبڑیں زمین میں منہس جائیں اور خوف و ہنہا ہی شامل اہل عراق و بغداد کی ہو مگر شدید با و طاعون کے
 بغداد میں واقع ہو سال دھان و میوہ کو نقصان پہنچے۔ اور طلع وقت و ریسہ وقت آئے اور زلزلت غدا کو ضائع
 کریں بکت پیدا مار کی زلزلہ عسکری اٹھ جائے اور عجم کو دو گدہ آپس میں مار کریں بڑی خونریزی ہو غلام شہ
 آتلی اطاعت نافرائی کریں بلکہ غلام شہروں اور سلطنتوں پر آقا کی سلطہ ہوں۔ ایک آسمان آئے کہ
 شب نہیں اہل اہلخت پہنخت میں اس صد کو سمجھ اور چہرہ ویدہ شہنشاہ کتاب لکھیں اور دیکھیں! وچند فرسے
 دنیا میں اپنی قبروں کے باہر آئیں اور ایک دست کو پہنائیں اور زیارت کریں بعد اس کے چوبیس تہ پانی علی الاصل
 سے زمینیں چھری ہوئی ہوں نہ ہوں زمین کی ہر گشت ظاہر ہو و قہیم کی ناخوشی مقتدران جن شیعان
 حمدی ہو اٹھ جائے۔ اور مجید کہ میں آگ کا ظہر رہا ہوتا جو انکی نصرت پاری رہے ہوں۔ اس میں بہت سی

اور
 شامی
 کو دریاں

علامتیں تھی ہیں اور بہت سی علامتیں شرط بشرط چند ہیں مگر اگر وہ شرط متحقق ہو وہ بھی پائی جائیں۔ اور
تفسیر عیاشی میں ہے جعفری ہوا اور اس نے حرف باقوس رویت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا اپنی جگہ مستقر و قرار ہو
حرکت نہ کر و جب تک کہ علامتیں نہ آجیں تو بیرون کو پیش نہ کیجھو سال کی مدت میں کہ ایک مناد غنی مشرق و شام میں
نکارے گا اور کائنات کا من میں میں مدح و تحسین جائے گی اور بہت سی مسجدیں بائیں کی جب تو دیکھو کہ ترکوں نے دمشق کو لیلیا اور
جنبرہ دی کر ہے اور درویشوں نے اگر مدینہ منورہ کی اور حنینا متعلق طوائف اعراب میں شرع و ختلاف تفرق ہو شام
میں تفریق علم پیدا ہوں۔ اس سبب یعنی مختلف اللہ ان درالقع یعنی ابلق اور نعمانی اور وجہ ان صاحب ان کو ساتھ طائفہ
ہو اور سفیانی کو ساتھ اس مامون ہوں جو قبیلہ کلب ہوں سفیانی خسرو اور پرفالہ ہو۔ ایسا قتل کرے کہ ہرگز اتفاق
ہوا ہو اور ایک و دو مشق میں ہر کوئی کہ اس کو اور اس کے ہمراہی کو قتل کرے۔ اس طرح کہ ایسا قتل طائفہ خسرو اس کی سے
نکلیا ہو۔ یہی علامت ہے کہ خدا نے فرمایا۔ فاختلف الأحزاب من بدینہم فی الذین کفروا من۔ مشہد ایم
عظما اور اتباع اس کے غالب ہیں یہاں تک کہ کوئی خبر انکی ہمت میں ہو مگر آل محمد اور شیوخ کے ایک لشکر کو زمین سجھو۔
بہت سے شیعہ کو لوگ قتل کریں اور دشمنی پر چڑھائیں۔ ایک علم خراسان کے آئے دجلہ بغداد کو تار پڑے واس کے ایک و
معاہدہ مرالی کو باہر آؤ اس کے مقابلہ میں دوسرا آجائے اور ایک لشکر مدینہ کو بھیج دو ان کو مار دے بعد ہی منصور
مدینہ بھاگے جسے بڑے آل محمد کو دستگیر ہو جس ہوں پھر لشکر عظیم میں ان کو بھیجا کہ ہو بھیجے اور جہد کی
بطریق موی نکلیں فخرج منها خایفا یترقب۔ یہاں تک کہ وارو کہ ہو لشکر سفیانی پیدا میں ہوا اور وہ مزید
انہیں نکل جائے کوئی نہیں کہ نہ جو نہ خدایا نبی الایہ قائم متادہ ہو یہاں کن مقام کے اور نہ نہ پڑھے اور
اس جگہ سرور واد ہر وہ اپنی وزجہ اور مخلوق خدا سے کہو کہ اگر وہ ہم سے یارسی طلب کرتے ہیں۔ ہمارا اور ظلم
کیا گیا اور ہمارا حق ہم پر نہیں لیا گیا۔ جو کوئی ہمارا ساتھ سازد کہو۔ امو خدا یا خصو صیات دہم و نوح و ابراہیم و
سایرین ہیں ہم اس منزل دار میں۔ اور جو کوئی کتابی یا امر جناب رسول خدا میں ساجد کرے۔ ہم ہماری میں ساتھ
یغیر و کتابت کو کہ نہ پنازل ہوئی۔ ہم کو ابھی تیر میں ہر مسلمان کے ساتھ کہ ہم ظلم و مظلوم ہیں ہم ظلم و ستم ہوا
آوارگی اور بیٹنی کا ہر پہنچ دالم ہوا خانہ و اہل و عیال و اموال سے دور کر گئے۔ ہر طرف سے مجبور کر گئے۔ اب ہم خدا
یار سے امداد الیہ کہ تو میں اور ہر مسلمان کے ظالموں کے دفع کرنے نصرت چاہتے ہیں اس وقت میں سو تیرہ لاکھ کپاس ہیں

عزت میں ہوں اور بقیہ موصوفہ کے پاس کہ میں جس خواہش اور خواہش کے لئے کہ میں کوئی وعدہ نہ ہوں بلکہ ایک حد تک ہوں جس کا
خلف نہ ہو۔ اِنِ خَالِكُوْا اَيَّامَ بَلَدِ اللّٰهِ جِنِّعَا پُر کی شخصیت اور محسوس کے کہ اس شخص کے سب سے پہلے اس کا نام ہی جی نہ
بیچا جائے اور اس شخص کے ان موصوفہ کے لئے کہ اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
کے اور علم و صلاح و دنیا کا ہر ایک ہونے والی شے کو کہ اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
طرح پر کہ سب اہل زمین میں سے وہ منادی ہے کہ اگر تم لوگوں وہ عربیہ ایمان کے رسول خدا نے لیا جو مشد بہ شکل ہو گیا ہو علائکہ کوئی
عرب مشرک نہیں بلکہ ایک عالم و صلح وفاق کا ہونا جس کو اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
نہر چاہئے کہ یہاں آج بابل کوئی آل محمد کے ساتھ حرکت نہ کرے وہ مشورہ سے اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
کہ جو دوسروں کے واسطے ان قوتوں میں سے ہیں بلکہ جس مکان میں جس جگہ تو ہو وہاں اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
یہاں تک کہ اس کو وہ اطلاع دے کہ اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
ہوا علی بن ابی طالب کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
کہ وہ شخص کو جس کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
اور جہاں کہ اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
پر قابض ہو چھوڑ دے کہ اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
شیعہ اہل آل محمد کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
لیجئے اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
میں آئے اور وہاں منزل کے لئے کوئی غلام مسلمان لیا کہ اس شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
شاہد کو اور ہر شخص کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
اس کو اور اس کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
اور زمین پر اس مقام کو عبادت کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں
ہیں یہاں سے مکانی میں عبادت کے ساتھ اور وہ لوگ ریاں کن مقام کو رحمت لیں اور رحمت لیں

[illegible]

کمال میں مبتلا ہو تو تمہارا بغض اور تمہاری عداوت ان کے ساتھ اتنی زیادہ ہوتی، اگر تم اس عمل میں نہیں اس کی کوشش کریں کہ اس کو
 اس اعمال نا شایستہ پرچہ میں قسمت آئے صادر ہو رہے ہیں اس وقت میں اعلیٰ کہیں ان کے نعل سلطنت کیلئے مقدمہ تو ہرگز ممکن نہیں ہے
 شیطان کو عہد ستودہ عزت حقیقی غرض اور رسول و مومنین کا جو کہ نعل نہیں اور بقا بلا اس کے لائق ہتھیار چاہ و جلال نہیں کریں
 تم لوگ نہیں جانتے کہ جو کوئی دوست حق کا تظلم کرے اور اذیت دے دے وہ خود ترس کا روماندین کی جھڑپ اٹھاتا کرے جو کل سے
 ہتھیار ہٹا گیا پس جب کچھ تو کہ حق مردہ ہو کہ بعض شہداء اور کچھ تو کہ جو بد ظلم فتنہ و فحشاء و کفر و شرب و خمر میں ہمارا کیا اور
 تو کہ قرآن خدا کندہ و متعدد حق و کلام الہی کی تاویل منکرین ہوا اور دیکھو تو کہ یہ منہا مثل ظلمت کے اور ان کا باطل حق پر غلبہ
 پائے۔ اور دیکھو تو کہ شہید شہداء کے ہر قسم کے ضیاع ہوا کوئی اس مخالفت نکری۔ فاعل امور شرک و منافقت نکری بلکہ اسکو
 معذرت دے دے۔ اور دیکھو تو کہ فسق ظاہر ہو مرد و مرد اور عورت و عورت کے گفایت چاہیں اور دیکھو تو کہ مومن مسکین ہتھیار
 کوئی ایسی بات سنو اور دیکھو تو کہ فاسق جو دیکھو کہ اسکو کوئی کا دیکھو کہ اسکو دیکھو تو کہ بڑی کی خدمت نکری اور دیکھو تو
 کہ اراحم و دربارت قطع ہو اور دیکھو تو کہ فسق و معصیت ایک دوسرے کی تحریف کریں اور اس میں ہمدردی و طرح دیکھیں اور دیکھو تو
 کہ لاکھوں گدے اور بچے جو عورتوں کے بیچ جاتی ہوں اور دیکھو تو عورتوں کے عورتوں کے بیچ کرتے ہیں اور دیکھو تو کہ عاتق پر بند
 و مرتفع تصویر ہیں اور دیکھو تو کہ کوئی مال غیر طاعت میں صرف کرتا ہے تو کوئی اس میں نصیب نہیں کرتا ہوا ورنہ اس کا ہاتھ پکڑا ہوا
 دیکھو تو کہ کوئی مومن چاہے ہوائی نہ چلنا چاہے اس کو گھڑی کی پناہ مانگیں اور دیکھو تو کہ ہمسایہ اپنے ہمسایہ کو اذیت پہنچاتا
 اور کوئی مال ہو کہ گفار و فساد کو مومن کی اذیت جو سے مسرت لے اور دیکھو تو کہ شرابی کے علانیہ ہتھیار ہوا اور دیکھو
 تو کہ کم گفتگوں کی فائیل ہیں اور دیکھو تو کہ یہی کی ماہ جاری ہوا اور دیکھو تو کہ اسی طرح تقدیر ہوا اور اس کے بدستوری
 ذلت ہو ماہ و دیکھو تو کہ نہ خیر نہ بد ہو اور ماہ و شر جاری ہو اور دیکھو تو کہ یہ بیت المقدس و اور اس کے نزدیک صدمہ مانا ہوا
 دیکھو تو کہ گھر و مسجد جو سکون نہیں بنا اور دیکھو تو کہ وہ بد فریبی کھتے ہیں و دیکھو تو کہ اس کے تین ہزار کے بڑے اور
 دیکھو تو کہ ہندو دیر و عداوت و خلیفہ جو خیر میں ہتھیار حاصل کریں اور دیکھو تو کہ عورتوں کے سبکدہا ہوا و مشہور ہو کر
 دیکھو تو کہ اراحم و عباس میں غلبہ تھا ہر روز ہوا و اراحم و عباس میں غلبہ تھا ہر روز ہوا و اراحم و عباس میں غلبہ تھا ہر روز ہوا
 لوگوں کے اپنے ساتھ فیلی ہیں اور جو اپنے ناموں کی حفاظت میں خیریت و مصیبت اے تو نہ کہنے اسے ہوا و اراحم و عباس میں غلبہ تھا ہر روز ہوا
 واسطے کریں عزت و مال و دنیا کی کوئی زیادہ ہو۔ بدین جہت شرعی دیکھتے ہیں اور کوئی اسکو عمل میں نہ روز نہ

عورت فخر کری۔ اور دیکھو تو کہ عورت رشوت دیتی ہر اپنے شوہر کو کاج پر موقوف۔ اور دیکھو تو کہ اکثر لوگوں کو اور اچھے گھر والوں کو
کہہ دیتے ہیں عورتوں کی انک منفق ہے۔ پھر اور دیکھو تو کہ ہر کی ذلیل خود اور دیکھو تو بھارت و نا کو شائع ہیں اور دیکھو تو
کہ کوئی حق شائع ہو اور شہادت ملے ہر ہندوستان بعت کی جائے اور دیکھو تو کہ حرام خدا حلال و حلال خدا حرام ہو۔ اور دیکھو تو کہ
نسا کو اسے وقفاً اسے ثابت کریں مکتا اب در حکام کے معطل ہیں مومن بظاہر انکا راس امر کا انکے کے گناہوں میں اور
دیکھو تو کہ مال گناہ صرف کیا جاتا ہے ہر نامندی خدا میں اور دیکھو تو کہ گناہ سوچے کر میں حکم میں شہوت میں عیت کو
فرخت کریں یعنی کہ کوئی بادشاہ کو زیادہ سے حکومت اسو چھوڑ دیں۔ اور دیکھو تو کہ لنگ پڑھو اسے نکاح کریں۔
اور انہیں یہ کفایت کریں۔ اور دیکھو تو کہ قسمت کسان کے دمیوں کو قتل کریں۔ اور دیکھو تو کہ عورتوں کی خواہش
رکھتا ہو اسکی ملامت کریں۔ اور دیکھو تو کہ شوہر اپنی زندگی بزیلہ کسب پر معیشت کریں۔ اور دیکھو تو کہ عورت شوہر
پر غالب ہے کہ جو چاہے خلاف مزاج ہو اسکی کری۔ اور شوہر کا بیچ جلاک۔ اور دیکھو تو کہ مرد اپنی زندگی بزیلہ کسب کرے۔ اور
راضی رہے بدترین ظلم و شرارت۔ اور دیکھو تو کہ شراب و علانیہ فرخت ہو۔ اور دیکھو تو کہ عورتیں ہر نفس کو ہر کفر کیلئے
مہل کریں۔ اور دیکھو تو کہ آلات ہر دلوں سے اور وطن و رقص شائع ہو۔ اور بازار میں ہر گناہ کی بے اعتنا ہو۔ اور کوئی ممانعت
نہ کریں۔ اور دیکھو تو کہ شریف کی ذلت چاہے جسکی حکومت ہو۔ اور دیکھو تو کہ سب شتم و طبیعت پڑو کی حکام کی
جمل کریں۔ اور دیکھو تو کہ ہمارے دوست کی شہادت مقبول ہو خلاف و دیگر جاسی ہو۔ اگر آپس میں ایک دوسرے کا اکر کریں
تو وہ خوف نہ لیاں بیکری ہو۔ ہمد خدا معطل ہو۔ ہمدوں کو ظلم کاری کریں زمینہ کریں بغیر جینی اور سماجی ایک دوسرے
کے حق میں شائع ہو۔ ایک سری کی نصیبت کنا مستحق انکا اس ہے۔ اور بلکہ خود بخوبی نہیں ہر گناہ کی کریں۔ اور جہاد
خدا کے واسطے نہیں کیا جاتا۔ بادشاہ مومن کو ذلیل اور کانا کرے نہ کرے نہ زنت نہ بیامان میں کم دین اور دنیا و عیش و عشرت کو قتل کرنا
بے عمل و آسان ہو۔ اور باغی نہ کرے نہ نہیں طلب نیست کریں ہر زہ کوئی و فتنہ کوئی مردم اپنی شہرت دیں۔ ہر فعل سے
آدمی بے گدیں۔ اور ہمد خدا کی محبت حال میں۔ اور نماز کا استغفار بلا خوف پورہ گناہ کریں نہ کرے
وہیں ہر شمار کریں۔ و دولت حال کفر تمام معصوف کریں۔ ہر ایک ہزار راہ خدا میں ہر چھری شائع ہو۔ اور دیکھو تو
کہ وہ دن قیوم ہر نکالیں کہوں نکالیں کہیں نکالیں۔ ہر گناہ ہر شر و خبیثی ہر ہندو شائع ہو۔ ہر گناہ ہر شر و
آدمی نہ لایعقل ہو۔ اور جہاد جو ہر شوہر ہمدوں میں ہمدوں کے دلی کریں ظلم و تعدی ہر آدمی ہر گناہ میں کہیں۔

کہ ایک دوسرے کا دشمن ہو پہاڑ کھائیں اور دیکھ تو کہ مرد اپنے مصلے تک پہنچا اور آئے تو نہیں مٹا
پیدا ہوا پسیم دم نہ ہو آنسو آنسو لئے خشک ہوکا خدا کا ذکر دل نہ پر سنگین ہو۔ سو وہ خوار آئی میوں
میں ظاہر ہو جس سے مال بڑا کر تغاخر کریں ریا و کبیرہ در میان حرام کے اس وجہ ہو کہ آدمیوں کے
دکھانے اور ان کی تعریف کرنیکی لئے نماز ادا کریں علایں فسق و فجور اس قدر ہو کہ فقیہ ہو مکی ذریعہ ریاست
و امارت کے طالب بن اس پیرا میں مل جمع کرنیکی رافضیوں حرم خدا و رسول میں اعمال ناسائتہ
علاوہ فاش ہو گیا کہ اس محل سے منافعت کرنیکی کسی مانع مقتدر کے ہرگز نہ تلاش ہو مخصوص لہو و لعب
و ساز و طعن و شرب نمک سے کوئی احیا مانع کرنا چاہے اور امر بمعروف و نہی مبکر پر آمادہ ہو تو اسکے دوست
مانعت کریں اور نصیحت کریں کہ تم کو کیا مطلب ہے وہ آپ سچوہ لینے کے راہ حق زربسکہ و ہجو و متروک
ہو کوئی نہ سمجھے اور نہ جانے کہ کون راہ ہے کثرت موت اور پے در پے جنازوں کے جانے سے کسی کو خوف و انقباض
نہ ہو ہر سال فی ہجرتین ظاہر ہوں اگر فقیر کو رحم کر کے کچھ دیا جاوے وہ سبب حم و متروک کے نہ ہو بلکہ بطریق
اتہناز و تسخر کے ہو جماعت مقاربت کی بڑائی خواہ وہ حلال ہو یا حرام در میان اولاد بائے گلیو نہیں
بازار و منیں بطریق حیوانات سب کے سامنے اوصی طرح جماعت کریں اور کوئی مضائقہ نہ کرے مال
کثیر ایک معصیت کرنیکے لئے صرف کریں اور لگا ایک دنیا راہ خدا میں سمر کرنا پڑے تو بہت دشوار ہے
عقوق والدین شایع ہو نزدیکی نہ کی کوئی شخص مادر پدر بدتر نہ ہو اوں پرافتر کرنے اور اذیت پہنچنے
سے خوشحال ہوں عورتیں ملک بادشاہی پر قابض غالب بن بلکہ اوں خبر پر اوں غلبہ ہو۔
جسکی وہ طالب بن لے گا پھر نفرین و نفر کرے اور اسکے مرنے سے خوشی لی بر ملا کرے جوت
کوئی دین محسوس و مجرور و معصیت کبیرہ کے گذر جاوے اوں غمگین نا مان ہوں اور کہیں کہ آج کے
کے دن عمر ہماری بگائیں گذری اور دیکھ تو کہ بادشاہ کہاں کو جس کرتا ہے۔ اور دیکھی تو کہ مال
قرا تیندوں کا زور میں تقسیم ہوتا، اور اس سے قمار بازی نشر تجارتی ہوتی ہے۔ اور دیکھی کہ شہر
سے علاج ہوتا، اور مریض کو اسکی توصیف کیجاتی ہے۔ اور اس سے شفا حاصل کیجاتی ہو۔ اور
دیکھی لوگوں کو کہ ترک امر بمعروف و نہی عن المنکر اور بدعتیں کیساں ہیں اور دیکھ تو کہ منافقین

اہل نفاق مقبول القول ہیں اور اہل الحق غیر مقبول القول ہیں اور دیکھئے کہ اذان نماز پر اجرت لیا جاتی ہے۔ اور دیکھئے کہ مسجد میں اون لوگوں کی بھری تھیں جنکو خوف خدا نہیں اور انہیں غیبت کئی اور اہل حق کی بدگوئی کیلئے جمع ہوئے ہیں اور انہیں مسخ شراب مسکر کرتے ہیں اور دیکھئے کہ کسکسل کو کھانا پڑتا ہے اور لا یتقن ہوا کو کوئی اسکے مسکر کے سبب بڑگوئی نہیں کرتا اور صحبت ہوتا ہے تو لوگ اسکا کلام کریں اور سبب کے معذور جوڑیں اور دیکھئے کہ کھانا تیز نہ کھا تا ہے۔ اپنے صاحبِ حیات کو بیان تکبر۔ اور دیکھئے کہ قاضیوں کو کہ خلافت حکم خداوندی دینے۔ دیکھئے کہ حکام کو کہ اعتماد کر نہیں قلعے غانیوں پر اور دیکھئے کہ میراث کو کہ حکام اور شیوت سے فیصلہ کرتے ہیں اور دیکھئے کہ منبروں پر پرہیز گار ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور حکم دینے والا اوپر عمل نہیں کرتا اور دیکھئے کہ نماز کو یکسے جہکد وقتوں پر نہیں چڑھتے اور دیکھئے کہ مقدمہ سفارش سے دیا جاتا ہے۔ اور رخصائے خدا مقصود نہیں رہتی اور دیکھئے کہ لوگوں کو کہ اون کی شتم اور فوج میں پڑا نہیں کھیں جس قسم کاکھانا پائیں کھائیں اور جو عورت ہے اور اس سے ہم صحبت ہوں اور دیکھئے کہ دنیا اور دینی طرف مائل ہے اور دیکھئے کہ نیکو کو حق کہی کہ مندر میں چٹائیں پس الستی میں یا خدا میں اور خدا سے نجات طلب کر اور آگاہ ہو کہ بدرتیکہ کو نارضا مندی خدا میں ہیں اور کچھ نقص الہی امر کرنے پہلی ہے۔ جیسا ارادہ و نئے ہے۔ لیکن خدا سے اسے خیر رکھ اور اور کوشش کرنا کہ خدا تجھے دیکھو خلاف ان لوگوں کے اعمال کے کہ اگر ان پر عذاب نازل ہو اور تو بھی نہیں ہے تو جلد حمت خدا کو طرف پہنچو۔ اور اگر تیری موت میں تاخیر ہو اور وہ لوگ ان گناہوں میں مبتلا ہوں تو دیکھئے اعمال انفعال سے حص خراب ہے خدا سے عزوجل پر خارج رہے اور آگاہ ہو کہ خدا افعال میں ترمایہ کو کار و کما اور بدرتیکہ حمت خدا فرمیسے بخو کار و صبح بن بنانے کھا کہ میں نے سنا ہے جابر المؤمنین سے کہ لوگوں نے فرماتے تھے۔ سلو فی قبل ان نفقد ونی۔ یعنی مجھے سوال کرو قبل اس کے کہ مجھے پناہ کس سطلے کہ میں آگاہی راہ سے دانائے ہوں علماء اور راہباک زمین سے عالمتر ہوں عالم سے اور میں فراق اعظم و مدین اکبر ہوں میں ہوں یعسوبین ایمان و مبتلان امام متقیان فیصلہ کنند لوزو افراہد رس فرد عالم پر بزم حمت کند بدیش زخ میر ہوں حمله جو قرقران واعراف میں ہوں۔ سید سادات و اشرف الاولاد عبد مناف کوئی امام ایسا نہیں ہے۔ جو اپنی دستوں کو نہ جانتا ہو جیسا

بنی امیہ جو کہ نام اوس کا خزینہ ہو بائیں آنچہ سوا نہاد ہو صفہ و چشم اوسکی باہر نکلی ہو پر وہ غلیظ و کچھڑا ہو
 جس شخص کو گرفتار کرے اوس کو شد کرے یعنی گوشت پر مٹہ یہ لب یا تھ کہ پاؤں کے ساتھ کاٹ لے اور علم
 اوس کو کھٹکے کہا ہے۔ جب وہ مدینہ ہو خانہ ابوالحسن موسیٰ میں منزل کرے ایک لشکر کہے کہ روانہ کر دو وسط
 طلب ایک شخص کر آل محمد کو کہ ایک گروہ شیعہ نکالو اور اسکے جمع ہو اور امیر اس لشکر کا ایک عرب غلفان
 سے ہو جب بقیع امیہ یعنی زمین سفید مٹی پر بیدار میں پھر زمین اوس لشکر کو نکل جاوے نیسے کوئی نجات
 پائے مگر ایک شخص کہ خدا اوسے سونہ کو پشت کر طرف دے تو قوم کو عبرت ہو اور اولو دلو ڈالو اور گچ مائل و کوئی
 اذنی و عواقل و قوت و اخذ و امن مکان قرنہ پہل ظاہر ہو بر ایک لکھتیس ہزار و نیسے مقام خلیفہ کو
 کو موضع قبر ہو بغیر ہوا میں رز و جمعہ خلق خدا کے سر پر گریں من ان امیر مردم کو خدا ایک ظلم جبار ہو کہ نام اوس کا بن
 ساحر ہو مدینہ زور ایچھے بغداد کے باہر کچھ بغرض جنگ لشکر سفیانی پانچ ہزار بن ساحر اوسے ہمراہ ہوں جسے بغداد
 پر لڑائی ہو ستر ہزار آدمی مار جائیں تین زکات بوسے مقتولوں کے بدن کا اور خون پینے کی خدمت حرمت سے
 کوئی باقی استعمال نہ کرے ستر ہزار و تترائے گروہ اہل ہون اوسکی سردورت کہے نقایح رقع متع کرین گچہ
 و گھمراوے سوار کے کف میں لچھائیں بعد اسکے کو فہر ایک لشکر متافق دمشق کے طرف جائیں کہ وہ ام
 ذات العادہ اور چند علم کست مشرق کو آئیں کہ بہ وقتان حریر کہ وہ علم نہ ہوں سر پر اس علم کو ہرید اکبر کہ وہ
 کہ ظاہر امراء جناب سولہ اس پر آل محمد کو ایک شخص اس علم کو اٹھا کر خوشبو اوسکی کمرے میں رکھ کر کہے
 اے ایک منہ کو راہ سر ترش علم کا دل نہ ہر غالب یہاں تک کہ کو فیض آرا اور اپنی پدران بزرگوار کا قصا
 لے ایسی آئینہ شکر یانی و خواہی بہت جلد واسپور ہو آئینہ دوسریں شرم کی ہو کہ دیکھیں کن جلد
 پونہا ہو۔ غلب آلودہ و جز بردہ و مہرہ ہوں آل و محمد کشت ہوں آپس میں کہیں آج کو دیکھ اور بعد اسکے بیٹھے
 اور قرار پڑے تین تاخیر نہیں لازم ہو خداوند ہم تو بہ کندھان میں لہجہ ابدال میں کہ جیسے شان میں نے فرمایا ہے
 ان اللہ علیہ السلام علیہ وسلم۔ اور فیظیر اور شلیں انکی آل محمد ہو ان اہل بحران ایک شخص دعوت
 امام کی حاجت کرے کہ یہ اول شخص انصار ہو حاجت کر نیو لاسو کا اپنی مسجد کو کہنے خواب کی صلیب کو کہے کہ بنو مولیٰ
 و مردم ضعیف فرو پا کر ساتھ باہر آؤ خلیفہ تک عکس پادشہ کیساتھ تمام مردم حق باطل فاروق میں جمع ہوں

اے خداوند
 اے خداوند
 اے خداوند

وریان مشرق و مغرب کے تین لاکھ آدمی اسے جانیں کہ وہ سب آپس میں لڑکرے مرعاش
 اوس روز ظاہر ہوتا ہل اوس روز ظاہر ہوتا ہل اس آپس کے فساداتِ تذک دھو لھٹھ
 حتاجت لکھ حصیند اخلاصین پنے تلوار سے ایک دوسرے کو ہم نے کاٹا اور ایک منادی
 ماہ رمضان میں ہست مشرق سے ندا کرے اول طلوع فجر کہ اسے ہل جہلیت تم لوگ جمع ہو
 اب بعد غائب ہونے شفق کے ایک منادی ہست مغرب کے عدا و کفر کے ہل باطل جمع ہو وقت غروب کا بنگ
 مزد ہو جا اور تدبیر چید ہو گیا تیرے دن خدا حق و باطل کو جدا کرت اور دایہ ہمارے منہ پر اور آد
 ر ہم طرف باطل دریا کے نزدیک گت جو انال کف کے پسندار غور کو اسے اہل کفر کو منگولیاں صبا کف
 کے بنو اذ کے ایک شخص سے جب کا نام لیٹا ہے اور شخص دیگر ہے جس کا نام حلا ہے اور وہ دونوں ہا
 نسلم کر نیو اے اور قائم کہیں دوسری حیثیت میں حضرت یافرحم سے مروی فرمایا ہے کہ قائم اپنے
 سے کہیں تیل خرق کے کو اہل کفر کو کھنکھنایا ہے یہاں لیکن ہم دوست تمام محبت کے یہ قائم ہو گیا ہے اس سے
 پس کہیں جسے اپنے دوستوں سے جو ہے کہ اس کے پناہ اور اوتار کے یہ قائم ہوا ہے شیعہ کے ہیں
 کتابت کہ ہم بیست ہمت میں اور مدنی سالات و خلافت امامت میں جو مصلحت اور نسل پیغروں کے
 میں بدریہ یا بچہ ظلم کیا گیا بلکہ پائل مندرج متور کیا ہمارا حق غصب کیا جس سے کہ پیغمبر کے رشتہ فزانی
 اس وقت تک ہم مندرج ہے اب ہم سے میں یادی طلب تہاں ہادی یادی کرو جس پر باطل کا حق
 سے نین سکودر بیان رکن مقام کے لائیں اور مراوس کا کاٹیں وہی ہے فخر زکیہ جب یہ خبر نام کو
 پیغمبر اپنے دوستوں کے کہ تم نہیں جانتے تھے کہ وہ لوگ سکون میں چلتے ہیں یا ان کا پیغمبر جس کا کید
 امرا حروج سے قائم سے کہیں غصب ہادی سون سے تہم مدہ یارونے مرد ترین تین سوتیرے فخر مدہ است
 بعد کہ جسی ہر اہل بول مسجد حرام تک تشریف لائیں اور تمام ابراہیم میں جا رکھتے تہاں ہی مہر الاسود پر
 کیر کے جیسے مدوٹنا سے خدا و ملائحت حضرت رسول خدا و آبا و اطہار کے بعد اسی چند بائیں کہیں
 کو کسی نے کہا جو پس اول جو شخص اس کے ہاتھ پر بیعت کرے جبرائیل و میکائیل ہوں اور ساتھ
 ہی اسکے جناب رسول خدا و علی مرتضیٰ او نہیں اور ایک مکتوب تہاں کہ مراوس کی تہہ قائم کو

اور کہیں کہ اس نامہ میں جو کچھ لکھا ہے اوپر عمل کرو پس وہ تین سو تیرہ نفر اور تہوڑے سے
اشخاص کہ اونکی جمیت کریں او سو فنت کہ ہے باہر آئے تہدیرج جمیت ہوتی جاسے یہاں تک کہ مثل
حلقہ کے اوس کو گمیریں راوی نے کہا حلقہ کیا ہے فرمایا دس ہزار آدمی جمع ہو جائیں جبریل
طرف راستہ میکائیل طرف چپ ہوں علم کتاب رسول خدا اکثادہ کیا جائے اور حرکت دیا جائے
زورہ رہے جناب رسول اللہ نبی جہم ہوشیروا غفار مکر میں بند ہی ہو جس ٹہر میں پہنچے گروہ کے گروہ
اونکی موافقت کریں مگر اہل بصرہ کہ اونھیں سے کوئی باہر نہ آسکے کہ خدا تعالیٰ انکے دلوں کو مثل
اس بن سخت نہایا ہے یعنی اعتقادات و عدائیت و رسالت و امامت میں کوئی شک لو کہ عارض نہیں
ہوتا اگر پہاڑ کی طرف منہ کریں او سے جگہ سے ہٹاویں اور جس ولایت کا قصد کریں اسے خواب کریں رات
کو خواب نہ کریں میدان میں مثل صدائے ہنوز عمل کے صلا اونکی ناز و دعا و تفرع سے آپس پٹے ہوئے
ایسے حال میں مسح نہ کریں وہ منجملہ راہیان عجم دیکھے ہوں مسیح کو گھوڑوں پر سوار ہوں مثل تیر تیراں
و ننگ مان کے جس طرف اور جگہ رخ کریں اوس جگہ کو ویران کریں اور اپنے مولا صاحب الامر کے کیزہ
غلام سے زیادہ مطیع ہوں اُنکے مانند قبول کے درخشاں ہوں بدن اوکے خوف خدا سے مانند سیاح
لرزنا ہوں ماہ خدا میں فرم رسول سعادت ہو آرزو سے شہادت پہنچو اونکا یا لئالہ الحسین
ہو خوف و رعب اونکا ایک مہینہ کہ ساہ سے آدمیونکے دل میں اثر کرے اور خدا تعالیٰ انا محق کی اون
کو کوئے مدکر سے حضرت باقر نے فرمایا کہ قائم ایک حاکم کہ میں مقرر کر کے اور روز اربعہ مدینہ ہو جب قزوئی
رہائے ہو غمر آئی کہ اہل مکہ نے مالک کو مار مار مارا پس قائم پھرتا ایں اور لشکریاں اہل مکہ کو قتل کریں اور
ہر بل مسجد الحرام و مسجد نبیر کے تشریف لائیں اور آدمیوں کو طرف کتاب خدا و سنت محبوب کبریا کے
دعوت کرے معہ ولایت علی بن ابیطالب اور اونکی اولاد کے اور انکے خیموں سے بیزار ی
کی ہدایت کرے جب میدان میں پونچیں لشکر سفیانی بقصد محاربہ آئے اور زمین اونکو گل جائے
اور وقت مدینہ کی طرف جائے اور چند روز اہل شہر سے وٹاں سے کوفہ میں آئے اور اپنے دوستوں
کے کسی کو الی کوفہ کہے جب شہرہ میں پہنچے سفیانی کا خط اہل کوفہ کو پہنچے اور لکھا ہو کہ اگلا دس کو

۳۹۰ جناب سادات بلال سلام نے کہ صلیب ارمیاں کے لئے ایک عمارت ہے طاقان میں پڑھے اہل طاقان ہیں۔

نہیں مارا ہے تو ہم آتے ہیں تمہارے مردوں کو قتل کرتے ہیں اور تمہاری عورتوں کو اور لوگوں کو اسیر
 کرتے ہیں اہل کوفہ مال قائم کو مار ڈالیں جب یہ خبر قائم کو ملے کوفہ کو مراجعت کریں اور دن بد بختان
 کوفہ کو قتل کریں اور قریش سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے یہاں تک کہ ایک نعرہ کو سنبھلی جانی نہ رہے
 پھر دوبارہ کوفہ میں داخل ہوا کہ کعبہ کے بغیر میں آئیں اور وہیں منزل کریں ابی بن کعب نے جب
 حضرت رسول خدا سے علامتیں ظہور قائم کے دریافت کی تو فرمایا کہ قائم کے پاس ایک علم ہے جب
 وقت خروج کا پہنچے گا وہ علم خود بخود کشادہ ہوگا اور بڑیاں فصیح کہیں گے اخراج یا ولی اللہ و قیل
 اهل الله و یضیء نکلوا سے دوست خدا او قیل کرو دشمنان خدا کو اور ایک شیر بھی رکنا ہے
 جو غلاف میں رہے گی جب وقت خروج پہنچے گا نیام سے باہر نکل پڑے گی اور زبان فصیح صد اکر سے گی
 اخراج یا ولی اللہ فلا یحل لك ان تقعد عن اهل الله یعنی اگوست خدا نکل جائے
^{بہارِ نبوی} اور فصل بن عمر سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے میں نے جناب امام جعفر صادق ^{علیہ السلام}
 سے عرض کیا کہ آیا مہدی منتظر کے لئے کوئی وقت معین واسطے خروج کے ہے جسے ہم سب جانیں کہ وہاں
 وقت خروج فرمائینگے فرمایا جاشا دیکھے ظہور کے لئے کوئی وقت معین نہیں ہے نہ وقت کو ہمارے
 شیر جانیں نے عرض کیا کہ یہ کوسلے فرمایا بسبب اس کے کہ خدا نے فرمایا وَلَیْلُوْکُمْ مِنْ اَسَاعِ
 قُلْ اَعْمَلُوا عَمَلًا ثُمَّ لَا تُلْهِكُمْ اَفْئِدَتُکُمْ عَنْ دِیْنِکُمْ وَلَا تَمْلُوْا سَعًا مِّنْ دِیْنِکُمْ وَلَیْلُوْکُمْ مِنْ اَسَاعِ
 لَکُمْ عَمَلٌ یَّالِیْسَ لَکُمْ بِہَا الذِّیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہَا اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَعَوْا مِنْہُ وَہُمْ یَّحْسِبُوْنَ
 اِنھَا الْحَقُّ اِلَّا اَنَ الذِّیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَیْلُوْکُمْ مِنْ دِیْنِکُمْ مِّنْ اَسَاعِ
 السَّاعَةِ لَکُمْ بِہَا سَعَتِیْنَ فرمایا قیل و قال کرتے ہیں اور کہہ دے میں کہ کہ تو نے سنا ہے اور کس نے
 اوس کو دیکھا ہے اور کب ظاہر ہوگا اذراہ تعجیل کے تقدیر ایسی ہیں کہ قدر و قدر میں تعجیل
 کو راہ دیتے ہیں اور قدرت خدا کو داخل فضولی کرتے ہیں تعجیل بہتوں کے لئے ہے نہ ہمارے
 مہدی کے واسطے نہ تو گویا اوس نے علم خدا میں شراکت کی اور اوس کے اسرار میں نہ جو سہ منزل
 نے پہنچ کیا وقت تو لہ کے کوئی حلیع نہ ہوگا فرمایا ہاں خدا کی قسم پہنچے گا عجب نور سے

وفات ہو کر وہ سال کو بیچے دیکھا جائیگا ولادت اوسکی وقت طلوع فجر شب جمعہ ہجرت ماہ شعبان سال دوم ستاون ہجری ہے اور روز جمعہ ہجرت ماہ ربیع الاول سال دین سو ساٹھ ہجری میں اوس شہر میں کہ دیسائے دجلہ کے کنارے پر ہے اوس کا باپ وفات پائے اور شہر کو ایک لکھ چار لکھ نام اوس کا جعفر مگر اور انتہ اوس کا متول احمد کلمہ باگرتہ اوس کے نام رکھے ملائکہ وہ اوس کے وقت وفات پدے اوس کو سونیس خالص دیکھئے اہل کلمہ کلمہ و شکر اوس کو دیکھئے جہد وفات پدے کہ اوس کو سامہ میں ظاہر ہو اور پیر و ملاں سے غائب ہو کہ مدینہ کو پہنچے اور مرد سو گز ہے اوس جگہ جس شخص کو توفیق دے اور سعادت مند ہوا وہ دیکھے اور آخر نصف سال دو سو چھیانوے ہجری میں پیر غائب ہو کہ کوئی نہ دیکھے اوس وقت تک کہ ماؤن ہو کہ ہر ایک اوس کو دیکھے مفضل نے کہا کہ ایا م غیبت میں کس کے ساتھ ملاؤں دیکھ کر کیا فرمایا کہ ملائکہ جن کے ساتھ گفتگو و کلام کریں اور اوس کے امر و نہی کو معتمدیں و وکلایک ہو چنچاویں اور محمد بن نصیر قنجر ہی ایا م غیب میں بتام مبارک اوس کے دروازہ پر بیٹھے اور مسہ اوس کے کہ میں داخل ہو گیا وہ بیکتا ہوں ضلکی تم اوس کو کہ داخل کہ ہو اور چار در سو گز اٹھ بیٹھی ہوئی ہے اور حمامہ نزد ہا نہی ہوئی ہے اور نعلین رسولہ اجہیں ہونہ لگا ہے پاؤں میں پٹے ہوئے ہے اور عصا آفتاب کا تھ میں ہے اور چوہ بزر لاغر آگے لئے ہوئے آتا ہے خانہ کعبہ تک اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ اوس کو پہچانے وقت ظہور جان ہو مفضل نے پوچھا کہاں سے ظہور ہو گا اور کیونکر ہو گا فرمایا تھا ظاہر ہو گا اور خانہ کعبہ میں تنہا آویگا اور داخل کعبہ تنہا ہو گا اور تاریکی شب میں تنہا آئے بعد اسکے جب موم و مہائیں اور آدمی مات گلا رہے جبرائیل و میکائیل و صفوف مائیکہ اوس پر نازل ہوں جبرائیل اس سے کہے کہ اسی سید بات تیری مقبول اور حکم تیرا جاری ہے اور ہاتھ پناہ اسکے چہرہ پہلے وہ کہے الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ و اوحیثنا لادری نلیو دستہ حسب انشا فقم اجرا العالمین فیجہد و تلو فی کئی اوسی خدا کی جس نے ہمارے ساتھ و کلمہ کہ چاکا کر دیا اور ہمیں نصیب کا کیا کیا چاہا یا جس میں لکھا تھا چاہی اور درمیان رکن و مقام کے نہڑا ہوا و از دست

کہ تمام اہل آسمان وزمین میں لیں کہ اسے گروہ خلافت یہ ہیں مہدی آل محمد اور نام لے اوں کا بنام و نسبت اولیٰ کی بعد رسول خدا کے اور نسبت دوسرے فرزند علی امام حسن امام یازدہم سے اور نام ایک ایک ایام کا لے اما حقیقت تک کہ جس محبت اوسکی کرو اور متابعت اوسکی کرو کہ مملوکہ بابت یہ ہوا اوسکی مخالفت نہ کہ کہ گمراہ ہو جاو گئے پہلے ہاجیہ بعد اوسکے خبیثاں بعد اوسکے نقبان اوس کے ہاتھ کو چوبیس ہر کہیں کہ پہننے سنا اور اطاعت کی کوئی سننے والا ایسا باقی نہ رہے جو اس صدا کو نہ سنے صحراؤں سے شہروں سے دریاؤں سے جنگلیں سے کہ کی طرف متوجہ ہیں اور ایک دوسری سے اس محمد کو نقل کرے اور آپس میں تفسیر ہیں یہاں تک کہ خدمت میں حضرت کے پہنچ جائیں جب مغرب آفتاب نزدیک ہو سمت مغرب سے ایک نذر اتر ہو کہ اسے گروہ خلافت تمام اعدا و اسے یاس میں ظاہر ہو کہ زمین فلسطین سے اور وہ عثمان بن عتبہ ام بنی ہے اولاد بنیدین معاویہ بنی امیہ سے اوسکے ساتھ بیعت نہ کہ ہدایت پاؤ اور مخالفت اوسکی نہ کرو نہ گمراہ ہو گئے پس ملا کر کہبتیاں اوس سے امداد کو رد کریں اور تکذیب اوسکی کریں اور کہیں سنا پہننے اور نہ مانا اور جو لوگ تکذیب کر نیوالے اور منافق و کافر ہیں اعدا سے گمراہ ہو گئے اور میدان ہمارا قائم ال محمد کعبہ بن کعبہ سے ہوئے کہیں گے اسے گروہ خلافت جو کوئی چاہے کہ آدم یا شیت و نوح و سادہ بن نوح و ابراہیم و اسمعیل و معنے یوشع و عیسیٰ و مسیحون کو دیکھے میری طرف نظر کرے کہ علم و کمال سب کا محمد میں موجود ہے اور جو کوئی قصد کرے کہ دیکھے محمد و علی و حسن و حسین اور باقی ائمہ کو جو اولاد حسین سے ہیں بھکو دیکھے اور جو چاہے مجھے سوال کرے کہ علم سب کا میں رکھتا ہوں اور جو اب حال کا دنگا اور جو کچھ اونہوں سے صلحت نہ سمجھا اور خبر نہیں دی اوسکی خبر میں دیتا ہوں اور جو کوئی کتب اسرارانی اور صحیفہ پیغمبر و کفار سنا چاہتا ہے آئے اور مجھے سننے پس ابتدا کرے اور صحیفہ آدم و شیت کو پڑھے چنانچہ امت آدم و شیت تصدیق کریں او کہیں یہ وہی صحیفہ جو انہیں نازل ہوا تھا ہمارے اوپر نظر ہر کیا اور جو کچھ مخفی تھا اور جو کچھ ہمیں جانتے تھے اوسے مجھ پر آشکار کیا کوئی چیز احمیں سے مانتا نہیں کیا اور تغیر و تبدل نہیں ہوا ہے بعد اس کے صحیفہ نوح و ابراہیم و توراۃ و انجیل و زبور کو پڑھے

اور علماء ہر امت کے گواہی دیں کہ خدا کی قسم وہی کتابیں ہیں کہ جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں اور سید طہر
پر ہے جیسے آسمان سے نازل ہوئی تھیں کوئی تحریف و تبدیل نہیں ہے بعد اسکے قرآن کو پڑھے قاضی
مسلمان کہیں کہ یہ وہی قرآن ہے جو محمدؐ پر نازل ہوا تھا پچاس سے کم نہیں ہوا ہے اور تغیر و تبدل نہیں
ہوا ہے بعد اسکے و ابنا الارض ظاہر ہو درمیان رکن و محکم کے پیشانی مومن پر مومن اور پیشانی کافر
پر کافر لکھے بعد اس کے ایک مرد پاس قائم آل محمدؐ کے آئے کہ منا اس کا پشت کی طرف پھرا ہوا اور
چیتھ اوس کے سینہ میں ہو رہا بر قائم کے کہڑا ہوا اس سے کہ میں بشیر مومن خبر خوش آپ کے واسطے
لایا ہوں ایک فرشتہ نے مجھے مامور کیا ہے کہ ہم آپ کو خبر دیں کہ لشکر سفیانی مقام سیدائیں ٹان
ہوا قائم فرماے کہ قصہ اپنا اور اپنے بھائی ^{محمّد} کا کر وہ کہے کہ ہم سحر اپنے بھائی کے لشکر سفیانی میں تھے
و مشق سے زور اٹھتے بندہ و تنک خراب و یران کیا اور ہر شہر و قریہ کو مانند بیا بان بے آب و گیاہ
ہے سرو سامان کیا مدینہ کو بر ہا کیا منبر قبر نبیہ کو توڑ ڈالا چار پائے ہمارے سمجھ پیغمبر ہیں باندھے
گئے اوسیں بول دسر گیں کیا مدینہ سے باہر آئے تین لاکھ آدمی ہم سب تھے اور ارادہ تھا کہ خاند
خدا کو بھی خراب کریں اور اہل مکہ کو قتل کریں جبکہ میدان میں پہنچے اور وہاں اوتارے ایک خدا
آسمان سے آئی کہ اسے میدان اٹکو ہلاک کر زمین شکافتہ ہوئی اور سب لشکر کو نکل گئی خدا کی قسم اوسیں
سے کوئی باقی نہیں رہا مگر ہم اور ہمارا بھائی ایک فرشتہ نے ہم دونوں بھائیوں کو اس شکل کر دیا اور سیر
بھائی سے کہا کہ اسے ندیر تو دمشق میں سفیانی کے پاس جا اور اس کو خوف و دلاہلاکت لشکر و
ظہور قائم آل محمدؐ سے کہ میں اور مجھے کہا اسے بشیر تو کہ میں پاس قائم مدینہ کے جا اور اس کو
بشارت دے ہلاک سے ظالموں کے اور توبہ کر کہ وہ تیری توبہ کو قبول کرے چچا اور اپنا ہاتھ تیرے منہ
پر پھر ٹپکا کہ پھر تو حالت اول پہنچا و پھر پس قائم و سکو حالت اول پر لائیں وہ قائم کے ساتھ محبت کر
اور انکے ہمراہ ہے مفضل نے عرض کیا کہ اوس وقت لاکھ و ہجرت کو آدمی دیکھنے لگے فرمایا ہاں خدا کی قسم
آجیسی باتیں کریں جیسا کہ آدمی اپنے خیال و رہنما سے کرتا ہے عرض کیا ہمراہ قائم کے رہینگے فرمایا
ہاں ہمراہ رہینگے یہاں تک کہ درمیان موت کے مابین کو ذہ و نجف حمل کریں اوس وقت مدد مہاجر جعفر کے

ملا کہ چالیس ہزار اور ایسا ہی جنوں سے چالیس ہزار اور انے خدایا رسی قائم کی کر لگی اور تمام
 شراد کے ہاتھ سے مفتوح ہو گئے مفضل نے عرض کیا کہ اہل کے ساتھ حضرت کیا کریں گے فرمایا کہ انکو
 حکمت و موعظہ و زبان خوش سے دعوت کریں گے اور وہ لوگ اوسکے اداعت کریں گے ایک غیلو اپنے اہل
 سے اونپر مقرر کر کے روانہ مدینہ ہو بھی مفضل نے کہا خانہ خدا کے ساتھ کیا کام کرے فرمایا خانہ کعبہ کو
 گرا کر اونی طرح بنائے جیسا کہ حضرت اباہم نے درست کیا تھا وہی اول بیت وضع للنام للذی
 بیکہ فی عہد ادم اور جو بنا بعد ابراہیم و اسمعیل کے وہی اوسکو نبی یاقول نے نہیں بنایا بعد اسکے قائم
 میسا کہ خدا کو منظور ہے بنائیں اور نشانیاں فیلوبکی مٹا سکا اور خانہ کعبہ پر کیا منحصر ہے جہاں نشانیاں
 خالق سبحی پہنچی کیا مدینہ و کیا کہ ادر عراق و سایر اقالیم میں اوسیں مٹا دیں اور مسجد کو فوجی خراب کرے
 اور طرفہ پر بنائے اور قہر عین کو بھی خراب کرے کیونکہ جسے اوسکو بنایا ہے ملعون ہے ملعون ہے
 مفضل نے کہا کہ میں قائم توقف کریں گے فرمایا نہیں بلکہ اپنے اہلبیت سے ایک شخص کو ہاں غیلو
 کرے گئے رجب و مکہ سے باہر جو تھے اہل مکہ نائب قائم و اڑا لینگے پس قائم ایک گروہ مانگے و جنات
 و نقبا کو اہل مکہ پر بھیجیں گے اور اونسے کہیں گے کہ اگر نہ ہوتا کہ ہم رحمت خدا ہیں ہم بھی تمہارے ساتھ
 چلتے ہیں مگر تقدیر ہو اسے کہ تمام اہل مکہ مارے جائیں تم لوگ جاؤ اور کسی کو لو نہیں سے زندہ نہ چھوڑو
 مگر وہ شخص کہ ایمان لایا ہو اور درمیان اپنے اور خدا کے درمختل رکھتا ہو پس وہ سب آئیں خدا کی
 قسم آدمیوں میں سے ایک بلکہ ہزار میں سے ایک بھی سالم نہ رہے مفضل نے کہا بس محل اقامت
 قائم کمال ہو گا فرمایا کو فہ میں اور مقام حکم انی مسجد جامع کو فہ بیت المال و کل نعمت غنائم مسجد جہل
 و منہج ملکوت و کائنات سے سفید بخت اشرف ہوں مفضل نے کہا سب مومنین کو فہ میں رہیں گے فرمایا
 ہاں نہ اکی قسم کوئی مومن باقی نہ رہے کہ یہ کہ ذکر احوال کو فہ میں ہو اور اس جگہ اسقدر زمین کی قیمت
 گراں ہو کہ ایک گوسفند کے باندھنے کی جگہ و ہزار قیمت کہ لے میرا دیا ملے آپکو جب زمین وسیع سے
 کہ ایک خطاطے خطما سے ہمدان کے ساتھ آنکو جب طلا کے داد و ستد ہو اور کو فہ اسقدر بزرگ ہو کہ مسافت
 اوسکے حدہ کی چوتھیں میل ہو اور آبادی کو فہ کی کہ بلا سے مل جائے اور کہ بلا منزل و جا سے پناہ ہو کہ

ایک و بیہ بیتین حق سے کہ ایک خطاطے خطما سے ہمدان کے ساتھ آنکو جب طلا کے داد و ستد ہو اور کو فہ اسقدر بزرگ ہو کہ مسافت

اور خدا تعالیٰ ایسے برکت و خیر اور عظیم قرار دے کہ اگر کوئی مومن ایک لفظ وہاں کہہ دیا ہو اور عا
کرنے ایک بار تو مثل ہزار مثل ملک دنیا کے ملکیت اور سکونت عطا کرے جس حضرت نے آہ کی اور فرمایا ہے
فضل تمام زمینوں سے آپس میں تفصا کر لیا اور کعبہ نے کہ بلا۔ تفصا کر لیا پس خدا نے وحی کی کہ اے کعبہ بیت
ساکن ہوا وہ خیر نمکر کہ بلا پر کہ وہ زمین مبارک ہو موسیٰ کو اوس جگہ پر آواز دی گئی اور مرتبہ پنجمی ہی پر فرما کر
اور وہی بندی ہو جہاں میں نے مریم و مسیح بنا دیئے اور وہ جگہ ہے کہ جہاں سر حسین بعد از شہادت ہوا
گیا۔ اور اسی جگہ مسیح کو مریم نے دھویا اور خود بھی غسل کیا۔ اور نہر میں بقیعہ ہے۔ کہ پیغمبر خدا نے اوسے جگہ
سوا آسمان پر عروج کیا بہت خیر و برکت ہمارے شیعوں کو کہ بلا میں نصیب ہو جب تک قائم ظہور کرے بفضل
نے عرض کیا کہ سر ہندی دہانے کہاں جاؤ فرمایا دینہ رسول خدا کی طرٹ اور واناں توقع کرے اور عجیب ہے
ظاہر ہوئے جس سے منہو کی خوشامالی اور دشمنوں کی ذلت و خواری ہو بفضل نے عرض کیا وہ اگر عجیب ہے فرمایا
حسباً رو مدینہ ہولینے جد بزرگوار کے قبر پر جائے اور پوچھی کہ اے کہ وہ خلائق ہی قبر میرے بعد رسول خدا کی ہے
وہ سب کہیں ان اے محمدی ال محمد پر دریافت کر کہ یہ دو قبریں کیسی ہیں جواب دیں کہ دو مصاحب
اور دو ہمنوا بنائے انکی ابو بکر و عمر میں بس ارشاد کر محالاً کہ خود خوب و بہتر جانتا ہی اوں دونوں کو ابو بکر و عمر کو
ہیں اور کہو مکرو در میان میں سے تمامی خلق کے منتخب ہو کر سمجھا گئی رسول خدا ہیں آئے اور در میان مدفون
ہوئے شام کو کئی دوسرے ہو وہ سب کہیں اے محمدی اور اے قائم اسجگہ بنیہ انکے کوئی دوسرے نہیں ہو کیونکہ یہ
خلیفہ اوسکے میں اور اوسکی زوجات کے باپ تھے اسجگہ مدفون ہوئے بس کہڑا بہا الناس در میان تھا
کوئی ایسا ہو کہ جو انکو پہچانے وہ سب کہیں کہ تم نے تو اوں کو دیکھا تھا نہیں ہے۔ لیکن صفت سے اوں کو
پہچان سکتے ہیں اور سمجھا کہ آپ کے جدا سوائے انکے کوئی نہیں ہے پہر پوچھے کہ کوئی تم کو نہیں ایسا
ہے کہ سوائے اسکے دوسری بات کہو یا اس بات میں کوئی شک رکھتا ہو وہ سب جواب یں کوئی نہیں ہو پس
تین دن تاخیر کرے تیسرے دن نقبا کو حکم ہو کہ قبر کو کھودو بعد کھودے قبر کے اوں دونوں کے تلاش کریں
اھے صورت سے کہ رکھتی تھے ترو تازہ پاس مطلقاً رنگ و خلقت میں اوکی تغیر یہ ہوا ہو باہر لا سے
چاہیں اور گفتگو انکے اوتار کر ایک شاخ خشک مثل خراب پڑ گیا دیں فوراً وہ وحشت بنو و فرم ہوا اور شاخ و برگ

ابراہیم پہنچا ہے بس جو کوئی شک کرنیوالا بادا اصل ہوا تو انکے دوستوں کے خدا کی قسم کہا کر کہے کہ یہ انتہا ہے
 شرافت ہے جو انکو حاصل تھا ہم انکی محبت سے رہنمائی ہوئے اور جو لوگ کہ راتوں کے برابر ولیس انکی محبت
 رکھتی ہوں انکو خبر دیں کہ آؤ سہ کرامت آگے وقت میں مبتلا نہ ہو بعد اسکی سنائی جانب ہمدیسی نہ کرے
 کہ جو کوئی دو مصاحب رسول خدا کو دیکھنا چاہے۔ اور انکو دوست رکھتا ہے۔ ایک طرف کہ ہمدیسی
 اسوقت دو وصف ہو جائیں ایک اوکا دوستدار دوسرا اللہ سے بیزار اسوقت ہمدیسی انکے دوستوں
 کہے کہ ان دونوں سے بیزاری کرو وہ سب کہیں کہ جسوقت ہمیں انکی شرافت نہیں دیکھی تھی انکے اعتقاد کو تو
 تھے بیزار نہیں تھے اور اب کہ یہ فضیلت کرامت انکے ہننے دیکھی اوتے تیرا کریں اگر ہکو مکر و مکر و کر
 ڈالو ہرگز انکے نہ پہنچے بلکہ ہم تجھے اور تیرے دوستوں اور ان لوگوں سے جو انکے تیرا کرتے ہیں بیزار
 بس ہمدیسی مال محمد یا وسیاہ کو حکم دی کہ اب تیرے اور ان سب جلا کر خاک مکر ڈالے اسوقت حکم دے
 کہ شین کو دخت سے اوتاریں انکو زندہ کرے بادل خدا اور تمام مخلوق کو جمع کر کے سب کے سامنے جو کہ ان
 سے صادر ہوا ہے شروع خلقت آدم سے تا تمام دنیا اونپر عاید کرے یہاں تک کہ قتل ابیل اور جلایا جائے
 ابراہیم کا آگ میں اور منجست میں کھاجانا ان کا اور برادران یوسف کا کنوئیں میں یوسف کا گرانا اور
 یحییٰ کا اٹھنا اور یونس کو مچھلی کا نکل جانا اور قتل یحییٰ اور سولی پانا حضرت عیسیٰ کا اور ستر تہ مارا جانا جسکا
 کا اور وہ عذاب جو انیال پر وارد ہوا اور سلما فارسی کو مارنا اور روشن کرنا آگ کا دروادہ جناب فاطمہ ہار
 وامیر المؤمنین حسین پر انکی جلانی کے واسطے اور تازیانا مارنا دست جناب سیدہ پر اور لات مارنا شکم
 پر ان مظالم کے واسطے حاصل حضرت محسن اور زہرا حضرت امام حسن کجی اصل حدیث میں نہیں ہے
 اور قتل ہونا سید الشہداء کا اور فوج ہونا انحضرت کے طفلانہ عہد انصار کا اور سیری میں جانا ذریت
 رسول خدا کا اور غوریزی آل محمد ہر زمانہ میں بلکہ برغوریزی ناق اور بر باد ہونا ہر فرج کا کھرام اور ہر حال
 بزور اور ہر معاملہ قاسدہ اور ہر مصیبت کبیرہ و حاشہ کہ ہر زمانہ میں ہر مخلوق سے صادر ہوتی ہو
 اور ہر قسم کا ظلم و جور و تعدی عہد آدم سے قیام قائم تک ایک ایک اونپر شمار کیا جاوے اور اونپر
 وارد و لازم کیا جائے چنانچہ سب کا اقرار کریں اسوقت حکم دی کہ جس شخص کا مظلمہ ہو اور

وہ اس وقت حاضر ہوا تو نے لے اور قصاص کے بعد اسے اسی وقت پر اونکو سولی پر چڑھا دیا
 اور ایک آگ کو حکم دی کہ زمین سے نکلا اور اونکو مع وخت کے جلا کر راکھ کر ڈالے پہر سوا کو حکم ہوا
 کہ اونکی راکھ کو اور اگر دریا میں گرا دے مغفل نے عرض کیا کہ یہ آخر عذاب اونکا ہو دنیا میں فرمایا یہ سزا
 بہیات خدا کی قسم سید اکبر محمد مصطفیٰ و صدیق اکبر علی مرتضیٰ و صدیق اکبر فاطمہ زہرا اور حسین و کوثر و
 عرش خدا اور باقی امیہ ہوا اور ہر مومن و شیعہ جنگو دنیا میں صدمہ و اذیت پہنچی ہو۔ حاضر ہوں اور بعض
 جمیع اندر مومنین کے اون دونوں نے قصاص لیں ہر شخص کو اس مرتبہ میں کہ ایک دن میں ہزار مرتبہ زندہ ہوں
 اور بار جائیں اور پہر زندہ ہوں اس قدر کہ خدا کو منظور ہو پس فرمایا کہ بعد ان سب امور کے جہدی آل محمد
 کو فہ میں آئے اور دریاں بجھ کر فو کے منزل کرے اور یاران و لشکر ہی اس کے چہلیس ہزار ملائکہ
 او چہلیس ہزار جن اور نقبا اور ابدال سے تین سو تیرہ نفر ہمراہ ہوں مغفل نے عرض کیا کیونکہ بعد
 کہ حدیث میں بلفظ زور اندک تو رہے اس وقت میں دا الفاسقین ہو گا۔ فرمایا وہ لعنت دستخط خدا میں
 ہے اور فتنہ دائر سے ڈرے اس کو خراب کرے مثل یابا سے آب گینا کے ہو جائے اسی ہوا سپر
 اور جو کوئی اوس میں ہے عملہائے زور و عملہائے مغرب اور بلاد جزیرہ یا تہی کلب سے کہ اشارہ طرف
 عملہائے سیفانی اور اسکے لشکر و لشکر ہی اور ہر علم سے کہ ہر نزدیک و دور سے آئیں خدا کی قسم نازل
 ہو گا اوس میں عذاب ہر قسم کا جو نازل ہوا ہو جمیع استہائے سابقہ میر کہ اول خلقت دنیا سے آئی ہیں آخر
 تک اور ایسا عذاب نازل ہو کہ کسی نے دیکھا ہو نہ ہو اور وہ طوفان جو اسکے پہننے والے نازل
 ہو وہ طوفان شمشیر ہوا ہی ہو اوس پر کہ جو وہاں سہنت کرے۔ اور کوئی وہاں قیام کرے اس فیانی خلق خدا سے
 ہو جو جو کوئی نہ تہت اس جاکست نہ اس سے نہ کرے۔ خدا ایسی رنق بہم پہنچا کہ لوگ نہ رہیں
 یہی دنیا ہے اور گہر شہر اس کی کوہ بہشت و عذاب و اس کی راحیں میں راطفہ اور
 ہر جگہ ان بہشت تصور کریں کہ خداوند کی لذتی و لذت رکھا ہو۔ وہاں ہر لذت و انوار و سہل و آس
 بغیر انزل اسد و شہادت حاجی و شرب خمر و الزنا و فسق و فجور و ثروت و منوریزی ظاہر ہو کہ جس وقت
 قلم بر معسکوں اُلٹا سوا آخر تک میں نہو نہایت کہ خراب و پران ہو جو آوارہ و نشتوں نے اور ان ملکوں کو چھوٹا

اور ہر امام عرصہ ساتھ اپنے اہل و فرعون اپنے زمانہ کے ظاہر ہوا اور تاویل اس آیت کے
صادق اور ورنہ بن حسن علی الدین استغفر اللہ عنہ و نجلہ و عیالہ و
نجلہ و عیالہ و انہم ما کانوا یحذرون مغفل نے عرض کیا فرعون و ہامان و جنود ہما
مغفل نے کہا پتھر اور امیر المؤمنین ہر اہ قائم ہدی کے ہو گئے فرمایا ہاں خدا کی قسم ہر
اس امر سے کہ تمام زمین میں پھر میں تائب قات و ظلمات اور قہر دیا نہ ہے ایسا کوئی
موضع جہاں پاؤں نہ رکھیں اور دین خدا کے سامنے ایسا وہ ہیں اور شکایت استغیا
امت کرنے میں مثل تکذیب و رد و سب و لعن و تشویش قتل و قصہ طاغوت امت جو الی
امت ہے نسبت دبدر کرتے ہم لوگوں کے حرم خدا و مول سے اپنے دار الملک میں اور
قتل کرنا زہر سے اور قید کرنا اڈ لکا انفصل کے ساتھ جو کچھ ہر ایک پر اڈ کے زمانہ میں ہوا
ہے سب بیان کریں اور شکایت کریں جس کو سکر منیر گراما ہوئیں اور فرمائیں کہ
اے فرزند و تم پر یصیبیں نازل ہنیں ہوئیں مگر تمہاری جو پر پہلے تمہارے نازل
ہوئیں اور تھیل اڈ کے یہ ہے کہ پہلے سب کے جناب سید النساء فاطمہ زہرہ الیادہ
ابوبکر و عمر کی شکایت کریں اور عرض کیا کہ اے پدر فر گوارم سے خدا کی قسم یہاں گیا ام
پھر چہ میں گئے جمع مہاجرین و انصار میں ہر فرد کا معاوضہ کیا اول و ثانی نے آپ
پر افر کیا کہ آپ نے فرمایا ہے (ہم گروہ پیرواں و نہ ہنیں چھوڑنے میں مال دنیا سے
کسی کے واسطے بلکہ جو کچھ ہم رکھتے ہیں وہ صدقہ ہے مسلمانین) جس قدر میں نے تقدیر کجا
و ذکر کیا قصہ داؤد و سلیمان استدلال کیا کچھ ہنیں سنا اور کاغذ جس کے اوسے خدا
آپ نے مجھ دیا تھا امد مجھ لکھ کر دیا تھا وہ کاغذ مجھ سے لے لیا اور سامنے تمام مہاجرین
و انصار کے آب دہن بخش اوس پر پھینکا اور پارہ کیا میں نے گریہ زاری کی اور آپ
کی قبر پر خیم گراماں و دل بریاں گئے قبر پر گریہ کیا قل کان لبدک انسا

حنیفہ لو کنت شاہد ہا' مگر تکترا الخطب تا آخر اول نے خالد بن ولید و قہز عمر
 کو سو ایک گروہ منافقین کے ہمارے دروازہ پر پہنچا کہ علی کو گھر سے باہر نکالیں اور بیت
 کیلئے مسجد میں لے جائیں کیونکہ آپ کی وفات کے بعد امیر المؤمنین علی آپ کی تجویز و تکفین میں
 مشغول ہے فرعون و ہامان امت نے فرصت غنیمت سمجھ کر خفیہ ہمارے اجماع کیا تھا
 اور منافقوں کو متفق کر کے میرے شہر مدینہ کے حق کو چھین لیا تھا اور علی قرآن کے جمع کرنے
 میں مصروف تھے اور آپ کے دین کو کہ قریب اسی ہزار درہم کے نھا ادا کرتے تھے اوس
 وقت دو سبتائے در کو چلایا اور دروازہ کو پاؤں سے ٹھوکر مار کر میسر پہلو پر گر لیا اور عمر
 چلایا کرتا تھا ارے علی یا ہر اؤ اور سلاما لہ کی گروہ کی ساتھ موافقت کرو نہیں تو تم کو
 نشتا کرینگے میں نے کہا کہ اسے عمر تو خدا اور رسول پر کیسے جرات کرتا ہے کیا جانتا ہے کہ نسل
 پیغمبر کو قطعاً نہیں سے اجماع میرے جواب میں اوس نے کہا موبہ فاطمہ صلی علیہ وسلم اب
 محمد نے وفات پائی مالاکیہین آتے ہیں اور امر دینی جانب خدا سے نہیں لاتے ہیں علی بنی ثل
 سا خلق کے ایک مرد سے باہر سے اور ساتھ سب کے موافقت کرے یا گھر کو جلادیتے ہیں
 اور جو کوئی اوس میں ہے اوس کو بھی جلادینگے میں نے گریہ و زاری کی اور خدا سے استغاثہ کیا کچھ
 فائدہ نہ ہوا آخر در کو ٹھوکر مار کر میرے پہلو پر گر لیا جس کے صدمہ سے ایک ہاتھ اٹھ پڑا
 ہو گئی تازیانہ میرے بازو پر مارا کہ سیاہ ہو گیا ورم کر لیا محل محسن کا استغاثہ ہوا وہ سب گھر
 میں گھس آئے چہرہ مرا کھل گیا تھا ہم خدا سے فریاد کرتے تھے اور کہتے تھے واتباہ وارسول
 اللہ دیکھنے آپ کی دفتر فاطمہ پر کیا گذرتا ہے امیر المؤمنین یہ دیکھ کر روتے ہوئے حمزہ
 سے اُڑا رہی رو اور مجھ پر اُڑ رہا ہے اور مجھے اسے سینہ سے لگا لیا اور کہا اے دختر رسول خدا
 باپ یہ ارجمتہ اللعالمین ہے معذرت سے دور نہ کرو سنا نہ کہو نہ خدا سے شکوہ نہ کرو
 خدا کی قسم کوئی متفق نہ رہیگا سب ہلاک ہو جاویں گے غلام کلام جناب فاطمہ جلالتہا
 و وقالت و اوپر کلا رہے ہیں اہ وقت بیان کریں اور امیر المؤمنین بھی اٹھیں اور

شکایت کریں کہ کئی راتوں کو ہم حسنینہ کو لیکر خانہ آئے مہاجر و انصار میں گئے اور اودن لوگوں سے جن سے آپ نے ہماری بیعت لی تھی مدد چاہے اُن بہوں نے وعدہ کیا کہ جو صبح ہوئی گوئی میری مدد کو نہیں آیا بہت رنج میں نے اُن سے لڑا یا۔ حکایت یہی مثل ناروں و امت موسیٰ کی تھی کہ اُنہوں نے موسیٰ سے کہا اے فرزند مادر تیرے قوم نے مجھ کو ضعیف کیا اور نزدیک تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں میں نے صبر و تحمل کیا کہ اس وقت تک کسی پیغمبر و وحی نے نہیں کیا تھا آخر کو فریت عبد الرحمن بن لُحْم سے میں شہید ہوا اے مفضل بن حسن اوٹھیں اور عرض کریں اے جہنم گرد گوار ہم ہمراہ پدر کو ذبح ہے کہ اس ظلم نے اُنکی سرنگوار ماری جب جہنم گرد گوار نے قصد فر آخری کیا مجھ کو اپنا وحی مقرر کیا اور جو کچھ آپ نے اُن کو تفویض کیا تھا مجھ کو سنا ملا یہ کہ جب خبر قتل جہنم گرد گوار پہنچی ایک لاکھ پچاس ہزار لشکر بھیجا کہ داخل کو ذہوں اہل کو ذہ قتل کریں مجھ کو اور میرے بھائی حبشیہ کو گرفتار کریں جو میرے سایر اخوان و اہل میت و یتیم و موالی کے یا بیوت اور کے ہم سے لیں اور جو ہم میں سوانحہ کرے اُنکی گردن ماریں اور سر اوس کا معاویہ کے پاس بھیجیں جب میں یہ پہنچا ہم میر گیا اور خطیبرؓ کو موعظ کیا اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کے چند فقرات یہ ہیں مات و النرجلی رسول اللہ و قتل امی و صاحب الوسا و اس انعام ذی قلوب الناس فغلق فافق الفتنۃ خالقہم السنۃ فیا لہما من فتنۃ عسواء صا لا تسمع لد اعیما و لا یجاب منادیمہا ولا یخالف والیہا اظہوت فاکمہ التفاق صوت راہبات اہل الشقاق و تکالبت جیوش اہل الامارۃ من الشام و العراق ہلموا رحمہم اللہ الی الافتتاح و النور الزیاح و العلم الحجاج و النور الذی لا یطفئ و الحق الذی لا یخفی ایما الناس تیقظوا من رقعات التفتۃ و تکاتف الظلمۃ فوالذی فلق الحبۃ و برئ النسمۃ و ردی بالظلمۃ الذی قام الی انکم صلبۃ قلوب صافیۃ ذرات خالصۃ لا یکن فیہا ذنوب التفاق و لامنیۃ افتراق لا صاحب

بِالسَّيْفِ قُلْ مَا قُلْتُ وَلَا مُصْنَفٍ مِنَ السُّبُوفِ جَوَابُهَا وَمِنْ الرِّمَاحِ
 مَسَالِكُهَا وَمِنْ الْخَيْلِ نَسَابُهَا تَرْجُمَةُ أَيْضًا النَّاسِ مِيرے یہ صاحبِ قدر و قدر
 و بزرگوار علی مرتضیٰ گندگئے شیطان نے دلوں میں آدمیوں کے دوسرے ڈالا اور ذرا
 فتنہ کی صدا بلند کئی اور تم لوگوں نے اسے پیروی کو ترک کیا بس کیسا قدرِ عظیم ہے جو اس کا
 سوائے کوری و کوری کے نہیں ہے کہ اس کے بلانیوالے کا قول کوئی نہیں سنتا اور نہ اس کے منہ
 کو جواب دیا جاتا اور نہ اس کے صاحب کی مخالفت کی جاتی سخنِ نفاق کے ظاہر میں ملانے
 نفاق و شقاقِ گردش میں ہیں لشکرِ کُئے ناہیاں شام و صبح میں موافقت کر کے
 متفق ہوئے ہیں اُو خدا تم لوگو کو آزمائش کرے ترجیحِ امورِ دین میں ابتدا کرو طرفِ نور
 واضح و علمین و دانشکار کے توجہ ہو کہ خاموشی اور سکوت واسطے نہیں ہے اور الیا حق ہے
 جس کو کوئی مخفی پوشیدہ نہیں کر سکتا۔ اسے گروہِ مردمِ خوابِ غفلت سے جو نکوتا رہی
 جہان کے باہر اُو قسم اس خدا کی داد گندم کو جس نے شکافہ کیا اور سم اس کی جو خالقِ جمیع
 ہے جتنے عظمیت و بزرگی کے روا اور ہے وہ گروہ تمہارا صاف دلوں سے اور خالص دل سے
 جو نہایت نفاق اور قصدِ جدائی و انتراق سے ہر ایک ہوا از روئے اخلاص و وفاق میرے
 موافقت لے تو آگے آگے تمہارے ہم کو اترو جہاں کریں اور اپنی تلوار اس کی تلوار و
 نیزہ اور گھوڑی راہِ تنگ کریں اور قنفذ و کوا کی سڑک کریں جس قدر میں نے اعلان کر
 ایسی باتیں کہیں کسی نے میرا جواب نہیں دیا گویا ان کی منہ میں سکوت کی لٹام دیدی گئی تھی
 انہیں یہ میں آدمیوں نے کہا کہ ہم اختیار اپنے نفس کا رکھتے ہیں اس وقت اپنے سامنے اپنی
 تلوار و تلوار لے ہوئے ایسا وہ میں اور ان کی ہر وہی کے فرمانروا ہیں جب قدر میں نے اپنے پیڑ
 دیکھا سو اسے ادل میں لڑنے کے کسی کو نہیں دیکھا کہ مجھ سے موافقت کرتے بس میں نے کہا کہ مجھ
 اپنے جہاں رسوا کی بیروی کرنا چاہے کہ برسوں خدا کی عبادت پوشیدہ کیا یہاں تک کہ
 جس وقت اُن تالیس نفر اصحابِ سیرت اظہارِ امرِ الہی کا نہیں کیا جب چالیس نفر اصحاب

پوسے ہوئے امر دعوت پر سے طور پر ظاہر کیا اگر میں بھی چالیں آدمی رکھتا جہاد کرتا پس ہر
 دنیا میں نے طرف آسمان کے بلند کیا اور خدا سے عرض کیا کہ اے خدا میں نے دعوت کی اور
 ڈر آیا لیکن میری دعوت کو قبول نہیں کیا غلبت میں چرگئے اور میری یاری میں سستی ظہر
 کی اور میری طاقت میں تقصیر کی اپنے جزو خدا کو تو اوپر نازل کر آخر تک جو کچھ گذرا
 ہو زہر کہلانے اور شہید کر نیسے بیان کریں بعد اوس کے امام حسین کھڑے ہوں بدن تمام
 خون میں ڈوبا ہوا زخم کھائے ہوئے اور وہ لوگ جو انکو ساتھ شہید ہوئے اسی طریقہ
 سے ایستادہ ہوں جناب رسول خدا اوس حال کے دیکھنے سے اس قدر رولیں کہ پیہوش
 ہو جائیں اور انکے رونے سے تمام اہل آسمان و زمین گریاں ہوں اور جناب فاطمہ العسی آہ
 سر و دل سے کھینچی کہ تمام زمین اور جو کچھ اوس پر ہے تہر آنے لگی بس امیر المؤمنین و امام حسن انہو
 پہلو میں اوس شہید مظلوم کے ایستادہ ہوں اور فاطمہ ایں طرف رسول خدا اون کو سینہ سے
 لپٹائیں اور فرمائیں یا حسین یا ولدی فل تیلک یعنی فدا ہو تجھ پر چیرا آنکھیں میر
 تیرے دیکھنے سے روشن ہوں ۱۱ آنکھیں تیری روشن ہوں اور دہشتہ طرف حسین کے
 حمزہ و جعفر طیار ہوں اور خیر کبر افرزند سقط فاطمہ محسن کو ہاتھوں پر لے اور فاطمہ بنت اسد
 تمام عورت اہل بیت کو لئے ہوئے روتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے آئے بس فاطمہ اور
 حسین کہے ھل الہو مکم الذی کنتم تو عدل و النیوم تحل کل نفس ما عملت من خیر
 محضاً و ما عملت من سوء تو دلوان بینھا و بینہ امل بعید مفضل
 کہتے ہیں کہ میرا کبر جناب امام صادق علیہ السلام اس قدر روئے کریش مبارک آئو نے
 تر ہو گئے اور فرمایا کہ روشن نہ ہو وہ آنکہ کہ ان معصیوں کو سنے اور نہ روئے پس مفضل نے بھی
 زاری کی اور عرض کیا اس نے روشنی کیا اجر و ثواب بے فرمایا اجر و ثواب عظیم جس بوقت
 حق کے ساتھ ہو بس مفضل نے پوچھا کہ کیا آذالو دۃ سلک پالی ذنب قتلت کی تفسیر کیا
 ہے فرمایا واللہ محسن سقط شدہ ہے اور جو کوئی سوائے اسکے تفسیر کرے اسکی تکذیب کرو

حاصل نئے پیہیں کہ زمانہ رحمت میں اوں لوگوں سے جنہوں نے دروازہ پہلوی اقدسین ثواب
 سید پر گرایا یہ سوال کیا جائیگا کہ کس گناہ و جرم پر اس طفل مصوم کو مارا پیچھا صابرق
 نے فرمایا کہ اوس وقت جناب سید انہیں اور کس کہ خداوند اٹونے وعدہ فرمایا ہے کہ جن
 لوگوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے میرے حق کو غضب کیا ہے مجھ کو مایا ہے وایا ہے داغ او لاؤں
 مبتلا کیا ہے اُن سے تو میرے حق کا مواخذہ کرے گا انتقام لے گا تو اوس وعدہ کو وفا کر اور میرا
 حق اُن سے لے اور انتقام میرے دشمنوں سے لے لیجئے ملائکہ ساتوں آسمان کے اور حاملان
 عرش الہی و ساکنان ہوا و تمامی اہل دنیا و طبقات زیر زمیں گریاں ہوں اور نور و آہ پیشار
 کریں اوس وقت باقی نہ رہیں ہمارے قاتلان و ظالمان سے اور وہ لوگ جو اُنکے فعل پیرنی
 ہوئے مگر ہم اوس دن ہر ارباب تہ قبل کئے جائیں اور وہ لوگ جو راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں پھر
 اُن کے واسطے قتل ہونا تلخی موت کی نہیں ہے خیال فرمایا ہے خدا نے ولا تحسبن الذین
 قتلوفی سبیل اللہ اموا مالی اھیاء عند ربهم یرزقون فوحین بما یتعصم
 الامم مفضل نے کہا بھئیے آپ کے شیخ قتل رحمت کے نہیں ہیں فرمایا مگر اُنہوں نے نہیں
 سنا ہے کہ ہمارے جد رسول خدا اور ابراہیم نے بھی کہا ہے کہ مراد عذاب ادنیٰ سے اس
 آیت میں لند لعنہم من العناب الادنیٰ دون العناب الاکبر وہ عذاب
 ہے کہ جو ہمارے دشمنو پر ایام رحمت میں ہوگا اور عذاب اکبر عذاب روز قیامت ہے ۔
 کہ اشارہ اُنکی طرف اس آیت میں ہوا ہے یوم تبدل الارض غیر الاکثر من السما
 و یوزواللہ الواحد القہار بعد اسکے مفضل نے بہت سے جملہ مستترہ و درمیان میں
 لاکر سوالات خارج از بحث کئے اور حضرت نے جواب سب کے دیکر فرمایا کہ بعد اوس کے
 علی بن الحسین انھیں اور شکوہ کریں اُن چیزوں سے کہ جو اُن پر بعد شہادت امام حسین
 روز رطبت تک امت بدر سے پوچھا ہوا بعد اسکے میرے پیر پر رگوار انھیں اور اسی طرح
 شکوہ کریں اُنکے بعد ہم اور میرے بعد خوشی و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و حسن بن علی باری

نہیں ہے بلکہ یہ مخصوص تجربے اور ترسے ناند کے ساتھ ہے اسے مفصل اس حدیث کو ملاحظہ
 جرات سے بیان کرنا کیونکہ نہایت سے شیعیہ محرم الہی کے کرنے میں دلیل میں جب اس
 فضیلت کو سینگے اطمینان ادا کو حاصل ہوگا اور عبادت خدا ترک کریں گے اور مرکب محرمات
 کے ہونگے کیونکہ ادا کو یہ اطمینان ہے کہ سیر نے اس بار کو اپنے دوش پر لے لیا ہے ادا سے
 ارٹھکاب پر کوئی عمل ادا کا ادا کو نفع نہ دے گا اگر دشمنیت ہماری تمام مخلوقات میں جاری
 ہے لیکن ہم بھی شفاعت نہ کریں گے مگر اس شخص کے واسطے کہ جس پر خدا کی مہربانی ہو اور خدا
 بھی اس کی مغفرت چاہے پس بڑا لالیشغون الامن ادا سے وہ صرف خستہ
 مشغون مفصل نے کہا کہ خدا نے فرمایا ہے لیظم علی الذین کلمہ بگردیں پیغمبر بھی
 ظاہر نہیں ہوا ہے فرمایا نہیں کہ اگر ظاہر ہوتا تو ضرورت تھا کہ کوئی مجوسی و یہودی و نصرانی اور
 کوئی شخص فرقہ و کفر و بت پرست وغیرہ سے نہ ہوتا حالانکہ مسلمان و درمیان کفار کے اور حق
 درمیان باطل کے مثل حال سعیدی و سیاہی کاغذ کے دکھائی دیتے ہیں ہاں ملاحظہ تامل
 کے اظہار دین پیغمبر سے سب دنیا پر اسے دن سے ہے کہ مہدی ظاہر ہو اور پیغمبر دہمی اہل بیت
 دنیا کی طرف رجوع کریں چنانچہ فرمایا ہے و قاتلوهم حتی لا یفلکون فتنہ و یكون الذین
 کلمہ اللہ بعد اس کے فرمایا کہ مہدی مراجعت طرف کو ذکے کو اسے اور اسماں سے بلخ ظاہر
 سے جیسا کہ قوم بنی اسرائیل میں الیوب پر برسی ہو اور جو خزانے کہ زمین میں پوشیدہ ہیں ادا میں
 ظاہر ہوں اور وہ سب ملا و لقمہ و جواہر اور جو کچھ مال دنیا سے ہوا اپنے شیعوں اور دوستوں
 تقسیم کرے مفصل نے عرض کیا کہ اسے مولا کہ جو کوئی آپ کے شیعوں سے قرض رکھتا ہو دوست کا
 یا دشمن کا وہ ادا کرینگے فرمایا پہلا کام مہدی کا بھی ہوگا کہ ایک منادی ادا کی طرف سے ندا کرے
 کہ تمام عالم میں جو کوئی ہمارے شیعوں سے کچھ طلب رکھتا ہو آئے اور مطالبہ کرے مگر یہ قدر
 خرد ہوں وہ لوگ آئیں اور دعوے کریں اور حضرت ادا کو دین مفصل نے عرض کیا کہ
 بچہ کرنا ہوگا فرمایا بعد اسکے غرب و شرق عالم کو طے کر کے کو فیس آئے اور سجدہ کو ذکی تعمیر

کریں اور اسے دار الحکومت بنائیں اور جو مسجد کہ میرا اس معاویہ نے قبل جنتیں شام میں
 بنیہ غیرہ کے بنائی ہے خراب کرینگے اور وہ مسجد جو خدا کے لئے بنی گئی گئی ہے باقی اس کا معلق
 ہے بفضل نے عرض کیا کہ مدت اس کے حکم و حکومت کی کتنی ہوگی فرمایا خدا تعالیٰ فرماتا ہے
 مِنْهُمْ شُعْبَىٰ وَسَدِيلُ ذَاكَ الَّذِي شَقَّوْا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا أَزْفِرُ وَشَمِيقٌ آتْرَ آتٍ
 وَامُ الَّذِي سَعَلَ وَافِي الْخَيْتِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَنْ
 الْأَمَانِ شَاءَ بِكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْذُودٍ اور مفت مجذود کے تقطوع ہیں یعنی یہ وہ عطیہ
 خدا ہے کہ منقطع نہیں ہو سکتا ہے بلکہ دائمی اور ابدی ہے اور ایسا ملک ہے کہ جس کو نام ہونا نہیں
 ہے۔ اور ایسا حکم ہے جو غیر منتہی ہے اور ایسا امر ہے جو مطلق نہیں ہوتا ہے مگر اختیار و ارادت اللہ
 کے نہیں جانتا اسکو کوئی سوا خدا کے بعد اسکی قیامت قائم ہوگی کہ فی امتیالیٰ فی اپنی کتاب میں
 اسکی تعریف کی ہے وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور ایسی روایت نہ ساتھ خبر و اختلاف کے
 شیخ بن سلیمان نے منتخب اصحاب الدجالت میں یہ موبہ نقل کیا ہے اس جگہ کہ کہ خرد نے
 طاہقان کے ملا و فقرہ سے نہیں ہیں بلکہ مردان چند میں ہر نیرہ رنگ ہزاروں پر ہر ہونگے
 اور وہاں اونکے مثل آہن کے ہونگے اور شہت شوق جہاں سے شل کر لے گا نہ ہرگز ٹپے اور
 امیر و ان کا کرنی بنی شمیم ہو کر نام اس کا شعب بن صالح ہے پس جیسا کہ امام حسینؑ اونکے
 ہمراہ آئیں او حیرہ او نکا مانند ترس ماہرب مہاروں کے ہو اور تلوار اونکے دو ہر ہر
 وضع و نہ ان میں کام نہ اون علیہ کے ساتھ کو فتنہ آئے اور اکثر اہل زبان و لسان جو بول چال
 پر اون کو اور ان کے اصحاب کو غیر ظہور مہدی کی بل و سب اہل زمین و ہر اہل زمین
 رسول اللہؐ کو کہ ہے کہ ہمارے ہمسایہ میں منزل کے سونے سے آپؐ کے آدھو ہر ہر
 کس کام میں مصروف ہے۔ حالانکہ آپؐ جانتے ہونگے کہ وہ مہدی سے اور ان کو پہچانتے ہیں
 مگر قصود اس سے یہ ہے کہ اون سب کو آگاہ کریں پس چار ہزار آدمیوں کو کہ یہ رب اللہ تعالیٰ
 لائیں کہ ان چار ہزار کی گردنوں میں قرآن ہو اور لباس اونکا یاس کا ملبہ کریں اپنی

لباس کے اوپر بانہی ہوں جب امام حسینؑ نزدیک مہدیؑ کے قیام فرمائیں ارشاد کریں کہ جاؤ چھو
 یہ مرد کون ہے اور کیا چاہتا ہے یعنی اصحاب حضرت کے لشکر گاہ مہدیؑ میں جائیں اور کہیں اسے
 گروہ لشکریاں تم لوگ تو اس سامان سے یہاں آئے ہو کون ہو صاحب تمہارا کون ہے اور مطلب
 اوس کا کیا ہے جواب دیں کہ یہ مہدیؑ ال محمدؑ ہے اور ہم سب اوس کے مددگار ہیں جن وانس ملائکہ
 سے پس امام حسینؑ فرمائیں کہ چھوڑ دو مجھے اوس کے ساتھ اوس وقت مہدیؑ اپنے لشکر سے باہر آئے
 اور درمیان دھف کے الٹا وہ ہو جناب امام حسینؑ، اُن سے کہیں کہ اگر تو مہدیؑ ال محمدؑ ہے
 تو عصا میرے جبرئیل خدا کا اور انگشتر دیا در زہ اور زرہ آدکی لے گا پور کسی کے حوالہ اہل بیت کے دست
 نہیں ہوتی ہے اور علامہ صاحب واسطہ و شتر منشا و امیر و لعل و زبرغفور و براق و تلخ و صحف
 امیر المؤمنینؑ کہ جو خود حضرت نے جمع کیا تھا بدول تغیر و تبدل کے کہاں ہے پس مہدیؑ اُن مشرکوں
 کو شنگائے جہنم سب تبرکات انبیاء و مرسلین و عصا آدم و نوح و تہ کہ ہو و صلوات جمع
 ابراہیم و صلوات یوسف پیاناہ شعیب و ترازو اوسکا و عصا موسیٰ و تابوت کہ اوس میں وہ بقیہ ہے
 حوالہ موسیٰ وال ہاروں سے رگیل ہے او زرہ واؤد اور انگوشی اُنکی اور انگشتری سلیمان
 اور تاج اُن کا و رطل یعنی توشہ و اسباب عیسیٰ و میراث جمیع انبیاء و مرسلین کے ہوں پس
 جناب امام حسینؑ کہیں کہ اسے مہدیؑ بابن رسول اللہؑ ہم چاہتے ہیں کہ عصا رسول خدا کو اس
 سنگ سخت مس گارڈ اور خدا سے چاہو کہ وہ اوگی اس سے مقصود یہم ہو کہ اصحاب حضرت
 کے دیکھیں اور یقین و اعتقاد کامل ہو اور اُن سے بیعت کریں مہدیؑ اسی طرح کرے اور وہ
 عصا سبز ہو اور شاخ و برگ اس قدر نکله کہ لشکر امام حسینؑ پر ایڈ ڈالے پس حسینؑ کہیں
 اللہ اکبر اپنا ہاتھ مجھ دے کہ ہم تیری بیعت کریں پس وہ جناب موسیٰؑ کے بیعت کریں مگر وہ
 چہار ہزار نفر کہ قرآن حائل کے ہوں اور لباس پلاس پہنتے ہوں کہ سب نیریدہ ہوں ایمان
 نہ لائیں اور کہیں کہ یہ سحر عظیم ہے اور یہ حدیث متہم حدیث سالبن ہے مگر مکتور اس
 آخر حدیث مذکور کا نہیں ہے۔ فرمایا علامہ محمد باقر مجلی رحمۃ اللہ علیہ نے بعد نقل اس حدیث

کے جلد سیزدہم بخاری میں کہ تاریخ ولادت امام زمان علیہ السلام مخالف ہے اخبار گذشتہ کے
 اور یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ امام زمان عائد کرینگے ابو بکر و عمر پر گرنا کہ کوز عہد آدم وقت
 قیام قائم تو سبب عائد کرنے اُن گناہوں کا جو متاخر ہیں اُن دونوں سے ظاہر ہے اس لئے
 کہ سبب امیر المؤمنین کے حق کو غضب کرنے کے اور اس جناب کو ان کے مقام سے دفع کرنے
 کے دونوں سبب ہوئے سائر ائمہ علیہم السلام کی پوشیدگی و غلویت اور تسلط ائمہ جو جو
 اُن کے علیہ کے زمان قائم علیہ السلام اور بھی سبب ہو ا کفر و ضلال کا اور اس کے جو کافر و کفر
 ہوا اس لئے کہ امام حق باوجود اقتدار و حکومت و استیلا کے مانع ہوتا جہاں امور سے اور
 امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کا ممکن نہ ہونا بعض اِن امور میں اپنے خلافت کے زمانہ میں
 سبب اسے ظلم و جور کے تھا جس کی بنیاد دونوں استوار کر گئی تھی لیکن عائد کرنا اُن گناہوں کا
 جو اُن سے مقدم تھے پس اس لئے ہے کہ وہ دونوں راضی تھے فعل سے ان کے بن سے مثل ان کے
 افعال صادر ہوئے خلفا حق کے دفع کرنے میں ان کے مقام سے اور جو فسادات اس میں مرتب
 ہوئے اور اگر وہ دونوں ایسے امور سے راضی نہ ہوتے تو مثل افعال ان کے عمل میں نہ لائے اور جو
 کسی فعل پر راضی ہو تو وہ مثل اس کے ہے جن نے اوپر چل کر کیا جیسا کہ اس پر آیات کثیرہ و لاریت
 کرتے ہیں چنانچہ خدا نے نسبت دی ہے افعال آبادیہ و د کے طرف اُن کے اور مذمت کی ہے
 یحود کی نسبت رنما مندی یہود کے اُن افعال پر اور اس باری اخبار خاصہ دعاستہ فیض
 میں ۔ باوجود اسکے بعید نہیں ہے کہ اُن کے افعال خبیثہ کو مدخلیت ہو صدو میں اہل امور
 کے اشتقاق سے جس طرح ارواح طیبہ ائمہ طاہرین علیہم السلام تویہ نہیں انبیاء و رسل کے معین نہیں
 ان کی نیکیوں میں شریعت نہیں ان کی رفع کربات میں جیسا کہ گذر چکا کتاب امامت میں اور قطع
 نظر کر کے جہاں امور سے یہ بھی فرمان ہے کہ یہ مایہ و دل کی جانے کے مایہ کرنے سے مثل افعال
 افعال اول اشتقاق کے ہوا ان دونوں پر کہ یہ دونوں شقاوت میں مثل جمیع اشتقاقی گذشتہ
 کے تھے اس سبب کہ ان دونوں سے مثل افعال بیچ اشتقاق کے صادر ہوئے فصل نہم

بیان اثبات رجعت و انحر ہونے کے رجعت رسول مختار و ائمہ اطہار کا اتفاقاً ضروریات
نہایت عوامیہ انا مشرہ سے ہے اور یہ سلسلہ بہت مشہور ہے شعرا کے اشعار میں مکرر ہے
علامے عامر نے مذہب شیوہ کو اس اتفاق سے استرا کیا ہے تشبیح کی ہے و فخر رازی مینا پوری
و غیرہ نے ابی کتاؤ نہیں لکھا ہے ابن ابی الحدید نے توحید مذہب امامہ کی احس بارہ میں کی ہے
اگر خوف تطویل باطال نہ ہوتا تو بہت سی باتیں انکی ہم لکھنے جو مدین کے اقرا حقیقت و حجت
ائمہ اطہار کا کھتا ہے وہ کیونکہ اس میں شک کو راہ دے سکتا ہے کہ دو سو حدیث کے زیادہ
اس باب میں وارد ہوئے ہیں اور زیادہ پیچاس نفیر لاطم علمائے شیعہ و محدثین نے روایت
کی ہے مثل کلینے و شیخ طوسی و سید رضی و نجاشی و کشی و عیاشی و علی بن ابراہیم صاحبان تفسیر و
سلیم بن قیس ہلالے و شیخ مفید و کراچی و لغامی و محمد بن حسن صفار و سعد بن عبد اللہ و جعفر بن
تکویہ و علی بن احمید و سید بن داؤد و سید و محمد بن علی بن ابراہیم و فرات بن ابراہیم و
شیخ طبری و ابراہیم بن محمد تقی و ربیع و ابن شہر آشوب و قطب راوندی و علاء مدنی و سید
علی بن عبد الکبیر و فضل بن شاذان و شیخ شہید و ابن جمہور و حسن بن محبوب و غیرہ پس اگر
ایسی نقل کو تو نہ نہیں کہہ سکتی ہیں تو پھر تواتر کیونکر ثابت ہوتا ہے خمیون نے جلعان سفہ
روایت کہے اور اہل سنت نے متفق اللفظ اسکی اسناد کو انکی طرف دیا ہے رجعت بعض
مؤمنین و بعض کافرین و منافقین و نو حصب بھی متواتر ہے ہے منکر ہونا اس کا ہے کہ فر
تشیع ہی سے خارج ہونا لازم نہیں آتا ہے بلکہ دین اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور رجعت حضرت
امیر المؤمنین و حضرت امام حسینؑ بھی متواتر ہے بلکہ رجعت رسول خدا بھی متواتر ہے باقرب تواتر اور
رجعت جملہ اسماء اطہاری احادیث صحیحہ و خبرہ میں بکثرت وارد ہیں اگر متواتر نہ تصور کیا جائے تو
اس مرتبہ میں میں کفر و لقیں ہوتا ہے اور انکا کرنا لازم نہیں ہے لیکن یہ بات معلوم نہیں ہے
کہ آیا یہ قطعاً ظہور و فور السرد حضرت صاحب الامر کے ایک ہی زمانہ میں یہ یہ بے حقیقت
ہوئی یا پس و پیش یا بعد انکے اور بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سی زمانہ امامت

رحمت فرمایا بیگے مولانا محمد باقر علیہ الرحمہ کتاب حق الیقین میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ حسن بن
 سلیمان ابن امیر کے تابع ہیں کہ امام کے لئے ایک زیارت نامت لکھے اور زیارت نامت ہے یہی ہوگا
 جب وہ ظاہر ہوئے اور انکے امامت کا وہ زمانہ ہے اور اجداد رجعت آباء گرام کے رجعت فرمائیے
 اور سیوہ سے تاویل کیا ہے اس حدیث کو کہ جسے بار امام حسین در امام و زعماء ہند کہ اگرچہ
 یہ قول بعد از اسو اب نہیں ہے لیکن کمال اقرار کرنا اور اس کی تفسیل کو تو امام اکرام کنا مناسب و
 ہے چند حدیثیں بہ ثبوت رجعت اس مقام پر واسطے مزید اعتماد و اقیانہ یہ نہیں کہ تحریر کرنا
 اول حضرت صادق علیہ السلام سے کہ اسباب خلافت کے سانہ امام حسین کے رجعت میں ہوگا قبل
 قیامت کے دوم باسناد و غیر سند و نکتہ حضرت باقر سے منقول ہے کہ اول جو شخص رجعت میں
 پھر لگے و امام حسن علیہ السلام ہونگے اور اس قدر بادشاہی کرینگے کہ بڑا مال ہے اسے رجعت کے
 آنکھوں پر فلک آئیگے سوم حضرت امام کاظم سے روایت ہے کہ ایام رجعت میں جو میں جو منو کی
 معروض ہیں انکی دشمنوں کے بدن کی طرف پھیرینگے اس واسطے کہ اپنے قتل کا ان سے بدلہ لیں۔
 جنہوں نے منو کو تکلیف دی ہے سب اسے قتل کیا ہے ان سے انتقام لیں اس میں نہیں
 بعد میں دشمنوں کے زندہ رہیں بعد ازاں کہ سب ایک ہی شہید ہوں یا نہیں اور انہیں بہت
 سے منتقم ہوں اور دشمنوں ان کے ساتھ بد نہ رہیں مذاکبے داخل جہنم ہوں جیہاں ہم انصار و اہل بیت
 کی ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا تغیر قول حق تعالیٰ میں وجعلکم اعداء و جعلکم
 اعداء لکم لعلکم تفرقون لعلکم تفرقون لعلکم تفرقون لعلکم تفرقون لعلکم تفرقون لعلکم تفرقون
 و اسماعیل زور ادا کئے و قتل نہیں اور مراد بادشاہوں سے اس میں راہی نے کہا کہ آپ کو کوئی
 بادشاہی کیسے ہے فرمایا بادشاہی بہت و بادشاہی رجعت چم قطب را و مدی نے اور
 دوسروں نے جاہر ہے اور اس نے امام باقر سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین نے مجھے کرملائے
 قبل اپنی شہادت کے انصار سے فرمایا کہ میرے جڑ بھائی خوالہ ہجرت فرمایا ہے کہ اسے فخر و تخریق
 میں بلائیے اس زمین پر کہ ہاں پیغمبر وادھیائے باہم ملاقات کی ہے اور امام اس کا مولا

ہے شہید کرینگے موتیرے اصحاب کے اور جیسا کہ آگ حضرت ابراہیم پر بردوسلام ہوئے تھے اسی طرح آتش جنگ تجھ پر اور تیرے اصحاب پر بردوسلام ہوگے رد و الم قطع و برش آہن کا اونکو نہ ہوگا بس تم کو بشارت ہو اور خوش ہو کہ ہم پاس پیغمبر کے جاتے ہیں اور جس قدر خدا کو منظور ہوگا اوس عالم میں رہینگے ہیں اول وہ شخص کہ نہیں شکافندہ ہو کہ یا نہ آئیگا ہم ہو گے اور باہر آنا میرا موافق ہوگا ساتھ باہر آنے امیر المؤمنین و قیام ہمارے قائم کے پس نازل ہونگے ہمارے اوپر جانب خداے ایک گروہ جو کبھی زمین بر نہ آئے ہونگے ساتھ جبریل و میکائیل و اسرائیل اور شکریہ کے ملائکہ کے اور آئیگے محمد مصطفیٰ اور ہم اور بھائی میرے حسن اور تمام وہ لوگ کہ سن پر خدا نے احسان کیا ہے نبی و اولیاء سے اسباب الہی پر از نور پر سوار ہو کر کہ کوئی مخلوق اور پھر قبل اسکے سوا نہ ہوا ہوگا پس حضرت رسول علم اپنا ساتھ میں لینگے اور حرکت دینگے اور دعائی تلوار کے قائم کو دیں گے پس اب اس کے جو کچھ خدا چاہتا ہے وہ ہم سب کرینگے خدا تعالیٰ اسکا کوفہ و چشمہ و رخسار آید و شیر باہر نکالے گا پس اموات حضرت امیر المؤمنین تلوار رسول خدا کی بچے دینگے اور چھکے جانب مشرق و مغرب کے بھجیں گے جو کوئی دشمن خدا ہوگا اوس کو ہم قتل کریں گے اور ہر ایک بخت کو جلاں گے یہاں تک کہ زمین ہنسیں ہم یونچینگے اور اوسکا تمام لشکر کو قتل کریں گے اور حضرت دانیال و یوشع زندہ ہونگے حضرت امیر المؤمنین کے پاس آئیگے او کہ میں گے کہ سچ کہا خدا رسول نے اذن و وعدوں میں کہ دیا تھا پس حضرت اونکے ساتھ طرف بدر کے جائیں جو کوئی مقابلہ کرے اون کو ماریں اور ایک لشکر طرف روم کے بھیجے کہ اونکو فتح کریں بعد اس کے جو حیوان و ملکات ہو اونکو ماریں تا یہ کہ بغیر طیب بنیکو کوئی خیر زمین بر نہ رہے اور جو بیروی زمین سے بر طرف ہو سبھو و لشاری کو ہم در میان اسلام بٹمنہ تختار کریں جو کوئی مسلمان ہو اور ہر ہم احسان کریں اور جو کوئی اسلام نہ لائے وہ مارا جائے اور کوئی مردہ ہمارے شیعوں سے ایسا نہ کرے مگر یہ کہ اگر ایک فرشتہ اوسکے پاس بھیجے کہ مٹی اوسکے منہ سے دو کر کے بہشت میں اوسکے نوروں کو نور و نور کو نکو دکھلائے اور تمام اندھے لنگرے بند و ہم مفد و رے خدا ہماری برکت سے سب بلاؤں کو

دفع کر کے شفاعت فرمائے اور زمین پر آسمان سے برکت نازل ہو اس مرتبہ میں کہ شاخیں
 درختان میوہ دار کی گرائی میوہ سے ٹوٹ جائیں گرمیوں کو میوہ سراب میں اور جاڑو لکھا میوہ
 گرمی میں پٹھوے یہ ہے معنی قول حق تعالیٰ کا کہ اگر شہروں کے رہنے والے ایمان لائیں اور
 پرہیزگاری کریں تو ہر اندر ہم کھولیں اور ہر کھیتوں کو زمینیں و آسمان سے لیکن انہوں نے ہمارے پیغمبروں کی
 شکایت کی پس پہلے لیا برکتوں کو اوس چیز میں سے کہ جواب نہیوں نے عمل کیا اور خدا شیعوں پر ایسی گستاخ
 بخشے کہ مخفی نہ رہے اور ہر کوہ خیز زمین کی اور جو کچھ زمین میں ہے یہاں تک کہ اگر کوئی چاہے اپنے گھر کا حال
 معلوم کرے تو خدا اوس کو الہام کرے جو اوس کے اہل و عیال کرتے ہیں ششتم ابن بابوہ نے
 حلال الشرائع میں حضرت باقر سے روایت کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے جب قائم ہوا اللہ رب العالمین
 کو زندہ کرے اور ہر اوپر جاری کرے اور انتقام ظالم کا اوس سے لے مقیم کافی کلنے میں۔ ختم تعین
 روح مومن میں حضرت صادق سے روایت کیا ہے ایک حدیث طولانی میں کہ فرمایا روح محمد کمال
 کی بہشتائے رضوان میں زیارت کرتی ہے اور اون کے ساتھ طعام و آب سے مستم ہوتے ہیں۔
 اور باتیں اون سے کرتے ہیں اذکی مجلس نہیں جب قائم اہل بیت خدیج کرے ندا اون کو روز
 کرے پس فوج فوج تلبیہ کرتے ہوئے آئیں اور اہل الجحیم شکستہ میں پڑیں اور مخالفان منہمحل
 ہوں اسی سبب جناب رسول خدا نے امیر المومنین سے فرمایا کہ وعدہ گاہ ہمارا اور تمہارا راوی
 السلام ہے ہشتم کلینی اور صفار نے سند اس سے حضرت باقر سے روایت کیا ہے کہ جناب محمد
 نے فرمایا چھ چیز خدا نے مجھے عطا فرمائی ہیں ایک بلاؤں اور موتوں کا جاننا دوسرے درمیان غلاتی
 کے حق کے ساتھ حکم کرنا تیسرے مجھے خیر و شر جویت ہوگی چوتھے عام اڑتیں میرے لئے ہیں پانچویں
 ہم صاحب غنائم جیہیں و دواہر کہ آدمیوں سے بات کرے گا ہمیں نغم فغنل بن ہماذان نے
 اپنی کتاب حضرت باقر سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت قائم ظاہر ہوں اور داخل کوفہ ہوں تو
 پشت کوہ سے ستر ہزار صادقین مبعوث ہوں کہ اون کے اصحاب کے ساتھ ہیں اور یاد راں ہوں
 سے ہوں دہم سیبکی بن عبد الحمید نے کتاب الوصیہ میں روایت کیا ہے کہ حضرت صادق سے

و ان حضرت کا کیا فرمایا راجت برحق ہے پوچھا جلا کون بہت کرے گا فرمایا حضرت امام حسین
 ہونگے کہ بعد حضرت قائم کے مودان احماب کے کہ جو ساتھ حضرت کے ستید ہوئے میں باہر آئیں گے اور
 ستر میز اون کے ساتھ ہونگے بارہویں قولو بہ نے کامل الزیارت میں بسند متبریز علی سے روایت
 کیا ہے کہ اوس نے کہا میں نے حضرت صادق سے پوچھا کہ خدائے اسماعیل کو قرآن میں صادق الود
 فرمایا ہے آیا اسماعیل لہر براجمت حضرت نے فرمایا نہیں بلکہ اسماعیل لہر زمیل منیر تھے اور خدا
 نے اوہیں اون کی قوم میں مبعوث کیا پس ان لوگوں سے اون کی کذیب کی اور اون کے مومنہ
 اور سر کا چتر کچھ نیا خدائے اوپر غضب نازل کیا اور سلطان ایل ملک عذاب کو پارس اسماعیل
 کے بھیجا وہیں نے کہا یہ پرہیزگار عزت ہے مجھے آپے پاس بھیجا ہے نہ آپ کی قوم کو یا نہ عذاب
 کروں برے نجات خدائے اگر آپ کی مرضی ہو اسماعیل نے کہا مجھے اس کی ختیج نہیں ہے خدا
 دی بھیجی کہ تیری عارت کیا ہے اسماعیل نے کہا اسے پروردگار تو نے عہد و پیمان اپنے پروردگار کی
 ہی کا لیا ہے اور اے محمد کے پیغمبر اور واسطے اون کے امصاب کے ولایت و امامت کا مقرر کیا
 ہے اور تو نے خبر دے نی خلق کو جو کچھ اوس کی امت حسین سے کرے لے بعد پیغمبر کے اور وعدہ فرمایا
 ہے نہ کہ اوسے دنیا میں کچھ نہ گنا انتظام اپنے دشمنوں سے لی پس حاجت میری یہ ہے -
 کہ مجھ کو بھی دنیا کی مدد تو بھیجے کہ تم بھی اپنے دشمنوں سے انتظام لیں پس خدائے عالم نے اسماعیل
 بن زمیل سے وعدہ فرمایا کہ ایسا ہی ہو گا اس واسطے وہ بھی حضرت امام حسین کے ساتھ دنیا میں
 بھیجے گا۔ و از وہم حضرت صادق سے قول حق تعالیٰ یوم توفی الی احفہ نعتہ علیہ السلام
 اللہ کی بھیجی گئی اپنے جسد نہ ہینگے حرکت کرنے والے اور تحریک ہونے ساکن اور بعد اہل
 آت و نہ ردائے اوس کا ہے فرمایا راجو حسین بن علی مونگے یہ پچھتہ زار آدمیوں کے پیغمبر
 کہ کتاب تفرہ میں حسین بن سلیمان نے روایت کیا ہے کہ حضرت صادق نے فرمایا کلاسوف
 تعلمون ان رجعت میں و ثم کلاسوف تعلمون یعنی تباہت میں جہاد ہم بہت مستتر
 حضرت باقر سے روایت ہے تغیر قول حق تعالیٰ میں ان نشا تنزل علیہم من السماء

۱۳ اور باقر علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہ امام حسین ان لوگوں کو مقرر فرمایا

ایہ قلت احنا قسم لکھا خاضعین لینے اگر ہم ارادہ کریں تو پچھیں اوپر آسمان سے بیکنے
 پس ہوتی ہیں اوس آیت کے واسطے گردش نوکی ذلیل حضرت نے فرمایا کہ نبی نے اللہ کی گردش
 اوس آیت کے واسطے و خاضع ہونگے اور آیت یہ ہے کہ علی بن ابیطالب وقت زوال آفتاب
 پاس قرص آفتاب کے ظاہر ہوں اور اپنے سب نسب سے سب کو الگ کر میں پس بنی امیہ کو میں
 یہاں تک کہ بنی امیہ سے الگ کر دلوںے رفت کے پناہ لے رفت آواز دے کہ یہ ایک مرد بنی
 امیہ کا یہاں چھپا ہے اوسکو مارو پانزوم ابن مالوینے کتاب صفات الشیو میں روایت کیا ہے
 حضرت صادق سے کہ جو اقارسات چیز کا کرے وہ مومن ہے بطور اذن کے ایک امر رجعت ہے ۔
 شانزدہم ایضا امام رضا سے روایت ہے کہ جو کوئی اقرار لیا گئی خدا و جنت و متوزنان و جمیع
 کا کرے اور صراج و سوال قبر و حوض و کوثر شفاعت و خلق بہشت و دوزخ و طوطا و دیزانی و بلعت
 و نشور و خراف و اب کا ایمان لائے پس وہ مومن کچھ ہے اور ہمارے غیور سے ہے پس اباجا رجعت
 مذکور بالا سے بہت اچھی طرح امر رجعت ثابت ہے اور ہر زمانہ میں مناظرات درمیان علمائے اہل
 سنت و علمائے امیہ کے اس باب میں ہوتے رہے اور اس باب میں کتابیں رد یکدیگر میں لکھی گئی
 ہیں چنانچہ مومن الطاق نے ابو نیفہ کے ساتھ مناظرہ کیا تھا اور عقبت نے مع میسر بن عبد الخیر سے کہ
 رواۃ محدثین سے ہے ۔ لکھا ہے انشی علیہ ال محمد و کان یجاہل فی الوجعۃ لعضوں نے
 معنی اس عبارت کے اس پر لکھا ہے کہ قائم ال محمد کے ساتھ دنیا میں پھر لکھا اور میراہ اذن حضرت
 کے جہاد کر لکھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ مخالفین اہل سنت کے ساتھ جہاد
 مخصوص امر رجعت میں کہتا تھا اور استدلال اسکی صحت میں کرنا تھا مولف راض الشہادت
 تحریر کرتے ہیں کہ جو کوئی اس میں شک کرے وہ امامت الیہ میں شک رکھتا ہے کتاب فصول صمد
 میں عارف بن عبد اللہ ربیع سے منقول ہے کہ اس نے کہا ہم اس منعمور و ذائقہ کے پان بزرگ
 پر بزرگ پر مینے اور سوار بن عبید اللہ قاضی بھی اس کے پاس تھا اور سید ضحیٰ نے کہ مذہب
 تشیع میں کمال درجہ کا تشعب چاہی شعروں کو مدح مذکور میں فرمایا ۔

اِنَّ اَوْلٰهَ الَّذِیْ لَا شَیْءَ یَسْتَجِیْهُ
اَتَاكُمْ اللّٰهُ مِنْ لَدُنْهُ اَنْ تَقَالَ لَهُ
وَصَاحِبُ الْاُصْحٰبِ مَا خُوِّرَ بِرَحْمَتِهِ
اَتَاكُمْ اَمْلَکَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ
حَتّٰی یُقَادَ اِلَیْکُمْ صَاحِبُ الْقَبْرِ
وَصَاحِبُ التُّرُکِ یُجْتَوٰی عَلٰی اُحْوَی

یہاں تک کہ قصیدہ کو تمام کیا منعمو کو یہ قصیدہ جنت پسند ہوا سحرنا بھی لے گیا اسے امیر نہیں
خدا کی قسم یہ اپنی زبان سے ایسی باتیں کہتا ہے کہ جو اس کو دل میں نہیں ہیں اور جن لوگوں کی
دوستی کو یہ لوازم دین سے جانتا ہے وہ تو نہیں ہے بلکہ باطن میں تجھ سے عداوت رکھتا ہے
سید نعیم نے جواب دیا کہ اسے امیر المؤمنین خدا کی قسم یہ جھوٹ کہتا ہے۔ اور میں نے جو تیری بیج
کی ہے صدق و مصافیٰ دل سے ہے اور کسی چیز نے ان یہود و بالوینہ اسے امانہ نہیں کیا ہے
مگر یہ تو نصیب ہے جب اس نے دیکھا کہ تو نے میرے ساتھ اٹھا ہوا ہر ہالی کیا دل اس کا کیا چین
ہو گیا تمہارے خاندان کے ساتھ محبت میری موروثی ہے کہ ایسا زراں بزرگوار سے مجھے ورنہ ملا ہے
بخلاف اس بد بخت کے کہ انہی قوم کے ساتھ ایام جاہلیت سے اس وقت تک دشمن تمہارا رہا
ہے اور یہ ہر منہ بول ادنیٰ شخصوں کے ہے کہ جس کے خاندان کے لئے خدا نے پیغمبر سے فرمایا ہے اِنَّ
الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُ مِمَّنْ لَا یَعْقِلُوْنَ مضمون نے کہا تو نے سچ
کہا سوائے کہا اسے امیر المؤمنین یہ مرد قایل حجت کا ہے اور شیخین کی برائی کرتا ہے۔

سید نعیم نے کہا کہ جو ہم کو فائل حجت کہتا ہے سچ کہتا ہے لیکن ہم قابل اس کے نہیں جو خدا
نے فرمایا اَلَمْ یَجْعَلْ لَّکُمْ اٰیٰتٍ فَاَنْتُمْ لَا تَعْقِلُوْنَ لَیْکُمْ بَآیٰا تِیْنًا فَاَنْتُمْ لَا تَعْقِلُوْنَ
اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَحَشَرْنَا نَاۡفِثًا فَاَنْتُمْ لَا تَعْقِلُوْنَ لَیْکُمْ بَآیٰا تِیْنًا فَاَنْتُمْ لَا تَعْقِلُوْنَ
میں نے سمجھا کہ دو حشر انیوائے سے ایک عام بقتہ مانتے ہیں دوم اور ایک خاص بقیہ اول
اور یہ فرمایا ہے رَبَّنَا اٰتِنَا اٰیٰتِیْنِ وَ اٰخِرَتِنَا اٰیٰتِیْنِ اور فرمایا ہے فَاَمَّا قَدَرُ اللّٰهِ مَامَا
عام قسم بشارت اور سرفریا ہے اَلَمْ تَرَ اِلَی اللّٰهِ بَنِ خَیْرٍ حَواصِنِ دِیَارِہُمْ وَمَعِ الْوَفٰحِلِ
الطُّوْتِ فَاَقَالَ لَہُمْ اللّٰهُ مَوْتُوْا اِنَّہُمْ اَحْیَاۡہُمْ اور رسول خدا نے فرمایا ہے کہ خدا اسکرین

کو بزور قیامت بصورت مورچہ سج کر لگایا اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں کوئی ایسی چیز واقع
 نہیں ہوئی ہے جو اس امت میں واقع نہ ہوئے یہاں تک کہ زمین میں وہیں طائر اور پرند
 بن ایمان لے گیا کہ وہ انہیں بے زہنت سے لوگ اس امت کے سچے ہو کر بند یا تو کچھ بائیں
 بس جس رجعت کے ہم قابل ہیں قرآن کے موافق ہے اور سنت پیغمبر کے مطابق ہے اور اتفاقاً میرا
 یہ ہے کہ یہی سوار دنیا میں بصورت سگ یا بندر یا تو کچھ یا بصورت مورچہ کے پھرے کیونکہ
 خدا کی قسم مرد متکبر و جاہلے بس منصوران باتوں سے سید خیمیری کے ہنسا او سوقت سیکھ چند
 شعر جو سوار میں پڑتے اور وہاں سے اٹھنا ظالم کلام مناقشہ و مجادلہ شعبان اہل بیت کا اہل
 سنت کے ساتھ ہر زمانہ میں مخصوص امر رجعت میں روشن تر ہے اس سے کہ کوئی اوس میں
 تشابہ کر سکے یا کسی پر مخفی، رسول حدیثیں پیشتر مذکور ہوئی ہیں اوس کے سوا اور حدیثیں کہ جو
 دلالت رجعت پر کرتی ہیں اوس میں سے ایک وہ حدیث ہے کہ کتاب بیان معانی طباس
 اہل عباسیہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ خدا نے ایک گروہ کو کثیر ملائکہ کو مقرر فرمایا ہے کہ آپ
 کے رونہ میں رہیں اور شغول گریہ زاری و پلزدرد و درد و محط پر اوس بزرگوار کے کچھیں اور
 اونکے شیعوں کے واسطے استغفار کریں اور زاہدوں و توفیق داروں کی خدمت بجالائیں
 اوس وقت تک کہ آپ دنیا میں رجعت فرمائیں اور جنگ کریں اور گروہ متعبد ملائکہ حضرت
 کی مدد کریں قتل ظالمان و قاتکان میں اور حدیث مغضل بن عمر بن جعفر بن ابی طالب میں لکھی گئی ہے
 رجعت کے لئے کافی ہے اور جملہ حدیثوں سے کہ صریح درباب رجعت کے ہے یہ حدیثیں ہیں
 جواب مذکور ہوتے ہیں کتاب اختصا ص میں محمد بن مسلم نے اسند صحیح مروی ہے وہ کہتے
 ہیں کہ میں نے سنا حمران بن اعین سے کہ وہ حضرت صادقؑ سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت
 نے اول وہ شخص کہ زمین خشکافتہ ہو کر باہر آئے حسین بن علی ہونگے اور یہ رجعت تمام مثل حشر
 روز قیامت کے نہیں ہے کہ ہر شخص وضع و شریف و اعلیٰ و ادنیٰ و کوچک و بزرگ و مومن
 و کافر و ضعیف و الایمان واسطے برابر و محاسبہ کے زندہ ہو بلکہ مخصوص ہے خاص شیعوں کے

واسطے آؤ گئیں پھر تانیا میں مگر وہ کہ ایمان ادس کا خالص ہو یا کفر و ترک ادس کا خالص ہو
 اور ادسی کتاب میں بسند صحیح یکر میں نہیں ہے مروی ہے کہ حضرت ماقر نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 صلی علیہ وسلم دنیا میں رجعت فرمائیں اور ایضا زرارہ نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب حضرت
 صادق جیسے اور مثل او کی سے سوال کیا گیا تو فرمایا جس بات کو پوچھتے ہو یہی وقت ادس کا نہیں
 ہے زمانہ ادس کا دور ہے خدا تعالیٰ فرمایا ہے۔ بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَيُخَذُّوْنَ الْعِقَابَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ
 الْكَافِرُ يَكْفُرُوا بِهِ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ اس پر ہے کہ جس پر تکفل او کی نہیں پونجی ہے اور ادس شخص سے
 ادا قاتل ہے اور صادق ہے نہیں سنا ہے تو جس وقت سنا ہے ادا کار کا ہے مراد حضرت
 علیؑ پر ہے کہ آدمی سے اس بارہ میں گفتگو نہ کرو کہ ہم بطعن زنی کریں گے ادا کار کریں گے
 ایضا محمد بن حمزہ طیار سے بسند صحیح حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ آپ نے آیت و یوم
 الحشر من کل امة فوجا میں فرمایا مومنوں سے کوئی ایسا نہ ہوگا کہ مار ڈالا گیا ہو مگر یہ
 دنیا میں پھرے اور اپنی اہل طبعی سے مرے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ مرے اہل طبعی سے مگر
 زندہ ہو اور رجعت میں کشتہ ہو ایضا جابر بن تیرید نے حضرت باقرؑ سے بھی مضمون تفسیر
 قُلْ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ هَتَمَ فِي رُوحِهِ رُوحًا يَكُنْ لَهُ ثَوَابٌ كَثِيرٌ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسًا
 بِظُلْمٍ أَوْ عَادِثَةً بَيْنَ الْأَقْبَامِ فَكَانَ مِثْلَ الْقَتْلِ اوستم میں روایت کیا ہے کہ مراد اس سے راہ علی اور اولا علی
 میں لدا جاتا ہے۔ اور جو کوئی ایسا نہ ہے اس آیت کا رکھتا ہو لاسحالا او کے واسطے مارا جاتا اور
 موجد ہے بدستیکہ جو کوئی او کی راہ میں مار ڈالا گیا ہو دنیا میں بھراتا ہے تاکہ مرے اور جو کوئی
 کر گیا ہو لاسحالا زندہ ہو اسے تاکہ مارا جائے ایضا مروی ہے کہ فرمایا گویا میں دیکھتا ہوں
 کہ عمران بن اطمین اور میر بن عبدالغزیز درمیان سفا و مروہ کے آدمیوں کو انہی تلواروں سے
 قتل کرتے ہیں اور تغیر و پاسی اور اقصا میں فیض بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت
 صادقؑ نے تفسیر اِنْ اخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِي إِسْرَءِيلَ کہ مراد و ميثاق لیا گیا پیغمبر
 سے یعنی آدم سے پیغمبر آخر الزماں تک کلامان و اقرار و اعتراف خاتمت پیغمبر آخر الزماں کا
 رکھتے ہیں اور ان کے وہی امیر المؤمنین کی رجعت میں یاری کریں کوئی رسول و نبی باقی نہ

ریگا کر دوبارہ دنیا میں نہ آئے اور سامنے حضرت امیر المؤمنین کے جہاد نہ کرے اور گوارہ نہ
 چلائے عبد الکریم بن عمرو غنصی نے اون حضرت سے روایت کیا کہ شیطان نے یہ خواہش کی کہ خدا
 اسی روز قیامت تک مہلت دے مقبول نہ ہوئے یوم معلوم تک مہلت دینی جب وقت
 آئے شیطان محسب اپنے اہل ع کے جو ابتدائے خلق آدم سے اس وقت تک ہوں ظاہر
 ہوئے اور وہ دن بعتنہائے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا آخر روز ہو راوی نے عرض کیا
 مگر حجت متعدد ہے فرمایا ہاں ایھا الکرات وکوات کوئی امام نہیں ہے کسی زمانہ میں مگر
 یہ کہ نیک و بیکار اس زمانہ کے ہمراہ امام کے دنیا میں پھریں تا یہ کہ مومن کافر پر غالب آئیں
 ہو لیکن جب وہ روز وقت معلوم ہو امیر المؤمنین سو اپنے یاروں کے ظاہریوں اور اہلیس بھی
 ظاہر ہو مو اپنے سب احوال و انصار کے اور یہ دونوں شکر حق و باطل میں روحانی کرامی فرات
 سے ہے اور تمہارے کوفہ سے نزدیک ہے آپس میں ملاقات کریں اور ایسی ٹرائی اوس دن
 درمیان لشکر جناب امیر المؤمنین اور فوج شیطان کے ہو کہ ابتدائے خلق عالم سے اوس دن
 تک نہ ہوئے ہو گویا میں دیکھتا ہوں کہ اوس دن لشکر امیر المؤمنین سو قدم پیچھے ہٹ آئے کہ پاؤں
 بفضول کا انہیں سے دریاے فرات میں بہہ چلے جائے اسی وقت عذاب الہی بارے کہ ٹوٹیں
 ملائکہ کے ساتھ پہنچے اور قہقی الامم حو آیت میں ہے لیکن جاری کیا گیا امر زاد اوس سے یہ
 ہے کہ جناب رسول خدا آگے آگے اوس لشکر کے ہوں اور ایک عربی نور کا ان کے ہاتھ میں ہو
 جب اہلیس حضرت کو دیکھے تھوڑا تھوڑا پیچھے ہٹنا شروع کرے اور قصد بھاگنے کا کرے اوس
 کے احوال و انصار کہیں کہ اب ہم نے فتح کر لیا ہے کس واسطے تو کام خراب کرتا ہے اور پیچھے
 جواب دے الی ادی ما لا ترون الی اخاف اللہ رب العالمین پس رسول خدا اوس
 کا تعاقب کریں اور اہلیس تک پہنچ کر درمیان اوس کے دونوں شانے کے ایک ضربت لگائیں کہ
 کہ وہ ہلاک ہوے اور جملہ اتباع اوس کے ہلاک ہوں اوس وقت عبادت خدا میں ہر بلا
 شرکت ہوئے کوئی مشرک باقی نہ رہے اور جو اہلیس نہ رہا برس بادشاہت حضرت امیر المؤمنین

کی طول کینیچے بنا پچ ایک نفر بھی اون کی شیعوں سے نہ مرے جب تک کہ ہزار فرزند نہ بنے
 بہم نہ پہونچائے ہر سال ایک پیر خدا اور سے عنایت فرمائے و جنتان مل ہا صتان نزدیک
 مسجد کو ف کے ظاہر ہو اور گرد اوس کے بھی وہ باغہا سے متعدد وہ جن کو خدا چاہے پیدا ہو
 اور منتخب لہار لہار جات میں بسند مقبر عامم بن حمید نے حضرت باقر سے روایت کیا ہے کہ
 حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ خداوند کریم واحد و احد ممتفرد اپنے واحد انیت میں تھا اور ہے
 بعد اوس کے شکم بکلمہ کن ہو اوس سے ایک نور پیدا ہوا اور اوس نور سے نور محمد اور میرا نور
 اور نور میری ذیت کا خلق فرمایا بعد اوس کے دوسرا کلمہ ارثا دکیا اوس سے ایک روح پیدا
 ہوئی اوس کو اوس روحیں قرار دیا اور اوس روح کو ہمارے بدلو نہیں ماکن کیا بس
 ہم سب میں روح اللہ اور کلمہ خدا اور اپنی حجت کا تمام خلق برہم سب سے کیا ہمیشہ ہم سب اسی
 جانے شاداب و سیر میں تھے کہ نہ وہاں آفتاب تھا اور نہ ماہ نہ دن تھا اور نہ رات اور نہ کوئی
 آنکہ ہمتی کہ ہم کو دیکھے یہ ارثا ہے اسکی شکل ہوتی کئی مخلوق سوئے ہمارے نہیں تھا عبادت
 و تسبیح و تقریس خدائی ہم کرنے تھے بعد اوس اوسے ارواح انبیا کو پیدا کیا اور اون سے
 عہد و میثاق واحد انیت و رسالت محمد و نایت و نہت امر اطہار کا کیا چنانچہ خدا فرماتا
 ہے وَ اِذْ اخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ الْبَنِيۤنَ تَاۤاٰمِرًا لِّعِيۡنِ اِيۡمَانٍ لَاۤ اُتٰمِ سَبۡعٌ مَّعۡرُوۡرًا و سۡكٰ
 و صی بر اور مجھ سے اور محمد سے بھی عہد و میثاق لیا گیا کہ ایک دوسرے کی مدد کرے میں نے تو
 جو اپنے عہد پر کیا اونکی باری اور وفا کو عہد خدا کیا اور اوس کے دشمنوں کو ذلیل کیا اور ملا
 اور ابھی تک کسی پیغمبر نے میری ماری نہیں کی اور دنیا سے سب گذر گئے ہیں لیکن بعد اسکے میری
 مدد کرے گے اور درمیان مشرق و مغرب کے زمین میرے واسطے صاف ہوگی اور آدم سے
 محمد تک سب پیغمبر زندہ ہونگے اور میرے سلسلے سر پر مردوں اور زندوں کے تلواریں مانگیں
 بن و انس تغلین کے ساتھ میری امانت کرنیگے جہاں گئے ہیں فیا عجباء اور کیونکر ہم تعجب
 نہ کریں ان مردوں سے کہ زندہ ہوں اور جوق جوق اپنی آوازوں کو بلند کریں گے کہ

لیسکا دئی اللہ لیکو ویہ آپ اللہ اور کوئی کلیو نہیں بچیا ہرے ہوں اور کووارو کو اپنے خوش
 پر رکھے ہوئے ہوں اور سر پر کفار و جباران اولین و آخرین اور ان کے اتباع کے مار قیوں
 تا وعدہ خداوند و علی اللہ الذین امنوا و عملوا الصالحات لیستخلفن فیہم اہل
 کما استخلف الذین من قبلہم الا ان ظاہر ہوئے بدستیکہ میرے واسطے جعتیں متعہ ہوگی
 ہر رجعت بعد رجعت کے ہم میں صاحب رجعت کثیر و صاحب مستودع و دولت فراوان اور میرا انتقام
 لینا عجیب و غریب۔ اور ہم میں قرن صید قرن حدید یکہ قاف و جامع ہلچل یعنی شاخ پھنیں اور
 یہ بھی اجمال ہوتا ہے کہ بفتح تانف جیم نہ نوط یعنی قرن تازہ اور یہ اشارہ اسکی طرف ہوگا
 کہ رسوم شریعت و عدالت و دین خدا پرستی و معرفت ہم سے قلم چھوٹیں گے تمام زمانہ سابق
 ایک قرن تھا و مدت ظہور و رجعت آپ کی قرن دیگر از بنا بر اجمال اول کے اس امر سے
 کتابیہ ہے کہ شدت باس و سطوت و ظہور حضرت کے اس مرتبہ میں ہے کہ جو کوئی معاوضہ
 حضرت سے کرنے مثل قویچ کی اور دوسرے قویچ کے ساتھ لڑائی کرتا ہے شاخ حضرت اچھنیں
 اور شاخ معادین و معائنیں مثل شاخ معبود متعارف کے ہوگی پس لامحالہ وہ شکیبیت
 پامیں اور حضرت فائق و غالب ہوں اور بعضے قرن بفتح قاف و مدید یکسر جا مہلچل پڑتے
 ہیں یعنی نہیں ہوں ظلو و حصار آہنیں اور شاہد کلام یعنی قرآن مجید سے لائے میں اور کہا
 ہے القرن بالغ و هو المحصن والعلم عند اللہ بعد ائیکے فرمایا میں نبیہ خدا و ہر اور
 رسول خدا و امیں و فرزند دار و صندوقچہ راز و پردہ دار اویس کا میں ہوں راہ راہنت
 دکھلانیو الا اور تر زوی علی خدا میں ہوں محسور کر نیو الا آدمیوں کا جانب خدا میں ہوں
 وہ کلمہ اللہ کہ جمع ہوئے جس سے ہر متفرق اور متفرق ہوا دس ہر محنت میں ہوں اسماء
 المدح سے و امثالہ علیا یعنی اہم سرسرایا تھامی حق کہ اسکی صفات جلال و جمال نے مجھ
 میں ظہور کیا میں ہوں آیات کبریٰ کیونکہ کوئی دلیل و برہان واسطے صفات حق کے بہرہ
 او سے نہ ہونگے میں ہوں صاحب بہشت و دوزخ بہشت و نیک بہشت میں اور دوزخیوں کو

دوزخ میں ہم جگہ دیں گے میں ہوں تنروح کرنیوالا بہشتیوں کو ساتھ حوروں کے اور عذاب
 کرنیوالا دوزخیوں کا ساتھ انواع عذاب کے میں ہوں ایاب لینے رجوع خلق میری طرف
 ہے بلکہ جو چیز کہ قصائے الہی سے بچے اوس کا رجوع حساب میری طرف ہے میں ہوں
 روشنی دینے والا اور نور بخشنے والا شمس و قمر کا میں ہوں داتہ الارض میں ہوں سیم و طہر
 خیز بنا میں ہوں صاحب اعراف میں ہوں امیر مومناں یعسوب متقیان و لسان حکمایا
 و قاتم اوصیا و لاث انبیا و ظیفہ خالقی ارض و سما و صراط المستقیم و پروردگار و رحمہ آسمان
 زمین و جہاں پروردگار میں ہوں دانائے علم ان رب فضل الخلق میں ہوں صاحب
 ویمیم میں وہ ہوں کہ حساب و رعد و برق و نور تابکی میرے لئے مسخر میں ہوں بشارہ
 باد و بدیا و جمال و افتاب و ماہ و نجوم میں ہوں خادق امت میں مادی راہ سعادت
 میں ہوں وہ شخص کہ ہر چیز کے شمار کو جانتا ہوں ساتھ اوس علم کے کہ خدا نے مجھے اور رسول نے
 اوس کے اوس راز سے کہ خدا نے پوشیدہ طور مجھ سے کہا تھا تعلیم فرمایا میں وہ ہوں کہ خدا نے اپنے
 نام سے مجھے سہی کیا اور اپنے کلمہ و حکمت و علم کو مجھے دیا اے آدمیو جو مجھے اوس خبر کو کہ چاہتے
 ہو قبل اسکے کہ مجھے نہ پاؤ خدا و خدا تعالیٰ کو میں گواہ دیتا ہوں اور شکوہ کرتا ہوں ان آدمیوں سے
 کہ وہ ظالمی بری نہیں جانتے ہیں اور میری حرمت کو نہیں پہچانتے ہیں و لا حول و لا قوت الا باللہ
 العلی العظیم حاج ملعون نے شہ بن جوشب سے کہا کہ قرآن میں ایک آیت ہے کہ جس نے
 مجھے عاجز کیا ہے اور میں نے کہا کہ اسے امیر و مکن اکیت ہے جواب دیا و ان صفت
 اصل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ لینے کوئی اہل کتاب یہود و نصاریٰ و فرقہ
 سے نہیں رہتا ہے مگر یہ کہ قبل مرنے کے ایمان پیغمبر خدا بر لائے۔ حالانکہ ہم یہودی بانہ رانی کو بلاتے
 ہیں اور حکم دیتے ہیں کہ گردن مارا جائے اور اپنی نظر اوس طرف رکھنے میں جس وقت
 تک کہ جان اوس کی بدن سے مفارقت نہیں کرتی ہے ہم نہیں دیکھتے کہ وہ اپنے لبوں کو حرکت
 دیتا ہو کلمہ ایمان و اسلام سے پس یہو آکر کیا معنی رکھتا ہے شہ بن جوشب نے کہا کہ اسطہیر

معنی اس آیت کے یہ نہیں ہیں کہ جو تو نے سمجھا ہے بلکہ مراد اس کی یہ ہے کہ جیسے آسمان سے زمین
 پر آئیں آخر زمانہ قبل اسکے کہ قیامت برپا ہو اور کوئی اہل ملت باقی نہ رہے یہود و نصاریٰ
 وغیرہ سے کہ ایمان اونکے ساتھ نہ لائیں قبل از مرگ اور عیسے معقب رہد ہی نماز پڑھنے کے حلاج نے کہا
 وہی ہو جو ہم پر اس معنی کو کہاں سے تو لایا ہے اور کس نے تجربہ سے کہا ہے اس نے جواب
 دیا کہ محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابیطالب نے مجھے بتلایا ہے حلاج نے کہا جنت واللہ بھلا
 میں عتقین صافیتہ لینے اس یا نبی کو تو نے چشمہ صافی سے اٹھایا ہے اور اس حدیث کو بھی
 بن ابراہیم قمی نے بھی نقل کیا ہے ایذاً لنفسی کسسم فلک آیات الکتاب المبین ما انا
 کان من المفسدین میں کہا ہے کہ جناب اقدس الہی نے خبر دی اپنے پیغمبر کو اس خبری
 کہ موسیٰ بنی اسرائیل کو فرعون و قبطیوں کو حور و تم و قتل و اسیری سے جو کچھ لعیب ہوا اس
 واسطے کہ حضرت کو تسلے رہے اس امر میں کہ جو ہاتھ سے امت کے بعد اون کے اہل بیت
 پر حضرت کے گذرے گا پس بعد تعزیر و تسلی کے بشارت دیا کہ ہر بائی کرے گا خدا اون پر ان سب
 اذیتوں کے بعد اور اون کو خلیفہ کرے گا زمین پر اور پھر لگا اون کو دنیا میں موانوں کے
 دشمنوں کے تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں و نویل ان فمن علی الذین استضعفوا
 و نجعلهم ائمة و نجعلهم الوادین و نمکن لهم في الاومن ما اخر ائمة و مراد فرعون
 و دیمان سے وہ اشخاص ہیں کہ جنہوں نے حق ال محمد کو غضب کیا اور اگر یہ ائمتہ بھی موسیٰ
 و فرعون کے بارہ میں نازل ہوتا تھا پس طرح سے کہنا لازم تھا کہ دوسری فرعون و دیمان و
 جنود ہما منہ ما کانوا یخذرون یعنی موسیٰ سے پس حسب اوّل فرمایا و نویل ان فمن
 علی الذین استضعفوا فی الاومن و نجعلهم ائمة اور بعد اس کے آیت میں
 منہم فرمایا تو معلوم ہوا کہ مراد الذین استضعفواست جن پر خدا نے نیت رکھا ہے اور
 اون کو ائمہ گردانا اور مالک ملک و دولت کیا ہے موسیٰ ہیں بلکہ اہل بیت پیغمبر
 ہیں اور تشبیہ دیا اون کو بنی اسرائیل سے اور ظالموں کو اون کے حق کے ماصوبوں

کو فرعون سے چنانچہ خود جناب امیر المؤمنین نے بھی مثال و تشبیہ اس امر سے دی ہے اس حدیث میں کہ فرمایا اول جس نے نبی و تدبیری کیا روئے زمین پر عناق و ذر آدم تھے کہ میں اونگی رکھتے تھے اور ہر اونگی میں دو ناخن تھے دراز مثل دو آردہ کے تھے ایک جرب زمین اوس کے بیٹھنے کے واسطے درکار ہوتی تھی جب بہت بچی مہمندی کی تو خدائے ایک شیر کو کہ مثل قیل کے تھا اور ایک گرگ کو کہ مثل شیر کے تھا اور ایک کرس کو کہ مثل الاغ کے تھا بیشہ میں اوس پر مسلط کیا کہ اوس کو مارا الا اور یہ اول خلقت آدم اور اولاد آدم میں تھا بعد اس کے فرعون و مان کو بھی مارا اور قارون کو زمین نکال گئی بدستیکہ ہم بھی مہمب حق تھے کہ ناحق مجھ سے چھین لیا گیا اور میں نے شریک نہ کیا تھا اور خدا و رسول نے بھی اوس کو بیشہ حق میں شریک نہیں کیا تھا کیونکہ یہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا مگر اوس شخص کو کہ کتاب منزل و رسول پر عمل اوس کے واسطے مقدر کر کریں اور کس مناسب ہے اور کس راہ سے بعد محمد مصطفیٰ کے رسالت اوس کے واسطے حاصل ہوتی حالانکہ وہ خاتم انبیاء تھے اور بعد اؤن کے کوئی پیغمبر نہیں ہوا اور ان کو گو نہ دروازہ تو بہرہ سہ ہوتا۔ عذاب بزرخ میں مذہب رہینگے اوس کو تاک کہ خدا نے مقدر کیا ہے کہ انتقام اون سے لیا جائے اور منتخب بعاصم الدراجات میں حضرت امیر المؤمنین سے نقل کیا ہے کہ سید علی بن طاووس نے اپنے خط سے اوسکی محبت کی ہے اور وہ خط بہرہ مشہور ہے اور چونکہ وہ خط بہرہ طولانی ہے تھوڑا سا کہ جو مدعا پر شاہد ہے۔ نقل ہوتا ہے یا عجبا کل العجب میں جمادی و جب کسی نے عرض کیا کہ یہ کیا تعجب ہے کہ آپ ارشاد کرتے ہیں فرمایا کیونکہ ہم تعجب نہ کریں حالانکہ قضائے الہی تم لوگوں سے تعلق ہوتا ہے اور تم اوسے نہیں سمجھتے ہو کہانہ سے آواز میں ہو گئی کہ درمیان اؤن کے موئین اور مارتا لڑکیوں کا اور زندہ ہونا مردوں کا پہرہ فرمایا و اعجبا کل العجب میں جمادی و جب بھر کی نے عرض کیا کہ یہ کیا تعجب ہے جواب کہ ارشاد فرماتے ہیں جو بدیا کہاں تیری تیرے انہم میں سگوار ہو کوئی تعجب اس سے زیادہ کہ مرد زندہ ہوں اور تلوار زندہ ہوئی سر ہار میں اوس نے عرض کیا کہ یہ کہ ہوا فنا ہوا

لجرہ کو جائے اور تابوتِ عصائے موسیٰ لیکر داخل دریا ہو پس اس عصا کو لجرہ پر پڑے
 لجرہ دریا سے عمیق ہو جائے اور آثار و علامات سے اس کے کچھ باقی نہ رہے مگر سب لجرہ
 کہ مثل شمشیر شستی در میان آب کے ہو لجرہ اسکے حرور میں جائے اور اسے جلائے اور پھر اس
 سے داخل ہو کر طائفہ ثقیف میں ایسی حد کرے کہ سب آگ میں جل جائیں پس حد میں جائے اور
 ممبر پر خطبہ پڑھے اور زمین کو عدالت سے بہرے آسمان سے پانی میرے وقت میں شمرائے زمین
 سے گہاس اُدگے اور حشمان عالم لیا جائے خوف ہوں کہ مثل کلا اسپان و گو سفندال و گاؤاؤ
 کے باہم جہیں اور کوئی مذاحمت نہ کرے اور مومنوں کے دلون میں خدایا علم ڈالے کہ کوئی مومن
 محتاج دوسرے مومن کے علم کا نہ ہو اس روز تاویل اس آیت کے ظاہر ہو یعنی اللہ کلام من
 سعته خزانے زمین کے ظاہر ہوں اور قائم ال محمد کہے کلوا ذلیلاً بما آسلفتم فی الاقام
 الخالیۃ اور قائم جس دن سے خروج کرے روز وفات تک تین سو برس کے نائید بقیۃ کرے
 اور شمار دن کے اصحاب کا یہ ہے کہ تین سو تیرہ آدمی جو روز اول ظہور سے ہمراہ ہوں من جبار
 اوں کے نو نفر بنی اسرائیل سے ستر نفر جن سے بیس نفر اہل یمن سے کراہنیں ہیں ایک مقدار
 بن اسود بھی ہے اور دو سو چودہ نفر وہ لوگ جو دریا کے کنارے حوالے عدن میں رہتے
 تھے پیغمبر نے ایک قاصد ان کے پاس بھیجا طرف اسلام کے دعوت کی اور وہ سب بیان
 لائے اور حاضر خدمت جناب رسول خدا ہوئے اور سایہ لئاس سے دو ہزار آٹھ سو تیرہ
 نفر اور ملائکہ سے چالیس ہزار کہ انہیں سے تین ہزار سو تین اور پانچ ہزار مرد شین ہوں جملہ
 تعداد اصحاب کی سنائیں ہزار ایک سو تیس نفر ہوں اور نو سو ہزار کہ ہر سردار چار ہزار
 شخص اپنے تحت تصرف میں رکھیں جن و انس سے واضح ہووے کہ اس حدیث میں من
 اولاد سقا کے سمجھیں نہیں آتے اور بخوبی واضح نہیں ہوتا کہ اس سے کیا مراد ہے صاحب
 ریاض الشہادت فرماتے ہیں کہ گمان فقیر کا یہ ہے کہ اولاد سعد و قاص سے کہ مرن بسعد

اور توابعین اوس کے قاتلان امام حسین سے ہیں مراد ہو اور یہ بات کچھ عقل میں بھی آتی ہے
 کتابوں کی غلطی یا راویوں کے مغالطے بجائے وقاس کے ستا ہو گیا کیونکہ بہت جھٹیلوں
 میں وارد ہے کہ جناب امام حسین رجعت فرمائیں اور اپنے قاتلوں کے ساتھ جہاد کریں اور
 انتقام لیں اور ید زبر گوارا ان کے اہل ایمان میں بھی اُن کی مدد کریں قتل بر دشمنوں کے
 اور نہ ہر موجد اسکی وہ حدیث ہے کہ اوسکی کتاب منتخب میں ہے خالد بن ولید نے حضرت
 صادق سے نقل کیا ہے کہ کہتا ہے کہ میں نے اچھا کہا کہ ابو بکر کو صدیق اور عمر کو فاروق اور
 سالم غلام خلیفہ کو امین کیوں کہتے ہیں فرمایا جب ابو بکر نے غار میں نہایت اضطراب
 ظاہر کیا پیغمبر نے اسے کھنٹی دکنارہ دریا کا دکھایا اوس نے اپنے دل میں کہا کہ محمد مجھے ہی
 حضرت نے فرمایا کہ صدیق ہے یعنی مشرکوں کی تصدیق کی اور تکذیب حضرت رسالت کی کر کے
 نسبت سحر کی دئی اور نہ فرق کیا دریاں تھ دبا طاع کے اور باطل کو ظاہر کیا آدمیوں کو
 اوسے متفق کیا اس سبب سے دنیا رونق ہوا لیکن سالم چونکہ جو عہد نامہ اس امر میں منافی قبول
 نے لکھا ہے کہ رسول خدا کی مخالفت کریں اور اس بات کو نہ ہونے دیں کہ خلافت خاندان
 رسالت میں رہے شلم نے اس بات پر قسم کھائی کہ اس بلاؤ کو ظاہر نہ کرے وہ عہد نامہ
 اوسکو دیا گیا اس سبب سے اوسکو امین کہتے ہیں راوی نے لپچھا کہ پیغمبر نے فرمایا ہے اتقوا
 عن فتنۃ سعد حضرت صادق نے فرمایا ہاں یہ حدیث سچ ہے اوس نے عرض کیا
 کیونکہ ہے فرمایا زماں رجعت قائم میں سعد اور اوسکی اولاد زندہ بھی ہو کر خروج کرے
 اور جناب اہل ایمان اور اُن کی اولاد کے ساتھ جنگ کریں اور سب کے سب مارے
 جائیں زیارات ماثورہ جسکو خود جناب صاحب الامر نے سہ دربار مبارک سے اپنے شیعیان
 خاص کے لئے بھیجی اور وہ زیارتیں کتب ادعیہ زیارات مشائخ میں مذکور ہیں اُن کے
 فقرات عالیہ رجعت بر دلالت کرتے ہیں چنانچہ بعض فقرے یہاں مذکور ہوتے ہیں فرمایا ہے

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ لَنُرْسِلَنَّ فِيكُمْ تَبَابًا ۖ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ لَنُرْسِلَنَّ فِيكُمْ تَبَابًا ۖ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ لَنُرْسِلَنَّ فِيكُمْ تَبَابًا ۖ
 وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ
 قَبْلَ ظُهُورِكَ فَاتَوَسَّلْ بِكَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 فِي كَلِمَةٍ فِي ظُهُورِكَ وَرَحْمَةً فِي آيَاتِكَ لَا يَبْلُغُ مِنْ طَاعَتِكَ مُرَادِي
 وَاشْتَقِي مِنْ أَغْلَى أَيْكَ قَوَاجِي ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ
 وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ
 بَيْنَ بَلَدِي صَاحِبِ هَذِهِ وَالتَّبَقُّعَةِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ وَتَمْلِكُمْ فِي آيَاتِهِ ۚ
 دے خدا یا تو کر دے مجھے اسے پروردگار اور ان لوگوں سے جو میری ادنیٰ رحمت میں اور ملکیت
 حاصل کریں انکی دولت میں اور تمکین ہوں اور نیک بندوں میں **ترجمہ زیارت دوم**
 اور اگر لو بچے مجھے موت قبل آپ کے ظہور کے تو میں تو تسل کرناں ساتھ آپ کی طرف خدا کے کرادے
 بھیج محمد پر ال محمد پر اور قرآن دے میرے لئے پھرنا آئیے اللہم میں اور بارگشت آپ کے دونوں
 تاکہ آپ بچو نہیں میری حاجت سوزنی مراد اور شفا حاصل کر دے تیرے دشمنوں سے اپنے دل کے
ترجمہ زیارت سوم خدا دیکھا میں جبہ اپنے دلی سید کا ہماری بیات میں اور بعد
 موت کے دعائیں ایمان لاتا ہوں تیری رضامندی کے لئے رحمت کا سامنے صاحب اہل بقعہ
 زمین کے ۱۰ اور یہ دعوت عبد شہور و معروف ہے کہ حضرت صادقؑ سے مروی ہے کہ جو
 کوئی پالیس مرتبہ صبح و شام انصار صاحب الام سے ہوگا اور اگر قبل از ظہور و مر جائے خدا اسی
 قبر سے نکالے اور نہ آخرت اس کے نامہ اعمال میں لکے اور نہ لہریاں اس کی مثال کتابت نامہ
 اس تیرے سے بروایت ہے امام محمد باقرؑ سے مروی ہے کہ فرمایا خدا کی قسم ہر شخص ہم امیر
 سے بعد مرنے کے نفع ہوگا اور دین و دوزخ میں ہر شے کا رادے کہتا ہے کہ میں نے عرض
 کیا یہ کب ہوگا فرمایا بعد وفات تا تم بہر او متعرض کیا تا تم اپنے طور و رتب تک رہینگے فرمایا
 اور پہلے برس بچھڑاں کیا کہ بعد وفات تا تم برج و مرج عالم میں ہوگا فرمایا نال پچاس ۵۰

برس تک بعد اوس کے منتظر رہا اُسے دنیا میں اور اپنے اور اپنے اصحاب کے خون کا دھوکا
 مل گئے اچھے کرے اس مرتبہ کہ سب لوگ کہیں کہ اگر دشمنانِ غیر سے ہوتا اسی قدر آدمیوں کو
 نہ ملتا اوس وقت لوگ سیاہ و سفید سے مجتمع ہوں اور اوسکو مجبور کریں کہ حرم و دولت کے
 ساتھ بچے ہوئے جب بلا شدت کرے اور نہ بھی قتل ہو جائے سطحِ باہر آئے اور انتقام
 منتہر کالے اور بالکل ہمارے دشمنوں کو قتل کرے لیکن تو جانتا ہے کہ سفاح و متھرون ہیں۔
 راوی نے کہا ارشاد فرمایا منتھرسین بن علی ہیں اور سفاح یرزبرگوار اونکے علی بن
 ابیطالب امیر المؤمنین ہیں اور حدیث علی بن ہریرہ میں کہ قبل اسکا ٹھکانہ گئی ہے بختِ رویت
 ہائیم میں اسیس مرقوم ہے کہ فرمایا اسے ابن ہریرہ جب لوگ سفاحی کے ساتھ بیعت کریں
 ہم کو اجازت خروج کی ملے گی وہاں صفاد و مروہ کے اور ہم خروج کر نیکی تین سو تیرہ آدمی کے
 ساتھ اور کوئٹہ میں آئینگے مسجد کوئٹہ کو خراب کر نیکی اور جیسے پہلے تھی ویسی ہی بنائینگے اور عاتق
 جبار کوئی خراب کریں گے اور حج آدمیوں کے ساتھ کر نیکی مدینہ میں آئینگے اور حجرہ کو خراب
 کر کے جو کچھ چوہ میں ہے بچے اون دونوں کو باہر نکالیں گے اوس وقت وہ تروتازہ ہونگے
 اور مقابلِ بقیع اذ کو جو بختک میں لٹکائینگے وہ جو بختک ہری ہو جائیگی اور لوگ تنہ
 میں پڑ جائینگے آگے سے زیادہ اور منادی نہ اکرے گا اُس وقت آسمان سے کہ اپنے عذاب
 کو آسمان گرائے اور زمین کو نہا ہوگی کہ ہمارے دشمنوں کو لے لیں اوس روز باقی نہ رہیگا
 کوئی گروہ مومن کہ ایمان اوس کا خالص ہو راوی نے کہا کہ ہر اسکے بعد کیا ہو گا فرمایا
 الکوة الکوة الوجعة الوجعة اور اس آیت کو پڑھو وفاقا لکوة الکوة علی صم و امل و نا
 کہہ یا موال و بنیئ اور کتاب مقضب الاثر فی النص علی ہریرہ انتہ ۴
 بسند سلیمان فارسی روایت کیا ہے کہ سلمان نے کہا میں حاضر خدمت رسول خدا ہوا جب
 مجھ کو دیکھا فرمایا اے سلمان خدا کے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے مگر یہ کہ اوس کے واسطے مارہ نقیب
 مقرر کیا ہو سلمان نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سکتا ہے کہ کوئی نبی بھیجے یا نہیں؟ اؤنیر ایمان

فرمایا ہمیں اسے مسلمان بس رسول خدا نے نام و نسب بارہ نفر اپنے اوصیا کا اون کو بتلایا مسلمان
 نے کہا یا رسول اللہ دعا فرماتے کہ ہم ان کو ہمیں اور ان کے ملاقات سے شرف ہوں فرمایا اے
 مسلمان تو ان کو دیکھو گا یا جو کوئی معرفت کامل ان سے رکھتا ہو وہ دیکھے گا مسلمان کہے ہیں
 کہ یہ مسکریں نے حمد و شکر خدا کیا بس حضرت نے فرمایا پھر خدا اجا۔ وعد اولہما بعقنا
 علیکم باد النواوی باس شلیل تا و حجلنا کہ اکثر لغیر اسلام کہتے ہیں کہ مجھے نیرشت
 گریہ کی ہوئی اور شوق میرا زیادہ ہوا میں نے عرض کیا کہ آپ کے زمانہ میں ہوگا فرمایا **اِنَّکَ لَکِی**
جَنَّةٌ محمد کو رسول کہنا ہے میرے اور علی اور حسن و حسین اور زما مونس کے زمانہ میں جو اولاد میں سے
 ہونگے ہوگا بلکہ جو شخص ہم سے ہوگا اور بسبب ہماری محبت کے اوستہ پر ظلم ہوگا خدا کی قسم اے
 مسلمان سچا ظالم حاضر ہوگا مونسے لشکر کے اور جو کوئی ہمیں مومن یا محسن کا فر ہوگا یہاں تک کہ
 سب اپنا قسام لیں اور جن خواہی کریں بدستیکہ خدا نے تیرے کسی بی ظلم نہیں کیا ہے اور ہم
 میں تاویل اس آیت کا تیرا ان نہیں تا بخدرون مسلمان کہتے ہیں کہ یہ مسکریں اٹھانہ امت
 رسال خدا سے اور پرورد اسکی مجھے نہ تھی کہ کس وقت مجھے موت آئیگی یا کس وقت میں موت
 سے ملونگا اور زراہ سے مروی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں نے چاہا حضرت باقر سے سوال حجت
 کا کروں مگر مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ صریح اونی سے پوچھوں بس میں حیلہ اور دوسرا مسئلہ
 پوچھا یہاں تک کہ اپنے مطلب پر پونچا میں نے عرض کیا جو شتہ ہوتا ہے وہ مرا ہوا ہے فرمایا
 ہنیدہ تا چاہے اور شتہ ہونا چاہے میں نے کہا قرآن میں کوئی فرق اس قرار میں نہیں
 دیا گیا ہے بلکہ فرمایا ہے **اَفَاَنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ اَوْ دَرَسَ وَلَنْ مَتَمَّ اَوْ قُتِلَ لَآئِی اللّٰہ**
مَحْسُورٌ فرمایا ایسا نہیں ہے کہ تر نے کہا کہ اے زراہ موت موت ت اور قتل قتل ہے
 اور وہ غیر موت ہے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا ان اللّٰہ استغفر من المومنین انفسہم
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ان لہم الجنة یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیرقتلون وعد علیہ
 حقا میں نے کہا خدا نے فرمایا ہے **کُلُّ نَفْسٍ ذٰلِقَةٌ** الموت اور بنا بر قبول آپ کے

[illegible]

کے فرمایا بلکہ اللہ دو چنڈا دوسکا کہ خدا اپنے پیغمبر کو دے گا جس دن سے کہ دنیا کو خدا نے
 خلق فرمایا ہے اوس دن تک کہ قیامت پہنچا ہوئے جیسا کہ خدا نے ارشاد وعدہ فرمایا ہے -
 لیکن علی الذین ولو کہم المشرکون اور شیخ کسی نے علی بن خیرہ سے روایت کی ہے کہ
 حضرت باقرؑ نے فرمایا کہ گویا عبداللہ بن شہیک طبری کو ہم دیکھتے ہیں کہ عامر سیاحہ سپر بانہ ہے
 ہوئے اور دوسرا عامر کا دونوں نذر اسکے کراہو اسے اور یہاں کے امیر بایا ہے اگے آگے ہمارے
 قائم اہل بیت کے اور چار نہر شخص اوسکے ساتھ ہیں تکبیریں کہتے ہیں اور نکواریں و شمنوں میرا کرتے
 ہیں اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کریں نے خدا سے دوبارہ اپنے فرزند اسماعیل کے مخاطبات کی کہ وہ
 بعد میرے زعمہ و متحمل نہیں فرمایا لیکن عطا کی اونکی باب میں مجھے غمزدگی دیکر وہ ادل
 شخص ہوگا کہ قبرے یا مرقہ یگانہ مومن نذر اپنے اصحاب کے کہ نما اون کے ایک عبداللہ بن شہیک
 عامری ہے اور علم ماٹھو عبداللہ کے ہوگا اور داؤد رقی نے عرض کیا کہ اسے مولا ہم مری ہوئی ہاں
 بوسیدہ ہو گئیں اور یہم آرزو میری دل میں رہ گئی کہ تمہارے راہ میں شہید نہ ہوئے فرمایا
 کہ یہ امر ضروری ہے اگر اس وقت ہمیں ہوا زما زرجوت میں ہوگا اور تغیر عیاشی میں رقاو
 سے روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے فرمایا اوّل وہ شخص کہ طرف دنیا کے رجوع کرے گا -
 امام حسینؑ اور اون کے اصحاب ہونگے اور اسطوف سے یزید پر معاویہ اور اوس کے دوست
 زندہ ہونگے اور اذان لوگوں کو حضرت قتل کرینگے خل والمغل بالخل یعنی میں جگہ او سپہوں
 نے پاؤں رکھا ہے یہ بھی پاؤں رکھیں گے بس مراد اس آیت کو تم دو دوا لکم الکسر
 علیکم وامل و فاکم باہوال و بنین وجعلناکم اکثر نفید اور اعلام الوری اور
 ارث و مفید میں مرقوم ہے کہ مفضل بن عمر نے حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ پشت کو فوسے
 ہمراہ قائم رہیں مرد یا میرا ٹینگے اونیس سے پندرہ نفر قوم ہر سنی سے الذین کانوا فہل دن
 بالحق وہ یہ لعل لون اور سات نفر اصحاب کہف سے و بلو شیعہ بن لونی و سلمان فارسی
 و ابو دھانہ انصاری و سقہ بن اموی و کنذی و مالک اشتر بنہ ہونگے اور یہ سب اپنے حضرت

کے دشمنوں سے جنگ کریں گے اور انکی طرف سے غنیمتیں ماکم ہونگے ایضا روایت کی ہے
 امیر المؤمنینؑ سے کہ فرمایا حضرت نے میں ہوں سید پر ان امت جیسا کہ حسین میرے فرزند
 سیحطان ابیہشعہ ہیں اور عجم میں ظاہر ہونگے سنت پیغمبرؐ یعنی جیسا کہ ندانے اہل و اولاد و اولاد
 اولاد لے لیا تھا اور بعد اوس کے لوٹا یا ویسا ہی میرا اہل و اولاد کو میرے واسطے حج کرے گا اور چپا
 کہ واسطے یعقوب کے کیا ویسا ہی میرے واسطے کرے گا اور بہر اوس وقت ہوگا کہ آسمان کا ایک دور
 تمام ہوا اور کئی اشراف و عدا و نکاحا ہر ہوا اور تم لوگ کہو کہ قائم آل محمد مرگیا یا ہلاک ہوا یا کوئی
 جگہ میں چلا گیا اور کافی بن ابولعبیر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت صادقؑ کی خدمت میں عرض
 کیا کہ تفسیر آیتہ و اقسموا باللہ جمل ایما فصر لا یبعث اللہ من یجور للوعل علیہ
 علیہ حقا کیا ہے فرمایا یہ سب آدمی کیا تفسیر کرتے ہیں میں نے کہا کہ میں نے کہا کہ کفار و مشرکین قسم
 کھاتے ہیں واسطے پیغمبر کے کہ خدا مرد و نکوز نہ کرے گا اور قیامت نہ ہوگی نہ فرمایا قیامت قال
 ہذا اے ابولعبیر تو ان سے بچو کہ مشرکین خدا کی قسم کھاتے تھے یا لات و عزرائیل میں بعض
 کیا آپ پر میں خدا ہوں آپ ارشاد فرمائیے کہ میں نے اس آیت کے کیا میں فرمایا جس وقت کہ
 ہمارے قائم ظہور کریں ایک گردہ ہمارے پیغمبرؐ کا جو مر گئے ہیں خدا زندہ کرے گا کہ تلوار و نکوز و دش
 یہ کہچے ہوئے رکھی ہوگی اور آگ آگے اوسکا جہاد کریں گے اور اوس وقت یہ خبر اذان ہو بلکہ کہ
 نہیں میں زندہ میں پہنچی خوشحالی کریں اور ایک دوسرے کو خبر دیں کہ شیعی مر ہوئے زندہ ہوں اور
 قائم آل محمد کے ساتھ جہاد کرتے ہیں جب یہ خبر دشمنوں کو پہنچی جو منکر قائم اور اوس کے حیات و ظہور
 کے منکر ہیں طعنہ زنی کریں شیعہ کو اور کہیں کہ تم شیعیے کے عقیدہ و رنگو ہوتے ہو یہ تمہارا ہی ہے
 اور پھر وہ من گھڑت ہوندا کی قسم مرد زندہ نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہونگے قیامت تک خدا انکی
 سکایت کو اپنے پیغمبرؐ سے بیان کرتا ہے اور فرماتا ہے و اقسموا الخ اور اس حدیث کو تفسیر
 عیاشی میں بھی نقل کیا ہے اور شیخ مفید نے کتاب منزل من القرآن فتح اہل بیت میں بھی
 روایت کی ہے ایضا کافی میں حضرت سے روایت کیا ہے کہ تفسیر آیتہ و قضینا الیٰ نبی

ہر بندہ منکر قدرت کے تاکہ وہ سب آگاہ ہوں کہ ہم سب پیغمبر قادر میں ایسا ستر فقر ہمارا
 موسیٰ کے کوہ طور پر گئے جب کلام خدا سنا تو ہنس رویت کی حالت غصہ لگی نے اُن کو
 جلا دیا موسیٰ نے عرض کیا کہ خداوند اہم کیونکر بچ کر قوم میں جائیں اور نبی اسرائیل کو کیا جواب
 دیں پس خدا نے دوبارہ اُن کو زندہ کیا اور وہ لوگ بچے اور برسوں زندہ رہے۔
 کھانا کھایا پانی پیا اولاد ہم پہنچائے اجل طبعی سے بعد مدت کے مرے اور نبوت عیسیٰ بن مریم
 سے زندہ کرنا اموات کا ہے کئی جگہ قرآن میں تصریح اسکی ہوئی وہ سب جنکو حضرت عیسیٰ
 نے زندہ کیا سب مرے ہوئے تھے۔ عا عیسیٰ سے زندہ ہوئے مدت تک دنیا میں رہے
 پہلے اجل طبعی سے مرے اور اصحاب کبھی تین سو برس غائب مرے ہوئے پڑے رہے پھر خدا
 زندہ کیا اور دنیا میں بچے قعد الکامعروف و مشہور ہے بس معلوم ہو کہ عمر نائے نسا
 میں بھی رجعت اسید طرح پر ہی ہے اور اکثر اتفاق ہوا ہے ہمارے پیغمبر نے احادیث ۲
 مستفیضہ میں بطریق خاصہ و عام فرمایا ہے کہ جو کچھ نبی اسرائیل کے زمانہ سابق اتفاق ہوا
 بت ویسا ہی میرے وقت و زمانہ میں خذوا النعل بالاعل ہوگا لہذا لازم ہے کہ جب کہ اہم
 سابق میں رجعت مکر رہوئی ہے اس امت میں بھی ہوشیج مفید نے نقل کیا ہے کہ ایک
 مجلس میں گروہ علمائے اہل سنت و فیرہ جمع تھے مسئلہ رجعت کا مذکور ہوا ایک شخص نے علانی
 معزلہ سے یہ بحث پیش کی کہ جس وقت تمہارے زعم میں وقت طہور قائم ال محمد مردے
 زندہ ہونگے اور تمہارا دلو کی شقاویں گے اور دشمنان اہل بیت پیغمبر سے انتقام لیں گے
 جیسا کہ قوم بنی اسرائیل میں ہوا اور آیتہ ثم ردناکم الکرہ کو اپنے قول پر شاہد لائے ہو پس
 کس خاطر حمی و اطمینان سے زید و شمر و ایں لمیم بر من کوئے ہوا اور انکی حلقہ نے اللعاب ہونے
 کا حکم دیتے ہو حالانکہ اقبال رکھتا ہے کہ اوس وقت میں وہ جب دنیا میں بچے رہیں ہمارا
 امام کی اطاعت کریں اور توبہ کریں اور تاثر اُن کے احوال کا خوشی سے بدل ہو اور اُن
 وقت تم کو بھی لازم ہوگا کہ اُسکو دعوت رکھو خلافت بحث یہ ہے کہ جو اعتقاد رجعت

کے کسی کی نیکی یا بدی پر قطعی یقین کننا صحیح نہیں ہے شیخ مفید نے دو جواب اس سوال کے دئے
 خلاصہ جواب۔ اول یہ ہے کہ رجعت امر سمی ہے احادیث و اجماع اہل بیت سے ثابت ہوئی
 ہے عقل کو اس میں مداخلت نہیں ہے چونکہ چر اگر ہے چہذا اس کے اقتناع پر یہی دلالت
 نہ کرے اور افتعال تو بہ حسن خاتمہ اشخاص مذکور میں وغیرہ کا احتمال اعلیٰ ہے اور سمعیہ کیا کہلا
 جہت کو کہتے ہیں اسی طرح اونکی مغلغلہ فی النار ہوسور خاتمہ پر اور ملعون و مذنب ہونے پر بھی :
 حدیثیں والہ ہیں بلکہ احادیث رجعت کو زیادہ اس بارہ میں حدیثیں بطریق عامہ و خاصہ
 مذکور ہیں اور بدھ ضروریات دین سے ہے اور وہی احادیث و اہل رجعت اوان کے قریبھی دلائل
 کرنی ہیں اور اس حدیثوں سے سو حال اونکا اور کما حقہ سے قائم و امام حسین کے ارا کا قیام
 ہے چنانچہ اگر کہئی منصف اول اخبار مذکور میں مائل و فور کہے کہ اسکو قطعی ملے یقین ہو
 ہے لیکن بر فرض ثبوت رجعت یہ احتمال ممکن نہیں ہوتا ہے اور حاصل جواب دوم یہ ہے
 کہ اخبار رجعت سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حال ایام رجعت مثل حال روز قیامت اور وقت
 مرنے کے ہے اگر اوس وقت فرشتہ تو بہ کہ میکا اتفاق ہو تو وہ تو بہ مقبول نہیں ہے جیسے
 ایمان فرعون کا جس وقت کہ اس نے خدا سے دیکھا اور ایمان لانا چاہا مگر مقبول نہ ہوا
 اور اون سب اخبار سے جو تفسیر آیت یوم تاقی اجس آیات مہلک لا ینفع نفسا ایماھا
 لم تکن احسن من قبل او کسبت فی ایماھا خیرا میں جو امیر اطہار سے وارد
 میں مراد ظہور قائم ال مہدی ہے ظاہر ہے کہ فعل حکیم کا لغو و بیت نہیں ہوتا ہے اور جو کچھ چکا
 عقل بدیہی اور آیات و اخبار منصوص سے ظاہر ہوتا ہے متصور رجعت کو تاملانی انتقام
 لینا ظالموں سے ہے اور اونکے افعال ثالیہ کی خبر ادینا اور بدل لینا مطلوب سے پس
 جس وقت وہ ایام رجعت میں تو بہ کریں اور کوئی امر سزا دینے کا عمل میں نہ آئے تو انکا
 دنیا میں لوٹنا ملے غایب ہوگا علاوہ اس کے جو شخص کہ نہایت غفیر اسکی مرتب میں
 لوجہی کہ عالم ستمینہ دستعد و فطری میں اوس نے اپنی عمر کہ نبالع کر دیا حالانکہ اس عالم

میں انبیاء و اولیاء واسطے ہدایت خلق کے سمیٹ ہوئے اور ان لوگوں نے تکلیفیں و مشقیں و مصیبتیں اٹھائیں اور ان کو ہدایتیں کیں اور یہ ممکن نہیں ہو کہ وہ راست پر آئیں بلکہ طغیان و تمرد و عصیان میں اُن لوگوں کے ترقی رہی اور ایسے مفاسد اُن سے صادر ہوئے کہ قیامت تک اُس کے آثار نہ مٹیں گے اور اسی حالت گمراہی میں مر گئے اور دنیا سے گئے تو اب کیونکر دوسری مرتبہ قابلیت و استعداد ہدایت کی اُن کو ہوگی اور اُس کو کیونکر ہدایت خبیثہ اُن کی بدل جائیگی کیونکہ عالم ترتیب و خروج از قوٰی لعل بہ عالم تھا اور اس عالم میں جو کچھ اُن کے مایات خبیثہ کے لوازم سے تھا مفاسد عام و سرفہرہ و غیر محدودہ سے قہ سے فعل میں آیا ہے پس بعد مرنے کے پھر کوئی زمانہ تربیت اور وقت اقامہ استعدادی و قابلیت کا نہ ہوگا کہ حیات ثانی میں تو وہ سے فعل میں ناہم ہوئے۔

باب پنجم بیان معاد میں اعتقاد اس کا کتنا لازم و واجب ہے کہ بعد از نیکی خدا مدد دل کو زنجیر کرے گا اور خیر اعمال خیر و شر کی اُن کو دے گا انکار معاد و کفر ہے اور سلام انکار قرآن مجید و رسولی خدا و ائمہ ہدایت مفضل و شروح حالات اسکے کتب علماء کرام میں تبصریح دلائل عقلی و نقلی و احادیث کے مندرج میں اگر تفصیل سب حالات تحریر ہوں تو ایک کتاب جدا گانہ ہو جائے یہ ہر سال محقق گنجائش بیاں جمل امور کی مشروح و تلویح نہیں رکھتا لہذا حق العین دو دیگر سال سے انتخاب کر کے مختصر طور پر امور ضروری کو لکھتا ہوں واضح ہوئے کہ ہر فرد بشر کو بمقتضی کل نفس ۱۰۰ سالہ حیات شریعت ناگوار و مرگ نہیں کرنا ضروری ہے اور دنیا سے ناپائیدار سے طرف دارِ آخرت کے سفر کرنے پر مجبور ہے پس جب میت کا وقت اعتضار ہوتا ہے اور امرِ مفارقت روح و بدن اسکا ہوتا ہے حال اسکا متغیر ہو جاتا ہے اسباب برتاس دنیا کھو جاتا ہے اول حکم خدا مالِ مجتہد اوس کا اوستہ دکھالایا جاتا ہے تو وہ اپنے مال سے کہتا ہے کہ میں نے تمام عمر تمہارے حاصل کرنے میں صرف کیا روح کو ہم رنج و تعب دیا آج کرمگیری برباد و تباہ ہوتی ہے اور تمام

امید ہماری کوتاہ ہوتی ہے ہر ایک چیز سے ہم بالوس ہوتے ہیں اپنی مجبوری میں کسی پروردگار
 ہیں تم ہماری کیا مدد کرو گے اور کن کن امور میں ہماری نجات کیلئے جدو جہد کرو گے مال جواب
 دیتا ہے کہ سوائے کفن کے اور کچھ دستگیری ہم نہیں کر سکتے بعد کفن کے جو مال بچ جائیگا وہ تیرے
 وارثوں کا حق ہے اگر وہ لوگ راہ نیک میں صرف کریں گے تو پھر کو حسرت ہوگی کہ ہم نے اسکی
 حاصل کرنے میں جتنیں اٹھائیں اور کسی کسی تکلیفیں پائیں کچھ میں نے اپنے واسطے دیکھا یہ
 ثواب کو دوسروں نے لیا اور اگر اودن وارثوں نے راہ معصیت خدا میں غرق کیا تو اس
 وقت بھی تجھ کو حسرت ہوگی کہ ثواب سے محروم رہا اور معصیت میں دوسروں کا شریک ہوا
 جب مال سے ناامید ہوتا ہے تو اپنے اہل و عیال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اوس وقت اہل
 و عیال اوس کے تشل ہو کر اوس کے سامنے ایسا نہ ہوتا ہے اودن سے بھی اوسی طرح
 کی گفتگو کرتا ہے جیسا کہ مال سے کھاتھا وہ جواب دیتے ہیں کہ سوائے اسکے ہم سے کچھ امید
 نہ رکھتا ہم قبر تک تیرا ساتھ دیں گے بعد اس کے تجھ کو قبر تیرہ و تار میں تنہا چھوڑ کر آئیں گے
 اور اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے جب بعد مال و اہل و عیال سے نے اس ہوتا ہے تب کمال
 حسرت و یاس اپنے اعمال خیر کی طرف نظر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تمہارا نسبت بہت
 قاصر رہا اور ہمیشہ غائب و غاسر با بجا لانا تمہارا البیبت تمہارے امارہ کے دشوار تھا انھو اے
 سنی طاق نامیجا سے ہر وقت انکار تھا آج دنیا سے تمام امیدیں میری منقطع ہو گئیں اور میری آئندہ
 کو اور تمہاراؤ نلو کھو گئے ہیں اہل و عیال باوجود میرے شفقت و محبت کے ایسے وقت میں مجھ کو
 مسر سوڑتے ہیں اور عجیب حالت میں کسی و یاس میں مجھ چھوڑ دیتے ہیں تم ہماری کیا امانت کرو گے
 اور کہا تک میری رفاقت کرو گے اعمال جواب دینا کا اگرچہ تو ہم سے تمام عمر بھاگتا رہا ہمیشہ
 ہم سے بے پرواہی کرتا رہا لیکن ہم ہر حال میں ہمیشہ تیرے دوست و خیر طلب رہے گو تیری بے
 اعنائی سے پابند و الم و قلب تھے جب تجھ کو سب قہما چھوڑینگے رشتہ محبت توڑیں گے تم قبر میں
 تیرے مصاحب و رفیق ہونگے پروردگار سے زیادہ شفیق ہونگے قیامت تک تیرے ہمراہ ہونگے

موتوع و محل پباغت باہ ہونگے عقبات و میزان و صراط میں تیری رفاقت کریں گے وقت
عذاب شفا عنت کرنیگے بہشت میں مصائب و ہم طلیس ہونگے تنہائی میں معاون و
انہیں ہونگے اس کے بعد جناب رسالتا حضرت امیر المؤمنین علی رضی و قاطبہ زیر ارجس
جعتلی و حسین شمعہ کرلا و باقی امیر ہدایہ علیہ السلام دائیہ جبریل و ملک الموت سامنے میت
کے جاتے ہیں اور اپنے جال میں مال کو اسے دلہلائے ہیں اگر میت مومن و متقی و صالح و ابرار
اور محبت حضرت اہل ہا ہے ملک الموت اسے کہتے ہیں کہ اسے بندہ خدا خوش رکھو لکھو
سوسم خدا کی ہم مادر و معربان سے زیادہ تیرے ساتھ ہم بانی کریں گے اور ہم امیر میں تیرے آسمانی
کرنیگے دیکھ یہ جناب محمد و آل محمد شریف لائے ہیں یہ سب تیرے رفیق ہیں تیرے غم اور غم
ہیں اور ایک فرشتہ جانب خدا سے نذا کرتا ہے کہ اسے روح پاکیزہ مومن کو نے اپنے دل میں
محبت محمد و آل بیت محمد کو قرار دیا اور جان و دل سے اذکی خدمت و ائنت کیا اب
ہمارے پاس آؤ اور انکے ساتھ بہشت میں با جناب رسالتا اس سے فرماتے ہیں کہ اسے
و دوست خدا خوش ہو کہ ہم سچے خدا ہیں تمام دنیا سے تیرے واسطے بھیجیں بعد اس کے حضرت
امیر المؤمنین اور ایمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنے جمال مبارک سے شرف کر کے
نہام نامی و اگم گرامی سے اپنے اسے مطلع و آگاہ کرتے ہیں اور نوید روح افزا نے رفاقت سے
اپنے اسے سہ و رشتہ و کام و اللہ کرتے ہیں مدد و رفاقت دنیا و اعزاد اچار ہیں اس کے
تسلی و امانت دہانی شفا عنت کی اسے امید و ائنی دلاتے ہیں میں غف نظر اٹھا کر آنکھیں
کھول کے اول کو رشتہ ہا کرتی ہے اور اس فرشتہ صریح کی صدا سنتی ہے اور اول نہایاں
وہ جہان چہ مردہ رفاقت کا پاتی تو دلیں اس کے سرور تازہ سے قوت آتی ہے اور
مسترجہ اندازہ سے روح جان تازہ پاتی ہے اس وقت جو پردہ حجاب اس کے پیش خیم
ہے بحکم خدا اسے سے اٹھا دیا جاتا ہے۔ اپنے محل قیام و مسکن سلوک کو درختیں بہشت
کی جو اس کے واسطے محتاج ہیں وہیں اچھی صے لکھا ہے اور دنیا کو بھی تسخیر ہر جہا

مال و اہل و عیال و راحت و شوکت و سلطنت اور کسی نظر میں جلوہ دیتے ہیں جناب باری علی
شاہدِ کمیت کو اختیار دیتا ہے کہ ان دونوں چیزوں میں سے جو پسند و مطلوب خاطر ہو قبول کر لے میت
عالم کے مرنے والا پہچان کر مشوجہ جانب عقبر سوئی ہے شاہدہ جمال حوران بیٹی اور نعمتہاے غلہ
و قصور و کلمات ان جان سے ایسی لذت اور سستی ہے کہ اگر تمام دنیا و عمر دنیا کی وہ مالک ہوتی
تو سب کو ذنوت میں دیتی ۔ اور عالم آخرت کو اتنی ایسی صورت میں کوئی چیز اور کسی نظر میں مشو
سے بہتر نہیں معلوم ہوتی حیات دنیا سے کارہ ہو کر جان دینا اس سے اچھا منظور ہوتا ہے بس جب
میت ہر ایک چیز سے دنیا کے قطع تعلق کر کے بہترین آبادہ مرگ ہو جاتی ہے تو جناب محبوب کبریا
و ولی خدا و ایدہ ہر او جبریل علیہ السلام و النبی ملک الموت سے سفارش کرتے ہیں کہ یہ دولت
خدا اور رسول کا اور اہل بیت رسول کا انھما کے ساتھ معاملہ فیض روح میں تخفیف ملائمت
کرنا باریت چاہتی اس کے روح جسم لاغر و نحیف پر زندہ رہا یہ سنکر ملک الموت میت
کے سامنے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے نبیہ خدا دنیا میں جانائیں ولایت ہی ابن ابی طالب
سے تمہیک ہو کر غضاب خدا سے تولے اپنی حیانت کی اور تھم محبت اہل بیت رسول اپنے
مزدور دل میں بول کر شمر سے اور کسی ہر شاخ الہم و تم سے تولے اپنی مخالفت کی فخریہ آرزو و اہل
نسیم رحمت ایزدی سے کھل گیا جو کچھ تجھے مطلوب تھا وہ سب مل گیا تو شام غضیب تو نحو
رفیقان محمد و اہل بیت محمدیں داخل ہو افضل جناب باری عز و سر تیرے حال پر شامل ہوا
کوئی درد و الم و طال اب تو نہ سہیگا بہشت میں انکی مصاحبت و رفاقت میں رہے گا
بعد اسکے کمال ملائمت و ہماری روح کو بان سے جدا کر دیں بیٹے کوئی مال کو خیر و نکال
لیتا ہے وقت جان نکلنے کے مومن بہشت کا رنگ سفید ہو جائے بیٹائی پر سینا آتا ہے تو
لب اس کے کھچ کر لجاتے ہیں مینی بلند ہو کر بڑھ جاتی ہے آنکھوں سے آنسو نکلتا ہے ان
علامتوں سے ظاہر ہے نشان رجعت و سعادت و خیرانی ۔ اس سے رجوعیت میت کا ہے
اور جب دنیا میں میت کی بدن کو غسل دیتے ہیں کہن پہناتے ہیں اسی طرح ملائکہ روح

میت مومن کو آب و مشک بہشت سے نہلاتے ہیں جا مہائے بہشتی میں کفانی اور روح
 میت کی خواہ وہ مومن ہو خواہ کافر جس وقت بدن سے جدا ہوئی بدن کے اوپر پروا کر کیا
 کرتی ہے اور غسل و کفن و دفن جو کیا جاتا ہے سب کو دیکھتی ہے سب سے باخبر رہتی ہے اگر میت
 مومن ہے تو روح اس کی غسل دینے والے اور کفانے والے سے کہتی ہے اور قسم دیتی ہے کہ میت
 جلد مجھے قبر تک پہنچا دو اور بہشت زیر خاک چھپا دو موقوف بہشت میں ہم یتیم ہیں مفاقت
 محبوب خدا و اہل بیت اسے پابند اضطرب میں مطلق صبر و آرام نہیں ہے دیر کا مقام نہیں ہے جب
 میت مومن کو تابوت میں رکھ کر جنازہ اٹھاتے ہیں عزیز اور غریب اور مومنوں کی روحیں اور ملائکہ
 استقبال کو آتے ہیں مفارقت احیاء و اقرباء اور دوسری چیزوں سے دنیا کے جس سے وہ جدا ہوا
 ہے جو کدورت و غم اس کے دل پہ تسلیم اس کے کرنے میں اور گوہر فردہ نعمت بہشت و رحمت
 خدا سے اس کے دامن دعا کو ہر تے ہیں جب میت مومن کو قبر میں رکھتے ہیں تو قبر مثل میلان ہر پنا
 خیر تمام کبر کے کشتی ہے مریجا اچھا ہے اگر کہہ پاس آیا اور اپنا جمال زیبایا مجھے دکھلایا میں
 وقت کو یہ لو پر راہ چلتا تھا ہم تجھ کو دوست رکھتے تھے تیرے آنیکا کمال اشتیاق تھا آج تجھ کو
 لگا کہ تیری خدمت کس طرح کرتے ہیں اور کیا آرام تجھے دیتے ہیں بعد اسکے شکوہ کیا کہ جنہیں مومنوں کی
 واسطے بے شمار شہر بھی کہتے ہیں شکل جوان و عطا و ثنائیل زیبایا کمال ہیبت و سرور سکرات ہرے قبر
 میں آتے ہیں روح میت کو کہ بدک میں نوا کرتے میت کو اٹھا کر پہلاتے ہیں سوال و عدانیت خدا
 و رب اللہ تعالیٰ طغیاء و دلائل و امامت علی مرتضیٰ و ولہم ہر دو میں و کتاب کا کوئی نہیں ہے سب
 سوا انہی جو اب اس سے پورا یوں دیدار تو قبر بقدر استگنریا لوگوں نے اس قدر یہاں تک آنکھ دیکھ
 سکے بقدر یکماہ را کہی شخص مومن کے واسطے بقدر اس کے عمل و درجہ کے کثرت ادہ کرتے ہیں
 اور حریر و زلف بہشتی کافر شادمانی نہیں دیکھا دیتے اور کہتے ہیں بہشت بھی طرح راستہ تمام
 سے خواہ میرے سو پہ ایک شخص ساتھ کمال غریبی و محبوبی کے پیدا ہوتا ہے کہ ہرگز کسی نے لیا نہیں
 دخول بہشت و یک مومنیت اس سے پوچھتی ہے کہ تو کون ہے وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا علم

و اعتقاد حق و عمل صالح ہوں مونس و ہم ملیں تیرا رہو نگاہ اس کے ایک دروازہ بہشت
 کا قریب کھول رہا جاتا ہے کہ ہمیشہ شمیم و نسیم بہشت اس کے بدن پر قبریں داخل ہو کر قریب ہے
 اور روح کو قبر سے باہر نکال کر بہشت کے غرطہ میں اور باغوں میں ہم سا یہ دینے والے طہر میں
 جاگہ دیتے ہیں ہمیشہ اون کو دیکھتے ہی اور اون کی ساتھ صحبت رکھتی ہے اور عطر و شہرہ
 بہشت و لذت و نعمت جلال سے مستلذ و متنعم و متلذذ ہو کر قیامت تک رفیق بہشت کی رہے اور طہر
 رکھتے اور جو اس کے عزیز و آشنا و دوست پہلے سے اون باغوں میں مشغول صحبت و متنعم
 میں اون کے ساتھ خوشی و مسرت کے ساتھ بسر کرتی ہے جو روح نازہ دنیا سے جاتی ہے وہ
 سب رومیں استقبال اس روح کا کرتی ہیں جو لوگ دنیا میں رہ گئے ہیں اون کا اول
 پوچھتے ہیں اور اون کے ملنے کے منتظر رہتی ہیں جس وقت تک کہ حکم خدا اون تک پونچیں
 اور اگر میت کافر و ناجحی و سنی اور مثل ان کے تاملی گمراہان عالم سے ہوں تو اس کے اختصار کے
 وقت بھی عزت و معصومیت عظیم الصلوات و السلام اور حضرت جبرائیل شریف لائے ہیں اور
 ملک الموت کہتے ہیں کہ یہ دشمن خدا اور رسول و اہلبیت رسول کا ہے جیسا کہ وہ سے دیا
 ہے عمل اس کے ساتھ کرنا چاہیے بس ملک الموت اس کے سامنے جا کر کہتے ہیں کہ اے دشمن
 خدا غضب و عذاب خدا و آتش و دوزخ کافرہ تجھ ہو جس سے تو دانا تھا وقت اس کا
 آگیا یہ کہہ کر کال شت و سختی سے روح اس کی بدن میں و کیف سے نکالتے ہیں بعد قریب روح
 تین سوستان اوپر سوار ہوتے ہیں کہ ہمیشہ اس کے توبہ پر تھوکتے ہیں اور اسے ستاتے
 ہیں ملائکہ استقبال اس کا کر کے لعنت اور پکارتے ہیں جب تک وہ قبر تک پہنچتا ہے
 جب وہ یہ حال دیکھتا ہے غلیل و غضن و دفن کے نزع و ازی کر کے قسم دیکر کہتا ہے
 کہ جلدی نہ کرو توقف کر کے قبر تک پہنچاؤ یہ دیکھتے ہیں کہ اس کے لہجہ کا عذاب بدتر ہے اور
 جب قبر میں داخل ہو گا ہے منکر و نیکر بکھل مہبت ناک اس کے پاس آئے ہیں اور اس
 سے وہی سوال کرتے ہیں جو مومن سے کیا تھا جس پر کا وہ اعتقاد نہیں رکھتا ہے یا اعتقاد ناقص

رکھتا ہے اور جیسا کہ چاہے اطاعت نہیں کرتا ہے تو خواب میں زبان اس کی بند ہو جاتی ہے اور اس ناس بوس کی کتھ گتھ بنے شکرو نکیر ایسا گزرتا ہے اور اس کے سر پر راتے ہیں کہ ہر مخلوق سوائے انسان کے اوس آواز کو نہ سنا ہے اور خوف کھاتا ہے یہاں تک کہ حیوانات جب چرنے کے وقت اوس آواز کو سنتے ہیں تو منتشر کھا کر وحشت کرنے میں چرنا بند کر دیتے ہیں یہ نہایت وقفا نب و مہربانی خدا کی ہے کہ نبی نوع انسان اوس صعدا کو نہیں سنتے اگر نہیں تو بالکل کام بند کر دیں اور انتظام عالم میں خلل واقع ہو گا بعد اوس کے تو اس کی تنگ بہ کر دیاں فشاں دیتے ہیں کہ مفر و ماغ نہیں پاتے باہر نکل جاتا ہے ایک دروازہ دوزخ کا اس کی قبر میں کھلتا ہے کہ شعلہ اور آتش دوزخ ہمیشہ اس تک پہنچتا رہے اور اپنی تلخ دوزخ میں دیکھے مار و عجز و دوزخ کے اوس پیر سلطہ ہوتے ہیں اور اوس کے پاس قیامت تک رہتے ہیں اب اوق جہلمونین کا بیان ہے کہ جو اعتقاد درست و صحیح و احسانیت خدا اور اسالت عالم انبیاء امارت و اہم ہدایا رکھتے ہیں اور شرک و کفر و گمراہی سے اوہ نہیں بجا نشی ہے مگر بسبب ضعف و نقص ایمان شیطان کا فریب کھا کر پروردی نفس مارہ کرتے ہیں طاعت و مصیت اور خواب و عتاب کو ایک میں ملا دیا ہے دونوں امر و نہی فرق اور تمیز نہیں کرتے پس یہی مصلح کہ طیب ماذن و مانا و مہربان اپنے مرشد کو انواع اقسام تدابیر شافیہ و معالجات کا فیہ سے کامل بصحت کرتا ہے کبھی انحصار علاج صرف غذاؤں پر کھتا ہے کبھی دعاوی مفرد سے ازالہ مرض کے کو خوش کرتا ہے کبھی اور بر مرکب سے دفع بیماری میں سہا ہوتا ہے کبھی ایامات و شفقت و عنایت کا راجب ہوتا ہے کبھی قصد و حجابات و مسہلات کل میں لاتا ہے غرض کہ جیسا مصلح و مصلحت معلوم سمجھتا ہے یا کہ کھلتا پلاتا ہے کبھی غذا میں اور دوائی میں و بارہ دینا کبھی بدھ و تلخ و ناگوار طبع و دوا میں سے کام لیتا ہے اسی طرح خداوند کریم شافی مطلق کہ بہر جہا طیب و ماد مہربان سے زیادہ شفیق و رحیم ہے کمال رحمت و رافت و شفقت و عنایت و مہربان کے گناہوں کو انواع اقسام بلاؤں سے اور رنگ بزرگ تکلیفات و نہادوی سے مٹاتا ہے کبھی بڑی

تہیہ بھی دلربا داری و مروت کا صدمہ و لعل نامہ بھی بوجہ ناداری عدم خبر گیری خیال و غریب
 ہمایہ داشتن و دوست و بیگانہ سے خجالت و غرورنگی کے دکھ سہتا ہے کبھی بیماری
 و مرگ اغراض و امیہ سے مغموم و مضطرب رہتا ہے کبھی ظالموں کے ظلم و جور سے ذلیل ہوتا ہے کبھی
 حاکموں کے ستم و جملے عزت و ابر و کھوت سے غلامیہ کہ جس قسم کا آئندہ یا رنج مومن کو
 پہنچتا ہے خواہ وہ بچہ یا بالغ یا جس کے واسطے ہو خواہ بواسطہ دوسرے اسباب و اعراض
 کے ہو تودہ کنارہ مرض مصیبت و جرم مومن کا ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر کوئی مومن تیرا
 خواب دیکھے اور اس سے مغموم و گریہ ہو یا کوئی کانٹا اس کے پاؤں میں جھپک جائے یا
 کسی سے کوئی بات حاضر یا غائبہ عشاء ایسی کہ جو ناگوار و ناگوار طالع ہو تودہ بھی با عین
 و غور جہاں ہے اور اگر شاہدین و ادوسرے کالیہ یا ظہیم ہو کہ اس سے غلامیہ و غلامیہ سے وہ
 علت زائل نہ ہو سکے تو وقت مرنے کی سختی جان کنی سے تلافی ہوتی ہے اہل دنیا اپنے دلائل
 کو اس خالی طرد دنیا سے وابستہ رکھتے ہیں اس کی محبت میں ڈونے ہوئے ہیں اور تاقیت
 اب اپنے فعلوں کے پیمان ہو کر توبہ نہیں کہتا ہے ان کا جان لینا سخت ہے کہ سب شایہ
 کی پانہیں برابر اس کے ہوتی ہیں مگر مدیثوں میں آیا ہے کہ زندہ نے اپنے انبیاء اولیاء
 کی دلتے اپنے مردوں کو زندہ کیا جب اولیٰ سے بعض احوال مرگ و غیرہ کا سوال کر لیا گیا
 تو کہا گیا کہ اگر تم چاہو تو ہم دعا کریں کہ خدا تم کو دنیا میں دیکھے اور مدت تک شش و راحت
 و نیلے بہرہ مند ہو تو یہ جواب دیا کہ سوچو جس کو زنا زیادہ اس سے ناراض ہو کہ گنہگار
 مگر ابھی تک سختی مرگ ہوئی نہیں ہے اب دوسری مرتبہ تم خل اس سختی کہ نہیں ہیں اور چوبہ
 وہ مومن تھے مگر اس قدر سختی موت کا ذائقہ اوہوں نے دیکھا تھا کہ مرندگی کی خواہش ہٹا
 رکھتی تھی وہی ہے کہ ایک شخص پارسا حضرت رسول خدا ص کے دیکھنے کو گئے تو دیکھا
 کہ حالت افتقار میں ہے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ ممکن نہیں ہوا بہر مگر ارشاد کیا کہ مرگ
 کہ نہ سکا فرمایا اس شخص کی ماں نے مرگ سے ایک بڑی عورت نے ہوسرہانے ہو سکتی تھی
 کیا یا حضرت یہ کہہ اسکی ماں نے اپنے بڑے بڑے تراس سے راضی و خوش ہو کر مرگ سے مرگ لیا پھر
 فرمایا میری خاطر سے اسکی تقصیر کو معاف کر دے اب دیا حسب اللہ ارشاد حکموں نے بخشا بعد
 اس کے آپ نے ارشاد کیا کہ گویا میں قبیل اللیسیر و لعنہ من اللہ انہی اللیسیر

واعف عنی اکثر اَمَلْتَ انت الغفور الرحیم جو نہ بڑھکا فرمایا کیا دیکھتا ہے عرض کیا
 دو شخص سپاہ پیری طرف آتے ہیں فرمایا اسی کو پیچھے کیوں جب اوس نے کہا ارشاد کیا اب کیا نظر
 آتے ہے جواب دیا وہ شخص سفید خوشرو آتے ہیں کہ میری رات کو تندرستی اور وہ شخص سیاہ چلے گئے
 اسی وقت وہ مر گیا وانج جو کہ ناوشی ماننا ہے کے باعث غضب پروردگار سے اور ترکب اس
 پر توبہ ازیاں کا رستہ باپہر چوں محض زدن نے جالو و حرب و شمس نوح بالا و پوزنگر افسوس
 خدا افسوس جب زمانہ آئی ہے و خزاں برچنگ است و بدل با مادہ پر سرال را سر جو پہنچیم
 خدا سب کو توفیق نیک و ہدایت فرمائے اور حقوق والہ دین سے بچائے القصد خداوند کریم و
 صالح رحیم پیڑ زنت نام سے اس قسم کے مومنوں کو جو حق و باطل کو مخلوط کئے ہوئے ہیں جیساکہ
 اور بیان ہوا ہے انہی میں بہا بلا و مصائب و ہجوم و الم و سختی جاگنی وغیرہ و اس کے گناہ و
 پاپوں سے تاکہ دنیا سے پاک و بیکارہ بائیں اور نئے رحمت داخل گشتاں رحمت ہو کر رحمت
 میں بکھر جائیں اور حال اول کا مثل مومنوں صالح و برابر اور شفقت خداوند متعال سے نصیب
 ملے گا کہ سو اَللّٰهُ فَوْزًا لِّلْدِّیْنِ اس سے زیادہ ہے کہ ان سب اہل دین سے ظالم نہیں ہوئی
 تو فساد و جداب قبر سے پابند مصیبت ہو گئے ہیں اوس خانہ آریک میں اپنے حال پر روتے تھے
 خلیفہ میں ہے کہ سعد بن ساذ جب مر گئے تو ستر تزار فرشتے اس کے جنازے کے استقبال کو گئے
 اور خود چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی لیکن جب اس کو قبر میں رکھا تو غریب
 کہہ جانے اوتا دفرمایا کہ خداوند کوئی مثل سعد کے بھی فساد قبر اس سب سے ہو کہ اہل سے احسن
 نہیں گزرتھا فرمایا ساذ اللہ علیہ سب اس کا نہیں سنا بلکہ تھوڑا سا اپنے اہل کے ساتھ بنوئی گزرتا
 تھا اور گزرتا سے بھی گناہیں زیادتی رہی اور عذاب قبر و برزخ سے بھی بارِ سماوی سے سبکویش
 نہ ہوا تو یہ نہایت بول و عذاب رفتاریت میں مبتلا ہو گا گرمی اور بھوک پیاس اور تنگی کمر
 و فقر و نام نہایت اور گرمی آفتاب کے پاس حفا تو کا آفتاب اوس دن اور وہ مکان سے سے بلند
 ہو گا زمین آفتاب کے پیچھے دل و دھندہ ہو گا پسینہ تمام بدن باتی یا بی ہو گا شرمندگی و رسی

پھر غنا پر کسی شخص کے لئے جو چھلکے ہے بات سب کی ہیں کہ سعد فساد قبر

باذیہرے ویم صاب و عقاب سے مدد روحانی ہوگا مددیران اور فوٹو انال کے وعدہ سے
 گرفتار لقب ہوگا صاحب حق اور غلاموں کے قصاص سے جاں بلب ہوگا عطا داس کے اور دو
 دوسرے جفتیں اور شدتیں کہ جس کی شرح ممکن نہیں ہے پیشہ ہونے کے ۱۰۰ روپے کو بروا سخت
 کی مصیبت کا فور ہو گا یکی بعد اس کے وہ مومنین ضعیف الایمان لکھا ہے یا کہ یہ کہرتن
 و غول بہشت ہونگے حدیث میں آیا ہے کہ زمین قیامت کی بالکل آگ کی ہوگی مگر ایک
 اس زمین کی جس نے صدقہ زکوات و خیرات دی ہے اس روز وہ اس کے سر پر ہوتا
 کریں گے آگ کو اس کے نزدیک سو رو کر کریں گے اگر کوئی ایک بالشت زمین چھایا کی جائے
 کی ازراہ نقب قبضہ میں کرے تو وہ زمین بطور ہفتہ تک طوق ہو کر غاصب کی گردن میں لگی
 ہو ایک نمونہ عذاب روز قیامت کا ہے اور عذاب و عقاب کا ایسا یہ تصور کرنا چاہتے ہیں
 بھی خلیل الملاح و تحریر سے کہ احوال اطفال و سفہاء و دیوانہ لکھا ہوگا مگر وہی
 ہے کہ جس زمانہ یا مکاں میں کہ سب لمان یا اہل ایمان میں تو جو لڑکے اون کے قبل مدہوب و تکلیف
 رہتے ملک عدم ہوتے ہیں اگر ان کے مناب یا کوئی اور نریرہ دن کا پہلے جا چکا ہے تو اس
 طفل کو اوس کی پہچان کرتے ہیں وہ اون کے ساتھ نعمت و لذت بہشت میں قیامت تک
 رہتا ہے ہر دن کے ساتھ بہشت میں جاتا ہے اور اگر کوئی روانہ کے والدین یا اعز سے منگوا ہو
 تو اس طفل کو جناب ابراہیم خلیل اللہ و جناب فاطمہ زہرا علیہ السلام و حضرت بابو کے تھوڑے
 کرتے ہیں اگر وہ شیرخوار ہوتے ہیں تو اون کو وعدہ پلانے میں اور پوچھ کر کہتے ہیں جب کوئی
 اون کے والدین سے یا غریب سے جاتا ہے اس کے سپرد کرتے ہیں اور دوسری حدیث میں ہو کہ
 قیامت تک وہ حضرات اپنے پاس رکھتے ہیں پرورش میں ان کی مدد و نفع بہشتیان ہر روز
 قیامت لباس عمدہ پہنا کر ان کی زمینت کر کے والدین یا اعز کو سونپتے ہیں اور ایک حدیث
 میں ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جس شب کو ہم صلاۃ جمعہ پڑھتے ہیں یا نماز جمعہ پڑھتے ہیں
 کی مگر ایسے جاہل و شیخ خلیل کو میں نے نہیں دیکھا جو چلے کر وہ کہیں میں جواب دیا کہ

بخشید میں ہیں ہم ہشتاد بیس گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک درخت بہت بڑا ہے اور اوس میں
 پھیل ہوئی کی چھاتیوں کی طرح لگا ہوا ہے بہت سے لکڑیوں کو دکھا کر انوں پہلوں کو نشان
 چھاتیوں کے جو پختہ ہیں اور جو نہ ہیں اور ایک اور ایک لکڑی کے کہ وہ نہ ہے وہ پھیل لکڑی ہے
 تو اس میں لکڑی کی طرح پھولتے ہوئے ہوتے ہیں میں نے پوچھا کہ آپ اس جگہ
 کیا کرتے ہیں طریا میں نے خدا سے سوال کیا کہ مجھے جو قسم اور تکلف اور ادا شیعان علی بن ابیطالب
 کا کہنے خدا کے قبول فرمایا آپ اس کام میں مشغول رہیں پوسیدہ اطفال شیعان علی بن ابی
 تھیلو کو جو حست میں نعتیں ہشتاد اور تمام سپرد و کورڈاں ہوتے ہیں ان میں روز قیامت اطفال
 مومنان و شیعان کو لیا جائے غریب و یتیم ہاں یہ سزا ہے کہ ان سے کہو کہ اول کے والد
 و اعزہ کو دینگے ان کے ساتھ حقیقت میں وہ جہاں رہتا ہو اسے دے دو اور جہاں سب
 کافر و مشرک ہیں اطفال میں ان کے اعتقاد ہے یہ بھڑکتے ہیں کہ کتب تالیف یدران میں ان
 ساتھ جنم میں بائیں کے بچے کہتے ہیں کہ ہشتاد ہر جگہ بائیں کے اور بعضوں کا یہ قول ہے کہ
 نہ انیاست میں اپنے علم تہوان پر حکم نافذ کرتے ہیں اگر وہیں کے علم میں ہے کہ یہ اگر زندہ رہے
 تو اہل سفادت سے ہوتے تو ان کو زندہ رکھا میں شامل کرتا ہے و انعام زندہ الد اور جس جگہ
 مختلف اشخاص ہوں اپنے اپنے میں و بعض کافر اور کافر و مومن ہوں میں ہوتے ہیں تو ان کے
 اطفال اور وہ شخص کہ دلی رہے یا وہ لوگ کہ اطفال کے عقول رکھتے ہیں کہ نہایت
 جبری ہے غریب ہو گیا ہو یا وہ گروہ کہ موت و قدرت ان کی مثل اطفال کے ہو جیسے عورتیں
 کہ باہتسابوں اور حاکموں اور بزرگماں ہلا و کفر کے گھڑیں ہتی ہیں باوہ مردم ہرستان عاجز
 و مجبور کہ ان کے ملک میں ہوں اور انسی سورت و حالت میں آوازہ اسلام و دیان نہ
 سنا ہو یا نام اسلام سنا ہو مگر ایسے جو درجہ کہ کن سلمان تک پہنچ سکے و ان سے بلا
 اسلام تک پہنچنے کی قدرت نہیں رکھتے تھے زخمی دین و دیان کریں ان گروہ کے واسطے
 برزخیت ایک آگ روشن کیا گیا اور ان سب کو حکم ہو گا کہ اس آگ میں داخل ہوں۔

ہر شخص کو اپنے آپ کو دیکھ کر کہ اس کے ساتھ کیا حالت ہے

پس جو کوئی بجز حکم آگ میں چلا جائیگا اگر اس پر بعد و سلام و باغ پر ارگل دیا جائیگا ہوگی
 اور مومنوں کے ساتھ داخل جنت ہوگا اور جس نے تعمیل حکم کی نہ کی انکار کیا وہ داخل جہنم ہوگا
 جب وہ لوگ دوزخ میں بھیجے جائیں گے تو عرض کریں گے کہ اب خداوند رؤف و پرور کا عطف
 ہم دنیا میں قلم تکلیف کا جاری نہیں کیا گیا ہم تیرا کوئی گناہ نہیں کیا پھر ہم کو کس واسطے تو جنہم
 میں بکھر دیا ہے جواب پائیگا کہ ہم نے اپنے سامنے حکم دیا اور اس کے اطاعت تم نے نہیں کی
 تو پس دنیا میں غائبانہ کیونکر ماری فرما بزداری کرتے یہ بھی واضح رہے کہ برزخ وہ زمانہ ہے
 جو ابتدائی مرگ سے تا قیام قیامت ہے تصدیق و اقرار عالم برزخ اور اس کے ثواب و عقاب
 و بقائے روح کا بعد مفارقت بدن کے لازم و واجب ہے سوال و منکر و نیک و راحت و لذت
 و شدت عذاب و صفحہ قبر و مشاہیر و غیرہ کا اعتقاد مناسب یہ سب امور عالم برزخ کے
 متعلق ہیں اس میں شک نہیں ہے کہ روح جب بدن الیاں سے مفارقت کرتی ہے تو
 وہ زہد رہتی ہے ایک بدن لطیف مثل اجسام ملائکہ و جن اور اس روح کو مانند بدن دنیا کے
 خدا صفا فرمایا ہے کہ اس میں ساکن ہوتی ہے اور اسے بدن سے حرکت پر واز کرتی ہے۔
 کلینی نے بسند کا تصحیح حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ مومن بعد مرگ اپنے اہل و عیال کے
 کے دیکھنے کو آتا ہے اور دیکھتا ہے اس پر جو کوہ اور سے دوست رکھتا ہے اور جو چیز اسے سکون
 معلوم ہوتی ہے اس جیسا دیتے ہیں اور کافر بھی اپنے اہل کی زیارت کو آتا ہے اور دیکھتا
 ہے وہ چیز کہ جسے دیکھتا نہیں پاتا اور جس کا دیکھنا اسے منظور ہوتا ہے وہ چیز اسے باعث شہدہ
 کہ دیتی ہے بھنے ہر جو کوہ اور اور بھنے کترا اور بھنے لہسرتہ لاپے اعمال کے آتے ہیں اور ایک تھا
 میں ہے کہ کوئی مومن و کافر نہیں ہے کہ وقت زوال شمس اپنے اہل کی زیارت کو نہ آئے
 اگر مومن اپنے اہل کو اعمال صالح میں مشغول دیکھتا ہے تو شکر خدا کا کرتا ہے اور اگر کافر اپنے اہل
 کو اعمال صالح میں دیکھتا ہے تو غم و محزون ہوتا ہے اور امام کاظم سے مروی ہے کہ بعد اپنے
 فضائل کے مومن ہر روز زیادہ روز کے بعد یا تین روز کے اور بھنے ہر ہفتہ میں ہر ایک زوال

شخص یا وقت نہ والی بصورت نہ جنگ با اوس سے کو کچل کچل ہیں اپنے اہل کی زیادت کو آتے ہیں
 اور اوس کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے کہ جس پر خیمہ منادہ سے اوسے خوشی و فرحت حاصل
 ہوتی ہے وہی اوسکو دکھلاتا ہے اور جو بخت لغت و سرخ و کدورت ہے اوسے چھپا دیتا ہے
 بعد برگ روح مومن کے دادی السلام میں کہ وہ چھائے بخف میں ہے اور وہ ایک نگرہ حنبت
 النعدن کہتے رہتی ہے اور روح کا ذوقی دادی برہوت میں کہ وہ یمن میں ہے ساکن کی باقی
 ہے علامت قیامت سے نروج ! چون و مارجح کا ہے جسکو قصہ ذوالقرنین خدانے اپنی کلام
 پاک میں بار بار فرمایا ہے یزید بن نسم نے میں ایک مہر ہے کہ مانند درختوں کے ہوتے ہیں دوسری
 قسم کا طول و عرض برابر ہے کوئی بلوہ اوٹن کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا تیسری وہ ہے کہ
 ایک کان اپنا فرشتہ کہے میں اور دوسرا کان لحاف اپنا کرنے میں غیل و شیر و فوک و سایر
 حیوانات کو کھاتے ہیں اگر اذن میں سے کہی مریا ہے تو اوسکی بھی کھا جاتے ہیں اور کوئی ان
 میں سے نہیں مریا جب تک کہ نہ بار بار زندہ اوس سے نہ ہولے خمدہ اون کی فوج و لشکر خد میں اور
 بچھوٹا لشکر خراسان میں ملے گا ہوگا اور سرخانی مشرق و حد یا مازندران تک عمارتیں گاہ اور
 خروج و ابتداء میں دور افتاب کا مغرب سے نکلتا و خروج و جال و دغان و مرگ جیسا
 باب رحمت ہے کہ لو جہو قبول حق قلک یوم یا فی السماء عبدی خان صبی میں
 اشارہ امی کی طرف ہے افسوس مہرین کے کہ ہے کہ دغان ایک آیت قیامت سے
 ہے کہ تمام آریہ و لاکو گھیرنے کا آغا و زمانہ میں کے کا نہ نہیں قبل قیامت کے داخل ہوگا اور
 اوسکی جہد کو شل کلیران کے کہے گا اور وہ میں کوشل تکلیف زکام کے محسوس ہوگا میں
 مثل اوس گرسے و جانی جہد لگ جلائی جاتی ہے چالیس روز تک دیگا پھر ہر طرف ہو جائیگا
 اور بعض روزا بتو اس میں یہ کہ یہ دغان اہم برہمت میں ہوگا دالہ علم بالصواب نفع کو
 بھی علامت قیامت تبت انا ویتہ عامہ دناہ میں مذکور ہے کہ حق تو الے نے اسرا فی کو تب
 پیدا کیا تو اسی کہ ساتھ ایک نوح بھی پیدا کیا گیا ایک مہرہ اوس کا مشرق میں ہے اور

اوس کا مغرب میں جس وقت سے بیدار ہوا ہے اوس بوقت کو ۱۰۰ نہیں لے ہوئے منتظر حکم الہی ہے
 کہ جس وقت حکم خدا بوجہ لوق کو پہنچے بس جیسے وقت طم نہ ہو گا اس لفظ میں سور لیکر دنیا
 میں حطہ بیت المقدس پر آئیں گے اور سو نہ جانب کہہ کریں گے بس بائیں زمین اس لفظ کو
 دیکھیں گے آپس میں کہیں گے کہ خدا نے اجازت دی مگر بائیں زمین کو آپس اس لفظ میں سور لیکر
 اوس سو نہ سے بوقت جو جانب زمین ہے جو خدا لکھینگے اوس سے تمام اہل زمین مر جائیں گے
 اور جو سو نہ جانب آسمان ہے اوس سے جو خدا نکلیں گے اوس سے تمام اہل آسمان فنا ہو جائیں گے
 سو اسے اس لفظ کو کوئی نہ دیکھا جس حکم خدا ہو گا کہ اسے اس لفظ تو بھی مر جاوے گی۔ چاہے گا
 بس جس قدر خدا کو منظور ہو گا اوس حالت پر رہے گا تمام آسمان متحرک ہو کر لہریں لینگے پھر اس جہنم
 میں اگر نزل کرد و قہار کے اثر جائیں گے اور ہر طرف ہو جائیں گے یہ زمین میں موجود نہ رہی گی بلکہ
 دوسری زمین پیدا ہوگی جس پر گناہ نہ ہو اسوار اوسیں سبھی و بلندی و پہاڑ اور درخت و
 گیاه و عمارت وغیرہ نہ ہونگے بلکہ بالکل برابر سموار ہوگی جیسا کہ بار اولیٰ میں مذکور ہے
 اور اپنے عرش کو پانی پر ٹھہرائے گا منتقل اوس کا عظمت خدا سے ہو گا خدا ندا کرے عجلد
 آج کے دن بادشاہی کس کی سے جب کوئی نہ ہو گا کہ جواب سے خود استاذ کہہ کر آج بادشاہی
 واسطے خداوند لگانہ و قہار کے اس وقت پھر اسکی قدرت کاملہ سے آواز نکلیگی اور اہل
 آسمان و زمین و حاملان عرش و غرہ زندہ ہونگے اور بہشت و دوزخ حاضری جاگنی خدا کی ہوتی
 ہونگے کتاب اصول خمسہ مصنف ابی حنیفہ بن عبد الرزاق صاحب جو ۱۲۶ ہجری بمصر
 الف التحیۃ والاسلام میں بطبع سلطان المطالع طبع ہوئی ہے صفحہ ۳۹ اس طرح مرقوم ہے
 کہ جب وقت زندہ ہونے اموات کا ہوا اس لفظ حکم رب الجلیل سے عرش کے بلکہ اس لفظ
 میں مرقوم ہو چکی ہے: خدا بار اول میں قبر میں حرکت میں آئیں خدا بار دوم میں ہی قبروں سے نکلتے
 خدا بار سوم جب زندہ ہو کر قبروں سے باہر نکلیں پہلے حکم خدا جلیل جبریل و میکائیل و اسرافیل
 تاج کرامت و طاعت مانے مغرب و بلاق غرت بہشت سے لیکر دنیا میں آئیں گے اور اہل زمین

سے پوچھیں گے کہ قبر فاطمہ المرسلین سیدہ النبیہ کہاں ہے وہ جواب دیگی کہ خدا نے مجھے اہل ہند
 رکھا کہ کسی چیز کے خرم کو ہو پس ایک عمود نور ایک جگہ سے بلند ہوگا اور نا آسمان پونچھیکا
 اوس سے وہ دریافت کریں گے کہ وہی جگہ قمر محبوبہ کے بجانب سورج امام کے پس جبریلؑ اُترے اور
 میکائیلؑ داہنی طرف اور اسرافیلؑ باؤنکی طرف ایستادہ ہو کر ندا دینگے کہ روح پاک سپرد ملاک
 بدن پاک بن حکم خدا و اہل ہونین مرتبہ پی آواز دینگے قیسری مرتبہ میں جناب رسالہ پاک قبر سے باہر
 تشریف لائیں اور جبریلؑ سے استفسار فرمائینگے کہ پیش خدا کیا وجہ و مرتبہ ہمارا ہے جبریلؑ کہنے لگے کہ
 نہایت آپ کی منتاقی ہے نرقت آپ کی اوسے شاق ہے منتظر تشریف آوری ہے بہت زینت و
 آرائش کی تیاری ہے فرمائیں گے میں نے اسکا سوال نہیں کیا اتنے قدر و جاہ و خیمت کیا
 معنی کیا یہ بتلاؤ کہ خدا نے میری امت سے کیا کیا وہ کہینگے عزت و جلال خدا کی قسم جب تک آپ
 اور آپ کی امت داخل بہشت نہ ہوں بہشت سب پر حرام تب حضرت ارشاد کریں گے اے
 اب میرا دل خوش اور شاہواریں سے آزاد ہوا کرامت سر پر کھینکے خلعت عزت
 زیبہ بر کریں گے براق رفت پر سوار ہو کر چلیں گے اسرافیلؑ آگے آگے جبریلؑ داہنی طرف
 میکائیلؑ بائیں طرف جلو میں ہونگے اس کے حضرت امیر المؤمنینؑ اور ایہ ظاہر ہیں بھی قبروں سے باہر
 آئیں گے ساتوں آسمان وزمین کے فرشتے اور عالمان و عیش و کرسی استقبال کریں گے گناج
 سردی سر پر رکھی ہوئی خلعت و اگستری پر از نور صبح کو اب کرامت نصیب بدن کئے ہوئے
 مرکب ملال بر سوار ہو کر عرض تک پونچھ کر سجدہ کریں گے جناب ابھی عرض نہ اندوے رحمت
 نامنشی ارشاد کرے گا کہ آج دن رکوع و سجود کا مہینہ ہے سر اٹھاؤ بند و پیر شغف کرنے اور
 گدگد کاروں کی شفاعت کیجا دل ہے اور جانب راست ایک ایک کرے نور تقرب و عزت
 کی منصوب ہوگی سپر خدا و علیؑ تعزنی اور امیر ہر اولن کر سیوں پر پلوں فرمائیں گے بعد
 ان کے تمام دنیا اولن کے اومیا اور اولیئے خدا و وہ مومنین کہ اوس وقت تک گناہ سے
 پاک و صاف ہو کر ہول و خوف قیامت کی نجات پائے ہوئے ہیں قبروں سے باہر آئیں گے اور ملائکہ

تاج خلعت و دیگر کعبہ سنت لیکر اون کے استقبال کو جائیں گے کمال افتخار و اقبال سے کعبہ کو
 خلع کر کے سوار کر کے عرض تک لائیں گے اور جانب راست و چپ عرض کے شرف و عزت کی
 کرسیوں پر بایجا جہاں اون کا مقام ہوگا بتلائیں گے اور ایک دوسرا گروہ مومنان و متقیان
 کا ایسا ہوگا کہ جب وہ قبر سے باہر آئیں گے ملائکہ اون کا استقبال کر کے بہشت کی زیور
 سے اون کو آراستہ کر کے مرکبان پرستی پر سوار کر کے براہ راست بہشت میں داخل کریں گے
 وہ عرصہ مختصر کو نہ دیکھیں گے اور نہ منتظر حساب کے ٹپس گے اس کے بعد تمام ظالمین زندہ
 کئے جائیں گے زندہ ہونیکے وقت سے عرصہ قیامت تک پوچھنے میں گناہگاروں کے لئے
 پچاس عقی طے کرے ہونگے اور عقیلی اوس راہ باریک و تنگ کو کہتے ہیں جو پراپر جہان میں
 ملتی ہے اور بہشت سخت دشوار ہوتی ہے ہر عقیقہ میں نہراہ برس تک گناہگاروں کو کہہ چکے
 جب قبر سے باہر نکلنے کے بالکل برزخ ہونگے خاک میں آتے ہونگے اوسی حالت سے عقی ملوں
 تک پوچھنے و پناہ ایسی راہ تنگ ہوگی کہ ایک ایک پیر گریئے اور سختی عذاب سے مالہ فریاد
 کریں گے فرشتے کہیں گے کہ اسے کہیں خاموش ہو اور سنو کہ خداوند کریم تم سے کلام کر رہا ہے
 یہ سنکر سب خاموش ہو جائیں گے اور متوجہ ہونگے اوس وقت جناب اقدس میں الہی سے
 ندا آئیگی کہ آئی میرے بند ہم اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتے ہیں کہ آج ہر مظلوم کو حق ظالم
 سے لیں گے اور ہر ظالم کو سزا اوس اعمال کی دیں گے اسے سیر بند و جس شخص نے کسی پر
 ظلم کیا ہو یا اوس کے حق کو چھلے لیا ہو یا کوئی فعل یا قول کہ کسی سے کسی کی طرف صادر ہوا
 ہوا آپس میں ایک دوسری کو بخشو اور تغیر سے درگزر کرو تو اوس غناہ و آزدہ و سرگردانی
 سے تم سب نجات پاؤ اور نئے رحمت داخل رحمت بہشت ہو اور رضوان کو مکمل ہوگا کہ
 دروازہ بہشت کا کھول دے قہر مانے بہشت اور خواہائے بہشت کو انواع لغت
 و رحمت و لذت و راحت و نہایت سے آراستہ اور بھر اہو ادیکھیں اور ہر طرف
 حور و انکو صنف بکمال غنچہ و دلال حسن و جمال ایستادہ یائیں غلامان اور
 کثیران خوش سلیقہ طاعت و فرمانبرداری پر آمادہ یائیں کہ کسی ایک آنکھ یا کان نے

نہ دیکھا ہوا اور نہ سنا ہوگا اگر ایک اوس خلعت و نعمت سے دنیا میں لائیں تمام دنیا
 و اہل دنیا نور و صفا سے اوس کے محو ہو جائیں اور یہ سب اولیٰ مظلوموں کی واسطے ہوگا
 کہ ظالموں کے ظلم کو معاف کر دیں اور ان کی بدلوں سے دہ گزر کریں جب مظلومان عین
 حالت و عذاب میں اوں نعمتوں کو ادا نہ ہوں کو متا ہرہ کریں شدت شوق سے نہایت
 مضطرب ہو جائیں اور قریب ہو کر مرغ روح بکمال اشتیاق اشتیاء بدن سے پردہ اڑ کرے
 اور جناب رب العالمین ارشاد کرے کہ اے مظلومو سب ثواب کہ ہم نے مقرر کیا ہے تم لوگوں
 کے لئے ہے اگر تم لوگ ظالموں کی تعصبات سے دھندلا کر و تو لبو من اوس ظلم کے یہ عقین دیا جائے
 اوس وقت اکثر آدمی ظلموں کو ادا بدلوں کو اسطہیں بخش دیں اور ان سب عذاب
 و عقاب سے نجات پائیں اور ایک گروہ مظلوموں کا الیا ہو کہ وہ کہیں کہ اے پروردگار
 رحیم جو ظلم ہم پر کیا ہے وہ الیا ہمیں ہے کہ بغیر انتقام کیلئے جانے کے بخش دیا جائے تو ہمارا انتقام
 ان سے لے اور ہماری داوری بغیر اسکی ہلائی تیلی نہ ہوگی اور نہ ہم راضی ہونگے تب عقیم و عفو
 میں داخل ہوں پھر وہاں سے عقیم سوم میں اور ایسی طرح تمام عقوبتوں سے گزریں اور عفو بھی ہیں
 مثل عقوبت اول کے سب ہی ماجر و کبار ہو اکثر اشخاص ال من عفو و معاف کو کہ باعث رضا
 پروردگار ہوں بعض اونی طرح انکا نکریں اور اس سے اپنے کو پابند آزار کریں جب عقیم
 آخر میں پونچیں تو عذاب و سختی اوس عقی کی سب عقوبتوں سے نہایت زیادہ ہوئے اور
 ان پچاس عقوبتیں ہزار ہزار برس سرگردانی میں اور اس مدت پچاس ہزار سال میں
 کثرت عقاب و عذاب سے مظلومان از بسکہ تنگ و عاجز ہو جائیں اپنی نجات پانے کے
 لئے ظالموں کو بخشیں اور اس وسیلے سے گناہگار بسبب عفو بخشش یا فریاد گناہوں سے پاک
 ہو جائیں لہذا اس کے تمامی خلافی انبیاء و اولیاء و مومنان و کافران و منافقان اولیں پھر
 کو ہر حد میں لائیں جن قیامت کی آفریے ہو آنتاب اوس دن بقدر فاصلہ مکان بالائے
 سر ہو جگا اس سے بھی فاصلہ کم ہو لیکن مومنوں کو اوزلے گناہوں کو کچھ افریت نہ ہوگی کافروں کو اور
 گناہگاروں کو شدت حدت و حرارت سے مغز داغ و جوش میں اگر سخت اذیت و تکلیف ہوگی

تمام ظالمین کے بدن سے اتنا عرق نکلے گا کہ ہر شخص بقدر عمل پسینہ میں ڈوب جائے گا کوئی راز نگ
کوئی ناف تک کوئی ماسیہ کوئی ناگردن کوئی ناموس کوئی ایسا ہوگا کہ پسینہ نہ سرکے اور نہ
گند جائیگا جب بہت عرصہ اس عذاب میں گذرے اور کام اولن کا نہایت سخت و تنگ ہو
اے میں سب کہیں کہ آج کے دن کو ن ہے جو ہماری شفاعت کرے اور اس کی شفاعت
مقبول ہو مدملے دل حصول ہو لیکن کہیں کہ آؤ حضرت آدم ابو البشر کے پاس چلیں جب
اولن کی خدمت میں حاضر ہونگے وہ ارشاد کریں گے کہ مجھے شفاعت کی گئی تھی کہ گندم نہ کھانا
میں نے اس اقتناع کے خلاف عمل کیا مجھے شفاعت کرنے میں شرم عجاب مانع ہے لوح
کے پاس جاؤ وہ بھی ایسا ہی ایک مدد کر کے ہدایت نبی بعد کے پاس جانیکے کریں گے چنانچہ
حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کی خدمت میں سب حاضر ہوں وہ حضرت بھی ایک ایک
عقد بوجہ ارشاد کر کے فرمائیں گے کہ ہم کو اجازت شفاعت نہیں ملی ہے پھر سب متفق
ہو کر جناب رسالت ص کی خدمت میں آئیں اور کمال گریہ و زاری و اضطراب و بیقراری
درہ دل سنائیں جب جناب محبوب ذوالجلال اولن کے لہجہ و ابتہال کو نہیں برسر
رحم آئیں اور پیش عرش سجدہ میں جائیں پھر درگاہ عزت و جلال کی طرف مذا آئی کہ اے
میرے حبیب آج کا دن واسطے رکوع و سجود کے نہیں ہے یوم شفاعت و دستگیری ہے
روز حکومت و امیری سے سجدہ سے فرق منور اٹھائے جو کچھ طلب ہے عارفانہ و فرامانی
اور جس کی شفاعت مد نظر ہے وہ کیجئے ہماری سرکاست حسب خواہش و خاطر انھیں گنجینہ
مراد پہنچے جب جناب رسالت ص با فرحت و سرور و سجدہ سے سر مبارک اٹھائیں حمد خدا
بکمال میں جناب رب العزت کی طرف سے جناب رسول خدا و ائمہ ہد کو خطاب پہنچے کہ
میرے خدگان خاص تم سب ہماری درگاہ میں بہترین عباد و برگزیدہ اہم و محمد کارخانہ
خالق ذوالمن والکرم ہو حساب و کتاب و تقسیم و ثواب و عقاب و قیمت و جنت و نار
تمام ظالمین اولین و آخرین تم کے متعلق و تعلق میں ہے اس میں نہ کسی کو مل شکوہ و نہ
جائے تعزین ہے اور عظیم شفاعت و مغفرت کا آج تمہارا یہ صاحب ہجر واقعہ اور پس

امید و یاس میں کسی کو بد و بد فرزند کی خبر نہ ہو ہر ایک سو اسے اپنے فکر کے کسی کے حال میں غفلت
 نہ ہو عوام الناس کا کیا ذکر کیا دنیا و دنیاویاں بے غرضی نفسی یکا رہیں مگر ہمارے پیغمبر محبوب خدا کی کہ سمجھا
 وہب استی استی فرشتے کے حال غراب امت پر رحم کھا جائیگے پھر سب کو نامہ اعمال اور کرم و سونو کی
 دلیفے ہاتھ میں اور دیگر اقسام کے اشخاص کے بامیں ہاتھ میں آجائیں گے اور کتابان اعمال کو جو دنیا
 میں ہمراہ رہے ہیں بلائیں گے گناہگاروں کی دلائل بند ہوئیں گی انکار اپنے اعمال سے نہ کر سکیں گے
 علاوہ کتابان اعمال کے اور بھی شاہد اعمال خیمہ مافہوں جو امر حق کے اطہا میں قادر ہوں
 لیجئے وہ جگہ یا وہ ساعت جہاں جس وقت عمل قبیح واقع ہو لے اور ہاتھ بادل ناک نہاں
 آنکھ زبان دل جس سے قصد مذکاب گناہ کیا ہے وہ بدو با مر خدا گواہی دینگے جب اس طرح
 انتہات جرم و خطا ہو جائے تو جناب خیر الشرائع اہل ثبوت پیغمبروں و رسولوں کو جو گناہ نہیں کہتے
 ہیں یا اوس وقت گناہ سے پاک و ماف ہو گئے ہیں حکم دخول بہشت دینگے اور کافروں کو نکل کر
 کوہت پیرتو کو نفاہیوں کو یا جو انکی مانند ہوں و وزح میں بھیجے اور درجات جنت و طبقات
 نار کو مومنین و کافریں سے پھرینگے اس کے بعد وہ مومنین صاحب گناہ کہ باوجود مصوبات دنیا
 اور ان سب شدید اجزوی کے گناہ سے پاک نہیں ہوئے ہیں ماف کرنے جائیں گے اور عزیزان
 صاحب کو نصب کریں گے اعمال خیر و ثراون سب کے ترازو سے حساب میں تولے جائیں گے جسکے
 طاعات و حسنات کا پلہ معامی و سیئات کے پلہ سے ہماری ہوگا یا جس مومن کے
 پلہ اوس کے حسنات سے ہماری ہوگا تو انہیں سے جسکو قابل شفاعت سمجھیں گے جانتے ہیں
 و ایڑہا شفاعت کریں گے اور خدا اپنی رحمت و شفقت سے شفاعت انکی مقبول کرے کہ انکی
 کو زبردست مثال بیگناہ میں داخل کرے گا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ اگر طاعت و معصیت کا ملہ
 برابر ہوگا تو اوس جانتے کو اوس دیوار پر کہ درمیاں بہشت و دوزخ کے واقع ہوا
 نام اوس کا اعلا فہ ہے جگہ دی جائیگی اندر اوس دیوار کے تمام رحمت و نواہی اللہ پلہ
 اوس کے تمام نعمت و مغاں ہے جب بہشت کی طرف نظر کریں گے اور اپنے عزیزوں کو
 دوسٹوں کو اور دوسٹوں کو مشغول راوت و نعمت پائیں گے آتش جہنم سے ملے کہ بجے گا

اور جب نگاہ طرف جہنم و عذاب جہنم کے کرینگے بلکہ فعلہ نرس اضطرب ہوگا ایک مدت تک
اں دولو آگ میں جلتے رہینگے اور بھوری سے کوئی چارہ کار نہ کر سکیں گے یہاں تک اس حسرت و
حیرت کے سبب گناہ میں اُن کے تخفیف ہو یا رحمت یا شفقت یا انصاف اُن کی فوری سی
کوتے تو اُن قید خانہ سے نجات پائیں اور بہشت میں بائیں گے اور اگر لغو زبالہ گناہ اُن کا
اس سے بھی زیادہ ہو کہ یہی دولو آگ سے کہ ہر اک انتہا دوزخ ہے گناہ اُن کا زایل نہ ہو
اور بالفرض اِستیعاج اُنس دوزخ کی ہو تو بعد اس کے کہ حساب و حکم ظالمت سے نارغ ہوں
صراط کو زہ بہشت میں نصب کریں اور صراط دوزخ کے سوتلہ پر نصب کیا جائیگا کابل سے
زباہہ باریک اور نکوار سے زیادہ کاٹنے والا ہے تین ہزار برس کی راہ ہے ہزار سال اوپر
چڑھا ہوگا ہزار برس ہو اور برابر راہ جانا ہوگا اور ہزار برس سرالتیب نیچے جانا ہوگا صراط پر
سات بل ہونگے ہر بل پر آدمیوں کو ٹھہرائیں گے اور اُن کے احوال کی پرسی کریں گے بل اول
پر دوسو سے بل دوم پر نارسے بل سوم پر زکوات سے بل چہارم پر رونہ سے بل پنجم پر مذمت
دہر بانی سے و اطاعت والدین سے بل ششم پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے بل ہفتم پر نیکی
و سرپرستی عیال و اغراض و مہاسی و سوال کریں گے جس نے ان سب کا معقول جواب دیا اُس
نے نجات پائی اور جو کوئی عاجز ہو اوزخ میں گرا ہر شخص صراط سے بقدر عمل جلد گزرتے گا
کوئی مثل برق گذر جائیگا کوئی مثل امپ کوئی مثل قاعدہ تندرو کوئی زانو کے بل بیٹھ کر کوئی
مترجمونہ کے بل کر پھر لگا ادا کوئی ماتھہ کے بل راہ چلیگا کوئی اُفان خیزاں صراط سے اوس
پار ہوگا ہر طرف سے اتنا جہنم اُن پر جلا کرگی اور اُن کی طرف پھرگی اور دوسری حدیث
میں ہے کہ صراط پر تیس بل تھیں ہونگے ایک بل عانت و حرمت کا دوسرا بل غاڈ کا تیسرا بل عدا
خدا کا ادا حکم خدا ہوگا اُس بل سے سب گزریں مومنان و متقیان اور وہ لوگ کہ راہ خدا پر
مستقیم رہیں ان کو بھی رنگ پٹا ہوئے ہیں تو وہ اس صراط کو کفار و دوسری تلافی
کے کچھ شیعہ میں مقرب سے مذکور اوس کا کر دیا ہے اور نہ رنگ گناہ و خطا شیعہ روح سے مشابہ
انند برق کے صراط سے گذر جائیں گے جہنم کا کوئی تہیب و ضرر اُن کو نہ پہنچے گا اور کفار و کفار

کہ مستوجب ناز و محبت قوم اول ہی میں ہونہ کے بل جہنم میں گریں گے اور دوسریں کو جو حق خدایہ
 میں اور نیک و بزرگوں کا ایک ملا رہا ہے اور اس وقت تک تو بے استغفار اور ادا و مستجاب
 و معفوایات و فضل و رحمت و شفاعت میں ماک نہیں ہوتے ہیں اور ان کو بل امانت و رحمت پر
 ٹھہرائی گئی اگر اس راہ میں درست چلے اور با فیضیت کا ان کے دوش پر ثابت نہیں ہوا وہ
 رحمت و شفقت کا قصوں سے بھرا ہوا ہے اور اس بل سے نجات پائیں دوسرے بل پر گرفتار گزار
 کے ہونگے اور اس سے بھی گندے تیرے بل پر خدا کی طرف رجوع ہو گا افتاں و خزاں اکیس قدر
 راہ چلیں اس طرح کہ ایک قدم پر گرتے ہیں دوسرے قدم پر اٹھتے ہیں اور جناب امیر المؤمنین
 صراط پر کھڑے ہو کر دعا فرمائیں گے کہ اے ملائکہ و سفیر اور فرشتوں اور بن لوگوں نے ہماری
 نصرت کی ہے اور جو لوگ ہم سے لولا رکھتے ہیں رحم فرما اور ادا و ان کو بحفاظت و سلامت طوط
 کے اس پار بوجھا دے خدا جواب دے گا کہ ہم نے قری دعا اور شفاعت کو قبول کیا اور ملائکہ اطراف
 صراط میں کھڑے ہوئے ہیں یا حلیم یا حلیم معاف کر اور بخشش و رحم ان کے مال پر فرما پس ایک
 گروہ خدا کی رحمت اور دعا جناب امیر المؤمنین و انہما ملایکہ اور خوف و ہول جہنم زیر و اوجسوت
 بہشت سے گناہوں کا ادا و ان کے تدارک ہو کر صراط سے گذر جائیں اور حمد و شکر خدا کہتے ہوئے جہنم
 بہشت ہوں اور وہ گروہ گناہگاروں کا کہ بن کی فرما دے کہ یہ سب ذکر کریں صراط سے چلا ہو کر
 جہنم میں گریں لیکن چونکہ وہ سب ذمہ دوسریں میں ادا و افتا و ادا کا دے ہوا ہے اور گناہ
 ادا و ان سے سرزد ہوا وہ از رو سے مکابرو و کشتی حکم خدا و پیغمبر و امراء ہر اکٹھے نہیں تھا بلکہ شیطان
 نے فریب دیکر حرام شہوت و غضب و حب باعد مال اور واسا و اشیا و خانہ باطلہ دنیا میں
 گرفتار کر کے ادا و ان کو گمراہ کیا ہے بلکہ اول و آخر میں جگہ پائیں گے ہر شخص اعتبار سے جو جس نہاد میں
 یا زیادہ یا کمتر اسے و ان معذب و مقید رہا اہل اولاد و عزیز و احباب کو اپنے بہشت میں داخل
 عیش و راحت و لغت و محبت و غفران رحمت و لذت دیکر کہ حشر کھائیں گے اپنے افعال
 نافرمانیت سے و مدب و غصہ و غم کھائیں گے جب گناہ کی پاک ہو جائیں بہشت میں جگہ پائیں اب
 سچوڑا سا بطریق مختصر یہ بھی معلوم کر لینا چاہیے کہ دوزخ کیا چیز ہے واضح ہو کہ دوزخ تمام

حکمت و تیرگی ہے اور جو کچھ دوزخ میں ہے یہاں تک کہ شعلہ آتش وہ بھی سیاہ و تاریک ہے
 اور مکان دوزخ طبقہ ہفتم زمین میں ہے آتش دوزخ کی ٹوٹے خمر سے ہے ایک قبر ستر مرتبہ
 پانی سے دھو کر دنیا میں لائی کر سب اوس سے نفع اٹھائیں دنیا کی تمام آگ اوس سے آگ
 قبل دھونیکے لائے تو کوئی اوس کو بجا نہیں سکتا تا جب بعد قیامت اوس جو کچھ ہے جگر
 جنہم میں ملا دیں گے تو شدت طارت دوزخ سے وہ جزا سی فریاد کرے گا کہ کوئی فرخہ منقریب و
 پیغمبر مل پاتی نہ دیکھا کہ خوف سزا کو کہل کر نہ پڑے کہ کتاب مول غم میں لہو و دم لکھا ہوا ہے
 کہ مدبری حدیث میں ہی کہ جب خدا نے آدم کو دنیا میں بھجوا تو جبریل کو حکم ہوا کہ ملک دوزخ سے
 تھوڑی سی آگ لیکر آدم کو آگے کر اوسے وہ کھانا پکائے جبریل نے آدم کے واسطے مالک سے آگ
 مانگی مالک نے کہا کس قدر آگ درکار ہے جواب دیا بقدر سوچا لکے کہا کہ اگر بقدر سوچا آگ
 دنیا میں جاگی تو آسمان کی لیک قطرہ پانی ذرہ سے گا اور زمین کی ایک گھاس و جیگی جبریل نے
 درگاہ غرامیں عرض کیا کہ اے خدا اس قدر آگ ہم ملک سے لیں کم ہوا بقدر ذرہ بس بقدر ذرہ
 آگ لیکر ستر مرتبہ ستر سے دھو کر دنیا میں لائے اور ایک کوہ بلند کی چوٹی پر اوسے کھاد پہاڑ
 بالکل بگلا گیا اور آگ بھر جنم میں پھی گئی حرارت اوس کی دس ستر مہروں میں ہی یہ آگ دنیا
 کی اوس حرارت سنگ سے پیدا ہوئی اور دفعہ میں ملک مدفت ہے جسکا نام زقوم ہے پہل اوس
 کا حرام میوہ و طعام آتشین ہے ذائقہ میں صبر سے زیادہ تلخ ہے جب اہل دوزخ بہو کھ سو فریاد
 کریں گے اوس مدفت کا پہل اوتن کو دیا جائیگا اگر بقدر یکدرہ کے اوس چل سے دنیا کی پہاڑ کو
 پھر گرنے زمین ہفتم تک وہ پہاڑ بگلا جائے اور ایک چاہ دوزخ میں ہے جو پانی گرم سولہ ریز
 ہے نہایت گرمی سے نام اوس کا حمیم رکھا گیا ہے اور دس راہ ہے جو رک و خون بدن اہل
 دوزخ سے اور زانہ کی فروغ کی کثافت سے بھرا ہوا ہے نام اوس کا غلیین ہے اگر ایک
 قطرہ اوس کا دنیا کے پہاڑوں پر پڑے سب پہاڑ زمین ہفتم تک بگلا جائیں جس وقت اہل
 دوزخ پیاسے ہوتے ہیں اور مدفت سے پیاس کی جائیں اور ٹکی لبو نہ آتی ہیں اوسے حمیم غلیین
 سے پانی پکڑ کر دیتے ہیں یہاں تک کہ لب کے لب کے پانی سے اوس کی حرارت کو گشت چاہ سب

تمام سوئم کا کرہ ہے نہایت گہری گہری خوشی میں جب زقوم و معیم غنایں سے کھاتے پیتے ہیں +
 سنے الحال شکم اہل کا مثل دیک کے جوش کھاتا ہے اگر ایک قطرہ اوس سے دنیا میں لائیں اویکی
 بدلہ سے تمام اہل دنیا ہلاک ہو جائیں اور اگر کسی شخص کو دوزخ سے نکال کر دنیا میں لائیں اور
 کے دیکھنے سے تمام اہل دنیا ہلاک ہو جائیں دوزخ میں کسی ہزار قسم کا عذاب ہے کہ ایک عذاب دوسرے
 عذاب سے زیادہ سخت ہے لباس اہل دوزخ کا آگ سے ہو گا انکے سوا دوسرے عذاب بھی
 ہیں کہ جس میں وہ سب اہل جہنم کے ہزار برس اوس عذاب تازہ سے عذاب کئے جائینگے چنانچہ
 رسالہ اصول خمسہ میں مرفوم ہے کہ من جلد عذاب ملے جہنم کے یہ ایک عذاب ہے کہ جہنم میں کئی ہزار
 دریا ہیں کہ جن میں بگلا یا پھانسا جا رہی ہے چند سال اوس میں دیا دینیں اہل جہنم کو ڈال دیں کہ
 اوس میں تیریں اور غرق ہوں اور کئی ہزار کنوئیں ہیں کہ جو عقیقہ و مار و دیگر جانوروں کے گتھے
 بھرتے ہوئے ہیں اور ہر جانوروں کا جسم دنیا کے پہاڑوں سے بڑے ستر ہزار ہاتھ کی اٹن کی
 دراز ہے۔ ہمارے دنداں و نیش میں اونکی تقدیر لیک دیا کے زہر پھرا ہوا ہے اور سب آگ سے
 پیدا کئے گئے ہیں اگر تقدیر لو کہ سوزن کے اوس زہر سے دنیا میں لائیں ہر جاندار ہلاک ہو جائے
 اور جس پہاڑ پر وہ زہر پھینکے پگل ایک ایک شخص پر کئی ہزار گز زہری ساٹھ ہو گئے اور ہر گز زہری جدا
 جہ لگے ہزار برس تک اوستے لیٹے زمین گے اور کاٹیں گے اور ہر شخص کے بدن پر ستر چھ عذاب
 پہنا دیگا کہ گندگی پر پرست کے چالیں ہاتھ کے ہوگی اور درمیان ہر پرست کے مقرب و مار
 اور بہت سے دوسرے گزندے کہ ہر ایک سرکہ بزرگ سے مراد گز ہو گئے اور سب آگ سے ہوئے
 اور ہر شخص کی گردن اور پاؤں اور ہاتھ اور ہر عضو پر زنجیر آتش کے ڈالی جائے ہر زنجیر ستر ہاتھ
 کی ہو ہر ۔ اور ہر ہاتھ میں بعد و قطرہ بڑے باران حلقہ ہو کہ اگر ایک حلقہ اوس کا دنیا
 کے پہاڑوں پر رکھ دیں زمین منہم تک پگل جائے اور ہر شخص کو ستر بیسین قطر ان کا پہاڑ
 جائے اور ہر شخص کے سر پر ایک کلاہ آتش کی رکھی جائے کہ طول اوس کلاہ کا ساٹھ ہاتھ
 کا جو او رتین سو ساٹھ سو رانہ ہر شخص کے سر میں کر دیا جائے کہ وہ مال و شعلہ آتش کے شکر ہو

و بدن میں ہے اوس سوراخ ہے باہر نکلے مہ دماغ بالکل گھل جائے اور دوش پر پھل
دورخ کے اوس کے چرک سے نین سو بڑھاری ہو شخص اتنا چلے کہ پوست اوس کے بدلے کا
تمام جل جاوے پھر خدا دوسرا پوست تازہ دیا کہ جسے ہمیشہ جلیبے غلبے میں رہیں مرنے پر خدا اوزے
مرگ کریں کہ عذاب سے غلامی بائیں مگر غصیب نہ ہو کیونکہ خدا تعالیٰ نے عقیامت مرگ کو
ہر طرف کو پہلے اہل بہشت عذراں کسی کو موت نہ ہوگی اہل عذراں و شیطان سے نزاع و
جدل بہت ہوئے دورخی شیطان پر اعتراض کریں کہ تو نے ہم کو بہکا کر عذاب میں گرفتار کیا
اب یہ عذاب ہم سے دن کو رہے و جواب کہ مجھے کیوں عذاب کرتے ہو کیونکہ میں نے زیادہ
اس سے نہیں کہا کہ تم کو طرف باطل کے بلایا کرتا تم خوب جانتے ہو کہ ہم تمہارے دوست نہیں
تھے دشمن تھے تیرے چہتری ہم نہیں چاہتے تھے اس حالت میں حکم لازم تھا کہ میری اطاعت نہ کرتے
میں تم سے آج کے دن بزار ہوں مجھے کھ کوئی کام تمہارا نہیں اکل سکتا ہے میں خود عذاب میں
تمہارا شریک ہوں اسی طرح جو کوئی دنیا میں کسی کی گمراہی یافتہ و فخور کا سبب ہوا ہو ان
کے دہمیاں میں بھی انہی قسم کی باتیں ہوں آخر سب معذب ہوں اور جلد عذاب ہائے جہنم
ہے ایک یہ عذاب بھی ہے کہ ملائکہ گزرا تئیں دوزخیوں کے سر پراریں کہ ستر ہزار برس کی راہ
نیچے چلی جائیں یہاں تک کہ پتھر جیستک پہنچیں اور گرمی اور کسی نہایت زیادہ ہے جس دن سو
دورخ کو پیرا لکھا ہے اسی دن سے ہمیشہ اوس کے پانی کو آگ میں جوش دیتے رہے ہیں
جب اوس چشمہ پر پہنچیں ملائکہ کہیں کہ اس پانی کو نوش کرو وہ سب قصد کرے کہ بہاگ
پاؤں نہ پھیریں پھر فرشتے اور نہیں گرز و کھو اوزں کے سر پراریں اور کہیں کہ اسے استقیاس
پانی کو سپرد عذاب کا نہ چکے پھر اوزں کاموں کی خبر ہے جو دنیا میں کرائے ہو بعد اس کے
چالو ہے گا کہ آگ سو دورخ سہرا کیا گیا ہو اور میں اسے ہم بھر کر ہر شخص کو دیں پھر واسطی
کہ لب تک پیا تو نکالے جائیں لب اور گوشت موندہ کا جل جائے اور اگر پڑے وہ بے بس
پانی کو پئیں تمام دل و ہجر و سحر و اسما و پوست کے جوش کو پی گے پھر اوس گرز کو

اذن کے سپرد ہیں کہ پھر ستر ہزار برس کے راہ بیچے جائیں اور درخت زقوم تک پہنچیں
 کہ وہ قوم جنہم سے آگاہ ہے بلندی اسکی ستر ہزار برس کی راہ ہے ملائکہ کہیں گے کہ اسے
 اشتقیا اس درخت پر چڑھو اور اس کے میوہ کو کھاؤ جس وقت چاہیں کہ درخت
 پر چڑھیں پھیل کر گر کر زمین پر پھونک کر رہیں اور اگر ستر ہزار برس ہی عذاب میں رہیں
 اور مانند اسی کے بہت سے عذاب بھیڑتے رہیں اور یہ سب عذاب قبل یوں کہ
 آتش و دوزخ کے ہوئے جب کئی ہزار برس یا عذابوں کو امثالیں آتش و دوزخ تک
 پہنچیں اور عذاب آتش و دوزخ کا اس سے کہیں زیادہ ہے کہ بیان ہونے کے دوزخ میں
 سات طبقہ ہیں ایک پر ایک طبقہ ہے ہر طبقہ بائیں کا طبقہ بالائے بڑا ہوا ہے چہرہ طبقہ
 پائین کے عذاب اذن کا سب سے سخت دیا ہے مخصوص کافران و شرکاں و سفاک
 و اتباع و اولیا اور اذن کے احوال کے لئے ہے اور طبقہ بالا کے عذاب اس کا کم ہے
 گناہگار ان امت محمدی کی جگہ ہے واضح ہو کہ اس جگہ پر مترقی یہاں غرض کہ پہنکتا ہے
 کرامت محمدی میں سخی اور ناجی و خارجی و دنیائی و مغربی و اشغری و غیرہ و غیرہ جس قدر
 فرق اہل سنت و جماعت میں ہیں داخل ہیں اور ایسی طرح فریب امامیہ میں نہیں ہے
 و اسمعیلیہ و کیسانہ و واقفہ و غیرہ و زمرہ مسلمان سنی ہیں کیونکہ یہ سب فرقے
 لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور جماعت اہل اسلام میں داخل
 ہیں پس کیا وجہ ہے کہ سب فرقے امت محمدی میں شمار نہ کئے گئے اور جاے سنیان
 و خارجیان و کافران و غیرہ کے طبقہ پائیں جنہم میں قرار دی گئی اور طبقہ اول جنہم جنہم
 عذاب سب طبقہ پائیں سے کہ ہے گناہگار امت محمدی کے لئے مخصوص کیا گیا پس یہ
 گناہگار کون ہیں جواب اسکا بطور اختصار یہ ہے کہ گویہ سب فرقے کلمہ توحید و رسالت
 کے مخفی اور انکار اپنے اہل اسلام ہونے کے مضامین لیکن جو شرط کمال اسلام کہ ہے
 اوس سے سب میں اور داخل قلوب و ہدایت سے کوسوں بعد ہیں اسکی کیفیت کتب

مدلول میں مغللاً و مشروحاً تحریر ہے اگر تفصیل لکھا جائے تو کمال طوالت تسلیم صرف ایک
 آیت ظاہر پاک پر فائز جواب کرنا ہوں جناب باری ارشاد فرمانا ہے کہ یا ایہا الذین
 آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم الخ وہ سب فرقہ
 بظاہر مذہب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول من صرف اقرار لسانی سے شمار کئے جاتے ہیں اقرار
 و جرائی جس سے راہ راست نصیب ہو صفت متعارف لکھتا ہے کیونکہ شرط خوشنودی
 خدا و رسول اطاعت اولی الامر ہے اور اولی الامر اہل بیت رسالت ہیں جس سے ایہ
 ائمہ بنی اثنا عشر مقصود ہیں اور وہ سب قابل امامت ایہ امام شریعت ہیں جبکہ دشمن
 و قاتل ان کے بتے شرح عقاب نفسی ہیں مرقوم ہے کہ صفات و اہل عرف امام زمانہ
 نہایت مینہ جاہلیہ اور ظاہر ہے کہ تادم برگ اور انہوں نے امام زمانہ کو نہیں پہچانیں
 جاہلیت کی موت سر آؤ جناب سید مرتضیٰ علم الہدای علیہ الرحمۃ نے ارشاد کیا ہے کہ الناس
 اما انا عشقونی و اما کما قولہ اکل فرقہ ہشتائے فرقہ اثنا عشریہ کافر ہے اسی وجہ سے
 ان کی جگہ طبقہ پائیں جنہم میں قرار دیگی اور گناہگار ان امت محمدی سے وہ لوگ مراد ہیں
 جو قابل وحدانیت خدا و نبوت رسول و امامت ایہ ہدای سے اور سبب ارتکاب معصیت
 خدا داخل جنہم ہوئے ہیں اور بعد زوال گناہ پھر مشقت میں جائیں گے رسالہ اصول ختم کو میں
 بیکر شفاعت گناہگار ان امت محمدیہ صفوہ سے صفوہ ۲۴ تک اس طرح پر مذکور ہے کہ
 ایہ اس کے جب سب اہل بہشت کو بہشت میں اور اہل دوزخ کو دوزخ میں جگہ دیئے
 جائیں اور ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر برقرار کرے سے وہ گروہ گناہگار و گناہگار ان کا
 اولیٰ سب عذابوں سے پاک نہیں ہوا اور کسی خیر نے معالجہ اس کا نہیں کیا جو اسے مختارین
 پہچانیں ملائکہ عذاب مردوں کی ڈارہی۔ اور عورتوں کے سر کے بال پکڑ کیچے ہوئے دوزخ
 کی طرف لے جائیں اور وہ سب فریاد و نالہ کریں بوڑھی کہیں کہ ہمارے بوڑھے پہلے اور
 نہاد و ناتوانی پر مقام افسوس ہے جو ان کو کلام ہو کر حیف و صدیف یہ جوانی اور محکم

دنیا بہت سے کفر ہے۔ انہا سب کے لیے کفر ہے۔

خوب ہماری عورتیں کہیں کر والے یہ فیض و رسوائی ہماری غرض کر ایسے حال سے ان کو لے جا کر مالک دوزخ کے پاس پونچھائیں مالک مستفسار کرے کہ یہ کیسے آدمی میں کر اشتقاق میں سے ایسا کوئی نہیں دیکھا گیا نہ مؤمن نہ ان کا سیاہ ہے اور نہ زنجیر و طوق ان کی گردن اور ماتھ و پاؤں میں ہے بلکہ جواب دیں کہ ہم کو حکم ہوا کہ ہم ان کو جہنم میں پونچھائیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے پھر مالک ان گناہگاروں سے پوچھے کہ اسی جماعت اشتقاق کون ہوں یہ سب کمال خوف و محبت سے نام نامی ضابطہ رسالتاً صلب کو بھول جائیں جب مالک دوسری مرتبہ پوچھے تو جواب دیں کہ ہم اس جماعت سے ہیں کہ قرآن ہم پر نازل ہوا ہوا خدا میں ہم روزگار کرتے تھے مالک کہے کہ قرآن سو آئینہ خداوندی کے کسی روز سر پر نازل نہیں ہوا ہے وہ سب اس وقت کہیں ہاں ہم امت محمدیہ میں مالک ان سے کہے کہ اگر تم حضرت رسالت کی امت تھے اور اہل قرآن تھے تو کیا قرآن میں کوئی ایسی خبر نہیں تھی کہ تم گناہ سے محفوظ رہتے اور دوزخ کے سزاوار نہ ہوتے بعد اس کے وہ گناہ دوزخ سے کھڑے ہوں اور مالک کسی کہیں کہ ہم کو کوئی مہلت دے کہ ہم اپنے حال پر روئیں مالک جواب دے مجھے چاہو گے و زاری کر لو میں دعا اس قدر کرے و زاری کریں کہ آنکھوں میں آنسو باقی نہ رہے پھر آنسو کے عیون میں چرک آنکھوں سے نکلے جب وہ بھی باقی نہ رہے خون آنکھوں سے بہے یہاں تک کہ خون بھی تمام ہو جائے مالک ان سے کہے کہ کاش اسی طرح دنیا میں خوف خدا سورتے تاکہ آج آگ سے بچا ہوتے بعد اس کے مالک خاندان جہنم سے کہے کہ ان کو آگ میں ڈال دو سب یک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہیں مالک ان سے بہاگ جائے مالک کہے ای آگ انکو لے وہ جواب دے کہ ہم کیونکر ان پر ہاتھ نہیں پڑھیں یہ سب لا الہ الا اللہ مالک کہے حکم خداوندی یہ ہے اس آگ ان کو کھڑے ان کو سرسری پاؤں تک بعضوں کو زانو تک بعضوں کو سینہ تک بعضوں کو گلے تک جب آگ سے کرسے کہ ان کے مؤمنہ کو جلائے مالک آگ سے کہے کہ ان کے مؤمنہ کو تو نہ جلا کر نہ تنک سہہ خدا کا کرتے رہے ہیں اور ان کے دل بھی نہ جلا کماہ رمضان میں پیاس کی تکلیف اٹھائی

ہوئے ہیں بس وہ ایسی حالت میں مقیم دوزخ میں اور سوقت تک کہ حکم خدا آئے گا تو پھیل جائے گا
 اور سبک نشیت میں ہو کر اب اس قیدی سزا دل کو نجات دے مالک کو حکم پہنچے کہ طبقہ دنیائی
 دوزخ کے دروازوں کو کھول دے تا مومنان و کافران و شیطان و سنیان ایک دوسرے کو
 دیکھیں کافروں میں شیخ و سنی کہیں پر ایک کو دیکھیں اور پچھانیں کافراؤں میں ہر ایک طعنہ مومن
 و شیخ سے کہیں کہ وہ سب عبادت و طاعت کرتے تھے اور محبت و پیروی میں برابر تھے
 جان و دل سے شکر دے وہ سب مال تمہارے کس کام آئے اور کیا زیادتی تم لوگوں کو
 ہم پر ہے جس طرح ہم عذاب میں گرفتار ہیں اسی طرح تم بھی پابند عذاب ہو اور مثل ہماری
 عذاب سے عذاب ہو یہ سب مومنین عذاب جواب دیں کہ تم سب جھوٹ کہتے ہو ہم سب
 بسبب اولیٰ ہر کاموں کی مانند تمہارے کاموں کے تھے دوزخ میں داخل ہوئے ہیں اور امیدوار ہیں
 کہ پھر اس کے خدا اپنی رحمت سے بوسیدہ محبت ایمرہ اور بدریہ اونکے پیروی و طاعت کی ہم کو
 عذاب سے نجات عطا فرمائے اور اپنی جوار رحمت میں اور اون کے ہم ایس میں جگہ دے یہ
 جواب دیکر شیطان و مومنان متوجہ مناجات و استغاثہ کے درگاہ خدا میں ہوں اور عرض
 یا ارحم الراحمین یا خدایا صنان جو کچھ ہم پر عذاب و عقاب بسبب ہر گناہی و شلایت
 کے ہو گیا ہے وہ سب درست و بجا ہے اور میں انصاف و عدالت ہو مگر نجات و نفع منان طلب
 مجھ سے جس کے لئے کم از کم تر نہیں ہے ہم نیری رحمت اور شفقت سے معاملہ کر کا واسطہ دیتے ہیں ہم
 سب جہم کر نہیں دیا ہے رحمت ایزدی جوش میں آئے اور جبریل کو حکم پہنچے کہ جا کواہیان
 امت محمدی کا مال دریافت کر کس حالت میں ہیں جبریل مالک کے پاس آئے مالک نے انکی
 جہم کے کسی عزت پر پہنچا تو جب جبریل کو دیکھ واسطے تعظیم کے اونہی اور پوچھے کس کام کے
 واسطے آئے ہو اب جواب دیں کہ ہم طعیل امت محمدی کا مال دریافت کرنے کو آئے ہیں۔
 بتلاؤ اون کا کیا مال ہے مالک کہے بد حالی اور تنگی ہیں گجہ کے بس کہہ کے میں آگئے تھانہ
 بدلوں کو سوا دل اور موندہ کے جلا دیا ہے جبریل کہیں کہ دروازہ جہم کا کھول دو ہم بھی دیکھیں

مالک خدام و وزع کو حکم دے کر جو دوزخ سے طبق اٹھالیں برکت جبریل ہو گا سر پہ چھائی
 شیشوں کو عنونوں کو دیکھیں کہ آگ سے جگر تھل کوڑا کے سیاہ ہو گئے ہیں جب جبریل کو وہ دیکھیں
 آپس میں کہیں کہ یہ شخص اس صورت و جمال کے ساتھ کوئی فرشتہ مقرر ہے اور انوں سے وہ سبب
 پوچھیں تم کون ہو کہ خدا نے تمہاری برکت سے ہمارا غذا بونہیں تخفیف کیا جبریل اس پر اب دین
 کہ ہم تمہاری پیروی کرتے ہیں ہم وحی خدا اذن کے پا صل جاتے تھے جب نام حضرت کا نہیں
 سب ایک بار فرمایا کریں کہ اسے جبریل ہمارا سلام اذن کے حضرت میں پونچھاؤ اور ہمارا طرف
 سے عرض کرو کہ ہمارے گناہوں نے ہم لوگوں کو آپ کی خدمت میں دور کر دیا اور شرف
 زیارت سے ہم محروم ہو گئے ہم اب پھر رحمت و شفقت کر کے خدا سے شفاعت فرمائی یہ کہ
 کہ اعداد و حساب سے جو چیزیں دیاں سی پھر میں یہ آگ ہر طرف سے انوں کو غیر خدا و سب
 درگاہ رحمت و مغفرت خدا میں تضرع و زاری کریں جب جبریل اپنے مقام پر پونچھیں اور
 خدمت جناب رب العزت میں الیسا وہ ہوں حکم خدا ہو کہ جا کر میرے حبیب کو اذکی امت کا
 پیغام پونچھاؤ دے جبرائیل حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر روئے ہوئے سلام کریں
 آپ ارشاد کریں کہ اپنے جبریل بہشت گریہ و زاری کا مقام نہیں ہو کیا سبب ہے یہاں دشکار
 و نوحہ سقراطی کا ہر عرض کریں کہ ہم کیونکر نہ روئیں ایک گروہ آ کی امت کا دوزخ میں نہ
 غلبہ ہی سے دل کا لے تاب ہو یہی سکر حضرت بھی گریاں ہوں امنت ماحی کے لئے پڑھا
 ہوں اور جبریل سو فرمایا کہ اے جبریل تم نے ہماری عیض و مستر کو انھیں کر دیا ملازموں کو ہمارے
 لئے مزہ کر کے بچ کر سب کو بہر دیا کیونکہ ہم اولیٰ کی سفارت پر ممبر کر سکتے ہیں اور کس طرح قلب
 محزون پر گوارا یہ جبریل کہتے ہیں نہ شک افکی ہدایت کے واسطے ہم نے تکلیفیں اٹھائیں
 اور کسی کیسے اذیتیں بائیں جب وقت رات و آرام آیا انوں پابند بار کھینچیں اس سے
 زندگان عذاب خدا دیکھتے ہیں یہ فوج کذاب و کتاب ساحل حیت اطہار متوجہ گاہ
 نما ہوں اور گروہ انبیاء و اولیاء بھی ہمراہ بالفروع دیکھا ہوں جب مقام میکائیل تک پہنچیں

وہ عرض کریں کہ اسے سب عالم کہاں آپسے سرفراہ لے جاتے ہیں اس مقام سے کوئی آگے نہیں جاسکتا نہ اُجانب نہ اسی کی راہی محکم چلے آؤ کچھ کمال میں نہ لاؤ آپ دہل سرمدانہ ہو کر مقام ہر فریق تک پہنچیں وہ بھی قتل میکانیں کے کلام کرے اور جگہ سے آگے جانے سے ممانعت کا اتمام کرے اور اگر گاہ خدا سے بدستور ابنِ خدا آئی جب حضرت فاکر و زینت تک پہنچیں روئے ہوئے سجدہ میں جائیں جناب باری کی طرف سے مدد آئی کہ اسی سیکر حبیب کو دعاء و سجدہ کا یہ وہاں پہنچا ہے بلکہ یوم شفاعت و عذر خواہی ہمیں و مذنبیں ہے سر اٹھاؤ جو کچھ مطلوب ہو معین بنان میں لاؤ جس کی شفاعت کرنا مقصود ہو بیان کرو جو دل میں پورے تیرہ ہو اوسکا اعلان کرو مدعا و تمہارا حصول ہے سب خواہش تمہاری مقبول ہو آپ سر اٹھا کر عرض فرمائیں کہ تو اسے کریم تو انکھی خلاف وعدہ نہیں کیا مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر دو اور میری شفاعت مقبول فرما کے میری امت عامی کو مجھ نچند سے جناب اللہ سے الہی سے خطاب ہو گا کہ چاہیے جو شخص **لا اله الا الله محمد الرسول الله** علی ولی اللہ کسی اوسے آگے ہی باہر نکالے لیں آپ جنہم کی طرف متوجہ ہونگے تب بالک حضرت کہ دیکھیں گے جو اسطے تعظیم کے اوجھیں گے آپ ارشاد کریں گے کہ ہر صلوٰۃ جنہم کا لکھو کہ بجز راہِ حق کے باطنی کے انہیں جنہم اس قدر سرد ہو گا کہ اہل جنہم کو سردی ہو سر اٹھائیں تو حضرت کو دیکھیں باہم گفتگو کریں کہ یہ جبریل نہیں ہیں جبریل کو بھی تہہ پل استفسار کریں کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی اہل بیت سے خدا نے ہم پر احسان کیا اور خدا بکو اٹھا لیا آپ ارشاد فرمیں کہ ہم محمد رسول خدا ہیں خدا کی قسم مذہب تم لوگوں پر جو ہوتا تھا اہمیت گراں بخدا وہ سب ہی مشکوہ مذہب کا حضرت سے کریں بس اول کو دوزخ سے باہر نکالیں مثل کہیل کے جل کر سیاہ ہوئے ہوں بعد اس کے مالک اوس طبع کو کافروں اور سنیوں سے چھپا کر جب وہ مست ہوں کریں کہ موسیٰ و ہارون سے باہر گئے اوس وقت تاسف کر کے بعد آرزو یہ کلام کر سکتی ہیں ہم بھی مسلمان و شیعہ ہوتے تو اونکی طرح ہم بھی نجات پاتے جب حضرت مومنوں کو نکال کر

بہرہ ان پر دروازہ بہشت تک لائیں چشمہ جات میں اور میں نہلا میں نگہیں سب جو ان تہذیب
 و خوشرو و خوشحال ہو جائیں آنگہوں میں سر کہچا ہو موند سب کا ماندہ اندان کے درختان
 ہو گشتانے پر لکھا ہو کہ یہ سب اہل جہنم آزاد کروہ خدا میں مومنین وال بہشت اور کو دیکھ کر
 آپس میں باشارہ و کنایہ کہیں کہ یہ سب جماعت گنہگار تھی ہر بہرہ بات اور مومنوں کے دلچسپ
 گراں گروے جناب رسول خدا سے شکایت کریں پھر وہ چشمہ کوثر میں نہلائے جائیں جب نہلا کر
 چشمہ کوثر سے باہر نکلیں کوئی نشان و وزخ اور میں باقی نہ رہے بعد اس کے مثل سب مومنوں
 کے قصور و غناہائے بہشت و باغہائے بہشت میں لفظ مقرب و عل لغت و ثواب اور جال
 اقام اور کو عطا کریں احوال بہشت بھی بطور اختصار تحریر ہوا ہے جس کا ذکر مومنوں کے
 دل سے غم و الم کھوتا ہے کہ وہ خدا و ملا و فرخ و عذاب سے قلوب مومنین خائف و تہیہاں ہوا ہے
 ہوش و حواس شدت جزع و فزع سے کھو رہے ہیں اگر خفا بجلد اوصاف خلد مذکور نہ ہوں
 عجب بلکہ یقیناً ذکر بہشت و نعمائے بہشت سوزہ سردیوں مروی ہو کہ دروازہ بہشت
 پر ایک درخت ہو کہ جس کے ایک پتی کے سایہ میں ہزار آدمی بیٹھ سکیں دہنی طرف اوس
 درخت کے ایک چشمہ پاک و پاکیزہ ہو کہ جو کوئی ایک ساغر اوس کو نوش کرنے باطن و ظاہر میں
 غلبت و عمد ہوا اوس پاک ہو جائے بائیں طرف اوس درخت کے چشمہ حیران ہو جو کوئی اوس
 میں غسل کرے حیات ابدی پائے پھر بعد اوس کے ہرگز نہ مرے اور بہشت اس قدر وسیع و بزرگ
 ہے کہ ہر گوشہ اوس کا شتر ہزار مرتبہ تمام زمین و آسمان سے بزرگ تر ہے اگر بہشت کے درختوں کی
 ایک پتی دنیا میں لائیں سب دنیا اوس کے سایہ میں چھپ جائے بہشت کی دیواریں
 لہجے ایک ٹکڑے یا قوت سرخ ہو اور لہجے ایک ٹکڑے یا قوت سفید ہو لہجے یا قوت زرد ہو اور
 لہجے زرد ہو اور لہجے لعل و فیروز ہو اور لہجے طلا و نقرہ ہو اور اسی طرح بہشت کے
 در و درے میں بھی اور وسعت دروازہ بہشت دروازہ کا بہشت کی اس قدر ہے کہ لہجے
 دروازہ کی وسعت بقدر پانچ سو برس راہ کے ہے اور لہجے ہزار راہ و پانچ سو برس راہ کے ہے

